UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222019

UNIVERSAL
LIBRARY

بدامان گفتار شکربار کو جادو کہوں سحر کہوں حیراں ہوں کیا کہوں لاحول ولا قوۃ کیا
سودائیوں کی باتیں کرتا ہوں کیا جادو ہے کیا سحر کا اثر ہے گفتار اعجاز طراز کی رشک سے
ہندوستان میں نہ جادو ہے نہ سحر ہے ہاں بابل کے کسی کونے میں چھپا ہو تو کیا خبر ہے
بھلا اوس عبارت فصاحت نشان کا کیا وصف بیان ہو جسکی صفائی استعارات کی
خجلت سے دُر شاہوار پانی پانی جسکی رنگینی فقرات سے جگر خون لعل رُمّانی نہیں نہیں یہہ
ستایش کچھ سرمایۂ نازش نہیں کیا مولیٰ کیا لعل انکی وجہ قدر و مقدار یعنے آب و تاب
اندک تغیر میں نایاب ہے اور یہہ قیامت تک یکساں تہیدستان سرمایۂ سخن کو فیضرساں
عبارت متین کی کیفیت دیکھکر جامی تو کیا فلاطوں خم نشیں کے نشہ ہرن ہوتے ہیں اور
اوسکے ادراک غوامض میں اپنی عقل و خرد کھوتے ہیں جہاں ایسے ایسے سرخوشان خمستان
معنی جرعہ خوار بادۂ گفتار اور نشۂ حسن بیان سے سرشار ہوں پھر ہمسے نارسیدہ اوس تحقیق
مطالب کو کیا پائیں کہانسے ایسی قوت متخیلہ لائیں سوائے اسکے کہ یہ راہ باریک دیکھکر قدم
ڈگمگا ئیں اور اپنی نافہمی پر عرق انفعال میں غوطہ کھائیں مگر افسوس کہ اس جنس گراں
ارز کا کوئی خریدار نہوا اور اس یوسف مصر سخندانی کا کوئی طالب دیدار نہوا حضرت کا
ظہور حضرت اکبر شاہ کے عہد میں ہوتا شاہ عباس دارائے ایران کے عصر میں ہوتا نظیری
اپنا نظیر دیکھ لیتا ظہوری کو فن شعر میں اپنا حریف غالب نظر آجاتا خیر اب ہم یوں دل
خوش کرتے ہیں کہ اگر حضرت اوس وقت میں زینت بخش جہاں ہوتے تو ہم کہاں ہوتے
یہہ ہمارے طالع کی خوبی یہہ ہماری خوش نصیبی کہ ایسے منتخب روزگار کے جمال باکمال سے
مقتبس انوار فیض ہوئے اور شرف قدمبوسی سے بہرہ اندوز جب حضرت کو دیکھ لیا گویا
سب سخندانان ہیئت کو دیکھ لیا جب حضرت کا کلام سُن لیا سب کا کلام سُن لیا متین ہیے

قول کی یہہ اُردو کی تحریر ہے کہ سہل الممتنع کیا بلکہ ممتنع النظیر ہے اس اُردو کا نیا انداز ہے کہ جسکی
دیکھنے سے روح کو اہتزاز ہے جو کہ بعد تکمیل ہو جانے کلیاتِ نظم و نثر فارسی کہ وہ ہر ایک آویزۂ
گوشِ فصاحت و پیرایہ گلوئے بلاغت ہے اور ہندوستان سے ایران تک ہر ایک نکتہ
سنج کے ورد زبان ہے مدت سے حضرت کو اس طرز نو ایجاد اُردو سے لگاؤ ہے اور خط
کتابت میں اسیکا برتاؤ ہے جب شایقین ہنر دوست نے اس نمک ہندی کا مزہ چکھا
ہر ایک سرمایۂ لذت مائدۂ سخن سمجھکر طلبگار روخواستگار ہوا اسواسطے منشی جواہر سنگھ
صاحب جوہر کہ یہہ صاحب اخلاق و مروت میں یکتا اور علم دوست و ہنر آشنا ملازمین
معززین سرکار سے ہیں اور اب پنشندار ہیں علم فارسی کو خوب جانتے ہیں اشعار بھی اوسی
زبان میں فرماتے ہیں منشی صاحب کے اشعار قابل دید ہیں جناب مرزا صاحب قبلہ کے
شاگرد رشید ہیں چنانچہ خود جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎ در معرکۂ تیغم کہ جوہر داریم
اونکی طبع والا نے یہہ اقتضا کیا کہ یہ گہرہائے شب افروز سلک تحریر میں منسلک ہو کر زینت بخش
عروس سخن ہوں اور یہہ گلہائے پراگندہ جمع ہو کر ایک جا گلدستہ ہوں تا اوسکے روایح
روح پرور سے دماغ نکتہ سرایان غیرت چمن ہو اسواسطے میر فخر الدین صاحب مہتمم
اکمل المطابع دہلی نے سعی بے پایاں اور لالہ بہاری لال صاحب منشی مطبع مذکور نے
کوشش فراواں سے اکثر خطوط جمع کئے اور قصد انطباع کیا اور اُردوئے معلّٰے
نام رکھا گیا اور اون خطوں کو دو حصوں پر منقسم کیا پہلے حصے میں صاف صاف عبارت
کے خط تحریر کیے تا طلبائے مدرسہ فائدہ اوٹھائیں دوسرے حصے میں مطالب مشکلہ کی
تحریر اور تقریظ وغیرہ لکھی تا سخنوران معنی یاب اوسکے دیکھنے سے مزا پائیں اور منشی صاحب
موصوف نے اس ہیچمدان خاکسار یعنے مجروح دل افگار سے اسکا دیباچہ لکھنے کو فرمایا

بندہ یہہ سنکر حیران ہوا کہ یارب دُرِ شاہوار کے سامنے خزف ریزوں کا کیا اعتبار اور لعل و زمرّد میں پتھر کے ٹکڑوں کا کیا وقار مگر الامر فوق الادب سمجھکر اور اپنے کو اسی خوان نعمت کا ذلہ چین جانکر یہہ چند سطریں لکھیں بقول عرفی چو ذرّہ گرچہ حقیریم نسبتم ہیں بس ہ کہ آفتاب بود نقطۂ مقابل ما ؤ

حصہ اول

رقعہ بنام نواب میر غلام بابا خاں بہادر

نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت فقیر اسد اللہ عرض کرتا ہے کہ آپ کے خط کے آنے نے میری آبرو بڑھائی حق تعالی تمہیں سلامت رکھے ۳۶ دفتر کا وبائی کی رسید پہنچی بموجب ارشاد کے اب اور نہ بھیجونگا قبلہ غرض شہرت ہے اس قلمرو میں میں نے جلدیں تقسیم کی ہیں اوس ملک میں آپ بانٹ دیں اتنی میری عرض قبول ہو کہ بڑودہ گجرات میں سید احمد حسن صاحب مودودی اور میر براہیم علیخاں صاحب کو ایک ایک جلد بھجوادیجیگا اور چھ جلدیں مولانا سیف الحق کو عطا کیجیگا کہ وہ اپنے دوستوں کو بھجوادیں خواجہ بدرالدین خاں میرے بھتیجے نے بوستان خیال کو اُردو میں لکھا ہے اوسکا ایک اشتہار اور یہاں ایک اخبار نیا جاری ہونیوالا ہے اوسکے دو اشتہار اس خط کے ساتھ بھیجتا ہوں آپ یا آپکے احباب میں سے کوئی صاحب کتاب کے یا اخبار کے خریدار ہوں تو اشتہار کے مضمون کے مطابق عمل میں لائیں والسلام مع الاکرام۔

میاں سیف الحق سیاح کو سلام ۲۲۔ مارچ ۱۸۶۶ء

ایضاً رقعہ ثانی

سبحان اللہ تعالی شانہ ما اعظم برہانہ جناب مستطاب نواب میر غلام بابا خاں بہادر سے

بتوسط منشی میاں داد خاں صاحب شناسائی بہم پہنچی لیکن واہ اول ساغر دردی
کیا جگر خوں کن اتفاق ہے پہلا عنایت نامہ جو حضرت کا مجھکو آیا اوسمیں خبر مرگ اب
میں جواوسکا جواب لکھوں اور یہہ میرا پہلا خط ہوگا لامحالہ مضامین اندوہ انگیز ہوں گے
نہ نامۂ شوق نہ محبت نامہ صرف تعزیت نامہ صریر قلم ماتمیوں کے شیون کا خروش ہے جو
لفظ نکلا وہ سیاہ پوش ہے ہے نواب میر جعفر علیخاں جیسا امیر روشن گہر نام آور روشناس
اعیان ہند و انگلند وسط جوانی یعنی ۴۶ برس کی عمر میں یوں مرجائے ؎ نخل چمن سروری
افتاد زپاہائے ہیچ تو یوں ہے کہ یہہ دہر آشوب غم ہے مجموع اہل ہند ماتمدار و سوگوار ہوں
تو بھی کم ہے اگر یہہ میں کیا اور میری دعا کیا مگر اسکے سوا کہ مغفرت کی دعا کروں اور کیا کروں قطعۂ
سال رحلت نواب غفران مآب جب دل اخبار غم سے پر خون ہوا ہے یوں موزوں ہوا ہے ؎ گردید نہاں
مہر جہانتاب ربیع الثانی ۱۲۶۳ھ شد تیرہ جہاں چشم احباب ربیع ۱۲۶۳ھ ایں واقعہ از روے زاری غالب ۱۲۶۳ھ تاریخ رقم کرد
اگر نواب ربیع ۱۲۶۳ھ از روے زاری زائے ہوز کے حد بڑھائی جائیں تو نشۂ پیدا ہوتے ہیں فہذا المطلوب شریک
بزم ماتم منشی میاں داد خاں صاحب کو سلام یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول ۱۲۶۳ھ مطابق
ششم ستمبر ۱۸۴۶ء ایضاً نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان عنایت فرمائے
مخلصان زاد مجدہ شکریاد آوری و دعوا پروری بجالاتا ہوں پہلے اس سے آپکا مودت نامہ
پہنچا ہے وہ میرے خط کے جواب میں تھا اوسکا جواب نہیں لکھا گیا پرسوں میاں سیف الحق
کا خط پہنچا خط کیا تھا خوان دعوت تھا مینے کھاتے بھی کھائے میوے بھی کھائے ناچ
بھی دیکھا گانا بھی سنا خدا تمکو سلامت رکھے کہ اس نالائق درویش گوشہ نشین پر اپنی
عنایت کرتے ہو صاحب ریاست و امارت میں ایسے جھگڑے بہت رہتے ہیں میں
بسبب فرط محبت اخبار میں تمہاری افزایش عز و جاہ دیکھکر خوش ہوا اور تمکو تہنیت دی

ظفرنامہ ابدپیوست مبارک لفظ ہے انشاءاللہ العلی العظیم ہمیشہ مظفر و منصور ہوگے ۔
کارت بہماں جملہ چناں باد کہ خواہی ۔ نجات کا طالب غالب ۔ سہ شنبہ ۳۔ اپریل ۱۸۶۶ء
ایضاً جناب سید صاحب قبلہ بعد بندگی عرض کرتا ہوں کہ عنایت نامہ آپکا پہنچا
آپ جو فرماتے ہیں کہ تو اپنی خیر و عافیت کبھی کبھی لکھا کر آگے اتنی طاقت باقی تھی کہ بیٹھے بیٹھے
کچھ لکھتا تھا اب وہ طاقت بھی زائل ہوگئی ہاتھ میں رعشہ پیدا ہوگیا بینائی ضعیف ہوگئی متصدی
نوکر رکھنے کا مقدور نہیں غریبوں اور دوستوں میں سے کوئی صاحب وقت پر آگئے تو میں
مطلب کہتا گیا وہ لکھتے گئے یہہ حسن اتفاق ہے کہ کل آپکا خط آیا آج ہی ایک دوست میرا
آگیا کہ یہ سطریں لکھوا دیں اور یہہ آپ کبھی نفرمائیں کہ منشی میاں دادخاں سے تجھے قطع
محبت ہوگیا ہے منشی صاحب کی محبت اور اونکے توسط سے آپکی محبت دل و جان میں
اسقدر سما گئی ہے جیسا اہل اسلام میں ملکر ایمان کا پس ایسی محبت کا موقوف ہونا کبھی
ممکن نہیں امراض جسمانی کا بیان اور اخلاص ہمدگر کی شرح کے بعد ہجوم غم ہائے نہانی
کا ذکر کیا کروں جیسا ابر سیاہ چھا جاتا ہے یا ندی دل آتا ہے بس اللہ ہی اللہ ہے
سیف الحق منشی میاں دادخاں کو سلام کہیگا اور یہہ خط پڑھا دیجیگا فقط نجات کا طالب
غالب ۔ رقم چہارشنبہ ۶۔ اپریل ۱۸۶۶ء فقط ایضاً بخدمت نواب صاحب جمیل المناقب
عمیم الاحسان نواب میر غلام بابا خاں صاحب بہادر زادمجدہ عرض کیا جاتا ہے کہ آپکا
عنایت نامہ اور مولانا سیف الحق کا مہربانی نامہ یہ دونوں لفافے ایک دن پہنچے سیف الحق
کے خط سے معلوم ہوا کہ رجب کے مہینے میں شادیاں قرار پائی ہیں مبارک ہو اور مبارک ہو نظام
بزم جمشیدی سے محروم رہونگا مگر میرا حصہ مجکو پہنچ رہیگا خاطر جمع ہے کیوں حضرت صاحب
کا اسم تاریخی پسند آگیا یا نہیں نام تاریخی اور پھر سید بھی اور خان بھی یہہ مہابت علیخاں

عجب ہے اگر پسند نہ آئے اور بہت عجب ہے کہ اس امر کی نہ آپ کے خط میں توضیح نہ
میاں داد خاں کے خط میں خیر یہ میں نہیں کہتا کہ خواہی نخواہی یہی نام رکھیے پسند آنے
نہ آنے کی تو فقیر کو اطلاع ہو جائے جواب کا طالب غالب۔ ۹۔ ماہ۔ اگست ۱۸۶۶ء ایضاً
ستودہ ہر زباں دنامور ہر دیار نوابصاحب شفیق کرم گستر مرتضوی تبار نواب میر غلام
بابا خاں بہادر کو مسرت بعد مسرت وجشن مبارک وہمایوں ہو رقعۂ گلگوں نے بہار کی
سیر دکھلائی بسواری ریل روانہ ہونے کی لہر دلمیں آئی پانو سے اپاہج کانوں
سے بہرا ضعف بصارت ضعف دماغ ضعف دل ضعف معدہ ان سب ضعفوں پر ضعف
طالع کیونکر قصد سفر کروں تین چار شبانہ روز قفس میں کسطرح بسر کروں گھنٹہ بھر میں
دو بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے ایک ہفتہ دو ہفتہ کے بعد ناگاہ قولنج کی دورے کی
شدت ہوتی ہے طاقت جسم میں حالت جانمیں نہیں آنا میرا سورت تک کسیصورت
حیز امکان میں نہیں خط لکھتے لکھتے خیال میں آیا کہ سید صاحب کی ولادت کی تاریخ
لکھئی سید لی صاحب کی بسم اللہ کی بھی تاریخ لکھا چاہئے مادۂ نخجستہ بہار ذہن میں
آیا سات حدد کم پائے نخجستہ بہار پر ادب کے اعداد بڑھائے شمار میں ۱۲۸۳ نظر آئی
دوسرے ورق پر وہ قطعہ مرقوم ہے بوڑھوں کے فکر کی طاقت معلوم ہے صرف جوش
محبت سے چار مصرع موزوں ہوئے ہیں گر قبول افتد زہے عز و شرف + راقم
اسد اللہ غالب ۱۴۔ نومبر ۱۸۶۶ء سیف الحق صاحب کو سلام ایک میرے دوست
مصور خاکسار کا خاکا اوتار کر دربار کا نقشہ اوتار نیکو اکبر آباد گئے ہیں تو شغل تصویر تمام
ہو کر آپ کے پاس پہنچ جائے خط از راہ احتیاط بیرنگ بھیجا ہے قطعہ نخجستہ جشن دستار
نشینی بیگم + بفیض ہمت نواب مہین اقبالش + چو از پئے ادب آموزیست خوش باشد + اگر

خجستہ بہار ادب بود سالش ۔ ایضاً نوابصاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان عالیشان
والا دودمان زادمجدکم ۔ سلام مسنون الاسلام و دعائے دوام دولت و اقبال کے بعد عرض کیا
جاتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام میں جو از روے اخبار بھی آپکی افزایش عز و جاہ کے حالات
معلوم ہوے سواے تشکر الٰہی بجا لایا اور اس ترقی کو اپنی دعا کا نتیجہ جانکر اور زیادہ خوش
ہوا خصوصاً عدالت العالیہ میں فتح پانا اور حق حقیقی کا ظہور میں آنا کیا کہوں کیا مسرت و
شادمانی کا موجب اور کسطرح کی نشاط و انبساط کا سبب ہوا ہے حق تعالیٰ یہہ فتح مبارک و
ہمایوں کرے قطعہ فتح سید غلام بابا خاں ۔ خود نشان دوام اقبالست ۔ ہم ازیں رد بود
کہ غالب گفت ۔ کہ ظفر نامۂ ابد سالست ۔ بہار باغ جاہ و جلال جاودان باد ۔ اسد اللہ خاں
ایضاً جناب نوابصاحب میں آپکے اخلاق کا شاکر اور آپ کی یادآوری کا ممنون اور آپکے
دوام دولت کا دعاگو ہوں اگر بوڑھا اور اپاہج نہوتا تو ریل کی سواری میں مقرر آپ تک
پہنچتا اور آپ کے دیدار سے مسرت اندوز ہوتا آپ میرے شفیق اور میرے محسن ہیں خدا آپکو ہمیشہ
سلامت باکرامت رکھے خط کے دیر دیر لکھنے کا سبب ضعف و نقاہت ہے اگر میری اوقات شبا روزی
اور میرے حالات آپ دیکھیں تو تعجب کریں گے کہ یہہ شخص جیتا کیونکر ہے صبح سے شام تک پلنگ پر پڑا
رہنا اور پھر دمبدم پیشاب کو اٹھنا اون مجموع مصائب میں سے ایک دنا مصیبت یہہ ہے کہ ۱۲۸۲ ہجری
شروع ہوئے ۱۲ کی لادت ہے ایک رجب کے مہینے سے ستر واں سال شروع ہوگا ستر ہا
بہرا بوڑھا اپاہج آدمی ہوں جو عنایت تم میرے حال پر فرماتے ہو صرف تمہاری خوبی ہے میں
کسی لایق نہیں ۔ نجات کا طالب غالب چارشنبہ ۳ مئی ۱۸۷۵ء ایضاً بجناب نوابصاحب
جمیل المناقب عمیم الاحسان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون الاسلام و دعاے دوام دولت
و اقبال کے ہمیشہ ورد زبان ہے گھڑی کے علیحدہ کا شکر گھڑی اور ہر ساعت بجا لاتا ہوں پہلے تو

آپ دوست اور پھر اسیر اور پھر سید نظران تین امور پر اس ارمغاں کو میں نے بہت عزیز
سمجھا اور اپنے سر اور آنکھوں پر رکھا خدائے عالم آرائے آپکو سلامت رکھے اور ہر گھڑی
آپکا محمد و مددگار رہے ظاہر ابوقت روانگی کنجی کا رکھنا سہو ہوگیا خیر یہاں بن جائے گی
والسلام بالوف الاحترام خوشنودی احباب کا طالب غالب شنبہ سوم دسمبر ۱۸۶۴ء ایضاً
نواب صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان امید گاہ درویشاں زاد فضائلکم آپکا بندہ
منت پزیر غالب خونیں صفیریوں نواسنج ہوتا ہے کہ عنایت نامہ غرور دلایا اور مژدہ
قبول سے میرا رتبہ بڑھایا جو کچھ میرے حق میں ارشاد ہوا ہے اگر اوسکو قدردانی کہوں
تو لازم آتا ہے کہ اپنے کو ایک طرح کے کمال کا مالک سمجھ لوں البتہ آپ نے ازراہ حق
پسندی سخن کی قدردانی اور میری قدر افزائی کی ہے جو اغلاط فارسی دانان ہند
کے ذہن مین راسخ ہوگئے تھے اونکو دفع کیا ہے تو کیا بُرائی کی ہے بات یہ ہے کہ
اوچھی پونجی والے گمنام اپنی شہرت کے لیے مجھ سے لڑتے ہیں واہ واہ اپنے نامور
بنانے کو ناحق احمق بگڑتے ہیں۔ عطیہ حضرت بتوسط جناب سیف الحق پہنچا اور میں
نے اوسکو بے تکلف عطیہ مرتضوی سمجھا علی مرتضے علیہ التحیہ والثنا آپ کا دادا اور میرا آقا
خدا کا احسان ہے کہ میں احسان مند بھی ہوا تو اپنے خداوند کے پوتے کا آج سے
کاپی لکھی جانے لگی اور تصحیح کو میرے پاس آنے لگی چھاپے کے واسطے برسات کا موسم
اچھا ہے بس اب اسکے چھپ جانے میں دیر کیا ہے نجات کا طالب غالب صبح یکشنبہ
۱۷۔ دسمبر ۱۸۶۶ء **بنام منشی میاں داد خاں المخاطب بہ سیف الحق المتخلص**
بسیاح سعادت و اقبال نشان منشی میاں داد خاں سے میں بہت شرمندہ ہوں کہ اون
کے خطوط کا جواب نہیں لکھا غزلوں کے مسودے گم ہوگئے اس شرمندگی سے پاسخ

نگار نہوا اب یہ سطریں جو لکھتا ہوں اوس خط کے جواب میں ہیں جو بنارس سے آیا ہے
بھائی بنارس خوب شہر ہے اور میرے پسند ہے ایک مثنوی میں نے اوسکی تعریف میں
لکھی ہے اور چراغ دیر اوسکا نام رکھا ہے وہ فارسی دیوان میں موجود ہے اوسکو دیکھنا
اشرف حسین خان صاحب کیر دوست ہیں فتنہ و فساد کے زمانہ سے بہت پہلے اونکا خط
اور کچھ اونکا کلام میرے پاس آیا ہے تم اونکو میرا سلام کہنا اور میں تم سے یہ توقع رکھتا
ہوں کہ جسطرح تمنے لکھنو سے بنارس تک کے سفر کی سرگذشت لکھی ہے اسیطرح آیندہ بھی
لکھتے رہوگے میں سیر و سیاحت کو بہت دوست رکھتا ہوں ؎ اگر بدل سخلد ہر چہ در نظر
گزرد ۔ زہے روانی عمرے کہ در سفر گزرد ۔ خیر اگر سیر و سیاحت میسر نہیں نہ سہی ذکر العیش
نصف العیش پر قناعت کی میاں داد خاں سیاح کی سرگزشت سیر و سفر ہی سنی
غزل تمہاری رہنے دیتا ہوں اسکے دیکھنے کی ابھی فرصت نہیں ہے جیسا تمنے وعدہ کیا
ہے جب اور غزلیں بھیجوگے اونکے ساتھ اسکو بھی دیکھ لوں گا بلکہ احتیاط مقتضی اسکا ہے کہ اون
غزلوں کے ساتھ اس غزل کو بھی لکھ بھیجنا ناتوانی زور پر ہے بڑھاپے نے نکما کر دیا ہے ضعف
سستی کاہلی گرانجانی گرانی رکاب میں پا نو ہے باگ پر ہاتھ ہے بڑا سفر و دراز در پیش
ہے زاد راہ موجود نہیں خالی ہاتھ جاتا ہوں اگر نا پرسیدہ بخشدیا تو خیر گر باز پرس ہوئی تو
سقر مقر ہے اور راہ یہ زاویہ ہے دوزخ جاوید ہے اور ہم ہیں ہائے کسی کا کیا اچھا شعر ہے
؎ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے ۔ مر کے بھی چین نپایا تو کدھر جائیں گے ۔ اللہ
اللہ ۔ نجات کا طالب غالب صبح دوشنبہ ۳۱۔ دسمبر ۱۸۶۰ء ایضاً صاحب یہ سر پیٹنے
کی جگہ ہے کہ تمہارا کوئی خط ڈاک میں ضایع نہیں ہوتا اور میرا کوئی خط تمکو نہیں پہنچتا
سنو چھوٹے صاحب کا خط آیا اوسمیں قطعہ کا شکر اور اجزائے کتاب کے بھیجنے کی تاکید تھی مینے اوسکا

جواب میں لکھا کہ اوس کتاب کا چھاپا یہاں ہی شروع ہوگیا انشاءاللہ تعالیٰ بعد انطباع ایک مجلد آپکے واسطے اور ایک مجلد منشی میاں دادخاں کے واسطے بسبیل ڈاک پارسل بھیجونگا اب تم نواب صاحب سے میرا سلام کہو اور یہہ اپنے نام کا خط اونکو پڑھاد و اور ایک پتا تمکو دیتا ہوں نواب صاحب کا جو خط طلب کتاب کے باب میں آیا تھا اوسمیں مندرج تھا کہ اب میں سورت کو جاتا ہوں تم اجزائے کتاب کا پارسل اس پتے سے سورت کو بھیجنا بھائی بینے اوسی پتے سے خط بھیجا تھا نہ پہنچے تو میرا کیا گناہ پیڈ خط گاہ گاہ تلف بھی موجاتا ہے نظر اس بات پر یہہ خط تمکو بیرنگ بھیجتا ہوں تاکہ ضایع نہونے کا احتمال قوی رہے ۲۰ صبح شنبہ ۱۴ ربیع الثانی مطابق ۱۷ ستمبر سال حال غالب ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق میاں دادخاں سلمکم اللہ تعالیٰ فقیر کی طرف سے سلام و دعا قبول کریں چھوٹے صاحب کی تصویر کی رسید میں بھائی محمد حسین خاں سے کہا گیا تھا کہ تم تصویر کے پہنچنے کی اطلاع دے دینا سو اب تمہاری تحریر سے معلوم ہوا کہ اونہوں نے اطلاع دی ہے حال تصویر کا یہہ کہ مینے اوسے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا گویا چھوٹے صاحب کو دیکھا لیکن اسکا سبب نہ معلوم ہوا کہ نواب صاحب نے ہمسے بات نکی خیر دیدار تو میسر ہوا گفتار بھی اگر خدا چاہے گا تو سن لیں گے بیکھو منشی صاحب آئینہ کی تصویر کی صنعت کو سب پسند کرتے ہیں مگر فقیر اسکا معتقد نہیں اب دیکھو حضرت کی تصویر میں گھٹنیوں تک ہاتھ کی تصویر ہے آگے پہنچے اور نیچے کا پتا نہیں مکالمہ یکطرف مصافحہ کی بھی حسرت رہگئی اسوقت جدا گانہ خط لکھنے کی فرصت نہیں نواب صاحب سے میرا بہت بہت سلام اور اشتیاق کہنا بلکہ یہہ خط اونکو ضرور دینا کہ وہ پڑھ لیں میں سادات کا نیازمند اور علی کا غلام ہوں ۵ بندۂ شاہ شہیداں و ثنا خوان ثناء نجات کا طالب غالب ۱۷ ذیقعدہ مسئلہ ہجری

ایضاً برخوردار کامگار سعادت نشان منشی میاں داد خاں سیاح بلال عمر و درویش گوشہ
نشین غالب حزیں کی دعاے درویشانہ سے کامیاب و بہرہ مند ہوں لکھنؤ کی ویرانی
پر دل جلتا ہے مگر تمکو یاد رہے کہ وہاں بعد اس فساد کے ایک کون ہوگا یعنے راہیں
وسیع ہوجائیں گی بازار اچھے نکل آئیں گے جو دیکھے گا وہ داد دیگا اور دلی کے فساد کے
بعد کون نہیں ہے یہاں فساد در فساد چلا جائیگا شہر کی صورت سوا ے اس بازار
کے جو قلعہ کے لاہوری دروازہ سے شہر کے لاہوری دروازہ تک ہے سراسر بگڑ گئی اور
بگڑتی جاتی ہے - دیوان کا چھاپا کیسا وہ شخص ناشنا موسوم بہ عظیم الدین جسنے مجھ سے
دیوان منگا بھیجا آدمی نہیں ہے بھوت ہے پلید ہے غول ہے قصہ مختصر سخت نامعقول
ہے مجکو اوسکے طور پر انطباع دیوان نامطبوع ہے اب میں اوس سے دیوان مانگتا ہوں
اور وہ نہیں دیتا خدا کرے ہاتھ آجائے تم بھی مانگو زیادہ لکھنا لکھوں دوشنبہ ۱۲ جون
۱۸۵۷ء غالب ایضاً صاحب مہربانی نامہ کہ گویا الفاظ اوسکے سراسر نواب میر غلام
بابا خاں صاحب کی زبانی تھے پہنچا جواب لکھتا ہوں اور پرسش کا شکر بجا لاتا ہوں
ایک قرن بارہ برس سے فردوس مکان نواب یوسف علی خاں والی رامپور اپنے
اشعار میرے پاس بھیجتے تھے اور سو روپیہ مہینا ماہ بماہ بسبیل ہنڈوی بھجواتے تھے
اوس مغفور کی اندازہ دانی دیکھئے کہ مجھ سے کبھی اوس روپے کی رسید نہیں لی اپنے
خط میں ہنڈوی بھیجا کرتے میں خط کا جواب لکھ بھیجتا اس مامانہ کے علاوہ کبھی دو سو کبھی
ڈھائی سو بھیجتے رہتے فتنہ و فساد کے دنوں میں قلعہ کی آمد مفقود انگریزی پنشن مسدود یہ
بزرگوار وجہ مقرری ماہ بماہ اور فتوح گاہ گاہ بھیجتا رہا تب میری اور میرے متوسلوں کی
زیست ہوئی غرض حال کو خدا بدولت و اقبال ابداً موبداً سلامت رکھے وجہ مقرری کی ہنڈوی

ہر مہینے بحسب دستور قدیم اپنے خط میں بھیجے جاتا ہے فتوح کی رسم دیکھیے جاری رہے یا نہیں
میرے پاس روپیہ کہاں جو قاطع برہان کو دوبارہ چھپواؤں پہلے بھی نواب مغفور نے
دوسو روپے بھیجدے تھے تب پہلا مسودہ صاف ہوکر چھپوایا گیا تھا اب بھی وعدہ کیا تھا
کہ اپریل کی وجہ مقرری کے ساتھ دوسو بھیجیں گے وہ آخر اپریل ۱۸۶۵ء حال میں مرگئے
اپریل کا روپیہ رئیس حال سے میں نے پایا مصرف کتاب کا روپیہ آیا یا دلاؤنگا مگر اوس
مرحوم کا وعدہ سرشتہ دفتر سے نہ تھا جواز روے دفتر اوسکی تصدیق ہو بہرحال فکر میں
ہوں اگر اسباب مساعدت کی فہو المراد ورنہ ؎ آنچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست
منشی صاحب اس خط کو ضروری جانکر بیرنگ بھیجتا ہوں نجات کا طالب غالب ۳۰ جولائی
۱۸۶۵ء ایضاً منشی صاحب شفیق بدل مہربان عزیز تر از جان سیف الحق میاں داد خاں
کو فقیر غالب علیشاہ کی دعا پہنچے پرسوں نواب صاحب کا خط اور کل تمہارا خط آیا صاحب
ٹوپیوں کی حقیقت یہ ہے کہ تمنے لطائف غیبی کی ۱۵ جلدیں سات روپیہ آٹھ آنے دام بھیجکر
منگوائیں پھر دو روپیہ سے ٹکٹ بھیجکر ٹوپیاں منگائیں میں نے تمہارے بھیجے ہوے روپیوں
کی ٹوپیاں خرید کرکے تمکو بھیجدیں چاہو تم پہنو چاہو چھوٹے صاحب کی نذر کرو یہ جو میں نے
سیف الحق خطاب دیا ہے اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا ہے تم میرے ہاتھ ہو تم میرے
بازو ہو میرے نطق کی تلوار تمہارے ہاتھ سے چلتی رہے گی لطائف غیبی نے اعدا کی
دھجیاں اوڑا دیں ایک نئی بات سنو محمد مرزا خاں میرے سیبی بھائی کا نواسا ہے اوسنے
ایک اخبار نکالا ہے مسمی بہ اشرف الاخبار اوسکا ایک لفافہ تمکو بھیجتا ہوں اسکو پڑھکر معلوم کرلو
گے کہ تمہارا ایک اعتراض قتیل کے کلام پر چھاپا گیا ہے اس ارسال و اعلام سے صرف اطلاع
منظور ہے ہاں ایک بات یہہ بھی ہے کہ چھوٹے صاحب کی بھی نظر سے گزر جائے اور اوس

سرکار میں یہہ اخبار خرید کیا جاے اور تم اونکی طرف سے حکم خریداری ابتداے جنوری ۱۸۶۷ء
سے بنام محمد مرزا خاں لکھو اور وہ خط اوس پتہ سے دلی کو روانہ کرو جو اون کے اخبار کے آخر
میں لکھا ہے حیران ہوں کہ چھوٹے صاحب کے خط کا کیا جواب لکھوں اونھوں نے مجھے شرمندہ
کیا اپنے کو چھوٹا اور مجکو بزرگ لکھا سید تو سب مسلمانوں کے بزرگ ہوتے ہیں میں تو مسلمانوں
میں بھی ایک ذلیل علیل فقیر حقیر آدمی ہوں یہہ اونکی بزرگی اونکی خوبی اونکی مہربانی حق تعالے
اونکو سلامت رکھے اور ان مقدمات میں من کل الوجوہ اونکو فتح و ظفر نصیب ہو میرا سلام
کہنا اور یہہ عبارت پڑھا دیناہاں صاحب برادر بجان برابر میرزا معین الدین حسین
خاں بہادر کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ بھائی میرا جی دیکھنے کو بہت چاہتا ہے پہلے برخوردار
شہاب الدین خاں سے پوچھو وہ اجازت دے تو فوراً ریل پیل کرتے چلے آؤ دیدار کا طالب
غالب سہ شنبہ ۷ شوال ۱۲۸۳ ہجری ۱۲ فروری ۱۸۶۷ء ایضاً صاحب کل آپکا خط آیا میرا
دہیاں لگا ہوا تھا کہ آیا میاں سیلاح کہاں ہیں اور مجکو کیوں بھول گئے ہیں پہلا حظ
تمہارا جسکا حوالہ اس خط میں دیتے ہو میں نے نہیں پایا ورنہ کیا امکان تھا کہ جواب نہ لکھتا
جناب منشی میر امیر علی صاحب سے مجھ سے شاید ملاقات نہیں لیکن اون کے محامد و مکارم سنتا
ہوں جناب مولوی اظہار حسین صاحب سے البتہ اسی شہر میں دو ملاقاتیں ہوئی ہیں لیکن میں نے
اونکو فقیر دوست اور درویش نواز نہ پایا اغنیا کے واسطے اچھے ہیں ہائے مولوی محمد محسن اور
مولوی عبدالکریم اس عہد میں اگر اون بزرگوں میں سے ایک ہوتا تو میں کیوں اپنی قسمت
کو روتا وقت گزر جاتا ہے بات رہجاتی ہے ہاں خاں صاحب آپ جو کلکتہ پہنچے ہو اور
سب صاحبوں سے ملے ہو تو مولوی فضل حق کا حال اچھی طرح دریافت کرکے مجکو لکھو کہ اُس نے
رہائی کیوں نہ پائی اور وہاں جزیرہ میں اسکا کیا حال ہے گزارا کسطرح ہوتا ہے۔ غالب

جمعہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء ایضاً آیئے مولانا سیاح سلام علیکم مزاج مبارک سورت کا پہنچنا بہر صورت مبارک ہو بھائی میرا دل بہت خوش ہوا کہ تم اپنے وطن پہنچے لیکن تمکو چین کہاں خدا جانے کئی ہفتہ یا کئی مہینے ٹھیروگے اور پھر سیاحت کو نکلوگے جہیں کہوگے آؤ اب دکن کی سیر کریں حیدرآباد اورنگ آباد دونوں شہر اچھے ہیں انکو دیکھیں مرزا معین الدین حسین خاں اور مرزا محمد حسین خان یہہ دونوں بیٹے ہیں نواب قدرت اللہ بیگ خاں کے اور قدرت اللہ بیگ خاں ابن عم تھے نواب احمد بخش خاں کے اور معین الدین حسین خاں کی بہن منسوب ہے بھائی ضیاء الدین خاں سے یہاں کوئی امر نیا نہیں واقع ہوا وہی حالات واطوار ہیں جو دیکھ گئے ہو مسجد جامع کے باب میں کچھ پرسشیں لاہور سے آئی تھیں یہاں سے اون کے جواب گئے ہیں یقین ہے کہ واگزار کا حکم آئے اور وہ مسلمانوں کو ملجائے ہنوز بدستور پھرا بیٹھا ہوا ہے اور کوئی جانے نہیں پاتا والسلام مع الاکرام صبح سہ شنبہ ۲۰ ذیقعدہ مئی معاً غالب ایضاً نورچشم اقبال نشان سیف الحق میاں دادخاں سیاح کو غالب نیم جاں کی دعا پہنچے واقعی تمہارے دو خط آئے ہیں آگے میں لیٹے لیٹے کچھ لکھتا تھا اب وہ بھی نہیں ہوسکتا ہاتھ میں رعشہ آنکھوں میں ضعف بصر کوئی متصدی میرا نوکر نہیں دوست آشنا کوئی آجاتا ہے تو اوس سے جواب لکھوا دیتا ہوں بھائی میں تو کوئی دنکا مہمان ہوں اور اخبار والے میرا حال کیا جانیں ہاں اکمل الاخبار اور اشرف الاخبار والے کہ یہہ یہاں کے رہنے والے ہیں اور مجھ سے ملتے رہتے ہیں سو اون کے اخبار میں میں نے اپنا حال مفصل چھپوا دیا ہے اور اوسمیں میں نے عذر چاہا خطوں کے جواب سے اور اشعار کی اصلاح سے اور پر کسی نے عمل نکیا اب تک ہر طرف سے خطوں کے جواب کا تقاضا اور اشعار اصلاحوں کے چلے آتے ہیں اور میں شرمندہ ہوتا ہوں بوڑھا اپاہج بیچ پورا بہرا ادھا اندھا

دن رات پڑا رہتا ہوں حاجتی پلنگ کے تلے دھرے رہتے ہیں تشت چوکی پلنگ کے پاس لگا رہتا ہے سو تشت
چوکی پر تیسرے چوتھے دن اتفاق جانیکا ہوتا ہے اور حاجتی کی حاجت بسبب سرعت بول کے گھنٹہ بھر میں
پانچ چھ بار ہوتی ہے تصویر کھینچنے والا بوہند وستانی ایک دوست تھا وہ شہرت چلا گیا ایک انگریز ہے وہ کھینچتا
مجھ میں اتنا دم کہاں کہ کوٹھے پر سے اتروں پالکی میں بیٹھوں اور اسکے گھر جاؤں اور گھنٹہ دو گھنٹہ کرسی پر بیٹھوں
اور تصویر کھچوا کر جیتا جاگتا اپنے گھر پھر آؤں اب تم ازراہ مہربانی یہہ خط میر ابراہیم علیخاں بہادر اور حکیم سید احمد حسن
صاحب کو اور جب یمی سے جائیں تو نواب غلام باباخاں کو یہہ خط پڑھوا دینا تمہارے ہاں لڑکے کا پیدا ہونا اور اسکا
مرجانا معلوم ہو کر مجکو بڑا غم ہوا بھائی اس داغ کی حقیقت مجھسے پوچھو کہ ۴۰ برس کی عمر میں سات بچے پیدا ہوئے
لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اور کسی کی عمر پندرہ مہینے سے زیادہ نہیں ہوئی تم بھی جوان ہو حق تعالی تمہیں صبر
اور نعم البدل دے السلام ۲۵ اگست ۱۸۶۰ء **ایضاً** خانصاحب دولت و اقبال نشان میاں احسان
سلمہ کو فقیر گوشہ نشیں کا سلام پہنچے تمہارا کوئی خط سوائے اس خط کے جسکا میں جواب لکھتا ہوں ہرگز
نہیں پہنچتا بہت دن سے مجکو خیال تھا کہ مولانا سیاح نے مجکو یاد نہیں کیا کل ناگاہ تمہارا خط پہنچا آج اسکا جواب
لکھتا ہوں شہر میں تو کھونے کا نہیں جو اسقدر عذر چاہتے ہو کھو دادینے میں کیا تکلیف اور کیا زحمت میں
احباب کا خادم ہوں میر غلام باباخاں صاحب سے میرا سلام کہئے اور وہ نگین سہ نقشہ بے تکلف بھیج دیجے آپکے
حکم کی تعمیل اور اوس نگین کی درستی ہو جاوے گی خاطر عاطر جمع رہے زیادہ کیا لکھوں ابی سیاح صاحب
ہمارا دھیان تم میں لگا رہتا ہے کبھی کبھی خط لکھتے رہا کرو میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ اگر میر غلام باباخاں
صاحب کی شہر کھدوانی نہوتی اور وہ تم سے نہ کہتے تو تم ہرگز مجکو خط نہ لکھتے یہہ تمہارا خط گویا میر غلام باباخاں
کا حسب الحکم تھا جی میں آیا تھا کہ انھیں کو اسکا جواب لکھوں اور اون کے نام کا خط بھیجوں مگر پھر سوچا
کہ تم آزردہ ہو جاؤ گے تمہیں کو خط لکھا بھائی یہہ طریقہ فراموشکاری کا اچھا نہیں گاہ گاہ خط لکھا کرو والسلام
نجات کا طالب غالب سہ شنبہ یکم مارچ ۱۸۶۶ء **ایضاً** منشی صاحب یہہ کیا اتفاق ہے کہ میری بات

کوئی نہیں سمجھتا ؎ کس زبان مرا نے فہمد بغیر ازان چہ التماس کنم ۔ یاد کرو اصل مقدمہ یہ تھا کہ میں قاطع برہان کو دوبارہ چھاپا چاہتا ہوں تو بسبب امدودیں یعنی سو دو سو جلدیں خرید لیں حضرت نے ایک گہڑی عنایت فرمائی بھلا یہ میرے کس کام کی چار دن سوچا کیا کہ پھیروں پھر سوچا کہ بُرا مانیں گے آخر کو گہڑی رکھ لی اور یہہ خیال کیا کہ کتاب کے انطباع کے بعد سو ڈیڑھ سو جلدیں بھیج دونگا اسی خط کے ساتھ نواب صاحب کے نام کا خط گہڑی کی رسید کا پہنچتا ہے اور یہہ بھی تمکو معلوم ہے کہ گہڑی کی گنجی نہیں آئی ظاہر ہے کہ وہیں رکھی ہوگی ہاں صاحب تیس جلدیں لطائف غیبی کی دو پارسلوں میں آگے بھیجی ہیں جس کی قیمت دس روپیہ مجکو پہنچے فی الحال ایک جلد اور اپنی طرف سے بھیجی ہے رسید جلد لکھو غالب ۳۔ دسمبر ۱۸۶۲ء **ایضاً** سعادت و اقبال نشان سیف الحق منشی میاں داد خان سیاح کو فقیر غالب کی دعا پہنچے خط میں آپنے بہت سے مطالب لکھے مگر تیس کتابوں کی دو پارسلوں کی رسید نہیں لکھی یہہ ایک پارسل جو بعد دو پارسلوں کے بھیجا گیا ہے اسمیں وہی لطائف غیبی ہے جسکو مینے اپنے مطالعہ میں رکھکر صحیح کیا ہے اسکے بھیجنے سے یہہ غرض تھی کہ تم اون تیس رسالوں کو اسکے مطابق صحیح کرلو اگر چھوٹے صاحب نے رکھ لیا ہے تو اونسے مستعار لیکر اپنی سب کتابیں صحیح کرلو اور وہ نسخہ اون کے نذر کردو صاحب میں نے اپنے صرف زر سے لطائف غیبی کی جلدیں نہیں چھپوائیں مالک مطبع نے اپنی بکری کو چھاپیں جنمیں میں نے مول لیں تیس تمکو لوادیں جنمیں بھائی ضیاء الدین خاں نے لیں دس مصطفےٰ خاں صاحب نے لیں باقی کا حال مجھے نہیں معلوم ۱۲ دیکھو سیف الحق شیخ سعدی کا قول کیا سچا ہے ؎ اگر دنیا بنا شد دردمندم + وگر باشد بہرش پا بزندم + بلائے زیں جہاں آشوب تر نیست + کہ رنج خاطر است از ہست و زیست + جہاں دولت نہیں وہاں مصیبت ہے جہاں دولت ہے وہاں خصومت ہے تو میں غلام بابا خاکا دوست ہوں اون کی فتح کی دعا مانگتا ہوں آپ اتنی مہربانی کریں کہ یہہ حالات جو واقع ہوا کریں وہ مجکو لکھا کریں غریبلہ کی ہندی نخرہ ہے فارسی میں غریبلہ بولتے ہیں سنجات کا طالب غالب پنجم شعبان ۱۲۷۹ھ

ایضاً بھائی سیف الحق تمہارا خط پہنچا قاضی صاحب بروہ کو معاف رکھو اگر کوئی وجہ اپنے پر اونکے
عتاب کی پاتا تو اوس سے عذر کرتا اور اپنا گناہ معاف کرواتا جب سبب ملال کا ظاہر نہیں تو میں کیا کروں تم
برا نما تو کسواسطے کہ اگر میں برا ہوں تو اوس نے سچ کہا اور اگر میں اچھا ہوں اور اوس نے برا کہا تو اوسکو خدا کے
حوالے کرو ۵ غالب برا نمان جو دشمن برا کہیں ۱۰ ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے چھاپا اس برقعے
میں تصویر کے پردے میں کھچا کھچا پھریں گوشہ نشین آدمی عکس کی تصویر اتارنے والے کو کہاں ڈھونڈوں
دیکھو ایک جگہ میری تصویر بادشاہ کے دربار کی چھپی ہوئی ہے اگر بات آجاوے گی تو وہ ورق بھیجونگا جی
وہ تو میں نے نواب صاحب کو ہنسی سے ایک بات لکھی تھی دوستانہ اختلاط تھا کہ بھئی میں بہرا ہوں گا کیا سنوں گا
بوڑھا ہوں ناچ کیا دیکھوں غذا چھ ماشہ آٹا کھاتا کیا کھاؤں بنی سورت میں انگریزی شلر میں اچھی
ہوتی ہیں اگر وہاں آتا اور شریک محفل ہوتا تو پی لیتا نجات کا طالب غالب ۵ ستمبر ۱۸۶۶ء ایضاً صاحب
تمہارے خط کے پہنچنے سے کمال خوشی ہوئی ٹوپیاں اگرچہ تمہارے سر پر ٹھیک نہ آئیں لیکن ضائع نگئیں
میرے شفیق اور تمہارے مربی کے صرف میں آئیں تمکو اور ٹوپیاں بھیجونگا مصور سے سخت عاجز ہوں وعدہ
ہی وعدہ ہے وفا کا نام نہیں کلیات میر تقی کا انتخاب تمہارے خط کے پہنچنے سے دو دن پہلے میر فخر الدین
نے ارسال کر دیا ٹکٹ اون کے حوالے کر دیئے حضرت بہتان لگانے کی خو کس سے سیکھی ہو میرے پاس کوئی
غزل تمہاری نہیں ہے نواب صاحب کو سلام کہنا اور میری زبانی کہنا کہ ٹوپیوں کو میرا ارمغان سمجھنا سیف الحق
کی نذر تصور نکرنا نجات کا طالب غالب ۲۵ جنوری ۱۸۶۷ء ایضاً اقبال نشان سیف الحق کو دعا پہنچے
پانچ اشتہار اخبار کی خریداری کے اور تین اشتہار کتاب کی خریداری کے آپکے پاس پہنچتے ہیں چھوٹے
صاحب کو ملاحظہ کروائیے اور اطراف جوانب دو رونزدیک بھیجیئے جو صاحب کتاب اور اخبار دونوں کے
خریدار ہوں وہ دونوں کی خریداری کا اطلاع کا خط میر فخر الدین مہتمم کمل المطابع کے نام لکھیں اور وہ خط
میرے پاس بھیجدیں جو صاحب فقط اخبار کے خریدار ہوں وہ اوسکے خریدنے کی اطلاع کا خط جو صاحب

فقط کتابکے خریدار ہوں وہ اوسکی اطلاع کا خط لکھیں غالب ۲۲ مارچ ۱۸۶۶ء ایضاً مولانا سیف الحق
اب تو کوئی خط تمہارا نوٹ اور ہنڈوی اور ٹکٹ سے خالی نہیں ہوتا بھلا یہ تو فرمائیے کہ یہ ڈھائی روپے
کس بابت ہے اور کس جلس کی قیمت ہے ہیں لگے پانچ روپیہ پر میں بے مزہ ہوا تھا یہ ڈھائی اور طرہ ہوے
بہرحال انکا حال لکھو کہ کیسے ہیں اور کاہے کے ہیں اس رقعہ کا جواب جلد لکھو ٹوپیاں بعد عید بھیجی
جائینگی عنایت کا طالب غالب ۲۳ اپریل ۱۸۶۶ء ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان
سیف الحق میاں داد خاں کو فقیر اسد اللہ کا سلام کل سہ شنبہ ۲ فروری صبح کے وقت چھ بارسل ۳۶
درفش کاویانی کے نواب میر غلام بابا خانصاحب کی خدمت میں ارسال کئے کل ہی شام کے وقت
آپکا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا خیر اب اور نہ بھیجوں گا صاحب تمنے پانچ روپیہ کے ٹکٹ کیوں
بھیجے میں نے کتاب فروش دلال یہ حرکت مجھے پسند نہ آئی اور تمنے برا کیا حضرت ۱۶ جلدیں لطائف نیہی
کی بھیجکر اوسکے پان سات دن کے بعد بیس نامہ غالب کا پارسل ارسال کیا ہے لطائف کی رسید تمنے
بھیجدی یقین ہے کہ نامہ غالب کا پارسل بھی پہنچ جائے گا گھبراؤ نہیں نواب صاحب کی خدمت میں میرا سلام
اور اشتیاق ملاقات عرض کرنا نجات کا طالب غالب ۲۱ فروری ۱۸۶۶ء ایضاً منشی صاحب وہی
جہان وہی مین وہی آسمان وہی سورت بمبئی وہی دلی وہی نواب میر غلام بابا خان وہی سیف الحق
سیل وہی غالب نیمجاں انگریزی ڈاک جاری ہرکاروں کو ریل کی سواری ربیع الاول میں تمہارا
خط آیا ربیع الثانی جمادی الاول جمادی الثانی جب آج شعبان کی ۲۶ ہے صبح کے وقت یہ خط
لکھ رہا ہوں ۸ بج گئے ہیں اسوقت تک کوئی تمہارا خط آیا نہ کوئی نواب صاحب کا عنایت نامہ
واسطے خدا کے میرے اس خط کا جواب جلد لکھو اور اس خط میں ترک نامہ و پیام کا سبب لکھو آج
ہی کے دن ایک پارسل چھ ٹوپیوں کا ارسال کرتا ہوں خدا کرے پارسل پہنچ جائے اور ٹوپیاں
تمہارے پسند آئیں نواب صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچانا اور عتاب کی وجہ دریافت کرکے

لکھنا نجات کا طالب غالب ۳۰ جنوری ۱۸۶۷ء خط بیرنگ ہے اور پارسل پیدا یضاً برخوردار تمہارا خط پہنچا لکھنو کا کیا کہنا ہے وہ ہندوستان کا بغداد تھا اللہ اللہ وہ سرکار امیر گرتھی جو بے سر و پا وہاں پہنچا امیر بن گیا اوس باغ کی یہ فصل خزاں ہے۔ میں بہت خوشی سے تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ اُردو کا دیوان غاصب ناانصاف سے ہات آگیا اور میں نے نورچشم منشی شیونرائن کو بھیجدیا یقین کلی ہے کہ وہ چھاپیں گے جہاں تُم ہوگے ایک نسخہ تمکو پہنچ جائے گا۔ طریقہ سعادت مندی یہ ہے کہ ہمکو اپنی خیر و عافیت کا طالب جانکر جہاں جا ہو وہاں سے خط لکھتے ہو اور اپنے مسکن کا پتا ہم پر ظاہر کرتے رہو ہم تمسے راضی ہیں اور چونکہ تمہاری خدمت اچھی طرح نہیں کی شرمندہ بھی ہیں راقم اسد اللہ خاں مرقومہ شنبہ روز عید مطابق ۳۰ جون ۱۸۶۱ء ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق میاں داد خاں تم سلامت رہو تمہارے خط کے صفحہ سادہ پر یہ سطریں رقم کرتا ہوں تاکہ تُم اپنے خط کے پہنچنے پر اطلاع پاؤ نامہ غالب صاحب مطبع نے اپنی بکری کے واسطے نہیں چھاپے جو میں مول لیکر بھیجوں اور تُم سے اوسکی قیمت مانگ لوں میں نے آپ تین سو جلد چھپوائی دو روز ہوئے بانٹ دی آج یکشنبہ ہے پارسل روانہ نہوگا جتنے یہ نسخے اب میرے پاس باقی ہیں کل تمہیں بھیجدونگا ہانصاحب سو روپیہ کا نوٹ پہنچا اور روپیہ وصول ہوا کاپی آج شروع ہوگئی جسدن نوٹ پہنچا اوسکے دوسرے دن روپیہ ملگیا تیسرے دن میں نے تمکو تمہارے رجسٹری دار خط کا جواب لکھ بھیجا یقین ہے کہ میرا خط پہنچگیا ہوگا اور تمنے بموجب میری خواہش کے نوابصاحب کو دکھا دیا ہوگا کل حضرت کا بھی ایک خط آیا ہے اوسکا جواب آج تمہارے خط کے ساتھ ارسال ہوتا ہے بندہ پرور سچ کہتے مورخ میرزا بیگ کا وطن اصلی سمرقند اور فی الحال میرٹھ میں مقیم اور معلمی اوسکا پیشہ ہے اور آٹھ دس برس سے اندھا ہے نثر میں مولوی امام بخش صہبائی کا شاگرد اور فارسی شعر کہتا ہے راقم غالب علیشاہ یکشنبہ ۱ ستمبر ۱۸۶۵ء ایضاً صاحب آج تمہارے کئی خطوں کا جواب لکھتا ہوں مولوی کرامت علی صاحب

میرے شفیق ہیں جس زمانے میں وہ دلی آئے تھے میری اون کی ملاقاتیں ہوئی تھیں وہ میرے دوست ہیں شاگرد نہیں اور ہرگز قصیدہ اونھوں نے میری مدح میں نہیں لکھا آغا عبدالرزاق شیرازی نے گویا میری خستگی و تہمت دلی کا انتقام لیا بہرحال میں تمہارا احسان مند ہوں اگر تم وہاں نہوتے تو میری اور میر منشی کی صفائی نہوتی اندنوں ضعف دماغ دوران سر میں ایسا مبتلا ہوں کہ والی راہیو کا بھی بہت سا کلام یوں ہی دھرا ہوا ہے دیکھنے کی بھی نوبت نہیں آئی تمہاری بھیجی ہوئی غزلیں سب محفوظ دھری ہوئی ہیں خاطر جمع رکھو جب نواب صاحب کی غزلیں دیکھوں گا تو یہ بھی دیکھی جائیں گی جب حال یہ ہو کہ اصلاح نہ دے سکوں تو فکر تاریخ کیا کروں اگر میرا حال درست ہوتا تو جناب مولوی عبدالغفور خاں صاحب نساخ کے دیوان کی تاریخ ضرور لکھتا اور اس خدمت گزاری کو اپنی سعادت سمجھتا آپ جناب مولوی صاحب سے میرا سلام کہیں اور یہ میرا قطعہ اونکو دکھادیں نجات کا طالب غالب چارشنبہ ۲۰ نومبر ۱۸۶۷ء **ایضاً** جناب منشی صاحب کا خط مع خط مہری لفٹنٹ گورنر آگرہ کا وہ میرا بھیجا ہوا تھا بھیجا اسکے بھیجنے کچھ ضرورت نتھی جب کمشنر اعلیٰ نے مجکو خط لکھنا موقوف کیا تو لفٹنٹ گورنروں کے لگے زمانے کے خطوط سے میرا کیا دل خوش ہوگا ایسے ایسے پچاس ساٹھ خط میرے پاس موجود ہیں مجکو تو جہانے کے پیسوں کا افسوس ہے جو تمنے بابت محصول دئے راقم اسداللہ مرقوم ۱۰ فروری ۱۸۶۳ء **ایضاً** صاحب میرا سلام تمہارا خط پہنچا دو غزلیں دیکھیں خوش ہوا فقیر کا شیوہ خوشامد نہیں اور فن شعر میں اگر اس شیوہ کی رعایت کیجاوے تو شاگرد ناقص رہ جاتا ہے یاد کرو کبھی کوئی غزل تمہاری اس طرح کی نہیں ہوئی کہ جسمیں اصلاح نہوئی ہو خصوصاً ردیف مرہ اردو میں دونو غزلیں لفظاً و معنیً بے عیب ہیں کہیں اصلاح کی حاجت نہیں آفریں صد ہزار آفریں میر غلام بابا خاں صاحب واقعی ایسے ہی ہیں جیسا تم لکھتے ہو یا حسب میں دس ہزار آدمی تمہاری نظر سے گزرا ہوگا اوس گروہ کثیر میں جو تم ایک شخص کے مداح ہو تو بیشک وہ شخص ہزاروں

میں ایک ہے لاریب فیہ کیا فرمایش کروں اور کیا تم سے منگاؤں وہاں کون سی چیز ہے کہ یہاں
نہیں آم مجکو بہت مرغوب ہیں انگور سے کم عزیز نہیں لیکن بمبئی اور سورت سے یہاں پہنچے گے کیا صورت
مال دیکا آم یہاں پیوندی اور والٹی کرکے مشہور ہے اچھا ہوتا ہے کمال یہ کہ وہاں بہت اچھا ہوگا
سورت سے دلی آم بھیجنے محض تکلف ہے، روپیہ کے آم اور چار روپیہ محصول ڈاک اور پھر سو میں سے شاید
دس پہنچیں میرے سر کی قسم کبھی ایسا ارادہ نکرنا یہاں دیسی آم انواع و اقسام کے بہت پاکیزہ
اور لذیذ اور خوشبو افراط سے ہیں پیوندی آم بھی بہت ہیں رامپور سے نواب صاحب اپنے باغ کے آموں
میں سے اکثر بسبیل ارمغاں بھیجتے رہتے ہیں آج ہی آج بریلی سے ایک بہنگی ایک دوست کی بھیجی ہوئی
آئی دو ٹوکرے ہر ٹوکرے میں سو آم کلودار و غہ نے میرے سامنے وہ ٹوکرے کھولے دو سو
میں سے ترا سی آم اچھے نکلے اور ایک سو سترہ آم بالکل سڑے ہوئے اوائل جون ماہ حال میں ایک
ہفتہ مینہ برس کر پھر اب وہی آگ برس رہی ہے اور لُو چل رہی ہے شنبہ ۱۰ جون شنبہ ۱۸۶۶ء

ایضاً صاحب میں تم سے شرمندہ پہلا خط تمہارا مع قصیدہ پہنچا میں قصیدہ کسی کتاب میں رکھکر
بھول گیا اب دوسرا خط دیکھکر قصیدہ یاد آیا ہر چند ڈھونڈھا نہ پایا بڑی بات یہ ہے کہ اسقدر مجکو
یاد ہے کہ اوسی وقت میں نے اون اشعار کو سرسری دیکھ لیا تھا اشعار سب ہموار تھے تم اندیشہ نکرو اور
قصیدہ مذکور ارسال کرو اور مع الخیر وطن کو جاؤ لیکن بھائی وطن پہنچکر ضرور مجکو خط لکھنا اور اپنے گھر کا پتا
لکھنا تاکہ بس اوس نشان سے تمکو خط بھیجوں نواب میر غلام بابا خاں صاحب کو فقیر کی طرف سے سلام
کہنا فقط صبح سہ شنبہ ۱۸ نومبر ۱۸۶۶ء ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان شکوہ تمہارا میرے
سر آنکھوں پر مگر کوئی خط تمہارا جواب طلب نتھا اشعار کی اصلاح سے میں نے ہات اوٹھایا کیا کروں
ایک برس سے عوارض فساد خون میں مبتلا ہوں بدن پھوڑوں کی کثرت سے سرچراغان ہوگیا ہے
طاقت نے جواب دیا دن رات لیٹا رہتا ہوں کھانا کھانے کے وقت پلنگ پر سے اوتر بیٹھتا ہوں

کھانا کھا کر ہات دھو کر پھر پڑ رہتا ہوں حاجتی پلنگ کے پاس لگی رہتی ہے اور ترکے پیشاب کیا جاتا ہے بیت الخلا جانا ایک مصیبت ہے نشست چوکی سہی مگر کہنی قدم جانا پھر آنا کیا ایسا آسان ہے ایک کم ستر برس کی عمر ہوئی اب نجات چاہتا ہوں بہت جیا کہانتک جیؤں گا (اب تم دوسرے صفحہ کو پڑھو) جناب نواب سید غلام بابا صاحب کیخدمت میں میرا سلام کہنا اور ولادت فرزند کی مبارک باد دینا اور یہہ قطعہ تاریخ نذر کرنا قطعہ میر بابا یافت فرزندے کہ ماہ چاردہ ٭ برفراز اوج گردوں گردۂ تمثال اوست ٭ فرخی مینی یابی بہرہ از ناز و طرب ٭ از سنا ناز و طرب فرزند فرخ سال اوست ٭ ۱۲۷۱ ناز کے نون کے پچاس اور طرب کے طوے کے نو فرزند فرخ فال پر بڑھائے ہوں گے غالب ۱۲ پنجشنبہ ۱۶ اگست ۱۸۶۳ء ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی میاں داد خاں سیاح سیف الحق سلمکم اللہ تعالیٰ دعا اور سلام اور شکر اور سپاس تمہارا خط مرقومہ ۳۰ اگست پرسوں بروز جمعہ ۸ ستمبر ۱۸۶۵ء کو پہنچا کل دسویں ستمبر ماہ حال کو سو روپے مندرجہ اوس کے ایک صراف سے وصول ہو گئے چھوٹے صاحب نے بڑی جوانمردی اور بڑی ہمت کی اس صرف میں میرا کام ہوا اور اونکا نام ہوا اللہ اللہ اب بھی ہندوستان میں ایسے لوگ ہیں کہ نہ میں نے اونکو دیکھا نہ اونھوں نے مجکو دیکھا نہ میرا کوئی حق اونپر ثابت نہ اونکو کوئی خدمت مجھ سے یعنی منظور خیر فقیر ہوں جبتک جیؤں گا دعا دونگا تمام عمر ممنون اور شرمندہ رہوں گا تمہارا بھی احسان مانوں گا اب دو ایک دن میں کاغذ آ جائے تو اسکا انطباع شروع ہو جائے تم نواب صاحب کو میرا سلام کہو اور یہہ خط دکھا دو اور عرض کرو کہ آجتک کسی بھائی یا کسی دوست کا روپے پیسے کا احسان مند نہیں ہوا تھا اب احسان بھی اوٹھایا تو اپنے قا یعنے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے فرزند کا وہ جو ایک اور کتاب کا تتمہ ذکر لکھا ہے وہ ایک لڑکے پڑھانے والے ملا سے مکتب دار کا خبط ہے رحیم بیگ اوسکا نام میرٹھ کا رہنے والا کئی برس سے اندھا ہو گیا ہے باوجود نابینائی کے احمق بھی ہے اوسکی تحریر میں نے

دیکھی تمکو بھی بھیجوں گا مگر ایک بڑے مزے کی بات ہے کہ اوس میں بیشتر وہ باتیں ہیں جنکو
اطائف غیبی میں رو کر چکے ہو بہرحال اب اوسکے جواب کی فکر نکرنا والسلام والاکرام نجات کا
طالب غالب وشنبہ ۱۱ ستمبر ۱۸۶۵ء ایضاً صاحب میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ تم اپنے وطن
گئے اور عزیزان وطن کو دیکھکر خوش ہوئے اور مع الخیر والعافیت اپنے محسن و مربی کی خدمت
میں پھر آپہنچے نواب صاحب سے میرا بہت بہت سلام کہنا اور کہنا کہ اس خط میں سلام صرف فور
اشتیاق سے لکھا ہے محبت نامہ جلد جلد بھیجوں گا اجی ہاں میاں سیف الحق رامپور سے
آکر تین سو جلدیں وزش کاویانی کی تیار پائیں نواب میر غلام بابا خاں صاحب سے حصہ برادرانہ
کیا ڈیڑھ سو جلد کا پشتارہ بنایا اور سپرٹاٹ لپٹوایا ڈاک گھر بھجوایا مستر آیا سرکاری ڈاک والوں
نے ہرگز اوسکا بھیجنا نہ قبول کیا مجھکے والے پم فلٹ پاکٹ ایبل والے متفق الفظ اوسکے
ارسال سے انکار کرتے ہیں تم یہ رقعہ حضرت کو پڑھواؤ اور اس باب میں جو وہ فرمائیں وہ مجکو
لکھو مدعا یہ ہے کہ کسیطرح یہ پشتارہ وہاں تک پہنچ جائے اس خط کا جواب جسقدر جلد لکھو
گے مجھپر زیادہ احسان کروگے نجات کا طالب غالب شنبہ ۲۳ جنوری ۱۸۶۶ء ایضاً بھائی
تم جیتے رہو اور مراتب علیا کو پہنچو لو ایک ہنسی کی بات سنو تمہارا خط منشی کنہیا لال کے نام کا
میرے پاس آیا ہر چند میں نے خیال کیا اس نام کا کوئی آشنا مجھے یاد نہ آیا یا دانی اونکی کہ
مجھ سے کہدیا کہ میرے نام کا خط آئے تو میرے پاس بھیجدینا بیخبری میں جو خط آیا میں نے نام
سے واقف نہ مقام سے واقف خط پھینکدوں تو کیا کروں خط کے واپس کرنے کے بعد ایکدن
آپ بھائی میرا حسین خاں کے ساتھ میرے پاس آئے اور تعارف قدیم یاد دلایا دیکھنا
میاں کیا خوب بیان ہے فرماتے ہیں کہ میں غدر سے پہلے دو تین بار تیرے پاس حاضر ہوا
ہوں انصاف کرو دو تین ملاقاتیں اور دس گیارہ برس کی بات میں نسیان کا پتلا میرا

قصور کیا بہرحال یہ شہر شریف ہیں اور عمدہ روزگار کئے ہوئے ہیں صاحب میں نے اودھ اخبار
میں دیکھا کہ چھوٹے صاحب مقدمہ جیتے اور بمبئی کے صاحبوں میں انکی افزایش جاہ و جلال و
تعظیم و توقیر کمال ہوئے میں تو تہنیت میں خط لکھوں گا مگر شک آتا ہے کہ بجوالہ اودھ اخبار
لکھوں اور بجوالہ سیف الحق نہ لکھوں زیادہ زیادہ اسد اللہ خان غالب ۳۱ مارچ ۱۸۶۷ء عیسوی
ایضاً منشی صاحب سعادت و اقبال نشان عزیز تر از جان سیف الحق میاں داد خاں سیاح کو غالب
کی دعا پہنچے پرسوں ایک خط تمہارا اور ایک خط چھوٹے صاحب کا پہنچا تمہارے خط میں پچاس
پچاس روپے کے دو نوٹ پہنچے سو روپے وصول ہو گئے آج تمکو اطلاع اور نواب صاحب کو شکریہ لکھکر روانہ
کرتا ہوں بھائی تمنے اخبار اطراف و جوانب میں میرا حال دیکھا ہوگا میں بالکل محض نکما ہو گیا خدا
جھوٹ نہ بلوائے پچاس جگہ سے اشعار و اصلے اصلاح کے آئے ہوئے بکس میں دھرے ہیں
ان سے جملہ تین صاحبوں کے نام تمکو لکھتا ہوں میر ابراہیم علیخا صاحب میر عالم علیخا صاحب نواب عباس علیخاں
رئیس حال رامپور کے حقیقی ماموں غرضکہ انہیں اوراق میں تمہارے کاغذ بھی دھرے ہوئے ہیں
جسدن ذرا افاقت پاؤں گا تو ان سب کاغذ کو دیکھوں گا ۲۳- اپریل ۱۸۶۷ء ایضاً
منشی صاحب سعادت و اقبال نشان سیف الحق منشی میاں داد خاں سیاح کو غالب ناتواں
نیمجاں کی دعا پہنچے بھائی میرا حال اسی سے جانو کہ اب میں خط نہیں لکھ سکتا آگے لیٹے
لیٹے لکھتا تھا اب عرصہ ضعف بصارت کے سبب سے وہ بھی نہیں ہو سکتا جب حال یہ ہے تو کہو
صاحب میل اشعار تو اصلاح کیونکر دوں اور پھر اس موسم میں کہ گرمی سے سر کا بھیجا پگلا
جاتا ہے دھوپ کے دیکھنے کی تاب نہیں رات کو صحن میں سوتا ہوں صبح کو دو آدمی ہاتھوں
پر لیکر دالان میں لے آتے ہیں ایک کوٹھری ہے اندھیری اسمیں ڈال دیتے ہیں تمام دن
اس گوشہ تاریک میں پڑا رہتا ہوں شام کو پھر دو آدمی بدستور لیجا کر پلنگ پر صحن میں ڈالدیتے

ہیں تمہاری غزلیں میر ابراہیم علیخاں بہادر کی غزلیں میر عالم علیخاں کی غزلیں حکیم میر احمد حسن
صاحب کی غزلیں اور کیا کہوں کس کس کی غزلیں یہ سب ایک جگہ دھرے ہوئے ہیں اگر
کوئی دن زندگی اور ہے اور یہ گرمی خیر سے گزر گئی تو سب غزلوں کو دیکھوں گا تصویر کا حال
یہ ہے کہ ایک مصور صاحب میرے دوست میرے چہرے کی تصویر اتار کر لے گئے اسکو تین تین
مہینے ہوئے اجتک بدن کا نقشہ کھینچنے کو نہیں آئے میں نے گوارا کیا آئینہ پر نقشہ اوترواتا
بھی ایک دوست اس کام کو کرتے ہیں عید کے دن وہ آئے تھے میں نے اون سے کہا کہ
بھائی میری شبیہ کھینچ دو وعدہ کیا تھا کہ کل تو نہیں پرسوں اسباب کھینچنے کا لیکر آؤں گا
شوال ذیقعدہ ذی الحجہ محرم یہ پانچواں مہینا ہے آجتک نہیں آئے آغا غلام حسین خاصا
کا فقطہ بھیجا اسمیں کچھ تو اصلاح طلب بھی تھے اب اصلاح دے کون میں تو اپنی مصیبت
میں گرفتار رہا ایک میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ سیر دیکھنے کو آیا تھا
اوسکو موقع و محل بتا دیا جو میں کہتا گیا اوسطرح وہ بناتا گیا وہ قطعہ کا کاغذ بعد اصلاح
کے اکمل المطابع میں بھیجدیا ہفتہ آیندہ میں تم بھی دیکھ لوگے مرگ ناگاہ طالب غالب ۱۲ جون ۱۸۶۰ء

بنام مولوی منشی حبیب اللہ خاں المتخلص بہ ذکا

صبح جمعہ دہم شوال ۱۲۷۶ھ ۱۵ فروری ۱۸۶۰ء بھائی میں نہیں جانتا کہ تمکو مجھ سے اتنی
ارادت اور مجکو تم سے اتنی محبت کیوں ہے ظاہر امعاملہ عالم ارواح ہے اسباب ظاہری
کو اسمیں دخل نہیں تمہارے خط کا جواب مع اوراق سفر روانہ ہو چکا ہے وقت پر پہنچیگا
ستر ابہتر اردو میں ترجمۂ پیر حرف ہے میری تہتر برس کی عمر ہے پس میں احرف ہوا
حافظہ گویا کبھی تھا ہی نہیں سامعہ باطل بہت دن سے تھا رفتہ رفتہ وہ بھی حافظہ کی مانند
معدوم ہو گیا اب مہینا بھر سے یہ حال ہے کہ جو دوست آتے ہیں رسمی پرسش مزاج سے

بڑھکر جو بات ہوتی ہے وہ کاغذ پر لکھدیتے ہیں غذا مفقود ہے صبحکو قند او شیرہ بادام مقشر
دوپہر کو گوشت کا پانی سرشام تلے ہوے چار کباب سوتے وقت پانچ روپے بھر شراب اور
اوسیقدر گلاب حزف ہوں بوڑھ ہوں ہیچ ہوں عاصی ہوں فاسق ہوں روسیاہ ہوں یہ
شعر میر تقی کا میرے حسب حال ہے ؎ مشہور ہیں عالم میں مگر ہوں بھی کہیں ہم + القصہ
نہ درپے ہو ہمارے کہ نہیں ہم + آج اسوقت کچھ افاقت تھی ایک خط ضروری لکھنا تھا بکس
کھولا تو پہلے تمہارا خط نظر پڑا مگر پڑھنے سے معلوم ہوا کہ بعض مطالب کے جواب لکھے نہیں گئے
ناچار اب کتابت جداگانہ میں لکھتا ہوں تاکہ خلعت کا حال اور میرے اور حالات تمکو
معلوم ہوجائیں کہ میں قوم کا ترک سلجوقی ہوں دادیہرا ماوراالنہر سے شاہ عالم کے وقت
میں ہندوستان میں آیا سلطنت ضعیف ہوگئی تھی صرف پچاس گھوڑے نقارہ نشان
سے شاہ عالم کا نوکر ہوا ایک پرگنہ سیر حاصل ذات کی تنخواہ اور رسالے کی تنخواہ میں پایا
بعد انتقال اوسکے جو طوائف الملوک کا ہنگامہ گرم تھا وہ علاقہ نرہا باپ میرا عبداللہ بیگخاں
بہادر لکھنو جاکر نواب صف الدولہ کا نوکر رہا بعد چند روز حیدرآباد جاکر نواب نظام علیخاں
کا نوکر ہوا تین سو سوار کی جمعیت سے ملازم رہا کئی برس وہاں رہا وہ نوکری ایک خانہ
جنگی کے بکھیڑے میں جاتی رہی والد نے گھبراکر الور کا قصد کیا راو راجہ بختاور سنگھ کا
نوکر ہوا وہاں کسی لڑائی میں مارا گیا نصراللہ بیگخاں بہادر میرا حقیقی چچا مرہٹوں کی
طرف سے اکبرآباد کا صوبہ دار تھا اوسنے مجھے پالا ۱۸۰۳ء میں جب جرنیل لیک صاحب
کا عمل ہوا صوبہ داری کمشنری ہوگئی اور صاحب کمشنر ایک انگریز مقرر ہوا میرے چچا کو
جرنیل لیک صاحب نے سواروں کی بھرتی کا حکم دیا چار سو سوار کا برگڈیر ہوا ایکہزار
سات سو روپیہ ذات کا اور لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر حین حیات علاوہ سال

بھر مرزبانی کے تھی کہ بمرگ ناگاہ مرگیا رسالہ برطرف ہوگیا ملک کے عوض نقدی مقرر
ہوگئی وہ ابتک پاتا ہوں پانچ برس کا تھا جو باپ مرگیا آٹھ برس کا تھا جو چچا مرگیا
۱۸۳۳ء میں کلکتے گیا نواب گورنر سے ملنے کی درخواست کی دفتر دیکھا گیا میری
ریاست کا حال معلوم کیا گیا ملازمت ہوئی سات پارچے اور جیغہ سرپیچ مالائے مروارید
یہ تین رقم خلعت ملازمان بعد جب دلی میں دربار ہوا مجکو یہی خلعت ملتا رہا بعد غدر بجرم
مصاحبت بہادر شاہ دربار و خلعت دونوں بند ہوگئے میری بریت کی درخواست
گزری تحقیقات ہوتی رہی تین برس کے بعد پنشن چھٹا اب خلعت معمولی ملا غرضکہ یہ خلعت
ریاست کا ہے عوض خدمت نہیں انعامی نہیں معوج الذہن نہیں ہوں غلط فہم نہیں
ہوں بدگمان نہیں ہوں جو جسکو سمجھ لیا اوسمیں فرق نہیں آتا دوست سے راز نہیں چھپاتا
کسی صاحب نے حیدرآباد سے گمنام خط ڈاک میں بھیجا بند بُری طرح کیا تھا کھولتے میں
سطر کٹ گئی بارے مطلب بات سے نہیں جاتا بھیجنے والے کی غرض یہ تھی کہ مجکو تم سے رنج
و ملال ہو قدرت خدا کی میری محبت اور بڑھ گئی اور میں نے جانا کہ تم مجھے دل سے چاہتے
ہو وہ خط بھیجنا تمہارے پاس اس خط میں ملفوف کرکے بھیجتا ہوں زنہار دستخط کو پہچانکر
کاتب سے جھگڑا نکرنا مدعا اس خط کے بھیجنے سے یہ ہے کہ تمہاری ترقی منصب اور
افزونی مشاہرہ اس خط سے مجھے معلوم ہوئی تھی ایضاً بندہ پرور تمہارے دونوں خط
پہنچے غالب گستہ تم کو نہ قلم نہ لکھے تو یہ اور بات ہے دونوں خط آپکے اور ایک پارسل
محمد نجیب خاں کا بہ تقدیم و تاخیر دو سہ روز موصول ہوئے آپکا پارسل بعد مشاہدہ آپ کو
بھیجا جائے گا خانصاحب کے پارسل میں ایک کتاب ارمغاں اور اوراق اصلاح بھیجے
جائیں گے اہا ہا ہا محرق قاطع کا تمہارے پاس پہنچنا تھا کہ خوستم رضا شدیدم

میں اوس خرافات کا جواب کیا لکھتا مگر ہاں سخن فہم دوستوں کو غصہ آگیا ایک صاحب نے
فارسی عبارت میں اوسکے عیوب ظاہر کیے وطالب علموں نے اُردو زبان میں دو رسالے
جدا جدا لکھے دانا ہوا و منصف ہو محرق کو دیکھکر جانوگے کہ مؤلف اسکا احمق ہے اور جب
وہ احمق دافع ہذیان و سوالات عبدالکریم اور لطائف غیبی کو پڑھکر متنبہ نہوا اور محرق کو
دھونڈا لانو معلوم ہوا کہ بیحیا بھی ہے دافع ہذیان سوالات لطائف غیبی تینوں نسخے
ایک پارسل میں اس خط کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں یقین ہے کہ تقدیم و تاخیر یکدو روز نظر انور
سے گزریں فی الحال اس پارسل کی رسید بفور ورود لکھیے گا جب آپکا بھیجا ہوا نسخہ مستر
چھپچے تو اوسکی رسید رقم کیجائے گی چار نسخے پارسل میں ہیں دو آپ لیجیے اور دو محمد نجیب خاں
صاحب کو دیجئے دوشنبہ ۲۸ - نومبر ۱۸۶۲ء غالب ایضاً میرے مشفق میرے شفیق مجھ سے
ہیچ و پوچ کے ماننے والے مجھ سے بُرے کو اچھا جاننے والے میرے محب میرے محبوب
تمکو میری خبر بھی ہے آگے ناتواں تھا اب نیم جاں ہوں آگے بہرا تھا اب اندھا ہوا
چاہتا ہوں رامپور کے سفر کا رہ آورد ہے رعشہ و ضعف بصر جہاں چار سطریں لکھیں لکیریں
ٹیڑھی ہوگئیں حرف سوجھنے سے رہ گئے اکھتر برس جیا بہت جیا اب زندگی برسوں
کی نہیں مہینوں اور دنوں کی ہے - پہلا خط تمہارا پہنچا اُس سے تمہارا مریض ہونا
معلوم ہوا متواتر دوسرا خط مع غزل آیا غزل کو دیکھا سب شعر اچھے اور لطیف حافظہ
کا یہ حال ہے کہ غزل کی زمین یاد نہیں اتنا یاد ہے کہ ایک شعر میں کوئی لفظ بدلا گیا تھا
غرضکہ وہ غزل بعد مشاہدہ تمکو بھیجی گئی اور لکھا گیا کہ نوید حصول صحت جلد بھیجو کل
ایک خط برسٹری وار آیا گویا ستارہ دنبالہ دار آیا حیران کہ ماجرا کیا ہے بارے کھولا اور
دیکھا خط نوید رفع مرض و حصول صحت سے خالی اور شکوہ ہائے بیجا سے لبریز صاحب

میرے نام کا خط جہاں سے روانہ ہو وہیں رہ جائے تو رہ جائے ورنہ دلی کے ڈاک خانہ
میں پہنچکر کیا مجال ہے جو مجھ تک پہنچے اسیطرح میرا خط یہاں کے ڈاک خانے سے نہ روانہ
کیا معنے جہان پہنچے وہاں کے ڈاک کے کارپردازوں کو اختیار ہے مکتوب الیہ کو دیں
یا نہ دیں آپ مرزا صابر کا تذکرہ مانگتے ہیں اوسکا یہ حال ہے کہ غدر سے پہلے چھپا اور
غدر میں تاراج ہو گیا اب ایک مجلد اوسکا کہیں نظر نہیں آتا بس اب مجھے اتنا لکھنا باقی
ہے کہ اس خط کی رسید اور اپنی خیر و عافیت جلد لکھو جواب خط کا طالب غالب صبح جمعہ ۲۵
ذیحجہ ۱۲۸۲ھ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۶۶ء ایضاً مولانا ایک تفقد نامہ پہلے بھیجا تھا اوسکے جواب میں
یہاں سے خط جواب طلب لکھا گیا تھا پھر ایک اور مہربانی نامہ آیا اوسمیں میں نے اپنے
خط کا جواب نہ پایا ناچار اس خط کے جواب کی نگارش اپنے خط جواب طلب کے پاسخ
آنے پر موقوف اور ہمت آزادانہ فطرت کیا دانہ اوس تحریر کے آنے پر مصروف رکھی گئی
بارے وہ کل نظر فروز اور طبیعت اوسکے مشاہدہ سے طرب اندوز ہوئی اب درنگ و رزیکی
تقصیر معاف کیجیے اور اپنے دونوں نگارشوں کا جواب لیجیے۔ صاحب تاریخ انطباع کلیات خوب
لکھی ہے مگر ہزار حیف کہ بعد از اتمام انطباع پہنچی اور کتاب کی رونق افزا نہوئی۔ بندہ
پرور تم چراغ دودمان مہر و وفا اور بجملہ اخوان الصفا ہو مجھ سے تمہیں محبت روحانی ہے
گویا یہ جملہ تمہاری زبانی ہے دوست کی بھلائی کے طالب ہو اس شیوہ میں شریک غالب
ایک خواہش میری قبول ہو تو کہ مجلور احت حصول ہو مبادی کا ذکر نہیں کرتا ہوں واقعۂ
حال دلنشیں کرتا ہوں جناب مولوی مؤید الدین خاں صاحب کے بزرگوں میں اور فقیر کے
بزرگوں میں باہم وہ خلت و صفوت مرعی تھی کہ وہ مقتضی اسکے ہوئی کہ ہم میں اور اون میں
برادرانہ ارتباط و اختلاط باہم ہے اور ہمیشہ یونہی بلکہ روز افزوں رہے گا خط میں خط

ملفوف کرنا جانب حکام سے ممنوع ہے اگر یوں نہوتا تو میں اون کے نام کا خط تمہارے
خط میں ملفوف کرکے بھیجتا ناچار اب آپسے یہ چاہتا ہوں کہ آپ مولوی صاحب سے ملیں
اور اونکو یہ خط اپنے نام کا دکھائیں اور میری طرف سے بعد سلام میرے کلیات کی پارسل
کا اون کے پاس اور اون کے ذریعہ عنایت سے اوس مجلد کا حضرت فلک رفعت
نواب مختار الملک بہادر کی نظر سے گزرنا اور جو کچھ اوسکے گزرنے کے بعد واقع ہو
دریافت کرکے مجکو مطلع فرمائیں جمعہ ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۲ھ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۴۶ء

ایضاً منشی صاحب لطاف نشان سعادت و اقبال قوامان منشی حبیب اللہ خاں کو
غالب سوختہ اختر کی دعا پہنچے تمہارا خط پہنچا پڑھکر دل خوش ہوا تم میری بات پوچھتے ہو
آگے میں کیا لکھوں ہاتھ میں رعشہ انگلیاں کہنے میں نہیں ایک آنکھ کی بینائی زائل جب
کوئی دوست آجاتا ہے تو اوس سے خطوط کا جواب لکھوا دیتا ہوں مشہور ہے یہ بات
کہ جو کوئی کسی اپنے عزیز کی فاتحہ دلاتا ہے مولی کی روح کو اوسکی بو پہنچتی ہے ایسے
ہی میں سونگ لیتا ہوں غذا کو پہلے مقدار غذا کی تو ٹوٹپر منحصر تھی اب ماشہ پر ہے
ہے زندگی کی توقع آگے مہینوں پر تھی اب دنوں پر ہے بھائی اسمیں کچھ مبالغہ
نہیں ہے بالکل میرا یہی حال ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اپنی مرگ کا طالب غالب دوم
شوال سنہ ۱۲ ہجری ایضاً جان غالب تمنے بہت دن سے مجکو یاد نہیں کیا ایک خط
میرا ضروری جواب طلب گیا ہوا ہے اور آمد و رفت ڈاک کی مدت گزر گئی اوسکا جواب
تو سو کام چھوڑکے لکھنا تھا موید برہان تیرے پاس بھی آگئی ہے اور میں اوسکی خراافات
کا حال بقید شمار صفحہ و سطر لکھ رہا ہوں وہ تمہارے پاس بھیجوں گا شرط مودت
بشرط آں کہ جاتی نرہی ہو اور باقی ہو یہ ہے کہ میں ہوں یا نہوں تم اسکا جواب

میرے بھیجے ہوئے اقوال جہاں جہاں مناسب جانو درج کردو میں اب قریب بہ مرگ ہوں
غذا بالکل مفقود اور امراض مستولی ہیں بہ پرس کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون میاں محمد میرا کو
کو دعا جواب کا طالب غالب ۱۴ - مارچ ۱۸۶۸ء **ایضاً** بندہ پرور آج تمہارا عنایت نامہ
آیا اور آج ہی میں نے اوسکا جواب ڈاک میں بھجوایا اور اس خط کے ساتھ پارسل کلمیات کا
بھی ارسال کیا دسویں بارھویں دن خط اور مہینا بیس دن میں پارسل پہنچے گا خط کا
جواب ضروری الارسال نہیں لیکن پارسل کی رسید ضرور لکھیے گا اب کے خط کی عبارت
تو میں سمجھا لیکن مدعا مجھ پر نہ کھلا میں نے پارسل کب آپ کے پاس بھیجا اور کب آپ کو
لکھا کہ آپ یہ پارسل مویدالدین خاں کو دیدیجئے گا پارسل کا لفافہ مولوی صاحب کے نام
کا اور آپ کو اوس کے ارسال کی اطلاع اور آپ سے یہ خواہش کہ مولوی مویدالدین خاں
صاحب سے لیجیے اور میرا خط جو آپ کے نام کا ہے اونہیں دکھائے اور اون سے پارسل کا حال
دریافت کرلیجیے آپ والا بیتی بھی نہیں جو میں یہ تصور کروں کہ اُردو عبارت سے استنباط مطلب
اچھی طرح نکر سکے بہرحال اب مدعا سمجھ لیجیے اور مولوی صاحب سے ملنے کا ارادا فرمایئے
اور پارسل کا حال معلوم کرکے لکھیے - داد کا طالب غالب ۵ جمادی الاول و نوزدہم اکتوبر
روز رود نامی نامہ **ایضاً** بندہ پرور کل آپ کا تفقد نامہ پہنچا آج میں پاسخ طراز ہوا
جس کاغذ پر میں یہ نقوش کھینچ رہا ہوں آپ کے خط کا دوسرا ورق ہے پہچان لیجیے اور جلد
کیجیے کہ آپ کا مجموعہ کلام معجز نظام اور اوس کے بعد پے ہم دو خط پہنچے میں صحیفہ شریفہ کی
رسید لکھ چکا ہوں بلکہ اوسی خط میں محمد نجیب خاں کو سلام اور ارمغاں کا شکر اور اوراق
اشعار اصلاح طلب کی رسید میں نے لکھ دی ہے پارسل کے سرنامہ سے میرا نام مٹا نہیں
پارسل تلف ہوا نہیں آٹھ دس روز ہوئے ہوں گے کہ وہ مجلد اوسی پارسل میں کہ

اوسکو روگرداں کرلیا ہے بعد ادائے محصول آپکا نام لکھکر روانہ کردیا ہے یقین ہے کہ بعد
اپ کے خط کی روانگی کے آپ پاس پہنچ گیا ہوگا ہانصاحب خط بیر روزہ کے ساتھ ایک خط
مولوی نجف علیصاحب کے نام کا مع اس حکم کے کہ میں اوسکو مولویصاحب پاس پہنچاؤں
میں نے پایا حال یہ ہے کہ مولویصاحب سے میری ملاقات نہیں صرف اتحاد معنوی کے اقتضا سے
اونھوں نے دافع ہذیان لکھکر فن سخن مین مجکو مدد دی ہے منشی گوبند سنگھ دہلوی ایک اُن کے
شاگرد اور میرے آشنا ہیں اونکو وہ خط بجنسہ بھیجدیا یقین ہے کہ وہ مولوی نجف علیصاحب
کو بھجوادیں گے اونہیں کے اظہار سے دریافت ہوا ہے کہ مولویصاحب مرشدآباد بنگالہ
میں ہیں نواب ناظم نے اونکو نوکر رکھ لیا ہے ہر شخص نے بقدر حال ایک ایک قدردان پایا
غالب سوختہ اختر کو ہنر کی داد بھی ملی ؎ کسم نخود نہ پذیرفت و دہر بازم بُرد ٭ چو نامہ کہ بود
نانوشتہ عنوانش ٭ یہ شعر اسیرا ہے ولیعہد خسرو دہلی میرزا فتح الملک بہادر مغفور سے قصیدہ
کا اور دیکھو ایک باغی میری ؎ دستم بہ کلید مخزنے مے بایست ٭ ور بود نہی بدامنے می بایست
یا ہیچ کم نکبن نیفتادی کا یا خود بزمانہ چو تنے مے بایست ٭ انا للہ وانا الیہ راجعون ایضاً دوست
روحانی و برادر ایمانی مولوی حبیب اللہ خاں منشی کو فقیر غالب کا سلام تنے یوسف علیخاں
کو کہاں سے ڈھونڈھ نکالا اور انکا مخلص اور انکا خطاب کس سے معلوم کیا بغیر نشان محلہ
کے انکو خط کیونکر بھیجا اور وہ خط اونکو کیونکر پہنچا ؎ حیرت اندر حیرتست اے یار من ٭
پہلے یہ تو کہو کہ درفش کاویانی اور وہ قطعہ جسکی پہلی بیت یہ ہے تمکو بھیجا ہے یا نہیں اگر
بھیجا تو مجکو رسید کیوں نہ لکھی ؎ مثنوی احمد علی احمد تخلص نسخۂ ٭ در خصوص گفتگوے
پارس اللہ آکردہ ست ٭ اگر یہ بار سال بھیجا ہے تو رسید لکھو اور دیباچہ ثانی جدید کی
داد دو اور اگر نہیں پہنچا تو مجکو اطلاع ہو تاکہ ایک نسخہ اور بھیجوں ۔ زیستن دشوار ۔ اس

مہینے یعنے رجب کی آٹھویں تاریخ سے تہترواں برس شروع ہوا غذا صبحکو سات بادام کا ٹھیرہ
قند کے شربت کے ساتھ دوپہر کو سیر بھر گوشت کا گاڑھا پانی قریب شام کبھی کبھی تین تلے
ہوے کباب چوتھی گھڑی رات گئے پانچ روپیہ بھر شراب خانہ ساز اور اسیقدر عرق شیر عصاب
کے ضعف کا یہ حال کہ اوٹھ نہیں سکتا اور اگر دونوں ہاتھ ٹیک کر چارپایہ بن کر اوٹھتا ہوں تو
پنڈلیاں لرزتی ہیں مہذا دن بھر میں دس بارہ بار اور اسیقدر رات بھر میں پیشاب کی
حاجت ہوتی ہے حاجتی پلنگ کے پاس لگی رہتی ہے اوٹھا اور پیشاب کیا اور پڑ رہا اسباب
حیات میں سے یہ بات ہے کہ شبکو بد خواب نہیں ہوتا بعد ارا قہ قبول بے توقف نیند آجاتی
ہے ملا ہے کی آمد تمام کا خرچ ہر مہینے میں مالعہ کا گھاٹا کہو زندگی دشوار ہے یا نہیں
مردن ناگوار بدیہی ہے مرنا کیونکر گوارا ہوگا جواب خط کا طالب غالب لب تشنہ از روے جنتری
۲۶ - اور از روے رویت ۲۵ - رجب ۱۲۷۳ھ اور ۱۹ - دسمبر ۱۸۵۶ء بھائی یہ خط از راہ
احتیاط بیرنگ بھیجتا ہوں ۔ ایضاً جاناں بلکہ جاں مولوی منشی حبیب اللہ خاں کو
غالب خستہ دل کا سلام اور نور دیدہ و سرور سینہ منشی محمد میراں کو دعا اور تجکو فرزند ارجمند
کے ظہور کی نوید جو نگارش صاحبزادہ کی طرف سے تھی رسم الخط بعینہ تمہاری تھی اب
تم بتاؤ کہ رقعہ اوسی کی طرف سے لکھا ہے یا خود اوس نے تحریر کیا ہے - لڑکا تمہارا
تمہارے ساتھ حیدرآباد نہیں آیا ظاہرا اب تم نے وطن سے بلایا ہے مفصل لکھو کہ نخل
مراد کا ثمر بھی ہے یا اسکے کوئی بھائی بہن اور بھی ہے یہ اکیلا آیا ہے یا قبایل کو بھی اسکے ساتھ
تمنے بلایا ہے ۔ الصاب محمد میراں یہ اسم مقتضی اسکا ہے کہ آپ قوم کے سید ہوں منشاء افراط
پرسش و فور محبت ہے نہ فضولی یوسف علیخاں شریف و عالیخاندان ہیں بادشاہ دہلی
کی سرکار سے تیس روپے مہینہ پاتے تھے جہاں سلطنت گئی وہاں وہ تنخواہ بھی گئی شاعر

ہیں ریختہ کہتے ہیں ہوس پیشہ ہیں مضطر ہیں ہر مدعا کے حصول کو آسان سمجھتے ہین علم اسیقدر ہے کہ لکھ پڑھ لیتے ہیں انکا باپ میرا دوست تھا میں اونکو بجائے فرزند سمجھتا ہوں بقدر اپنی دستگاہ کے کچھ مہینا مقرر کردیا ہے مگر بسبب کثرت عیال وہ ان کو مکتفی نہیں تم انکی درخواست کے جواب سے قطع نظر نہ کروگے تو کیا کروگے جب میں بعین عنایت الٰہی کثیر الاحباب ہوں ایک دوست نے کلکتہ سے مجھے اطلاع دی کہ مولوی احمد علی مدرس مدرسہ کلکتہ نے ایک رسالہ لکھا ہے نام اوسکا موید برہان اوس رسالہ میں دفع کیے ہیں تیرے وہ اعتراض جو تو نے دکنی پر کیے ہین اور تیری تحریر پر کچھ اعتراضات وارد کیے ہیں اور اہل مدرسہ اور شعرائے کلکتہ نے تقریظیں اور تاریخیں بڑی دھوم کی لکھی ہیں بس بھائی میں نے اتنے علم پر ایک قطعہ لکھکر چھپوایا اور کئی ورق اوس دوست کو اور چار چلدیں درفش کاویانی علاوہ اوراق مذکور بھیجدیے اوسی زمانے میں تین چار ورق خوب یاد ہے کہ درفش کی جلدیں رکھکر تمکو بھیجے ہیں یا تو مجھے غلط یاد ہے یا تمنے درفش کو کھولکر دیکھا نہیں وہ اوراق مع درفش زینت طاق نسیاں ہیں دو ورق اس لفافے میں اپنے تردیک مکرر بھیجتا ہوں تم بھی دیکھو اور صاحبزادہ بھی دیکھے اور یہ جانے کہ فی الحال نظم فارسی یہی ہے اور بس ہاں صاحب اودھ اخبار میں ایک قصیدہ مولوی غلام امام کا دیکھا مکان تنگست جہاں تنگست مدح مختار الملک میں متضمن ہے تدعائے مسکن و ربیع پھر مہینا بھر بعد اوسی اودھ اخبار میں یہ خبر دیکھی کہ نواب نے مسکن تو نہ بدلا مگر ۱۰۰ روپے مہینا بڑھا دیا اسی اخبار میں پھر دیکھا کیا کہ ایک صاحب نے مولوی غلام امام کے کلام پر اعتراض کیا ہے اور اون کے شاگرد رشید مخلص نے اوسکا جواب لکھا ہے آپ سے اس روداد کی تفصیل اور جواب و اعتراض

ومعترض کے نام کا طالب ہوں بسبیل استعجال دوشنبہ ۱۶ شعبان ۱۲۵۳ ہجری

بنام منشی ہرگوپال صاحب المخاطب بمیرزا تفتہ

آج منگل کے دن پانچویں اپریل کو تین گھڑی دن رہے ڈاک کا ہرکارہ آیا ایک خط منشی صاحب کا اور ایک خط تمہارا اور ایک خط بابو صاحب کا لایا بابو صاحب کے خط سے اور مطالب تو معلوم ہوگئے مگر ایک امر میں میں حیراں ہوں کہ کیا کروں یعنے اونھوں نے ایک خط کسی شخص کا آیا ہوا میرے پاس بھیجا ہے اور مجکو یہ لکھا ہے کہ اوسکو اولٹا میرے پاس بھیجدینا حال آنکہ خود لکھتے ہیں کہ میں اپریل کی چوتھی کو سیالٹو آبو جاؤں گا اور آج پانچویں ہے بس تو وہ کل روانہ ہوگئے اب میں وہ خط کسکے پاس بھیجوں ناچار تمکو لکھتا ہوں کہ میں خط کو اپنے پاس رہنے دونگا جب وہ آکر مجکو اپنے آنے کی اطلاع دیں گے تب وہ خط اونکو بھیجونگا تمکو تردد نہو کہ کیا خط ہے خط نہیں بینڈھو لال کا تیج غماز کی عرضی تھی بنام مہاراجہ بیکنٹھ باشی شعایت بابو صاحب پر مشتمل کہ اوسنے لکھا تھا کہ ہردیو سنگھ جانی جی کا دیوان اور ایک شاعر دہلی کا دیوان مہاراجہ جے پور کے پاس لایا ہے اور جانی جی کی دستی روزگار جے پور کی سرکار میں کر رہا ہے اور اسکے بھیجنے کی یہ وجہ کہ پہلے اون کے لکھنے سے مجکو معلوم ہوا تھا کہ کیسے ایسا کہا ہے میں نے اونکو لکھا تھا کہ تمکو میرے سر کی قسم اب ہردیو سنگھ کو بلوا لو میں امرجزوی کے واسطے امر کلی کا بگاڑ نہیں چاہتا اوس کے جواب میں اونھوں نے وہ عرضی بھیجی اور لکھ بھیجا کہ راجہ مرنے والا ایسا نہ تھا کہ ان باتوں پر نگاہ کرتا اوسنے یہ عرضی گزرتے ہی میرے پاس بھیجدی تھی فقط بارے اس خط کے آنے سے جانی جی کیطرف سے میری خاطر جمع ہوگئی مگر اپنی فکر پڑی یعنے بابو صاحب آبو ہوں گے اگر ہردیو سنگھ پھر آئے گا تو وہ بغیر

اون کے ملی اور اون کے کہے مجھ تک کا ہے کو آئے گا خیر وہ بھی لکھتا ہے کہ اول کہیں
کیا ہوا ہے اُس کے آئے پر رخصت ہوگی دیکھیے وہ کب آوے اور کیا فرض ہے کہ اوسکے
آتے ہی رخصت ہو بھی جائے تمہاری غزل پہنچی یہ البتہ کچھ دیر سے پہنچے گی تمہارے پاس
گھبرانا نہیں والدعا از اسد اللہ نگاشتہ شنبہ روز ورود نامہ مرسلہ چارشنبہ ششم اپریل
۱۸۵۸ء جواب طلب ایضاً تمہاری خیر و عافیت معلوم ہوئی غزل نے محنت کم
کی بھائی کا ہاتر سے آنا معلوم ہوا آویں تو میرا سلام کہدینا یہ تمہارا دعا گو اگرچہ اور
امور میں پایہ عالی نہیں رکھتا مگر احتیاج میں اسکا پایہ بہت عالی ہے یعنے بہت محتاج
ہوں سو دو سو میں میری پیاس نہیں بجھتی تمہاری ہمت پر سو ہزار آفریں جے پور سے
مجکو اگر دو ہزار مات آجاتے تو میرا قرض رفع ہو جاتا اور پھر اگر دو چار برس کی زندگی
ہوتی تو اتنا ہی قرض اور ملجاتا یہ پانسو تو بھائی تمہاری جان کی قسم متفرقات میں
اٹھا کر سوڈیڑھ سو بچ رہیں گے سو وہ میرے صرف میں آویں گے جہاجنوں کا سودی جو قرض
ہے وہ الفقد پندرہ سے سولہ سے کے باقی رہے گا اور وہ جو سو بابو صاحب سے منگوائے
تھے وہ صرف انگریزی سوداگر کے دینے تھے قیمت اوس چیز کی جو ہمارے مذہب
میں حرام اور تمہارے مشرب میں حلال ہے سو وہ دے دیئے گیے یقین کہ آج کل میں
بابو صاحب کا خط مع ہنڈوی آجاوے بابو صاحب سے جو خطوط ضروری اور کواغذ ضروری
میرے پاس آئے ہوئے تھے وہ میں نے پنجشنبہ ۲۶ مئی کو پارسل میں اون کے
پاس روانہ کر دیئے اور اوس میں لکھ بھیجا کہ ہنڈوی اور میرے بھیجے ہوئے لفافے جلد
بھیجدیجئے پنجشنبہ پنجشنبہ ۱۵ دن آج پورے ہوئے۔ از اسد اللہ نگاشتہ پنجشنبہ نہم جون ۱۸۵۸ء
ایضاً بھائی جس دن تمکو خط بھیجا تیسرے دن ہردیو سنگہ کی عرضی اور

پچیس روپے کی رسید اور پانسو کی ہنڈوی پہنچی تم سمجھے بابو صاحب نے پچیس روپے
ہرپرسنگھ کو دیے اور مجھ سے مجرا نہ لیے بہرحال ہنڈوی ۱۲ دن کی میعاد کی تھی ۱۰
دن گزر گئے تھے ۶ دن باقی تھے مجکو صبر کہاں متی کاٹ کر روپے لے لیے [illegible]
متفرق سب ادا ہوا بہت سبکدوش ہوگیا آج میرے پاس موجود ہیں [illegible]
میں اور ۱ بوتل شراب کی اور ۳ شیشہ گلاب کے توشہ خانے میں موجود ہیں احمد اللہ علی
احسانہ بھائی صاحب آ گئے ہوں تو میر قاسم علیخاں کا خط اونکو دیدو اور میرا سلام
کہو اور پھر مجکو لکھو تاکہ میں اونکو خط لکھوں بابو صاحب بہرتیور آ جائیں تو آپکا بھی
نہ کہیئے گا اور اون کے پاس جایئے گا کہ وہ تمہارے جویائے دیدار ہیں اسد اللہ
شنبہ ۲۴- جون ۱۸۵۳ء ایضاً صاحب کیوں مجھے یاد کیا کیوں خط لکھنے کی
تکلیف اوٹھائی پھر یہ کہتا ہوں کہ خدا تمکو جیتا رکھے کہ تمہارے خط میں مولوی قمرالدین
خاں کا سلام بھی آیا اور بھائی منشی بنی بخش کی خیر و عافیت بھی معلوم ہوئی وہ تو پنشن
کے فکر میں تھے ظاہر ایوں مناسب ہوگا کہ نوکری کی خواہش کی حق تعالیٰ
اون کی جو مراد ہو بر لاوے اونکو میرا سلام کہدینا بلکہ یہہ قصہ پڑھوا دینا مولوی
قمرالدین خانصاحب کو بھی سلام کہنا تم اپنے کلام کے بھیجنے میں مجھ سے پرسش کیوں
کرتے ہو چار جزو ہیں تو بیس جزو ہیں تو بے تکلف بھیجدو میں شاعر سخن سنج اب نہیں ہوں
صرف سخن فہم رہ گیا ہوں بوڑھے پہلوان کی طرح پیچ بتانے کی گوں ہوں بناوٹ
نہ سمجھنا شعر کہنا مجھ سے بالکل چھوٹ گیا اپنا اگلا کلام دیکھکر حیران رہ جاتا ہوں کہ
یہ میں نے کیوں کر کہا تھا قصہ مختصر وہ اجزا جلد بھیجدو۔ غالب یکشنبہ ۱۲- اپریل
۱۸۵۳ء ایضاً میرزا لقمہ تمہارے اوراق مثنوی کا پم فلٹ یا کٹ بیسوں ۱۵

۱۵- اگست کو اور جناب مرزا حاتم علی صاحب کی نشر شاید آغاز اگست میں روانہ کر چکا
ہوں اوس نشر کی رسید نہیں پائی اور نہیں معلوم ہوا کہ میری خدمت مخدوم کے مقبول
طبع ہوئی یا نہیں نہیں معلوم بھائی بنی بخش صاحب کہاں ہیں اور کسطرح ہین اور
کس خیال میں ہیں۔ نہیں معلوم مولوی قمرالدین خاں آلہ آباد سے آگئے یا نہیں
اگر نہیں آئے تو وہ وہاں کیوں متوقف ہیں میر منشی قدیم وہاں پہنچ گئے اپنا کام
کرنے لگے یا کر رہے ہیں۔ آپ کو بتاکید لکھتا ہوں کہ ان تینوں باتوں کا جواب الگ
الگ لکھیے اور جلد لکھیے اس خط کے پہنچنے تک اغلب ہے کہ پارسل پہنچ جائے اوسکے پہنچنے
کی اطلاع دیجیے گا اب ایک امر سنیے میں نے اغاز یازدھم مئی ۱۸۵۷ء سے یکم جولائی
۱۸۵۸ء تک روداد شہر اور اپنی سرگزشت پندرہ مہینے کا حال نثر میں لکھا ہے
اور التزام اسکا کیا ہے کہ وسائیر کی عبارت یعنی پارسی قدیم لکھی جائے اور کوئی
لفظ عربی نہ آئے جو نظم اوس نثر میں درج ہے وہ بھی بے امیزش لفظ عربی ہے
ہاں اشخاص کے نام نہیں بدلے جاتے وہ عربی انگریزی ہندی جو ہیں وہ لکھدیے
ہیں مثلاً تمہارا نام منشی ہرگوپال منشی لفظ عربی ہے نہیں لکھا اسکی جگہ شیوا زبان
لکھدیا ہے یہی میرا خط جیسا اس رقعہ میں ہے یعنے نہ چھدرا نہ گنجان اوراق بے مسطر پر
۱۴ سطر کہ کسی صفحہ میں ۲۰ سطر اور کسی میں ۲۲ سطر بلکہ کسی میں ۱۹ سطر بھی آئے چالیس
صفحہ یعنے بیس ورق ہیں اگر ۱۲ سطر کے مسطر سے کوئی گنجان لکھے تو شاید دو جزو
میں آجائے یہاں کوئی مطبع نہیں ہے سنتا ہوں کہ ایک ہے اوس میں
کاپی نگار خوش نویس نہیں ہے اگر اگرہ میں اسکا چھاپا ہو سکے تو مجکو اطلاع کرو
اس تہیدستی اور بینوائی میں بچیس کا میں بھی خریدار ہو سکتا ہوں لیکن صاحب

مطبع اتنی پہ کیوں مانیگا اور البتہ چاہیے کہ اگر ہزار نہوں تو پانسو جلد تو چھاپی جائے یقین ہے کہ پانسو سات سو جلد چھاپنے کی صورت میں ۳ر۴ قیمت پڑے کاپی تو ایک ہی ہوگی رہا کاغذ وہ بھی بہت نہ لگے گا لکھائی تن کی تو آپ کو معلوم ہوگئی حاشیہ پر البتہ لغات کے معنی لکھتے جائیں گے بہرحال اگر ممکن ہو تو اسکا تدارک کرو اور حساب معلوم کرکے مجکو لکھو مگر منشی قمرالدین خاں آگئے ہوں تو اون کو بھی شریک مصلحت کرلو ان تینو باتوں کا جواب اور پارسل کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب سب ایک خط میں پاؤں ضرور ضرور ضرور غالب

نگاشتہ و رواں داشتہ سہ شنبہ ہفدہم اگست ۱۸۵۸ء جواب طلب واسطے تاکید کے بیرنگ بھیجا گیا **ایضاً** للہ الشکر تمہارا خط آیا اور دل سوا زیادہ نے آرام پایا تم میرا خط اچھی طرح پڑھا نہیں کرتے میں نے ہرگز نہیں لکھا کہ یہ عبارت دو جزو میں آجائے میں نے یہ لکھا تھا کہ عبارت اسقدر ہے کہ دو جزو میں آجائے لیکن میں چاہتا ہوں کہ حجم زیادہ ہو بہرحال اس نمونہ کی تقطیع اور حاشیہ مطبوع ہے لغات کے معنی حاشیہ پر چڑھیں اوسکی روش دلاویز اور تقسیم نظر فریب ہو رباعی حاشیہ پر لکھدی اچھا کیا۔ بھائی منشی نبی بخش صاحب سے نثر کے دو فقرے جس محل پر کہ اونکو بتائے ہیں ضرور لکھوا دینا میں نے جو تمکو میرزائی کا خطاب دیا ہے اون فقروں میں اسکا اظہار کیا ہے۔ بہت ضروری یہ امر ہے اور میں منشی شیونرائن صاحب کو آج صبح کو لکھ چکا ہوں تیسرے صفحہ کے آخر یا چوتھے صفحہ کے اول یہ جملہ ہے۔ اگر دردم دیگر بہ نہیب مباش ہم زند نہیب کی جگہ نوائے بنیا دنیا بہ نوائے مباش ہم زند نہیب لفظ عربی ہے اگر بچائے گا تو لوگ مجھپر اعتراض کریں گے تیز چاکو کی نوک سے نہیب کا لفظ چھیلا جائے اور اوسی جگہ نوائے لکھدیا جائے۔ رائے امیدسنگھ نے مجھپر عنایت اور مطبع کی اعانت کی حق تعالیٰ اونکو اس کارسازی اور فقیر نوازی کا اجر دے صاحب کبھی تم کبھی

میرا کام تم سے آپڑا ہے اور پھر کام کیسا کہ جسمیں میری جان الجھی ہوئی ہے اور میں نے اوسکو
اپنے بہت سے مطالب کے حصول کا ذریعہ سمجھا ہے خدا کے واسطے پہلو تہی نکرو اور بدل توجہ فرماؤ
کاپی کی تصحیح کا ذمہ بھائی کا ہوگیا ہے چھ جلد اون کی آرستگی کا ذمہ برخوردار عبداللطیف
کا کردو میری طرف سے دعا کہو اور کہو کہ میں تمہارا بوڑھا اور مفلس چچا ہوں تصحیح بھائی کریں
تزئین تم کرو کہتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ تزئین کیونکر کیا چاہئے سنتا ہوں کہ چھاپے کی
کتاب کے حرفوں پر سیاہی کی قلم پھیر دیتے ہیں تاکہ حرف روشن ہوجائیں سیاہ قلم سے
جدول بھی کھینچ جاتی ہے پھر جلد بھی پرتکلف بن سکتی ہے بھتیجے کی دستکاری اور صناعی اور
ہوشیاری اوسکی میرے کس دن کام آوے گی میرزا تفتہ تم بڑے بے درد ہو دلی کی تباہی پر
تمکو رحم نہیں آتا بلکہ تم اوسکو آباد جانتے ہو یہاں نیچہ بند تو میسر نہیں صحاف اور نقاش
کہاں شہر آباد ہوتا تو میں آپکو تکلیف کیوں دیتا یہیں سب درستی میری آنکھوں کے
سامنے ہوجاتی قصہ مختصر یہ عبارت منشی عبداللطیف کو پڑھا دو میں تو اون کے باپ کو
اپنا حقیقی بھائی جانتا ہوں اگر وہ مجھے اپنا حقیقی چچا جانیں اور میرا کام کریں تو کیا عجب ہے دو روپے
فی جلد اس سے زیادہ کا مقدور نہیں جب مجکو لکھوگے ہنڈوی بھیجدوں گا چھ روپے آٹھ
روپیہ دس روپیہ حد بارہ روپیہ میاں کو سمجھا دینا کمی کی طرف نہ کریں چیز اچھی ہے نہایت
بارہ روپیہ میں چھ جلدیں تیار ہوں منشی شیونرائن کو سمجھا دینا کہ زنہار عرف نہ لکھیں نام
اور تخلص بس اجزائے خطابی کا لکھنا نامناسب بلکہ مضر ہے مگر ہاں نام کے بعد لفظ بہادر کا
اور بہادر کے لفظ کے بعد تخلص اسد اللہ خاں بہادر غالب بھائی تمنے اوراق مثنوی کی رسید
نہ لکھی کہیں وہ پارسل میں سے گر تو نہ گئے ہوں دیکھو کس لطف سے میرے نام کی حقیقت
بیان ہوئی ہے اوروں کے چھاپنے کی ممانعت ضرور ہے مگر میں اسکی عبارت کیا بتاؤں

صاحب مطبع اس امر کو اردو میں آخر کتاب لکھ دیں منشی جی سے نثر لکھوا لو منشی عبد اللطیف کو
یہ خط پڑھا دو نہیب کی جگہ نوابنا دو صاحب مطبع کو میرا پتا دو خاتمہ پر ممانعت کا حکم صاحب
مطبع سے لکھوا دو برخوردار عبد اللطیف سے مقدار روپیہ کی دریافت کر کے مجکو لکھ بھیجو اپنی
مثنوی کی رسید لکھو اپنی بجان و دل مصروف ہونے کا اقرار کرو ان سب امور کی مجھے خبر دو
غالب جمعہ سویم ستمبر ۱۸۵۳ء ہنگام نیمروز ایضاً میرزا تفتہ کو دعا پہنچے دونوں فقرے
جس محل پر بتائے ہیں حاشیہ پر لکھدیے ہوں گے نہیب کے لفظ کو جھیل کر نوائے بنا دیا ہوگا
برخوردار منشی عبد اللطیف کو میرا خط اپنے نام کا دیکھا دیا ہوگا اون کی سعادت مندی
سے یقین ہے کہ میری التماس قبول کریں اور ادھر متوجہ ہوں کاپی لکھی جانی اور چھاپا
ہنوا شروع ہو گیا ہوگا اگر تپھر بڑا ہے تو چاہئے آٹھ آٹھ صفحے بلکہ بارہ بارہ صفحے چھاپے جائیں
اور کتاب جلد مطبع ہو جائے بھائی منشی صاحب کی شفقت کا حال پوچھنا ضرور نہیں
مجھپر مہربان اور سخن کلام کی قدردان ہیں اوسکی تصحیح میں بے پروائی کریں گے تو کیا میری
تفضیح کے روادار ہوں گے بھائی منّے بھی اور منشی شیونرائن صاحب نے بھی لکھا میں ایک
عبارت لکھتا ہوں اگر پسند آئے تو خاتمہ عبارت میں چھاپ دو نامہ نگار غالب خاکسار
کا یہ بیان ہے کہ یہ جو میری سرگزشت کی داستان ہے اسکو میں نے مطبع مفید خلایق
میں چھپوایا ہے اور میری رائے میں اسکا یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اور صاحبان مطابع
جب تک مجھ سے طلب خصوصت نکریں اپنے مطبع میں اسکے چھاپنے پر جرات نکریں
اس کے سوا اگر کوئی طرح کی تحریر منظور ہو تو منشی شیونرائن صاحب کو اجازت ہے
کہ میری طرف سے چھاپ دیں یہ سب باتیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اب دوبارہ ضروری
الاظہار تھے اسواسطے یہ خط لکھا ہے ایک تو اردو عبارت دوسرے یہ کہ میرے شفیق

مکرم سید مکرم حسین صاحب کا خط میرے نام آیا ہے اور اونہوں نے ایک بات جو اطلب لکھی ہے اسکا جواب اسی خط میں لکھتا ہوں تمکو چاہئے کہ اون سے کہہ دو بلکہ یہ عبارت اونکو دکھا دو بندہ پرور نواب عطاء اللہ خاں میرے بڑے دوست اور شفیق ہیں اون کے فرزند رشید میر غلام عباس المخاطب بہ سیف الدولہ یہ دونوں صاحب صحیح و سالم ہیں شہر سے باہر دو چار کوس پر کوئی گانو ہے وہاں رہتے ہیں شہر میں اہل اسلام کی آبادی کا حکم نہیں اور ان کے مکانات فرق ہیں نہ ضبط ہوگئے ہیں نہ واگزاشت کا حکم ہے ایضاً میرزا لقمہ اس غمزدگی میں مجکو ہنسانا تمہارا ہی کام ہے بھائی تضمین گلستاں چھپوا کر کیا فایدہ اوٹھایا ہے جو انطباع سنبلستاں سے نفع اوٹھاؤگے روپیہ جمع رہنے دو آمد اچھی چیز ہے اگرچہ قلیل ہو اور اگر روپیہ لینا منظور ہے تو ہرگز اندیشہ نکرو اور درخواست دیدو بعد نو مہینے کے روپیہ تمکو ملجائے گا یہ میرا ذمہ کہ اس نو مہینے میں کوئی انقلاب واقع نہوگا اگر احیانا ہوا بھی تو ہوتے ہوتے اوسکو مدت چاہئے رستخیز بپا ہوچکا اب ہو تو رستخیز ہو لینے قیامت اور اوسکا حال معلوم نہیں کہ کب ہوگی اگر اعداد کے حساب سے دیکھو تو بھی رستخیز کے ۱۲۷۷ ہوتے ہیں احتمال فتنہ سال آیندہ پر ہا سو بھی موسوم نیساں میں جو آخر جنوری کو رامپور جاکر آخر مارچ میں یہاں آگیا ہوں تو کیا کہوں کہ یہاں کے لوگ میرے حق میں کیا کیا کچھ کہتے ہیں ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ شخص والی رامپور کا اُستاد تھا اور وہاں گیا تھا اگر نواب نے کچھ سلوک کیا ہوگا تو بھی پانچہزار روپیہ سے کم نہ دیا ہوگا ایک جماعت کہتی ہے کہ نوکری کو گئے تھے مگر نوکر نہ رکھا ایک فرقہ کہتا ہے کہ نواب نے نوکر رکھ لیا تھا دو سو روپیہ مہینا کر دیا تھا الغرض کورنرالہ آباد جو رامپور آئے اور اونکو غالب کا وہاں ہونا معلوم

ہوا تو اونہوں نے نواب صاحب سے کہا کہ اگر ہماری خوشنودی چاہتے ہو تو اسکو جواب دو
نواب نے یہ طرف کر دیا یہ تو سب سن لیا اب تم اہل حقیقت سنو نواب یوسف علیخاں
بہادر تیس تیس برس کے میرے دوست اور پانچ چھہ برس سے میرے شاگرد ہیں آگے
گاہ گاہ کچھ بھیج دیا کرتے تھے اب جولائی ۱۸۵۹ء سے سو روپیہ مہینا ماہ بماہ بھیجتے
ہیں بلاتے رہتے تھے اب میں گیا دو مہینے رہ کر چلا آیا بشرط حیات بعد برسات کے پھر
جاؤنگا وہ سو روپیہ مہینا یہاں رہوں ہاں رہوں خدا کے ہاں سے میرا مقرر ہے
غالب ۳۔ مارچ ۱۸۶۲ء **ایضاً** کیوں صاحب کیا یہ آئین جاری ہوا ہے کہ سکندر آباد
کے رہنے والے دلی کے خاک نشینوں کو خط نہ لکھیں بھلا اگر یہ حکم ہوا ہوتا تو یہاں بھی تو
اشتہار ہو جاتا کہ زنہار کوئی خط سکندر آباد کو یہاں کی ڈاک میں نجاوے بہرحال
؎ کس بشنود یا نشنود من گفتگوے مے کنم۔ کل جمعہ کے دن ۱۲۔ تاریخ نومبر کو ۳۳
جلدیں بھیجی ہوئی برخوردار شیونرائن کی پہنچیں کاغذ خط تقطیع سیاہی چھاپا سب خوب
دل خوش ہوا اور شیونرائن کو دعا دی سات کتابیں جو میرزا حاتم علی صاحب کی تحویل میں ہیں
وہ بھی یقین ہے کہ آج کل پہنچ جائیں معلوم نہیں منشی شیونرائن نے اندور کو واسطے
رائے امید سنگھ کے کسطرح بھیجے ہیں یا ابھی نہیں بھیجیں صاحب تم اس خط کا جواب
جلد لکھو اور اپنے قصد کا حال لکھو سکندر آباد کب تک رہو گے آگرہ کب جاؤ گی شنبہ ۱۳ نومبر
۱۸۵۹ء جواب طلب **ایضاً** صاحب ۲۰۔ اپریل کو ایک خط اور ایک پارسل ڈاک میں
ارسال کر چکا ہوں آج ۳۰ ہے یقین ہے کہ خط اور پارسل دونوں پہنچ گئے ہوں گے
ایک امر ضروری باعث اس تحریر کا ہے کہ جو میں اسوقت روانہ کرتا ہوں ایک میرا
دوست اور تمہارا ہمدرد ہے اونے اپنے حقیقی بھتیجے کو بیٹا کر لیا تھا اٹھارہ انیس برس

کی عمر قوم کا کھتری خوبصورت وضعدار نوجوان ۲۳ سنہ ۱۲ میں بیمار پڑکر مرگیا اب اوسکا باپ
مجھسے آرزو کرتا ہے کہ میں ایک تاریخ اوس کے مرنے کی لکھوں ایسی کہ وہ فقط تاریخ
نہو بلکہ مرثیہ ہو کہ وہ اوسکو پڑھ پڑھکر رویا کرے سو بھائی اوس سایل کی خاطر مجکو عزیز
اور فکر شعر متروک مہذا یہ واقعہ تمہارے حسب حال ہے جو خوبیکان شعتم نکالوگے وہ مجھ سے
کہاں نکلیں گے بطریق مثنوی بیتیں تیس ۳۰ شعر لکھدو مصرع آخر میں مادہ تاریخ ڈال دو نام اوسکا
برج موہن تھا اور اوسکو بابو کہتے تھے چنانچہ میں بحر ہزج مسدس مجنون میں ایک شعر
تمکو لکھتا ہوں چاہو اسکو آغاز میں رہنے دو اور آیندہ اسی بحر میں اور اشعار لکھ لو چاہو
کوئی اور طرح نکالو لیکن یہ خیال میں رہے کہ سایل متوفی کے نام کا درج ہونا منظور ہے اور
بابو برج موہن سوائے اس بحر کے یا بحر رمل کے اور بحر میں نہیں آسکتا وہ شعر میرا یہ ہے
ع برم چوں نام بابو برج موہن + چکد خون از لب سن ۔ غالب نگاشتہ
روز جمعہ سی ام اپریل ۱۸۴۱ء **ایضا** بھائی تمہارا وہ خط جسمیں اوراق مثنوی ملفوف
تھے پہنچا اوراق مثنوی اوراق دستنبو کے ساتھ پہنچیں گے اب تمہارے مطالب کا
جواب جدا جدا لکھتا ہوں الگ الگ سمجھ لینا صاحب تمنے مرزا حاتم علی صاحب سے
کیوں کہا بات اتنی تھی کہ مجکو لکھ بھیجتے کہ نثر آئی اور مرزا صاحب نے پسند کی اب اون سے
میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ آپ کے شکر بجا لانے کا شکر بجا لاتا ہوں چھاپے کے باب میں
جو آپنے لکھا وہ معلوم ہوا اس تحریر کو جب دیکھوگے تب جانوگے اہتمام اور عجلت اس کے
چھپوانے میں اس واسطے ہے کہ اسمیں سے ایک جلد نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر بھیجونگا
اور ایک جلد بذریعہ اون کے جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی نذر کرونگا اب سمجھے لو طرز تحریر
کیا ہوگی اور صاحبان مطبع کو اوسکا انطباع کیوں نامطبوع ہوگا جیتے رہو اس عمر دراز کی

میں مجکو نہسایا وہ کون ملا تھا جسنے تمکو پڑھایا ؎ گرچہ عمل کا رخردمند نیست عمل کا راہل کار
یہ شعر شیخ سعدی کا بادشاہ کی نصیحت میں ہے ؎ جز بخردمند مفرما عمل یعنے خدمت
و اعمال سوے علما اور عقلا کے اور کی تفویض نکر پھر خود کہتا ہے ؎ گرچہ عمل کا رخردمند
نیست ۔ یعنے اگرچہ خدمات و اشغال سلطانی کا قبول کرنا خردمندونکا کام نہیں اور
عقل سے بعید ہے کہ آدمی اپنے کو خطر میں ڈالے عمل الگ ہے اور کار مضاف ہے بطرف
خردمند کے ورنہ دوہائی خدا کی عمل کا راہل کار کے معنی پر نہیں آتا مگر قتیل او واقف یا
اور پورب کے ملکیوں کی فارسی ایضاً میری جان کیا سمجھے ہو مخلوقات تفتہ و غالب
کیونکر بن جائیں ؎ ہر یکے راہر کارے ساختند ۔ انت متا سوتا مصری میٹھی نمک
سلونا کبھی کسی شے کا مزانہ بدلے گا اب جو میں اوس شخصکو نصیحت کروں وہ کیا نہ سمجھے گا
کہ غالب کیا جانے کہ عبدالرحمن کون ہے اور مجھ سے اوس سے کیا رسم و راہ ہے
بیشہ جانیکا کہ تفتہ نے لکھا ہوگا میں اوس کی نظر میں سبک ہو جاؤں گا اور تم سے
وہ اور بھی سرگراں ہو جاے گا اور یہ جو تم لکھتے ہو کہ تو نے اوس شخص کو اپنے عزیزوں
میں گنا ہے بندہ پرور میں تو بنی آدم کو مسلمان ہو یا ہندو یا نصرانی عزیز رکھتا ہوں
اور اپنا بھائی گنتا ہوں دوسرا مانے یا نمانے باقی رہی وہ عزیزداری جسکو اہل دنیا
قرابت کہتے ہیں اوسکو قوم اور ذات اور مذہب اور طریق شرط ہے اور اوس کے
مراتب و مدارج ہیں نظر اس دستور پر اگر دیکھو تو مجکو اوس شخص سے حسن برابر علاقہ عزیزداری
کا نہیں از راہ حسن اخلاق اگر عزیز لکھدیا یا کہدیا تو کیا ہوتا ہے زین العابدین خان
عارف میرے سالے کا بیٹا یہ شخص اوسکے سالے کا بیٹا اسکو جو چاہو سمجھ لو خلاصہ یہ کہ جب
اودھر سے آدمیت نہوئی تو اب اوسکو لکھنا لغو و بیفائدہ بلکہ مضر ہے تمہارا میرٹھ جانا

اور نواب مصطفےٰ خاں سے ملنا ہم پہلے ہی دریافت کر چکے ہیں اب تمہارے خط سے مراد آباد ہو کر سکندرآباد آنا معلوم ہو گیا حق تعالیٰ شانہ تمکو خوش خورم رکھے مرقومہ جمعہ ۲۳ - دسمبر

ایضاً صاحب تمہارا خط مع رقعہ مرد سخن فہم پہنچا تمہاری خوشامد نہیں کرتا سچ کہتا ہوں کہ تمہارے کلام کی تحسین کرنے والا فی الحقیقت اپنے فہم کی تعریف کرتا ہے جواب میں درنگ اس راہ سے ہوئی کہ میں مصطفےٰ خاں کی ملاقات کو بسبیل ڈاک میرٹھ گیا تھا تین دن وہاں رہا کل وہاں سے آیا آج تمکو یہ خط بھجوایا محررہ و مرسلہ چارشنبہ ۲۶ - جنوری ۱۸۵۹ء غالب **ایضاً** میرزا تفتہ کل قریب دوپہر کے ڈاک کا ہرکارہ وہ جو خط بانٹا کرتا ہے آیا اور اوسنے پارسل موجامے میں لپٹا ہوا دیا پہلے تو میں بھی حیران رہا کہ پاکٹ خطوں کی ڈاک میں کیوں آیا بارے جب اوسکی تحریر دیکھی تو تمہارے ہاتھ کا بیم فلٹ لکھا ہوا اور دو ٹکٹ لگے ہوے مگر اوسکے آگے کالی مہر اور کچھ انگریزی لکھا ہوا ہرکارہ نے کہا کہ عہدہ دلوائیے دلوا دیجے اور پارسل لے لیا مگر حیران کہ یہ کیا پیچ پڑا قیاس ایسا چاہتا ہے کہ تمہارا آدمی جو ڈاک گھر گیا اسکو خطوں کے بکس میں ڈال آیا ڈاک کے کارپردازوں نے غور نکی اور اوسکو بیرنگ خطوں کی ڈاک میں بھیج دیا وہ صاحب جو میرے عرف سے آشنا اور میرے نام سے بیزار ہیں یعنے منشی بھگوان پرشاد مشفق خاں میرا سلام قبول کریں - غالب ۲۸ -

جولائی ۱۸۶۱ء **ایضاً** بھائی مجھ میں تم میں نامہ نگاری کا ہے کو ہے مکالمہ ہے آج صبح کو ایک بھیج چکا ہوں اب اسوقت تمہارا خط اور آیا سندو صاحب لفظ مبارک میم حا یم دال اسکے ہر حرف پر میری جان نثار ہے مگر چونکہ یہاں سے ولایت تک حکام کے ہاں سے یہ لفظ یعنے محمد اسد اللہ خاں نہیں لکھا جاتا میں نے بھی موقوف

کردیا ہے رہا میرزا و مولانا و نواب آپ میں تمکو اور بھائی کو اختیار ہے جو چاہو سو لکھو بھائی کو کہنا
اون کے خط کا جواب صبح کو روانہ کر چکا ہوں مرزا لفتہ اب تم تزئین جلد ہائے کتاب کے
باب میں برادر زادہ سعادت مند کو تکلیف دو مولانا مہر کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں خط
تمام کر کے خیال میں آیا کہ وہ جو مرزا صاحب سے مجکو مطلوب ہے تم پر بھی ظاہر کروں صاحب ہاں
ایک اخبار موسوم بہ آفتاب عالم تاب نکلتا ہے اوسکے مہتمم نے التزام کیا ہے کہ ایک صفحہ یا ڈیڑھ
صفحہ بادشاہ دہلی کے حالات کا لکھتا ہے نہیں معلوم آغاز کس مہینے سے ہے سو حکیم احسن اللہ خاں
یہ چاہتے ہیں کہ سابق کے جو اوراق ہیں جب سے ہوں وہ جو چھاپے خانہ میں مسودہ رہتے ہیں
اوس کی نقل کاتب سے لکھوا کر یہاں بھیجی جائے اجرت جو لکھی آئے گی وہ بھیجی جائے گی
اور ابتدائے ۱۸۵۸ء سے اونکا نام خریداروں میں لکھا جائے دو ہفتہ کے دو نمبر اون کو ایک
لفافہ میں بھیجدیے جائیں اور پھر ہر مہینے ہفتہ در ہفتہ اون کو لفافہ اخبار کا پہنچا کرے
یہ مراتب جناب مرزا حاتم علی صاحب کو لکھ چکا ہوں اور ابتک آثار قبول ظاہر نہیں ہوئے
نہ لفافے حکیم صاحب پاس پہنچے نہ اون صفحات کی نقل میرے پاس آئی آپ کو اس میں
سعی ضرور ہے اور ہاں صاحب آفتاب عالم تاب کا مطبع تو کشمیری بازار میں ہے مگر آپ
مجکو لکھیں کہ مفید خلایق کا مطبع کہاں ہے عجب ہے کہ ان صاحب شفیق نے میری تحریرات
کا جواب نہیں لکھا فرمایش حکیم احسن اللہ خاں صاحب کی بہت اہم ہے عند الملاقات میرا
سلام کہکر اوسکا جواب بلکہ وہ اخبار اون سے بھجواؤ جمعہ ۷ ستمبر ایضاً بھائی میں نے
مانا تمہاری شاعری کو میں جانتا ہوں کہ کوئی دم تمکو فکر سخن سے فرصت نہو گی پر جو تمنے
التزام کیا ہے ترصیع کی صنعت کا اور دولخت شعر لکھنے کا اسمیں ضرور نشست معنی بھی ملحوظ
رکھا کرو اور جو کچھ لکھو اوس کو دوبارہ سہ بارہ دیکھا کرو کیوں صاحب ڈبل خط پوسٹ پڑ

بھیجنا اور وہ بھی دلی سے سکندرآباد کو آیا حاتم کے سوا اور میرے سوا کسی نے کیا ہوگا کیا ہنسی آتی ہے تمہاری باتوں پر خدا تمکو جیتا رکھے اور جو کچھ تم چاہو تمکو دے جانی جی کی بڑی فکر ہے میں تمکو لکھنا چاہتا تھا کہ اونکا حال لکھو تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ تمکو بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں یقین ہے کہ اجمیر میں ہوں گے مگر خط نہیں بھیجا جاتا کہ وہاں مقیم نہیں ہیں خدا جانے کب چل نکلیں بہرحال تم بہرتپور سے قریب ہو اور اون کے متوسلوں کو جانتے ہو اور اگر ہو سکے تو کسیکو لکھکر خبر منگواؤ اور جو کچھ تمکو معلوم ہو وہ مجکو بھی لکھو منشی صاحب مع منشی عبدالطیف کول میں آ گئے کل اونکا خط مجکو آیا تھا آج اوسکا جواب بھی روانہ کر دیا

۱۵ ماہ اگست ۱۸۵۳ء ایضاً بھائی آج مجکو بڑی تشویش ہے اور یہ خط میں تمکو کمال سراسیمگی میں لکھتا ہوں جسدن میرا خط پہنچے اگر وقت ڈاک کا ہو تو اوسی وقت جواب لکھکر روانہ کرو اور اگر وقت نہ رہا ہو تو ناچار دوسرے دن جواب بھیجو منشاء تشویش و اضطراب کا یہ ہے کہ کئی دن سے راجہ بھرت پور کی بیماری کی خبر سنی جاتی تھی کل سے اور بری خبر شہر میں مشہور ہے تم بہرتپور سے قریب ہو یقین ہے کہ تمکو تحقیق حال معلوم ہوگا جلد لکھو کہ کیا صورت ہے راجہ کا مجکو غم نہیں مجکو فکر جانی جی کی ہے کہ اوسی علاقہ میں تم بھی شامل ہو صاحبان انگریز نے ریاستوں کے باب میں ایک قانون وضع کیا ہے یعنے جو ریاست مرجاتا ہے سرکار اوس ریاست پر قابض و متصرف ہو کر رئیس اوہ کے وارث ہونے تک بندوبست ریاست کا اپنے طور پر رکھتی ہے سرکاری بندوبست میں کوئی قدیم الخدمت موقوف نہیں ہوتا اس صورت میں یقین ہے کہ جانی صاحب کا علاقہ بدستور قایم رہے مگر یہہ وکیل میں معلوم نہیں مختار کون ہے اور ہمارے بابو صاحب ہیں اور اوس مختار میں صحبت کیسی ہے رانی سے ان کی کیا صورت ہے تم

اگرچہ بابو صاحب کی محبت کا علاقہ رکھتے ہو لیکن اونھوں نے از راہ دور اندیشی تمکو متوسل
اوس سرکار کا کر رکھا ہے اور تم مستغنیانہ اور لاابالیانہ زندگی کرتے تھے زنہار اب وہ
روش نہ رکھنا اب تمکو یہی لازم آپڑا ہے جانی جی کے ساتھ روشناس حکام والا مقام
ہونا پس چاہئے کول کی ارائش کا ترک کرنا اور خواہی نخواہی بابو صاحب کے ہمراہ رہنا میری
رائے میں یوں آیا ہے اور میں نہیں لکھ سکتا کہ موقع کیا ہے اور مصلحت کیا ہے جانی
جی بہرتپور گئے ہیں یا اجمیر میں ہیں کس فکر میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں واسطے خدا کے
نہ مختصر نہ سرسری بلکہ مفصل و مشرح جو کچھ واقع ہوا ہو اور جو صورت ہو مجکو لکھو اور جلد
کہ مجھپر خواب و خور حرام ہے کل شام کو میں نے سنا آج صبح قلعہ نہین گیا اور یہ خط لکھکر از راہ
احتیاط بیرنگ روانہ کیا ہے تم بھی اس کا جواب بیرنگ روانا کرنا آدہ آنا ایسی بڑی چیز نہیں
ڈاک کے لوگ بیرنگ خط کو ضروری سمجھکر جلد پہنچاتے ہیں اور پوسٹ پڑا رہتا ہے جب
اوس محلہ میں جانا ہوتا ہے تو اوس کو بھی لیجاتے ہیں زیادہ کیا لکھوں کہ پریشاں ہوں
نوشتہ چاشتگاہ دوشنبہ ۲۔ مارچ ۱۸۵۳ء ضروری جواب طلب **ایضا** میان مرزا
لقمہ ہزار آفریں کیا اچھا قصیدہ لکھا ہے واہ واہ چشم بد دور تسلسل معنی سلامت الفاظ ایک
مصرع میں تمکو محمد اسحٰق شوکت بخاری سے توارد ہوا یہ بھی محل فخر و شرف ہے کہ جہاں
شوکت پہنچا وہاں تم پہنچے وہ مصرع یہ ہے ؎ چاک کردیدم و از جیب بدامان رفتم + پہلا
مصرع تمہارا اگر اوس کے پہلے مصرع سے اچھا ہوتا تو میرا دل اور زیادہ خوش ہوتا خدا
تمکو اتنا جلائے کہ ایک دیوان ۲۰ جزو قصاید کا کہہ لو مگر خبردار قصاید بقید حروف تہجی
نہ جمع کرنا صاحب مجھے اس بزرگوار کا ملہ اور یہ جو تمنے اسکا وطن اور پیشہ اب لکھا ہے
سابق کا تمہارا لکھا ہوا سب یاد ہے میں نے اوسکو دوست بطریق طنز لکھا ہے بہرحال

وہ جو میں نے خاقانی کا شعر لکھکر اوسکو بھیجا اوسکی ماں میرے اگر میرے اوس خط کا جواب لکھا
ہو بڑا پرانا قصہ تھا تنے یاد دلایا داغ کہنہ حسرت کو چمکایا یہ قصیدہ منشی محمد حسن کی معرفت
روشن الدولہ پاس اور روشن الدولہ کے توسط سے نصیر الدین حیدر کے پاس گزرا اور
جسدن گزرا اوسی دن پانچ ہزار روپیہ کے بھیجنے کا حکم ہوا متوسط یعنے منشی محمد حسن نے
مجکو اطلاع دی مظفر الدولہ مرحوم لکھنو سے آئے اونھوں نے یہ راز مجھپر ظاہر کیا اور کہا
خدا کے واسطے میرا نام منشی محمد حسن کو نہ لکھنا ناچار میں نے شیخ امام بخش ناسخ کو لکھا کہ تم
دریافت کرکے لکھو کہ میرے قصیدہ پر کیا گزری اونھوں نے جواب لکھا کہ پانچہزار ملے
تیں ہزار روشن الدولہ نے کھائے دو ہزار منشی محمد حسن کو دیے اور فرمایا کہ اسمیں سے جو مناسب
جانو غالب کو بھیجدو کیا اوسنے ہنوز تمکو کچھ نہ بھیجا اگر نہ بھیجا ہو تو مجکو لکھو میں نے لکھ بھیجا کہ مجھے
پانچ روپیہ بھی نہیں پہنچے اس کے جواب میں اونھوں نے لکھا کہ اب تم مجھے خط لکھوا اوسکا
مضمون یہ ہو کہ میں نے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ بھیجا ہے اور یہ مجکو معلوم ہوا ہے
کہ وہ قصیدہ حضور میں گزرا یا نہیں میں نے نہیں جانا کہ اوسکا صلہ کیا مرحمت ہوا میں
کہ ناسخ ہوں اپنے نام کا خط بادشاہ کو پڑھوا کر اون کا لکھا یا ہوا روپیہ اون کے
حلق سے نکالکر تم کو بھیجدوں گا بھائی یہ خط لکھکر میں نے ڈاک میں روانہ کیا آج
خط روانہ ہوا تیسرے دن شہر میں خبر اڑی کہ نصیر الدین حیدر مر گیا اب کہو میں
کیا کروں اور ناسخ کیا کرے غالب دوشنبہ ۱۹- اگست ۱۸۳۷ء ایضاً اومرزا تفتہ
میرے گلے لگ جاؤ بیٹھو اور میری حقیقت سنو یکشنبہ کو مولوی مظہر الحق آئے تھے
اون سے سب حال معلوم ہوا پہلا خط تمکو ان کے بھائی مولوی انوار الحق نے بموجب
حکم رنگلٹن صاحب کے لکھا تھا پھر ایک خط صاحب نے آپ مسودہ کرکے اپنی طرف سے تمکو

لکھا دونوں دیوان تمہارے اور نثر عشق اور ایک تذکرہ اور یہ چار کتابیں تمہاری بھیجی ہوئی اون کو بھیجیں صاحب تم سے بہت خوش اور تمہارے بہت معتقد ہیں کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں اتنا بڑا شاعر کوئی اور ہندوستان میں نہوگا کہ جو پچاس ہزار بیت کا مالک ہو فائدہ اس التفات کا یہ کہ تمہارا ذکر بہت اچھی طرح سے لکھیں گے باقی بخیر شما بسلامت ہاں ان کے تحت میں ۵۰ مشاہرہ کے علاقے میں اگر تمہاری اجازت ہو تو اس امر میں اون سے کلام کروں میرا عجب حال ہے حیراں ہوں کہ تمہیں میرا کلام کیوں نہیں باور آتا ؎ گمان نیست بود بر منت زبید ردی ۔ بدبدات مرگ ولے بدتر از گمان تو نیست ۔ سامعہ مرگیا تھا اب باصرہ بھی ضعیف ہوگیا جتنی قوتیں انسان میں ہوتی ہیں سب مضمحل ہیں حواس سراسر مختل ہیں حافظہ گویا کبھی نہ تھا شعر کے فن سے گویا کبھی مناسبت نہ تھی رئیس رامپور سو روپیہ مہینا دیتے ہیں سال گزشتہ اون کو لکھ بھیجا کہ اصلاح نظم جو اسکا کام ہے اور میں اپنے میں حواس نہیں پاتا متوقع ہوں کہ اس خدمت سے معاف رہوں جو کچھ مجھے آپ کی سرکار سے ملتا ہے عوض خدمات سابقہ میں شمار کیجیے تو میں سکہ لمبر سہی ورنہ خیرات خوار سہی اور اگر یہ عطیہ بشرط خدمت ہے تو جو آپ کی مرضی ہے وہی میری قسمت ہے برس دن سے اون کا کلام نہیں آتا فتوح مقرری نومبر تک آئی اب دیکھیے آگے کیا ہوتا ہے آج تک نواب صاحب ازراہ جوانمردی دیے جاتے ہیں اور بھائی تمہاری مشق چشم بد دور صاف ہوگئی رطب و یابس تمہارے کلام میں نہیں ہا اور اگر خواہی نخواہی تمہارا عقیدہ یہی ہے کہ اصلاح ضرور ہے تو میر نجان میرے بعد کیا کروگے میں چراغ دم صبح و آفتاب سر کوہ ہوں انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ ۱۴ رجب نجات کا طالب غالب ایضاً مرزا لقمۂ عجب اتفاق ہوا

پنجشنبہ کے دن ۲۲- اپریل کو کلیان حظ ڈاک میں ڈالکر آیا کہ اوسکے متعاقب
پارسل کا ہرکارہ آیا اور تمہارا بھیجا ہوا پاکٹ لایا رسید لکھنے میں نے زاید سمجھی اور اوسکا
دیکھنا شروع کیا بیکار محض اور تنہا ہوں پانچ پہر کا دن میری بڑی دل لگی ہوگی
خوب دیکھا بیچ تو یوں ہے کہ ان اشعار میں میں نے بہت حظ اوٹھایا جیتے رہو تمہارا
دم غنیمت ہے بھائی کا حال مفصل لکھو پنشن کے طالب ہیں یا نوکری کے منشی عبداللطیف
کہاں ہے اور کسطرح ہے علاقہ بنا ہوا ہے یا جاتا رہا صاحب لفٹنٹ گورنری کا محکمہ
بالکل الہ آباد کو گیا ہنوز کچھ یہاں بھی ہے منشی غلام غوث صاحب کہاں ہیں نوکر ہیں
یا مستعفی عدالت دیوانی کا محکمہ یہیں رہے گا یا الہ آباد جائے گا اس کا اور گورنری کے
محکمہ کا ساتھ ہے چاہئے یہ بھی وہیں جاوے آج تمہارے اشعار کا کاغذ بم فلڈ پاکٹ
اسی خط کے ساتھ ڈاک میں بھیجا گیا ہے یقیں ہے کہ یہ خط کل پرسوں اور وہ
پاکٹ پانچ چار دن میں پہنچ جاوے یکشنبہ ۲۵- اپریل ۱۸۵۸ء **ایضاً** مرزا تفتہ ایک
امر عجیب تمکو لکھتا ہوں اور وہ امر بعد تعجب مفرط کے موجب نشاط مفرط ہوگا میں
اجرائے پنشن سرکار انگریزی سے مایوس تھا بارے وہ نقشا پنشندوں کا جو یہاں
سے بن کر صدر کو گیا تھا اور یہاں کے حاکم نے بہ نسبت میرے صاف لکھدیا تھا کہ یہ شخص
پنشن پانے کا مستحق نہیں ہے گورنمنٹ نے برخلاف یہاں کے حاکم کی رائے کے میری
پنشن کے اجرا کا حکم دیا اور وہ حکم یہاں آیا اور مشہور ہوا میں نے بھی سنا اب کہتے
ہیں کہ ماہ آیندہ یعنے مئی کی پہلی کو تنخواہوں کا بٹنا شروع ہوگا دیکھا چاہئے پچھلے
روپے کے باب میں کیا حکم ہوتا ہے- غالب ۱۶- اپریل ۱۸۵۸ء **ایضاً** صاحب
تمہارا خط آیا میں نے اپنے سب مطالب کا جواب پایا امراؤ سنگھ کے حال پر اوس کے واسطے

مجکو رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے اللہ اللہ ایک وہ ہیں کہ دو بار اون کی بیڑیاں کٹ
چکی ہیں اور ایک ہم ہیں کہ ایک اوپر پچاس برس سے جو پھانسی کا پھندا گلے میں پڑا ہے
تو نہ پھندا ہی ٹوٹتا ہے نہ دم ہی نکلتا ہے اوسکو سمجھا وکہ تیرے بچوں کو میں پال لونگا
تو کیوں بلا میں پھنستا ہے وہ جو مصرع تم نے لکھا ہے وہ حکیم ثنائی کا ہے اور وہ
نقل حدیقہ میں مرقوم ہے ؎ پسرے با پدر بزاری گفت ٭ کہ مرا یار شو بہمرہ جفت ٭
گفت بابا زناکن وزن نہ ٭ پند از خلق گیر و از من نہ ٭ در زنا گر بگیروت عسسے ٭ بہلد کو
گرفت چونتو بسے ٭ زن کتی ہر گرفت رہا نکند ٭ در تو بگزاریش چہا نکند ٭ بس تو اب تم
سکندر آباد میں رہے کہیں اور کیوں جاؤگے بنک گھر کا روپیہ اوٹھا چکے ہو اب
کہاں سے کھاؤگے میاں نہ میرے سمجھانے کو دخل ہے نہ تمہارے سمجھنے کی جگہ ہے
ایک خرچ ہے کہ وہ چلا جاتا ہے جو ہونا ہے وہ ہوا جاتا ہے اختیار ہو تو کچھ کیا جائے
کہنے کی بات ہو تو کچھ کہا جائے مرزا عبدالقادر بیدل خوب کہتا ہے ؎ رغبت جاہ
چہ نفرت اسباب کدام ٭ زیں ہوسہا بگزر یا مگزر میکنرد ٭ مجکو دیکھو کہ نہ آزاد ہوں نہ مقید
نہ رنجور ہوں نہ تندرست نہ خوش ہوں نہ ناخوش نہ مردہ ہوں نہ زندہ جیے جاتا ہوں باتیں
کئے جاتا ہوں روٹی روز کھاتا ہوں شراب گاہ گاہ پیئے جاتا ہوں جب موت آئے گی
مر رہوں گا نہ شکر ہے نہ شکایت ہے جو تقریر رہے ببیل حکایت ہمارے جہاں رہو
جسطرح رہو ہر ہفتہ میں ایک بار خط لکھا کرو۔ یکشنبہ ۱۹۔ دسمبر ۱۸۵۸ء ایضاً دیکھو
صاحب یہ باتیں ہمکو پسند نہیں ۱۸۵۸ء کے خط کا جواب ۱۸۵۹ء میں بھیجتے ہو اور
مزا یہ ہے کہ جب تم سے کہا جائے گا تو یہ کہوگے کہ میں نے دوسرے ہی دن جواب لکھا
ہے لطف اس میں ہے کہ میں بھی سچا اور تم بھی سچے ٭ آج تک رائے امید سنگ یہیں

اور ابھی نہیں جائیں گے تمہارا مدعا حاصل ہو گیا ہے جس دن وہ آئے تھے اوسی دن مجھ سے
کہہ گئے تھے میں بھول گیا اور اوس خط میں تمکو نہ لکھا صاحب وہ فرماتے تھے کہ میں نے
کئی مجلد مرزا تفتہ کے دیوان کے اور کئی نسخے تضمین اشعار گلستان کے اونکی خواہش
کے بموجب کوئی پارسی ہے بمبئی میں اوسکے پاس بھیج دیے ہیں یقین ہے کہ وہ ایران
کو ارسال کرے گا امید سنگھ نے اوس پارسی کا نام بھی لیا تھا میں بھول گیا اب
تمکو اوس خیال میں مبتلا پایا تو اون کا بیان مجکو یاد آیا جانتا ہوں کہ وہ کہاں
رہتے ہیں دو بار اون کے گھر گیا بھی ہوں مگر محلہ کا نام نہیں جانتا نہ میرے آدمیوں
میں کوئی جانتا ہے اب کسی جاننے والے سے پوچھکر تمکو لکھ بھیجوں گا میرے بادشاہ
صاحب سے عند الملاقات میری دعا کہدینا لاحول ولا قوت الا باللہ لکھنے کے قابل بات
پھر بھول گیا کل میر کرامت علی صفا مخلص کہ میں نے آگے اون کو کبھی نہیں دیکھا تھا
ناگاہ مجھ سے آکر ملے اور تمہارا حال پوچھتے رہے میں نے کہدیا کہ بخیر و عافیت سکندر آباد
میں ہیں جب میں نے اون سے کہا کہ کیا وہ تمہارے آشنا ہیں اونھوں نے کہا صاحب
وہ بزرگ اور استاد ہیں میں اونکا شاگرد ہوں کہیں مدرسہ کے علاقہ میں نوکر
ہیں بسبیل ڈاک آئے تھے اور بسبیل ڈاک انبالہ کو گئے انبالہ اون کا وطن ہے اور
نوکر بھی وہ اوسی ضلع میں ہیں۔ نگاشتہ دوشنبہ ۳۔ جنوری ۱۸۵۸ء ایضاً
صاحب قصیدہ کے چھاپے جانے کی بشارت صاحب مطبع نے بھی مجکو دی ہے
خدا اون کو سلامت رکھے کل مرزا صاحب کے خط میں اون کو ایک مصرع کسی
استاد کا لکھ چکا ہوں میں سراسر اون کا ممنون و احسان مند ہوں میرا سلام کہنا اور
اظہار اخبار کے نہ پہنچنے کی اطلاع دینا میرے نام کا کوئی لفافہ ضائع نہیں جاتا خدا

جانے اسپر کیا بجوگ پڑا ظاہرا اونھوں نے پوسٹ پیڈ بھیجا ہوگا پھر پوسٹ پیڈ ہی کیوں
تلف ہو شیہہ یعنی صدائے اسپ لغت فارسی ہے بشین مکسور و یائے معروف و ہائے ہوز مفتوح
و ہائے ثانی زدہ اور عربی میں اسکو صہیل کہتے ہیں صیہہ کوئی لغت نہیں ہے نہ عربی نہ فارسی اگر
غنیمت کے کلام میں صیہہ لکھا ہے تو کاتب کی غلطی ہے غنیمت کا کیا گناہ - ورخود زر و سے
ہند سرگاہے شمار یافت - اصل مصرع یوں ہے میں نے سہو سے خدا جانے کیونکر لکھدیا ہے -
بھائی مہرخواں کے دو معنی ہیں ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دیں اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں
کا پیار سے رکھیں یعنے عرف حاشیہ پر شوق سے لکھوا دو مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ اس عبارت سے
جو تمہارے ذکر میں ہے پہلے مہرخواں کے معنے حاشیہ پر چڑھ گئے ہیں مکرر لکھنے کی حاجت کیا ہے
اور اگر لکھ بھی دو تو قباحت کیا ہے بھائیصاحب کیوں مضایقہ فرمائیں - حال اوراق کی تحریر
کا معلوم ہوا صاحبان کونسل کی رائے ولایت اگرہ یعنے میرے محکمہ میں منظور و مقبول نام میر اجسطرح
چاہو لکھدو ۵ بنام آنکہ او نامی ندارد بہرنامے کہ خوانی سربرآرد - شفیق بالتحقیق مولانا مہرزہ بمقتضائے
کا سلام قبول کریں کل آپ کو خط لکھ چکا ہوں آج یا کل پہنچ جائے گا رات سے ایک بات اور
خیال میں آئی ہے مگر چونکہ محکم و کارفرائی ہے کہتے ہوئے ڈرتا ہوں ڈرتے ڈرتے عرض کرتا
ہوں بات یہ ہے کہ دو جلدیں طلائی لوح کی ولایت کے واسطے تیار ہوں گی اور وہ چار جلدیں
جو یہاں کے حکام کے واسطے درکار ہوں گی اون کی صورت یہی ٹھہری ہے کہ سیاہ قلم کی لوح
اور انگریزی جلد کیوں بھائی صاحب قبلہ رداد اور نجویز یہی ہے اور پھر سمجھا چاہئے کہ یہ چار جلدیں
کس کس کی نذر ہیں نواب گورنر جنرل بہادر چیف کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر دہلی ڈپٹی کمشنر
دہلی یہ کیا میری بد وضعی ہے کیا جناب منوشیٹس جما کی نذر نہ بھیجوں آخر گورنمنٹ کی نذر انہیں
کی معرفت بھیجوں گا مفصلا صاحب ایک جلد اون کی نذر بہت ضروری ہے آپ گنجایش

نکال کر جیسی یہ چار جلدیں بنوائیں ایک اور بھی ایسی ہی بنوالیں یقین ہے کہ آپ اس
رائے کو پسند فرمائیں گے اور چار کی جگہہ پانچ بنوائیں گے یہ عرض مقبول اور یہ گستاخی کہ بار
بار آزار دیتا ہوں معاف ہو بھائی مرزا تفتہ کل کے مرزا صاحب کے خط میں سے اوس
مادہ تاریخ کا قطعہ لکھ لینا تمکو لکھ چکا ہوں ایک قطعہ تمہارا بلکہ ایک قطعہ مولانا حقیر سے
بھی لکھوا دو صبح پنجشنبہ سی ام ستمبر ۱۸۵۸ء **ایضاً** اجی مرزا تفتہ تم نے روپیہ بھی کھویا
اور اپنے فکر کو اور میری اصلاح کو بھی ڈبویا ہائے کیا بری کاپی ہے اپنے اشعار کی اور اس
کاپی کی مثال جب تم پر کھلتی کہ تم یہاں ہوتے اور بیگمات قلعہ کو پھرتے چلتے دیکھتے صورت
ماہ دو ہفتہ کی سی اور کپڑے میلے پائچے لیر لیر جوتی ٹوٹی یہ مبالغہ نہیں بلکہ بے تکلف
سنبلستان ایک معشوق خوبرو ہے بدلباس ہے بہرحال دو تو لڑکوں کو دونو جلدیں دیں
اور معلم کو حکم دیا کہ اسید کا سبق دے چنانچہ آج سے شروع ہو گیا مرقومہ صبح شنبہ ۹ ماہ
اپریل ۱۸۶۰ء غالب **ایضاً** آج پنجشنبہ کے دن ۱۸ نومبر کو تمہارا خط آیا اور میں آج ہی جواب
لکھتا ہوں کیا تماشا ہے کہ تمہارا خط پہنچتا ہے اور میرا خط نہیں پہنچتا میرے خط کے نہ پہنچنے
کی دلیل یہ کہ تم نے اصلاحی غزل کی رسید نہیں لکھی میں نے کتب کا پہنچنا تمکو لکھا تھا اوسکا تم نے
ذکر نہ لکھا صاحب کتابیں پہنچ گئیں اور ہو گئیں سات کتابیں مرزا مہر کی بھیجی ہوئی موافق
اون کی تحریر کے آج شام تک اور مطابق منشی شیونرائن کی اطلاع کے کل تک میرے پاس
پہنچ جائیں گی اور منشی شیونرائن نے اندور کی کتابوں کی روانگی کی اطلاع دی ہے منشی
نبی بخش صاحب تمہارے خط نہ لکھنے کا بہت گلہ رکھتے ہیں شاید میں تمکو لکھ بھی چکا ہوں۔ میر
قاسم علی صاحب کی بدلی کا حال معلوم ہوا یہ میرے بڑے دوست ہیں دلی اندنوں میں
آئے تھے مجھ سے کل ملکر گئے ہیں انکو ایک کتاب ضرور بھیجدینا۔ بھائی میں ہرگز نہیں جانتا

کہ میر بادشاہ دہلوی کون ہیں اور پھر ایسے کہ جو کہیں گے منصف ہوں کچھ اون کے خاندان
کا حال اور اون کے والد کا نام لکھو تو میں غور کروں ورنہ میں تو اس نام کے آدمی سے
آشنا نہیں ہوں پنجشنبہ ۱۔ نومبر ۱۸۵۸ء وقت دوپہر ایضاً بندہ پرور ایک مہربانی
نامہ سکندر آباد سے اور ایک علیگڈھ سے پہنچا یقین ہے کہ بابو صاحب تمہارے خط کے جواب
میں کچھ حال لکھیں گے اور تم موافق اپنے وعدہ کے مجکو لکھو گے اب جب اس خط کا جواب تمہارے
پاس سے آئے گا تب تمہارے اشعار تمکو بھیجیں گے ہائے ہائے میر تفضل حسین خاں ہائے ہائے
رفتی و مرا خبر نکردی * بر بیکسم نظر نہ کردی * یہاں یہ سنا گیا ہے کہ میر احمد حسین بڑا بیٹا اونکا
اونکے کام پر مقرر ہوا اور میر ارشاد حسین بدستور نائب رہے۔ اسد اللہ ۲۳۔ فروری ۱۸۵۹ء
ایضاً صاحب ایک خط تمہارا پرسوں آیا اوسمیں مندرج کہ میں میرٹھ جاؤں گا آج صبح کو
ایک خط تمہارا اور آیا اوسمیں مندرج کہ پہلی جولائی کو جاؤں گا اور تجھ سے ملتا جاؤں گا
پرسوں کے خط میں بھی اور آج کے خط میں بھی پارسل کا ذکر تھا کہ ۲۰ جون کو ہمنے بھیجا ہے
بیسویں جون کو دسواں دن ہے اسدن میں کوئی پارسل کوئی بم فلٹ پاکٹ میرے
پاس نہیں پہنچا آخری بم فلٹ پاکٹ دو مثنویوں کا وہ تھا کہ جسمیں ایک مثنوی بلند شہر کے
واقعہ کی تھی کہ ایک لڑکا مر گیا اوسکی ارتھی پھکتی رہی اوسکا عاشق سامنے کھڑا جلتا رہا سلون
دونوں مثنویوں کو میں نے اصلاح دیکر تمہارے پاس بھیجدیا ہے بلکہ یوں یاد پڑتا ہے کہ تم نے
اسکی رسید بھی لکھ بھیجی ہے لیکن مجکو گمان یہ ہے کہ یہ امر ۲۰۔ جون سے آگے کا ہے بہر تقدیر بعد
اس پارسل کے کوئی اور پارسل میرے پاس نہیں آیا اصلاحی کو اغلب ہر طرف کے عموماً
اور تمہارے خصوصاً دو دن سے زیادہ میں نہیں رکھتا جو کاغذ مجھ تک نہ پہنچے میں نا چاہوں بلکہ خود میرے ایک خط کا جواب تمپر قرض ہے یا تو وہ نہ پہنچا یا تم نے اوسکا جواب لکھنا

ضرور بجانا وہ خط جسمیں میرا بادشاہ کا دل آنا اور اونکا مجھ سے ملنا اور تمہارا ذکر مجھ میں اور اونمیں
ہونا مہاراجہ امید سنگہ کا دل میں آنا اور بخیر میرے گھر آجانا اور تمہارا اون سے ذکر ہونا
اور اونکا یہ کہنا کہ اون کا کل ایک خط میرے پاس آیا تھا سو میں نے اوسکا جواب لکھ بھیجا
تھا اب میں کیا جانوں کہ تمکو یہ خط پہنچا یا نہیں پہنچا تمہارا وہ پارسل جسکو تم اب مانگتے
ہو میرے پاس ہرگز نہیں آیا۔ غالب چارشنبہ ۲۹ جون ۱۸۵۸ء وقت نیمروز ایضا
اچھا میر بھائی نہیں والے دو ورقے چار سو ہوں پانسوں ہوں سب بدلوا ڈالنا کاغذ کا
جو نقصان ہو وہ مجھ سے منگوا لینا اس لفظ کے رہ جانے میں سارے مضمون کی کمی ہو جائے گی
اور میرے کمال کو دھبا لگ جائے گا یہ لفظ عربی ہے ہر چند مسودہ میں بنا دیا تھا لیکن کاتب
کی نظر سے رہ گیا لکھتے ہو کہ مرزا صاحب جلدیں درست کریں گے یہ تو صورت اور ہے یعنے
میں نے چھ جلدیں بارہ روپے کی لاگت میں بکار سازی و ہنر پردازی برخوردار منشی عبداللطیف
چاہیں تھیں منتظر تھا کہ اب اون کا قبول کرنا مجملو لکھوگے اور روپیہ مجھ سے منگواؤ گے
ظاہر عبداللطیف نے پہلو تہی کیا مرزا صاحب اگر کفیل ہوے تھے تو چھ جلدیں بنواتے نہ کہ
دو البتہ اس احتمال کی گنجایش ہے کہ دو بہت پر تکلف اور چار بہ نسبت اوس کے کچھ کم اگر
یوں ہے تو یہ تو مدعائے دل پذیر ہے مگر اطلاع ضرور ہے رائے امید سنگہ کے نام کا خط
باحتیاط درست دو جب وہ آئیں انکو دیدو۔ یہ جو تم لکھتے ہو کہ نہیں کل لفظ لکھ یا گیا تھا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاپا شروع ہو کر دو رتک پہنچ گیا کیا عجب ہے کہ کتابیں جلد مطبع سے ہو جائیں
ہمارے منشی شیونرائن صاحب اپنے مطبع کے اخبار میں اس کتاب کے چھاپے کا اشتہار کیوں
نہیں چھاپتے تاکہ دو چار سو خریداروں کی فراہم ہو جائیں۔ میر اتقہ ستو اور نوٹیں
میرے محسن حکیم احسن اللہ خاں آفتاب عالمتاب کے خریدار ہوے ہیں اور میں نے بموجب

اون کے کہنے کے برادر دینی مولانا مہر کو لکھا ہے حضرت نے لاونعم جواب میں نہیں لکھا تم اون سے
کہو کہ وہ ستمبر ۱۸۵۸ء سے خریدار ہیں آج ۱۱ ستمبر کی ہے دو نمبر اخبار کے حکیم صاحب کے نام کا
سرنامہ خانچند کے کوچہ کا پتہ لکھکر روانہ کریں آیندہ ہفتہ بہفتہ بھیجے جائیں اور حکیم احسن اللہ خاں
کا نام خریداروں میں لکھلیں دوسرے اخبار مذکور میں ایک صفحہ ڈیڑھ صفحہ بادشاہ دہلی کے اخبار
کا ہوتا ہے جس دن سے کہ وہ اخبار شروع ہوا ہے اوس دن سے صرف اخبار شاہی کا صفحہ نقل
کرکے ارسال کریں کاتب کی اجرت اور کاغذ کی قیمت یہاں سے بھیجدیجائے گی بھائی
تم مرزا صاحب سے اوسکو کہکر جواب لو اور مجکو اطلاع دو تہیب سے نہیب سے مراجاتا ہوں اوسکی درستی
کی خبر بھیجو۔ باقی جو چھاپے کے حالات ہوں اوسکی آگہی ضرور ہے۔ غالب پنجشنبہ ۲ ستمبر ۱۸۵۸ء
ایضاً میری جان آخر لڑکے ہوبات کو نہ سمجھے ہیں اور تفتہ کا اپنے پاس ہونا غنیمت
سمجھتا ہوں میں نے یہ لکھا تھا کہ بشرط اقامت بلالوں گا اور پھر لکھتا ہوں کہ اگر میری
اقامت یہاں کی ٹھہری تو بے تمہارے نہ رہوں گا نہ رہوں گا زنہار نہ رہوں گا تقلی
بالمکند بے صبر کا خط بلند شہر سے دلی اور دلی سے رامپور پہنچا تلف نہیں ہوا اگر میں یہاں رہگیا تو
یہاں سے اور اگر دلی چلا گیا تو وہاں سے اصلاح دیکر اون کے اشعار بھیجدوں گا بے صبر کو ابکی بار
مہینا بھر صبر چاہئے وہ لفافہ بدستور رکھا ہوا ہے ازبسکہ یہاں کے حضرات مہربانی فرماتے
ہیں اور ہر وقت آتے ہیں فرصت مشاہدہ اوراق نہیں ملی تم اسی رقعہ کو اون کے پاس
بھیجدینا۔ غالب سہ شنبہ ۱۴ فروری ۱۸۵۹ء ایضاً کیوں صاحب مجھ سے کیوں خفا ہو آج
مہینا بھر ہوگیا ہوگا یا بعد دو چار دن کے ہوجائے گا کہ آپکا خط نہیں آیا انصاف کرو کتنا
کثیر الاحباب آدمی تھا کوئی وقت ایسا نہ تھا کہ میرے پاس دو چار دوست نہ ہوتے ہوں اب یار لوگ
میں ایک شیوجی رام برہمن اور بالمکند اوسکا بیٹا یہ دو شخص ہیں کہ گاہ گاہ آتے ہیں اس سے

گزر کر لکھنو اور کالپی اور فرخ آباد اور کس کس ضلع سے خطوط آتے رہتے تھے ان دستوں
کا حال ہی نہیں معلوم کہ کہاں ہیں اور کسطرح ہیں وہ آمد خطوط کی موقوف صرف تم
تین صاحبوں کے آنے کی توقع اوسمیں وہ دونوں صاحب گاہ گاہ ایک تم کہ
کہ ہر مہینے میں ایک دو بار مہربانی کرتے ہو سنو صاحب اپنے پر لازم کر لو ہر مہینے میں ایک خط مجکو
لکھنا اگر کچھ کام آپڑا دو خط تین خط ورنہ صرف خیر و عافیت لکھی اور ہر مہینے میں ایک بار بھیجی
بھائی صاحب کا بھی خط دس بارہ دن ہوئے کہ آیا تھا اوس کا جواب بھیجدیا گیا مولوی
قمرالدین خاں یقین ہے کہ الہ آباد گئے ہوں کسو واسطے مجکو مئی میں لکھا تھا کہ اوائل جون
میں جاؤں گا بہرحال اگر آپ زردہ نہیں تو جسدن میرا خط پہنچے اوس کے دوسرے دن اس کا
جواب لکھیے اپنی خیر و عافیت منشی صاحب کی خیر و عافیت مولوی صاحب کا احوال اس سے
سوا گوالیار کے فتنہ و فساد کا ماجرا جو معلوم ہوا ہو وہ الفاظ مناسب وقت میں ضرور لکھنا
راجہ جو وہاں آیا ہوا ہے اوسکی حقیقت دھولپور کا رنگ صاحبان عالیشان کا ارادہ وہاں
کے بندوبست کا کسطرح پر ہے آگرہ کا حال کیا ہے وہاں کے رہنے والے کچھ خائف ہیں
یا نہیں۔ غالب نگاشتہ شنبہ ۱۹ جون ۱۸۵۷ء **ایضاً** بر خوردار مرزا تفتہ دوسرا مسودہ
بھی کل پہنچا تم سچے اور میں معذور اب میری کہانی سنو آخر جون میں صدر بنچایت سے حکم
آگیا کہ پیشندار ان ماہ بماہ پنشن سال میں دو بار بطریق ششماہہ فصل بفصل پایا کریں ناچار ساہوکار
سے سود کا قرض کر روپیہ لیا گیا تا رامپور کی آمد ہو ملکر صرف ہو یہ سود چھ مہینے تک اسیطرح کنواں
دینا پڑیگا ایک رقم معقول گھاٹے میں جائے گی ۵ رسم ہے مردہ کی چہلم ہی ایک + خلق کا
اسی چلن پہ دار + مجکو دیکھو کہ ہوں بقید حیات + اور چہلم ہی ہو سال میں دو بار + دس
گیارہ برس سے اوس تنگنا میں رہتا تھا سات برس تک ماہ بماہ چار روپیہ پایا گیا اب تین برس

کا کرایہ کچھ اوپر سو روپے یکمشت دیا مالک نے مکان بیچ ڈالا جسنے لیا ہے اوسنے مجھسے پیام بلکہ
ابرام کیا کہ مکان خالی کردو مکان کہیں ملے تو اوٹھوں بیدرد نے مجکو عاجز کیا اور مدد لگا
دی وہ صحن بالاخانے کا جس کا دو گز کا عرض اور دس گز کا طول اوس میں پاڑ بندھ گئی رات
کو وہیں سوہا گرمی کی شدت پاڑ کا قرب گمان یہ گزرتا تھا کہ یہ کٹکڑ ہے اور صبح کو مجکو پھانسی
ملے گی تین راتیں اسیطرح گزریں دوشنبہ ۹- جولائی کو دوپہر کے وقت ایک مکان ہات آگیا
وہاں جا رہا جان بچ گئی یہ مکان بہ نسبت اوس مکان کے بہشت ہے، اور یہ خوبی کہ محلہ ہی
بلیماروں کا اگرچہ ہے یوں کہ میں اگر اور محلہ میں بھی جا رہتا تو قاصدان ڈاک وہیں پہنچتے
یعنے اب اکثر خطوط لال کنوئیں کے پتے سے آتے ہیں اور بے تکلف یہیں پہنچتے ہیں
بہرحال تم وہی دلی بلی ماروں کا محلہ لکھکر خط بھیجا کرو دو مسودے تمہارے اور ایک
مسودہ بے صبکا یہ تین کاغذ درپیش ہیں دو ایک دن میں بعد اصلاح ارسال کیے جائیں گے
خاطر عاطر جمع رہے صبح جمعہ ۲۰- جولائی ۱۸۵۸ء **ایضا** کاشانہ دل کے ماہ دو ہفتہ
منشی ہرگوپال تفتہ تحریر میں کیا کیا سحر طرازیاں کرتے ہیں اب ضرور آپڑا ہے کہ ہم بھی
جواب اوسی انداز سے لکھیں سنو صاحب تم جانتے ہو کہ زین العابدین خاں مرحوم میرا
فرزند تھا اور اب اوس کے دونوں بچے کہ وہ میرے پوتے ہیں میرے پاس آ رہے ہیں اور
دمبدم مجکو ستاتے ہیں اور میں تحمل کرتا ہوں خدا گواہ ہے کہ میں تم کو اپنے فرزند کی جگہہ
سمجھتا ہوں پس تمہارے نتائج طبع میرے معنوی پوتے ہوئے جب ان عالم کے پوتوں سے
کہ مجھے کھانا نہیں کھانے دیتے مجکو دوپہر کو سونے نہیں دیتے ننگے ننگے پانو میرے پلنگ پر رکھتے
ہیں کہیں پانی لڑھاتے ہیں کہیں خاک اوڑاتے ہیں میں نہیں تنگ آتا تو اون معنوی
پوتوں سے کہ اون میں یہ باتیں نہیں ہیں کیوں گھبراؤں گا آپ اون کو جلد میرے پاس بھیل ڈاک

بھیجدیجے کہ میں اون کو دیکھوں وعدہ کرتا ہوں کہ پھر جلد اون کو تمہارے پاس بسبیل ڈاک
بھیجدوں گا حق تعالیٰ تمہارے عالم صورت کے بچوں کو جیتا رکھے اور اون کو دولت اقبال
دے اور تم کو اون کے سر پر سلامت رکھے اور تمہارے معنوی بچوں یعنے نتایج طبع کو فروغ
شہرت اور حسن قبول عطا فرماوے بابو صاحب کے نام کا خط اون کے خط کے جواب میں
پہنچتا ہے اونکو دے دیجے گا اور ہاں صاحب بابو صاحب اور تم آبو کو جانے لگو تو مجکو
اطلاع کرنا اور تاریخ روانگی لکھ بھیجنا تاکہ میں بیخبر نرہوں والدعا اسد اللہ نگاشتہ جمعہ
۱۸- جون ۱۸۸۲ء ایضاً شفیق باتحقیق منشی ہرگوپال تفتہ ہمیشہ سلامت رہیں آپ کا خط
جو آپنے کانپور سے بھیجا تھا پہنچا بابو صاحب کے سیر سفر کا حال اور آپکا لکھنو جانا اور وہاں کے
شعرا سے ملنا سب معلوم ہوا اشعار جناب رند کے پہنچنے کے ایک ہفتے کے بعد درست
ہوگئے اور اصلاح اور اشارے اور فوائد جیسا کہ میرا شیوہ ہے عمل میں آیا جب تک کہ اونکا
یا تمہارا خط نہ آوے اور اقامت گاہ معلوم نہو میں وہ کواغذ ضروری کہاں بھیجوں اور کیونکر
بھیجوں اور کیوں بھیجوں اب جو تمہارے لکھنے سے جانا کہ ۱۹- فروری تک اکبرآباد
آوگے تو میں نے یہ خط تمہارے نام لکھکر لفافہ کر رکھا ہے آج اُنیسویں ہے پرسوں
اکیسویں کو لفافہ اگرہ کو روانہ ہوگا بابو صاحب کو میں نے خط سواسطے نہیں لکھا کہ جو کچھ
لکھنا چاہئے تھا وہ خاتمہ اوراق اشعار پر لکھدیا ہے تکلو چاہئے کہ اون کی خدمت میں میرا
سلام پہنچاؤ اور سفر کے انجام اور حصول مرام کی مبارکباد دو اوراق اشعار گزرانو
اور یہ عرض کرو کہ جو عبارت خاتمہ پر مرقوم ہے اوسکو غور سے پڑھیے اور اپنا دستورالعمل گردانیے
نہ یہ کہ سرسری دیکھیے اور بھول جایئے بس تمام ہوا وہ پیام کہ جو بابو صاحب کی خدمت میں
تھا اب پھر تم سے کہتا ہوں کہ وہ جو تم نے اوس شخص کو لی کا حال لکھا تھا معلوم ہوا

بہر چند اعتراض و نکالنے اور پرسش اون کی ہیزہ ہو مگر ہمارا یہ منصب نہیں کہ معترض کو جواب
دیں یا سائل سے بات کریں تمہارے شعر پر اعتراض اس راہ سے کہ وہ ہمارا دیکھا ہوا ہے
گویا ہم پر ہے اس سے ہمیں کام نہیں کہ وہ ہائیں یا نمائیں کلام ہمارا اپنے نفس میں معقول
و استوار ہے جو زباندان ہوگا وہ سمجھ لیگا غلط فہم و کج اندیش لوگ نہ سمجھیں سمجھیں ہمکو تمام
خلق کی تہذیب و تلقین سے کیا علاقہ تعلیم و تلقین واسطے دوستوں کے اور یاروں کے ہے نہ
واسطے اغیار کے تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے تمہیں بارہا سمجھایا ہے کہ خود غلطی پر نہ ہو اور غیر کی غلطی
سے کام نہ رکھو آج تمہارا کلام وہ نہیں کہ کوئی اوپر گرفت کر سکے مگر ہاں ؎ حسود را چکنم کو زخود
برنج درست ۔ والسلام والاکرام ۔ اسد اللہ قمرزدہ ۱۹ فروری و مرسلہ بست و یکم فروری ۱۸۵۸ء

ایضاً منشی صاحب تمہارا خط اوسدان یعنے کل بدھ کے دن پہنچا کہ میں چار دن سے لرزے
میں مبتلا ہوں اور مزہ یہ ہے کہ جس دن سے لرزہ چڑھا ہے کھانا مطلق میں نے نہیں کھایا
آج پنجشنبہ پانچواں دن ہے کہ نہ کھانا دن کو میسر ہے اور نہ رات کو شراب حرارت مزاج میں
بہت ہے ناچار احتراز کرتا ہوں بھائی اس لطف کو دیکھو کہ پانچواں دن ہے کھانا کھائے ہرگز
بھوک نہیں لگی اور طبیعت غذا کی طرف متوجہ نہیں ہوئی بابو صاحب کا لامناقب کا خط
تمہارے نام کا دیکھا اب اوس ارسال میں وہ آسانی نرہی اور بندہ دشواری سے بھاگتا
ہے کیوں تکلیف کریں اور اگر بہرحال اون کی مرضی ہے تو خیر میں فرماں پذیر ہوں اشعار
سابق و حال میرے پاس امانت میں بعد اچھے ہونے کے اون کو دیکھوں گا اور تم کو
بھیجدوں گا اتنی سطریں مجھ سے بہزار جز ثقیل لکھی گئی ہیں اسد اللہ روز پنجشنبہ ۲۔ مارچ ۱۸۵۸ء

ایضاً صاحب تم جانتے ہو کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا واقع ہوا وہ ایک جنم تھا کہ جسمیں
ہم تم باہم دوست تھے اور طرح طرح کے ہم میں تم میں معاملات مہر و محبت درپیش آئے

شعر کہے دیوان جمع کیے اوسی زمانہ میں ایک بزرگ تھے کہ وہ ہمارے تمہارے دوست دلی
تھے اور منشی نبی بخش اون کا نام اور حقیر تخلص تھا نا گاہ نہ وہ زمانہ رہا نہ وہ اشخاص نہ وہ
معاملات نہ وہ اختلاط نہ وہ انبساط بعد چند مدت کے پھر دوسرا جنم ہمکو ملا اگرچہ صورت اس
جنم کی بعینہ مثل پہلے جنم کے ہے یعنے ایک خط میں نے منشی نبی بخش صاحب کو بھیجا اوسکا
جواب مجکو آیا اور ایک خط تمہارا کہ تم بھی موسوم بہ منشی ہرگوپال و تخلص بہ تفتہ ہو آج آیا اور
اور میں جس شہر میں ہوں اوس کا نام بھی دلی اور اوس محلہ کا نام بلی ماروں کا محلہ ہے
لیکن ایک دوست اوس جنم کے دوستوں میں سے نہیں پایا جاتا واللہ ڈھونڈھنے کو مسلمان
اس شہر میں نہیں ملتا کیا امیر کیا غریب کیا اہل حرفہ اگر کچھ ہیں تو باہر کے ہیں ہنود البتہ
کچھ کچھ آباد ہو گئے ہیں اب پوچھو کہ تو کیونکر مسکن قدیم میں بیٹھا رہا صاحب بندہ میں حکیم
محمد حسنخاں مرحوم کے مکاں میں نو دس برس سے کرایہ کو رہتا ہوں اور یہاں قریب
کیا بلکہ دیوار بدیوار ہیں گھر حکیموں کے اور وہ نوکر ہیں راجہ نرندر سنگھ بہادر والی
پٹیالہ کے راجہ نے صاحبان عالیشان سے عہدے لیا تھا کہ بروقت غارت دلی یہ لوگ
بیچ رہیں چنانچہ بعد فتح راجہ کے سپاہی یہاں آ بیٹھے اور یہ کوچہ محفوظ رہا ورنہ میں کہاں
اور یہ شہر کہاں مبالغہ نجا ننا امیر غریب سب نکل گئے جو رہ گئے تھے وہ نکالے
گئے جاگیردار پنشندار دولتمند اہل حرفہ کوئی بھی نہیں ہے مفصل حال لکھتے ہوئے دریغ ہوں
ملازمان قلعہ پر شدت ہے اور بازپرس اور داروگیر میں مبتلا ہیں مگر وہ نوکر جو اس
ہنگام میں نوکر ہوئے ہیں اور ہنگامہ میں شریک رہے ہیں میں غریب شاعر دس دس
برس سے تاریخ لکھنے اور شعر کی اصلاح دینے پر متعلق ہوا ہوں خواہی اوسکو نوکری سمجھو
خواہی مزدوری جانو اس فتنہ و شور میں کسی مصلحت میں میں نے دخل نہیں دیا

صرف اشعار کی خدمت بجالاتا رہا اور نظر اپنی بیگناہی پر شہر سے نکل نہیں گیا میرا
شہر میں ہونا حکام کو معلوم ہے مگر چونکہ میری طرف بادشاہی دفتر میں سے یا مخبروں کے
بیان سے کوئی بات پائی نہیں گئی لہذا طلبی نہیں ہوئی ورنہ جہاں بڑے بڑے
جاگیردار بلائے ہوئے یا پکڑے ہوئے آئے ہیں میری کیا حقیقت تھی غرض کہ اپنے
مکان میں بیٹھا ہوں دروازہ سے باہر نکل نہیں سکتا سوار ہونا اور کہیں جانا تو
بہت بڑی بات ہے رہا یہ کہ کوئی میرے پاس آوے شہر میں ہے کون جو آوے گھر کے
گھر بیچراغ پڑے ہیں مجرم سیاست پاتے جاتے ہیں جرنیلی بندوبست یا زدہم مئی سے
آج تک یعنے شنبہ پنجم دسمبر ۱۸۵۷ء تک بدستور ہے کچھ نیک و بد کا حال مجکو نہیں معلوم
بلکہ ہنوز ایسے امور کی طرف حکام کو توجہ بھی نہیں دیکھئے انجام کار کیا ہوتا ہے یہاں
باہر سے اندر کوئی بغیر ٹکٹ کے آنے جانے نہیں پاتا تم زنہار یہاں کا ارادہ نکرنا ابھی
دیکھا چاہئے مسلمانوں کی آبادی کا حکم ہوتا ہے یا نہیں بہرحال منشی صاحب کو میرا سلام
کہنا اور یہ خط دکھا دینا اسوقت تمہارا خط بھیجا اور اسیوقت میں نے یہ خط لکھکر ڈاک کے
ہرکارہ کو دیا **ایضاً** آج سنیچر بار کو دوپہر کے وقت ڈاک کا ہرکارہ آیا اور تمہارا خط لایا میں نے
پڑھا اور جواب لکھا اور کلیان کو دیا وہ ڈاک کو لے گیا خدا چاہے تو کل پہنچ جائے میں تم کو
پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ دلی کا قصد کیوں کرو اور یہاں آکر کیا کرو گے بنک گھر میں سے
خدا کرے تمہارا روپیہ مل جائے بھائی میرا حال یہ ہے کہ دفتر شاہی میں میرا نام سنہ ۵۷ء
نہیں نکلا کسی مخبر نے بہ نسبت میرے کوئی خبر بدخواہی کی نہیں دی حکام وقت میرا ہونا
شہر میں جانتے ہیں فراری نہیں ہوا روپوش نہیں ہوں بلایا نہیں گیا دار
گیر سے محفوظ ہوں کسیطرح کی باز پرس ہو تو بلایا جاؤں مگر ہاں جیسا کہ بلایا نہیں گیا

خود بھی بروے کار نہیں آیا کسی حاکم سے نہیں ملاحظ کسیکو نہیں لکھا کسی سے درخواست
ملاقات نہیں کی مہینے سے پنشن نہیں پایا کہو دس مہینے کیونکر گزرے ہوں گے انجام کچھ
نظر آتا نہیں کہ کیا ہوگا زندہ ہوں مگر زندگی وبال ہے ہرگوبند سنگھ یہاں آئے ہوئے
ہیں ایک بار میرے پاس بھی آئے تھے والد عا غالب روز شنبہ سی ام جنوری ۱۸۵۸ء
وقت نیم روز ایضاً کیوں صاحب روٹھے ہی رہوگے یا کبھی منوگے بھی اور اگر کسیطرح نہیں
منتے تو روٹھنے کی وجہ تو لکھو میں اس تنہائی میں صرف خطوں کے بھروسے جیتا ہوں
یعنے جسکا خط آیا میں نے جانا کہ وہ شخص تشریف لایا خدا کا احسان ہے کہ کوئی دن ایسا
نہیں ہوتا جو طرف جوانب سے دو چار خط نہیں آرہتے ہوں بلکہ ایسا بھی دن ہوتا ہے کہ
دو دو بار ڈاک کا ہرکارہ خط لاتا ہے ایک دو صبح کو اور ایک دو شام کو میری دل لگی ہوجاتی
ہے دن اون کے پڑھنے اور جواب لکھنے میں گزر جاتا ہے یہ کیا سبب ہے دس بارہ بارہ
دن سے تمہارا خط نہیں آیا یعنے تم نہیں آئے خط لکھو صاحب لکھنے کی وجہ لکھو آدہ آنے میں
بخل نکروایا ہی ہے تو ہرکارہ بھیجو غالب سوموار ۷ دسمبر ۱۸۵۸ء ایضاً مہاراج آپ کا
مہربانی نامہ پہنچا دل میرا اگرچہ خوش نہوا لیکن ناخوش بھی نرہا بہرحال مجکو کہ نالایق وذلیل
ترین خلایق ہوں اپنا دعاگو سمجھتے رہو کیا کروں اپنا شیوہ ترک نہیں کیا جاتا وہ روش
ہندوستانی فارسی لکھنے والوں کی مجکو نہیں آتی کہ بالکل بھانڈوں کی طرح بکنا شروع
کریں میرے قصیدے دیکھو تشبیب کے شعر بہت پاؤگے اور مدح کے شعر کمتر نثر میں بھی
یہی حال ہے نواب مصطفےٰ خاں کے تذکرے کی تقریظ کو ملاحظہ کرو کہ اون کی مدح کتنی
ہے میرزا رحیم الدین بہادر حیا تخلص کے دیوان کے دیباچہ کو دیکھو، جو تقریظ دیوان حافظ
کی بموجب فرمایش جان جانا لوب بہادر کے لکھی ہے اوسکو دیکھو کہ فقط ایک بیت میں اونکا

نام اور اون کی مدح آئی ہوا ور باقی ساری نثر میں کچھ اور ہی اور مطالب ہیں واللہ باللہ اگر کسی
شاہزادے یا امیرزادے کے دیوان کا دیباچہ لکھتا تو اوسکی مدح نکرتا کہ جتنی تمہاری مدح
کی ہے ہمکو اور ہمارے روشناس اگر پہچانتے تو اتنی مدح کو بہت جانتے فقط مختصر تمہاری نظم
کی اور ایک فقرہ تمہارے نام کا بدلکر اوسکی عوض ایک فقرہ اور لکھدیا ہے اس سے زیادہ
بھئی میری روش نہیں ظاہرا تم خود فکر نہیں کرتے اور حضرات کے بہکانے میں آجاتے
ہو وہ صاحب تو بیشتر اس نظم و نثر کو مہمل کہیں گے کسواسطے کہ اون کے کان اس آواز سے
آشنا نہیں جو لوگ کہ قتیل کو اچھے لکھنے والوں میں جانیں گے وہ نظم و نثر کی خوبی کو کیا پہچانیں
گے ہمارے شفیق منشی نبی بخش صبا کو کیا عارضہ ہے کہ جسکو تم لکھتے ہو مارا لجبن سے بھی نگیا
ایک نسخہ طب محمد حسین خانی میں لکھا ہے اور وہ بہت بے ضرر اور سودمند ہے مگر اثر
اوس کا دیر میں ظاہر ہوتا ہے وہ نسخہ یہ ہے کہ پان سات سیر پانی لیویں اور اوس میں
سیر پیچھے تولہ بھر چوب چینی کوٹ کر ملا دیں اور اوسکو جوش کریں اسقدر کہ چہارم پانی جل
جاوے پھر اوس باقی پانی کو چھان کر کوری ٹھلیا میں بھر رکھیں اور جب باسی ہوجاوے اوسکو پیئں جو
غذا کھایا کرتے ہیں کھایا کریں پانی دن رات جب پیاس لگے یہی پیئں تبرید کی حاجت
پڑے اسی پانی میں پیئں روز جوش کروا کر جمنوا کر رکھ چھوڑیں برس دن میں اسکا نامدہ
معلوم ہوگا میرا سلام کہکر یہہ نسخہ عرض کر دینا آگے اونکو اختیار ہے ایضاً تمہارا خط
پہنچا مجکو بہت رنج ہوا واقعی اون چھوٹے لڑکوں کا پالنا بہت دشوار ہوگا دیکھو میں
بھی تو اسی آفت میں گرفتار ہوں صبر کرو اور صبر کرو گے تو کیا کرو گے کچھ بن نہیں
آتی میں سہل میں ہوں یہ نہ سمجھنا کہ بیمار ہوں حفظ صحت کے واسطے سہل لیا ہے تمہارے
اشعار خود سے دیکھکر بھائی منشی نبی بخش صبا کے پاس لفافہ تمہارے نام کا بھیجدیا ہے

جب تم آؤ گے تب وہ تمکو دیں گے جہاں جہاں تردد و تامل کی جگہہ تھی وہ ظاہر کردی ہے اور
اور باقی سب اشعار بدستور رہنے دیے ہیں اب تمکو یہ چاہیئے کہ کول پھنچکر مجکو خط لکھو
اس لفافہ کی رسید اور اپنا سارا حال مفصل لکھو اسمیں تساہل نکرو بابو صاحب کے خط کا جواب
اجمیر کو روانا کردیا جائے گا آپکی خاطر جمع رہے زیادہ اس سے کیا لکھوں اسد اللہ **ایضا**
صاحب تم نے لکھا تھا کہ میں دہلی اگرہ جاؤں گا تمہارے اس خط کا جواب نہ لکھ سکا جواب
تو لکھ سکتا تھا مگر کلیان کا پانو سوجہ گیا تھا وہ چل نہیں سکتا تھا مسلمان آدمی شہر میں سڑک
پر بن ٹکٹ پھر نہیں سکتا ناچار تمکو خط نہ بھیج سکا بعد چند روز کے جو کہارا اچھا ہوا تو میں تمکو
اگرہ میں سمجھکر سکندر آباد خط نہ بھیج سکا مولوی قمرالدین خان کے خط میں تمکو سلام لکھا
کل اونکا خط آیا وہ لکھتے ہیں کہ میرزا لقمۃ ابھی یہاں نہیں آئے اسواسطے آج یہ رقعہ تمکو بھیجتا
ہوں میرا حال بدستور ہے دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے حاکم اکبر نے اگر کوئی نیا بندوبست
جاری نہیں کیا یہ صاحب میرے اشنائے قدیم ہیں مگر میں مل نہیں سکتا خط بھیجا ہے
ہنوز کچھ جواب نہیں آیا تم لکھو کہ اکبرآباد کب جاؤگے والدعا غالب جمعہ ۵ مارچ ۱۸۵۸ء
ایضا صاحب میرٹھ سے اگر تمکو خط لکھ چکا ہوں شاید نہ پھنچا ہو اسواسطے از روے احتیاط
لکھتا ہوں کہ نواب مصطفےٰ خاں کے ملنے کو ببیل ڈاک میرٹھ گیا اور سہ شنبہ کے دن دلی آگیا
اور چارشنبہ کے دن تمکو خط بھیجا کل آخر روز راجہ امید سنگہ بہادر میرے گھر آئے تھے تمہارا
خط اون کے کھانے کو رکھہ چھوڑا تھا وہ اونکو دکھایا پڑھکر یہ فرمایا کہ کسی اور مندر میں قصد
اقامت نہیں ہے نیا ایک ٹکیا بنایا چاہتا ہوں آدمی بندر ابن گئے ہیں کوئی مکان مول
لیں گے وہاں اپنی وضع پر رہوں گا میرا سلام لکھنا اور یہ پیام لکھنا کہ آپکا کلام بھی تک پہنچ کیا
اب طہران کو بھی روانا ہوجائے گا ؎ سواد ہند گرفتی بہ نظم خود لقمۃ * بیا کہ نوبت شیراز و

وقت تبریز ست ۴ صبح یکشنبہ سی ام جنوری ۱۸۳۲ء ایضاً از عمود دولت برخوردار باشند
بدھ کا دن تیسری تاریخ فروری کی ڈیڑھ پہر دن باقی ہے ڈاک کا ہرکارہ آیا اور خط مع حوالہ
لایا خط کھولا سو روپے کی ہنڈوی بل جو کچھ کہئے وہ ملا ایک آدمی رسید نہری لیکر نیل کے
کٹرے چلا گیا سو روپے چہرے شاہی لے آیا آنے جانے کی دیر ہوئی اور بس چوبیس روپیہ
داروغہ کی معرفت اوٹھے تھے وہ دیے گئے پچاس روپیہ محل میں بھیجے چھبیس روپیہ باقی رہے
وہ بکس میں رکھ لیے روپیہ رکھنے کے واسطے بکس کھولا تھا سو یہہ قصہ بھی لکھ لیا کلیان
سودا لینے بازار گیا ہوا ہے اگر جلد آگیا تو آج ورنہ کل یہ خط ڈاک میں بھیجوں گا خدا تمکو جیتا رکھے
اور اجر دے بھائی بُری آنی ہے انجام اچھا نظر نہیں آتا قصہ مختصر یہ کہ قصہ تمام ہوا غالب
چارشنبہ ۳۔ فروری ۱۸۳۲ء وقت ۲ پہر ایضاً صاحب تمہارا خط میرٹھ سے آیا مرات الصنایع
کا تماشا دیکھا سنبلستان کا چھاپا خدا تمکو مبارک کرے اور خدا ہی تمہاری آبرو کا نگہبان
رہے بہت گزر گئی ہے اچھی گزر جائے گی میں تو یہ کہتا ہوں کہ عرفی کے قصاید کی شہرت
سے عرفی کے کیا ہات آیا جو میرے قصائد کے اشتہار سے مجکو نفع ہوگا سعدی نے بوستان
سے کیا پھل پایا جو تم سنبلستان سے پاؤگے اللہ کے سوا جو کچھ ہے موہوم و معدوم ہے نہ
سخن ہے نہ سخنور ہے نہ قصیدہ ہے نہ قصہ ہے لاموجود الا اللہ۔ جناب بھائی صاحب یعنی نواب
مصطفےٰ خاں بہادر سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہدینا ہمشیرہ کی پنشن کا جاری ہوجانا بہت
خوشی کی بات ہے مگر خوشی سے تعجب زیادہ ہے کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ خوشی اور زیادہ
تعجب کی بات بروئے کار آوے یعنے آپکا پنشن بھی واگزاشت ہوجاوے اللہ اللہ اللہ اللہ صمد
یکشنبہ ۲۰ جنوری ایضاً بھائی میں نے دلی کو چھوڑا اور رامپور کو چلا پنجشنبہ ۱۹۔ کو مراد نگر
اور جمعہ ۲۰۔ کو میرٹھ پہنچا آج شنبہ ۲۱۔ کو بھائی مصطفےٰ خاں کے کہنے سے مقام کیا یہاں سے

یہ خط تمکو لکھکر بھیجا کل شام یہاں پورپرسوں گڈھ مکتیسر ہوں گا پھر مراد آباد ہوتا ہوا رامپور جاؤنگا اب جو مجکو خط بھیجو رامپور بھیجنا سرنامہ پر رامپور کا نام اور میرا نام کافی ہے اب اسقدر لکھنا کافی تھا باقی جو کچھ لکھنا ہے وہ رامپور سے لکھوں گا۔ راقم غالب مرقومہ چاشنگاہ شنبہ ۲۱۔ جنوری سنہ ۱۸۶۷ء ایضاً برخوردار سعادت اثار منشی ہرگوپال سلمہ اللہ تعالی۔ اس سے آگے تم کو حالات مجمل لکھ چکا ہوں ہنوز کوئی رنگ قرار نہیں پایا بالفعل نواب لفٹننٹ گورنر بہادر مراد آباد اور وہاں سے رامپور آئیں گے بعد ان کے جانے کے کوئی طور اقامت یا عدم اقامت کا ٹھہریگا منظور مجکو یہ ہے کہ اگر یہاں رہنا ہوا تو فوراً تم کو بلا لوں گا جو دن زندگی کے باقی ہیں وہ باہم بسر ہو جائیں الدعا۔ راقم غالب یکم مارچ سنہ ۱۸۶۷ء ایضاً میرزا تفتہ کو دعا پہنچے بہت دن سے خط کیوں نہیں لکھا اگرہ میں ہو یا نہیں میرزا حاتم علی صاحب کا شفقت نامہ آیا یہاں سے اوس کا جواب بھیجا گیا وہاں سے اوس کا جواب آگیا میر مکرم حسین صاحب کا خط پرسوں آیا دو چار دن میں اوس کا جواب لکھوں گا۔ میرا حال بدستور ہے ؎ نہ نوید کامیابی نہ نہیب ناامیدی۔ بھائی صاحب کا خط کئی دن ہوئے کہ آیا ہے اور وہ میرے خط کے جواب میں ہے دو ایک دن کے بعد جب جی باتیں کرنے کو چاہے گا تب اون کو خط لکھوں گا تم اگر ملو تو اون سے کہدینا کہ بھائی قاسم علی خاں کے شعر نے مجکو بڑا مزا دیا حسن اتفاق یہ کہ کئی دن ہوئے تھے جو میں نے ایک ولایتی چھینٹ اور ایک شالی رومال ڈھائی گز اوڑھنے کو لیا تھا اور وہ اوسوقت روپیہ لیکر آیا تھا میں روپیہ لیکر اور خط پڑھکر خوب ہنسا کہ خط اچھے وقت آیا غالب ۱۸۔ جولائی سنہ ۱۸۶۸ء ۔ ایضاً صاحب تم تو اچھے خاصے عارف اور تمہارا کشف سچا ہے میں راہ دیکھ رہا تھا کہ تمہارا خط آئے تو جواب لکھوں کل تمہارا خط شام کو آیا آج صبح کو جواب لکھا گیا بات

یہ ہے کہ نامور آدمی کے واسطے محلہ کا پتا ضرور نہیں میں غریب آدمی ہوں مگر فارسی انگریزی
جو خط میرے نام کے آتے ہیں تلف نہیں ہوتے بعض فارسی خط پر پتا محلہ کا نہیں ہوتا
اور انگریزی خط پر تو مطلق پتا ہوتا ہی نہیں شہر کا نام ہوتا ہے تین چار خط انگریزی
ولایت سے مجکو آئے جانے اون کی بلا کہ بلی ماروں کا محلہ کیا چیز ہے وہ تو بہ نسبت
میرے بہت بڑے آدمی ہیں سینکڑوں خط انگریزی ہر روز اون کو آتے ہیں خلاصہ
یہ کہ میں نے پھر اون کے پاس آدمی بھیجا اور آپکا خط اپنے نام کا بھیجدیا اونھوں نے میرے
آدمی سے کہا کہ تو بصاحبجی میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں اسکا کیا جواب لکھوں محلے کا
پتا آپ ہی لکھ بھیجئے سو میں پہلے امر واقعی تمکو لکھکر تمہاری خواہش کے موافق لکھتا ہوں
اون کے مکان کا پتا بلی ماروں کا محلہ دسوں کا کوچہ دستنبو کا حال یہ ہے کہ میں نے
ایک بار سات روپیہ کی ہنڈوی بھیجکر بارہ جلدیں اور ایک جنتری اون سے منگوائی پھر اونکو
۱۸ر کے ٹکٹ بھیجکر دو جلدیں لکھنو کو اونھیں کے ہاتھوں وہیں سے بھجوائیں اور اوس کے
بعد پھر ۱۸ر کے ٹکٹ بھجوا کر دو جلدیں وہیں سے سرہنے کو بھجوائیں غرض اس تحریر سے یہ ہے
کہ میں بعد اوس پچاس جلد کے سو جلدیں اور اون سے لے چکا ہوں مگر نقد ہرگز قرض
میں نے نہیں منگوائے ہیں ایک بار ہنڈوی اور دو بار ٹکٹ بھیج چکا ہوں تم کو میری جان
کی قسم سہل طور پر اونکو لکھ بھیجنا کہ غالب نے جتنی کتابیں منگوائی ہیں اور نقد منگوائی ہیں
یا قرض اور جو وہ لکھیں مجکو لکھ بھیجنا شنبہ ۱۹۔ فروری ۱۸۵۸ء **ایضاً** صاحب ہم تمہارے
اخبار نویس ہیں اور تمکو خبر دیتے ہیں کہ برخوردار میر بادشاہ آئے ہیں اون کو دیکھکر خوش
ہوا وہ اپنے بھائیوں سے ملکر شاد ہے تمہارا حال سنکر مجکو رنج ہوا کیا کروں نہ اپنے
رنج کا چارہ کر سکتا ہوں نہ اپنے عزیزوں کی خبر لے سکتا ہوں خیر ہر انچہ ساقی ما

ریختہ علین الطاف است ۔ آج چوتھان ہے یعنی منگل کے دن کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا کہ راجہ امید سنگھ بہادر ناگاہ میرے گھر تشریف لائے پوچھا گیا کہاں سے آئے ہو فرمایا کہ آگرہ سے آتا ہوں بسوان کی گلی میں جو حکیموں کی گلی کے قریب ہے چور سی حویلی کی کوٹھی دو نہوں نے مول لی ہے اور اوس کے قریب کی زمین افتادہ بھی خرید رہے ہے اور اوسکو بنوا رہے ہیں تمہارا میں نے ذکر کیا کہ ہر خط میں تمکو پوچھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں نے کئی خط بھیجے جواب نہیں آیا بولے کہ ایک خط اونکا آیا تھا اوسکا جواب لکھ چکا ہوں پھر اون کا کوئی خط نہیں آیا بہرحال میرے پھوڑے نکل رہے ہیں میں بازید کو نہیں گیا شاید وہ آج گئے ہوں یا جاویں پھر اکبرآباد کو جائیں گے میں آج آدمی اون کے پاس بھیجوں گا کل مرزا حاتم علی مہر کا خط آیا تھا تمکو بہت پوچھتے تھے کہ آیا میرزا لفتہ کہاں ہیں اور کس طرح ہیں بھائی اونکو خط لکھ بھیجو محررہ ۱۷۔ جون ۱۸۰۶ء ایضاً صاحب تمہارا خط آیا دل خوش ہوا تمہاری تحریر سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمکو اگرہ سے کتابوں کا منگوانا بے ارسال قیمت مظنون ہے چنانچہ حق التصنیف تم نے لکھا ہے بھائی کیا میں تم کو جھوٹ لکھوں گا اور شیونرائن نے اگر ذکر ارسال قیمت کا نہیں لکھا تو یہ بھی تو نہیں لکھا کہ بے ارسال قیمت منگوائی ہیں تمکو میرے سر کی قسم اور میری جان کی قسم شیونرائن سے اتنا پوچھو کہ اوس پچاس جلدکے بعد کی جلدیں غالبے اور منگوا ہیں اور قیمت بھیجکر منگوائیں یا قیمت اوس سے لینی ہے دیکھو میں نے قسم لکھی ہے یوں ہی عمل میں لانا۔ رائے امید سنگھ صاحب یہیں ہیں مجھ سے اندنوں میں ملاقات نہیں ہوئی جو تمہارے خط کا ذکر آتا یقین ہے کہ پہنچ گیا ہوگا اور یہ جو تم نے مجکو لکھا تھا کہ اگر دسوں کا کوچہ نکلے گا تو وہ خط تیرے پاس آئے گا سو وہ میرے پاس نہیں آیا صاحب تم کو وہم کیوں ہے ایک امیر نامور آدمی ہے اوسکے نام کا خط کیوں نہ پہنچیگا ۱۲ اجی مرزا لفتہ بھائی منشی نبی بخش

صاحب کو تمہارے حال کی بڑی پرسش ہے تم نے اون کو خط لکھنا کیوں موقوف
کیا ہے وہ مجکو لکھتے تھے کہ اگر آپ کو مرزا تفتہ کا حال معلوم ہو تو مجکو ضرور لکھیے گا۔ غالب
یکشنبہ ۲۔ فروری ۱۸۵۸ء ایضاً کیوں مرزا تفتہ تم بیوفا یا میں گناہگار یہ بھی تو
مجکو نہیں معلوم کہ تم کہاں ہو اسی ایک صاحب میری ملاقات کو آئے تھے تقریباً تمہارا
ذکر درمیان آیا وہ کہنے لگے کہ وہ کول میں ہیں اب میں حیران ہوں کہ خط کول بھیجوں
یا سکندر آباد اگر کول بھیجوں تو مسکن کا پتا کیا لکھوں بہرحال سکندر آباد بھیجتا ہوں
خدا کرے پہنچ جائے تمہارا دیوان بطریق پارسل میرے پاس آیا میں نے ہرکارے کو
راجہ امید سنگھ بہادر کے گھر کا پتا بتا کر وہاں بھجوا دیا یقین ہے کہ پہنچ گیا ہوگا یا پانچ
چار دن سے سنتا ہوں کہ وہ متھرا اور اکبر آباد کی طرف گئے ہیں مجھ سے ملکر نہیں گئے
بہرحال اس خط کا جواب جلد لکھو اور ضرور لکھو بھائی تم سیاح آدمی ہو جہاں جایا کرو
مجکو لکھ بھیجا کرو کہ میں وہاں جاتا ہوں یا جہاں جاؤ وہاں سے خط لکھو تمہارے خط
کے نہ آنے سے مجھ تشویش رہتی ہے میری تشویش تمکو کیوں پسند ہے۔ محررہ یکشنبہ
۲۷۔ مارچ ۱۸۵۸ء غالب ایضاً شنبہ ششم مئی ۱۸۵۸ء ہنگام نیم روز بھائی آج
اسوقت تمہارا خط پہنچا پڑھتے ہی جواب لکھتا ہوں زر سہ سالہ مجتمعہ ہزاروں کہاں ہے
ہوئے سات سو پچاس روپے سال پاتا ہوں تین برس کے دو ہزار دو سو پچاس ہوئے
سو روپے مجھ مدد خرچ ملے تھے وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو متفرقات میں گئے رہے دو ہزار
روپے میر مختار کا رایک بنیا ہے اور میں اوس کا قرضدار قدیم ہوں اب جو وہ دو ہزار
لایا اوسنے اپنے پاس رکھ لیے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجیے سات کم پندرہ سو
اوس کے سو مول کے ہوئے قرض متفرق کا اوسی سے حساب کروایا گیارہ سو کئی روپے

وہ نکلے پندرہ اور گیارہ ۲۶ سو ہوے اصل میں یعنے دو ہزار میں چھ سو کا گھاٹا وہ
کہتا ہے پندرہ سو میرے دیدو پانسو سات روپے باقی کے تم لے لو میں کہتا ہوں
متفرقات گیارہ سو باقی رہے آدھے، تو لے آدھے مجکو دے پرسوں چوتھی کو وہ روپے
لایا ہے کل تک قصہ نہیں چکا میں، جلدی نہیں کرتا دو ایک مہاجن بیچ میں ہیں
ہفتہ بھر میں جھگڑا فیصل ہو جائے گا خدا کرے یہ خط تمکو پہنچ جائے جسدن برات
سے پھر کر آؤ اوسیدن مجکو اپنے درود مسعود کی خبر دینا والدعا غالب ایضاً نوٹ نظر
دختر جگر مرزا تفتہ تمکو معلوم رہے کہ راے صاحب مکرم معظم راے امید سنگہ بہادر
یہ رقعہ تمکو بھیجیں گے تم اسی رقعہ کو دیکھتے ہی اون کے پاس حاضر ہونا اور جب تک
وہاں رہیں تب تک حاضر ہوا کرنا اور دستنبو کے باب میں جو اون کا حکم ہو بجا لانا اونکو
پڑھا بھی دینا اور فی جلد کا حساب سمجھا دینا بچاس جلد کی قیمت عنایت کریں
گے وہ لے لینا جب کتاب چھپ چکے دس جلدیں راے صاحب کے پاس اندور بھیجدینا
اور چالیس جلدیں بموجب ان کے حکم کے میرے پاس ارسال کرنا اور وہ جو میں نے
پانچ جلد کے آرایش کے باب میں تمکو لکھا ہے اوس کا حال مجکو ضرور لکھنا ماتصبا
ایک رباعی میرزا سہو سے رہ گئی ہے اوس رباعی کو چھاپا ہونے سے پہلے حاشیہ پر
لکھدینا جہاں یہ فقرہ ہے نی نی اختر بخت خسرو بلندی بجاے رسید کہ رخ از
خاکیان نہفت ۱۲ جائے کہ ستارہ شوخ چشمی ورزد ۱۲ افسر فسار و گرزن ارزن
ارزد ۱۲ خورشید اندیشہ جادر گردش ۱۲ بر چرخ نہ بینی کہ چساں مے لرزد ۱۲ چونکہ حاشیہ
معنی لغات سے بھرا ہوا ہے تو تم اس فقرے کے آگے نشان بنا کر اوپر کے حاشیہ پر
رباعی لکھدینا اور حاشیہ یکلین پر جہاں اور معنی لکھے ہوے ہیں وہاں رباعی کے لغات

کے معنی قلم خفی سے لکھدینا افسر افسار گرزن بہ ہر دو فتحہ جا ور گردش غالب نگاشتہ
۲۸- اگست ۱۸۷۶ء ایضاً میرزا تفتہ تمہارا خط آیا فقیر کو حقیر کا حال معلوم ہوا خدا
فضل کرے اگر تم اس راز کے اظہار کو منع نکرتے تو بھی میرا شیوہ ایسا لغو نہیں ہے
کہ میں اونکو لکھتا لکھتے ہو کہ میرزا مہر کے دو چار روپیہ زاید صرف ہو گئے تو کیا اندیشہ ہے
حال یہ ہے کہ میں نے اون سے استفسار کیا تھا اونہوں نے مجکو لکھا کہ کتابوں کی درستی
میں وہی بارہ روپیہ صرف ہوے ہیں محصول کی ایک رقم خفیف اگر میں نے اپنے
پاس سے دی تو اسکا کیا مضایقہ مجکو تمہارا قول مطابق واقع نظر آتا ہے البتہ اونکے
دو تین روپیہ اوٹھ گئے ہوں گے۔ لالہ گنگا پرشاد شاد تخلص اپنے کو تمہارا شاگرد
بتاتے ہیں مگر پختہ کہتے ہیں کئی دن ہوے کہ یہاں آئے اور بالمکند بیصبر کی غزلیں
اصلاح کو لائے وہ دیکھکر اونکو حوالہ کردیں۔ ہنری اسٹوارٹ ریڈ صاحب ممالک مغربی
کے مدرسوں کے ناظم اور گورنمنٹ کے بڑے مصاحب ہیں امن کے دنوں میں ایک
ملاقات میری اونکی ہوئی تھی میں نے ابا یک کتاب سادہ بے جلد اون کو بھیجی تھی کل
اون کا خط مجکو اوس کتاب کی رسید میں آیا بہت تعریف لکھتے تھے اور ہاں بھئی ایک
تماشا اور ہے وہ مجکو لکھتے تھے کہ یہ دستنبو پہلے اس سے کہ تم بھیجو مطبع مفید خلایق نے ہمارے
پاس بھیجی ہے اور ہم اسکو دیکھ رہے اور خوش ہو رہے تھے کہ تمہارا خط مع کتاب کے پہنچا
اون کے اس لکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ مطبع میں سے گورنر کی نذر بھی ضرور گئی ہوگی
کیا اچھی بات ہے کہ وہاں بھی میرے بھیجنے سے پہلے میرا کلام پہنچ جائیگا۔ میں چیف کمشنر
پنجاب کو یہ کتاب بھیج چکا ہوں اور نواب گورنر کی نذر اور ملکہ کی نذر اور سکرٹروں کی
نذر یہ پارسل انشاء اللہ تعالی آج روانا ہو جائیں گے دیکھوں چیف کمشنر کیا لکھتے ہیں

اور گورنر کیا فرماتے ہیں ؎ تا نہال دوستی کے بر دہد ۔ حالیا رقیم و تنخے کا تقسیم ۔ شنبہ
۲۷- نومبر ۱۸۵۸ء ایضاً مرزا تفتہ صاحب پرسوں تمہارا دوسرا خط پہنچا تم سے پیرا راہ
کیا ہے ایک فتوح کا منتظر ہوں اوسمیں میں نے اپنے ضمیمہ میں تمکو شریک کر رکھا ہے زمانا
فتوح کے آنے کا قریب آگیا ہے انشاء اللہ خط میرا مع حصہ فتوح جلد پہنچیگا ۔ پنڈت بدری ناتھ
یا بدریداس ڈاک منشی کرنال یا انکہ مجھ سے اوس سے ملاقات ظاہری نہیں ہے مگر میں جب
جیتا تھا تو وہ اپنا کلام میرے پاس اصلاح کے واسطے بھیجتا تھا بعد اپنے مرنے کے میں
نے اوسکو لکھ بھیجا کہ اب تم اپنا کلام منشی ہرگوپال تفتہ کے پاس بھیجیا کرو اب تمکو بھی
لکھتا ہوں کہ تم میرے اس لکھنے کے اون کو اطلاع لکھو ۔ میں زندہ ہوں اوپر کے نمبر
میں جو اپنے کو مردہ لکھا ہے وہ باعتبار ترک اصلاح نظم لکھا ہے ورنہ زندہ ہوں مردہ
نہیں بیمار بھی نہیں بوڑھا نا توان مفلس قرضدار کانون کا بہرا قسمت کا بے بہرہ
زیست سے بیزار مرگ کا امیدوار غالب ایضاً بھائی تم سچ کہتے ہو کہ بہت مسودے
اصلاح کے واسطے فراہم ہوے ہیں مگر یہ نسمجھنا کہ تمہارے ہی قصائد پڑے ہیں نواب صاحب
کی غزلیں بھی اسیطرح دھری ہوئی ہیں برسات کا حال تمہیں بھی معلوم ہے اور یہ
بھی تم جانتے ہو کہ میرا مکان گھر کا نہیں ہے کرایہ کی حویلی میں رہتا ہوں جولائی سے مینھ
شروع ہوا شہر میں سینکڑوں مکان گرے اور مینھ کی نئی صورت دن رات میں دو چار
بار برسے اور ہر بار اس زور سے کہ ندی نالے بہہ نکلیں بالاخانہ کا جو دالان میرے بیٹھنے
اور سونے جاگنے جینے مرنے کا محل اگرچہ گرا نہیں لیکن چھت چھلنی ہو گئی کہیں لگن
کہیں چلمچی کہیں ولگالدان رکھدیا قلمدان کتابیں اوٹھا کر توشہ خانے کی کوٹھری میں رکھدیے
مالک مرمت کی طرف متوجہ نہیں کشتی نوح میں تین مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اب نجات ہوئی

ہے نوابصاحب کی غزلیں اور تمہارے قصائد دیکھے جائیں گے میر بادشاہ میرے پاس آئے
تھے تمہاری خیر عافیت اون سے معلوم ہوئی تھی میر قاسم علی صاحب مجھ سے نہیں ملے
پرسوں سے نواب مصطفےٰ خاں صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں ایک ملاقات اونسے
ہوئی ہے ابھی یہیں رہیں گے بیمار ہیں احسن اللہ خاں معالج ہیں قصد ہو چکی ہے
جو نکیں لگ چکی ہیں اب سہل کی فکر ہے سوا اسکے سب طرح خیر و عافیت ہے میں ناتواں
بہت ہو گیا ہوں گویا صاحب فراش ہوں کوئی شخص بیا تکلف کی ملاقات کا آجائے
تو اوٹھ بیٹھتا ہوں ورنہ پڑا رہتا ہوں لیٹے لیٹے خط لکھتا ہوں لیٹے لیٹے مسودات دیکھتا ہوں
اللہ اللہ اللہ صبح جمعہ ۱۴ ماہ اکتوبر ۱۸۶۲ء ایضاً پرسوں تمہارا خط آیا حال معلوم
تھا وہ پھر معلوم ہوا غزلیں دیکھ رہا تھا آج شام کو دیکھنا تمام ہوا تھا غزلوں کو رکھدیا تھا
چاہتا تھا کہ اونکو بند کر کے رہنے دوں کل نو بجے دس بجے ڈاک میں بھیجدوں خط
کچھ ضرور نہیں میں اسی خیال میں تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ آیا جانی جی کا خط لایا اوسکو پڑھا
اب مجکو ضرور ہوا کہ خلاصہ اوسکا تمکو لکھوں یہ رقعہ لکھا خلاصہ بطریق ایجاز یہ ہے کہ عرضی
گزری دیوان گزارا و بجی کے نام کا خط گزارا جو صاحب دیوان کے دیکھنے سے خوش
ہوے جانی جی نے جو ایک معتمد اپنا سعد اللہ خاں وکیل کے ساتھ کر دیا ہے وہ منتظر جواب کا
ہے راول جی نئے اجنٹ کے استقبال کو گئے ہیں اور اب اجنٹ علاقہ جے پور کی راہ
سے نہیں آتا اگرہ گوالیار کر ولی ہوتا ہوا اجمیر جائے گا اور اس راہ میں جے پور کا عمل نہیں
پس چاہئے کہ راول جی اوسٹے پھر آویں اون کے آئے پر عرضی کا جواب ملے گا اور
اوسمیں دیوان کی رسید بھی ہوگی بھائی جانی جی تمکو بہت ڈھونڈھتے اور تمہارے
بغیر بہت بے چین ہیں میں نہ تمکو کچھ کہہ سکتا ہوں نہ اونکو سمجھا سکتا ہوں تم وہ کرو کہ

جسمیں سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے ہاں یہ بھی جانی جی نے لکھا تھا کہ کل بہت دن کے
بعد منشی جی کا خط آیا ہے اسد اللہ ایضاً بھائی پرسوں شام کو ڈاک کا ہرکارہ آیا اور ایک
خط تمہارا اور ایک خط جانی جی کا لایا تمہارے خط میں اوراق اشعار اور بابو صاحب کے
خط میں جے پور کے اخبار دو دن سے مجکو وجع الصدر ہے اور میں بہت بے چین ہوں ابھی
اشعار کو دیکھ نہیں سکتا بابو صاحب کے بھیجے ہوئے کو اغذ تمکو بھیجتا ہوں اشعار بعد دو چار
روز کے بھیجے جاوینگے اسد اللہ مرسلہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۸۵۸ء ایضاً صاحب تمہارا
خط تمہارا آیا حال معلوم ہوا ؎ جہانیاں زتو برگشتہ اند گر غالب ۔ تو راچہ باک خدائے
کہ داشتے دارے ۔ خدا کیواسطے میرے باب میں لوگوں نے کیا خبر مشہور کی ہے بہ نسبت
حکیم احسن اللہ خاں کے جو بات مشہور ہے وہ محض غلط ہاں مرزا الہی بخش جو شاہزادوں
میں ہیں اونکو حکم کرانجی بندر جانے کا ہے اور وہ انکار کر رہے ہیں دیکھیے کیا ہو حکیم جی
کو اون کی حویلیاں مل گئی ہیں اب وہ مع قبائل اون مکانوں میں جا رہے ہیں اتنا حکم اونکو
ہے کہ شہر سے باہر بجائیں رہا میں ؎ تو بیکسی و غریبی ترا کرے پرسش ۔ نہ جزا نہ سزا نہ
نہ آفریں نہ عدالت نہ ظلم نہ لطف نہ قہر ۱۵ دن پہلے تک دن کو روٹی رات کو شراب ملتی تھی
اب صرف روٹی ملے جاتی ہے شراب نہیں کپڑا ایام تنعم کا بنا ہوا ابھی ہے اسکی کچھ فکر
نہیں ہے مگر تمکو میرے سر کی قسم یہ لکھ بھیجو کہ میری خبر تمنے کیا سنی مجھے اوس کے معلوم ہونے
سے مزا ملے گا غالب شنبہ ۵ نومبر ۱۸۵۹ء ایضاً صاحب عجب اتفاق ہے آج صبح کو ایک
خط تمکو اور ایک خط جاگیر کے کانونگی تہنیت میں اپنے شفیق کو ڈاک میں بھیج چکا تھا کہ دو
دوپہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا میں تو کتاب کو دیکھ لیتا
ہوں مول نہیں لیتا قضارا جب میں نے اوسکو کھولا اوسی ورق میں یہ مطلع نکلا۔

ع اگر بگنج گہر میلم او فتا دچہ باک پکف جواہر از برائے آں دارم + چاہتا تھا کہ تمکو لکھوں کہ ناگاہ تمہارا خط آیا مجکو لکھنا ضرور ہوا آج تمہیں دو خط بھیجے ہیں ایک تو صبح کو پوست پیڈاور ایک اب بارہ پر تین بجے بیرنگ اوس شعر کو اب چاہو رہنے دو ہائے ہائے تم بھائی سے ملے غیاث اللغات کھلوائی جواد کا لغت دیکھا مگر میرا ذکر نکیا کہ وہ تمہارا جویائے حال ہے ہتینو اور اوسکے چھاپے کا ذکر نہ کیا البتہ اگر تم ذکر کرتے تو وہ دونوں باب میں کچھ فرماتے اور مجکو دعا سلام کہدیتے چونکہ تمنے اپنے خط میں کچھ نہیں لکھا اس سے معلوم ہوا کہ بھائی نے کچھ تمہیں کہا اگر انھوں نے کچھ نہیں کہا تو اونکا ستم اور اگر اون کا کہا ہوا تمنے نہیں لکھا تو تمہارا کرم بہرحال خوب مصرع حافظ کا تمنے مجکو یاد دلایا ہے ع یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت + خواہی تم خواہی منشی بخش سلمہ اللہ تعالی یہ یاد رہے یہ مصرع اگر بخیر سے باندھو گے تو بھی نہیں بندھے گا اگر دستنبو کو سراسر غور سے دیکھو گے تو اپنا نام پاؤ گے اور یہ بھی جانو گے کہ وہ تحریر تمہاری اس تحریر سے سو برس پہلے کی ہے - آخر روز دوشنبہ ۲۳ - اگست

ایضا جان من و جانان من کل میں نے تمکو سکندرآباد میں سمجھکر خط بھیجا شام کو تمہارا خط آیا معلوم ہوا کہ تم اکبرآباد پہنچے خیر وہ خط پوست پیڈ گیا ہے شاید اولٹا پھیرے اگر پھیرا میگا تو خیر آج یہ خط تمکو اکبرآباد بھیجتا ہوں پہنچنے پر جواب لکھنا تقطیع رباعی کی بہت خوب مگر خیر ہر ایک بات کا ایک وقت ہے ہمکو ہر طرح لطف صحبت اور لطف شعر اوٹھا لینا بھائی منشی بنی بخش صاحب کے نام کا خط پڑھکر اون کو دیدینا اور اوسکا مضمون معلوم کر لینا جس حاکم کو میں نے خط اور قطعہ بھیجا ہے اوسکے سررشتہ دار کوئی صاحب ہیں سن بھول گیا اونکا نام مجھ سے ماسوائے محض میں اگر تعارف ہوتا تو ہستدعا کرتا کہ اس تحریر کو پیش کیجیے کاش تم سے آشنائی ہوتی تو تمہیں اوپر اوپر خط لکھکر اونکو بھیجدیتے کہ غالب کہ ایک فقیر

نشین اور بے گناہ محض اور واجب الرحم ہے اسکے حصول مطالب میں سعی و ریغ نکرنا ۵
میتواں آورد استغنا سفارشنامہ ۵ چرخ کجرو را اگر دانیم گزیاراں کیست ۵ باقی جو حال
ہے وہ بھائی کے نام کے ورق میں لکھ چکا ہوں تم پڑھ لوگے دوبارہ لکھنا کیا ضرور شنبہ
۶ - مارچ ۱۸۵۸ء جواب طلب ایضاً میرے مہربان میری جان مرزا تفتہ سخندان تمہارا
سکندر آیا داد رسیرے خط کا تمہارے پاس پہنچنا تمہاری تحریر سے معلوم ہوا زندہ رہوا اور
خوش رہو میں نثر کی داد اور نظم کا صلہ مانگنے نہیں آیا بھیک مانگنے آیا ہوں روٹی
اپنی گرہ سے نہیں کھاتا سرکار سے ملتی ہے وقت رخصت میری قسمت اور منعم کی ہمت نواب
صاحب از روئے صورت روح مجسم اور باعتبار اخلاق آیت رحمت ہیں خزانہ فیض کے تحویلدار
ہیں جو شخص دفتر ازل سے جو کچھ لکھوالایا ہے اوس کے پٹنے میں دیر نہیں لگتی ایک لاکھ کئی ہزار
روپیہ سال غلہ کا محصول معاف کردیا ایک اہل کار پر ساٹھ ہزار کا محاسبہ معاف کیا اور
بیس ہزار روپیہ نقد دیا منشی نول کشور صاحب کی عرضی پیش ہوئی خلاصہ عرضی کا سن لیا واسطے
منشی صاحب کے کچھ عطیہ بتقریب شادی صبیہ تجویز ہو رہا ہے مقدار مجھ پر نہیں کھلی بھائی مصطفے خان
صاحب بتقریب تہنیت مسند نشینی و شمول جشن آنے والے ہیں اسوقت تک نہیں آئے
جشن یکم دسمبر سے شروع ۵ دسمبر کو خلعت کا آنا مسموع ایضاً میرزا تفتہ جو کچھ تم نے لکھا
یہ بیداد ہے اور بدگمانی معاذ اللہ تم سے اور آزروگی مجکو اس پر ناز ہے کہ میں ہندوستان
میں ایک دوست صادق الولا رکھتا ہوں جسکا ہرگوپال نام اور تفتہ تخلص ہے تم ایسی
کونسی بات لکھوگے کہ موجب ملال ہو رہا غماز کا کہنا اوس کا حال یہ ہے کہ میرا حقیقی بھائی کل ایک
تھا کہ وہ تیس برس دیوانہ رہکر مرگیا مثلاً وہ جیتا ہوتا اور ہوشیار ہوتا اور تمہاری برائی
کہتا تو میں اوسکو جواب دیتا اور اوس سے آزردہ ہوتا بھائی مجھ میں کچھ اب باقی نہیں ہے

برسات کی مصیبت گزر گئی لیکن بڑھاپے کی شدت بڑھ گئی تمام دن پڑا رہتا ہوں مجھ
نہیں سکتا اکثر بیٹے بیٹے لکھتا ہوں معہذا یہ بھی ہے کہ اب مشق تمہاری پختہ ہوگئی خاطر
میری جمع ہے کہ اصلاح کی حاجت نہ پاؤنگا اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ قصائد سب شقانہ
ہیں بکار آمدنی نہیں کبھی دیکھ لونگا جلدی کیا ہے تین بات جمع ہوئیں میری کاہلی تمہارے
کلام کا محتاج بہ اصلاح نہونا کسی قصیدہ سے کسیطرح کے نفع کا تصور نہونا نظر ان مراتب پر کاغذ
پڑے رہے لالہ بالمکند بصیر کا ایک پارسل ہے کہ اوسکو بہت دن ہوے آج تک سرنامہ بھی
نہیں کھولا۔ نوابصاحب کی دس پندرہ غزلیں پڑی ہیں ؎ ضعف نے غالب نکما
کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ۔ یہ قصیدہ تمہارا کل آیا آج اسوقت کہ سورج بلند
نہیں ہوا اسکو دیکھا لفافہ کیا آدمی کے ہاتھ ڈاک گھر بھجوایا۔ غالب ۲۷۔ نومبر ۱۸۶۲ء

ایضاً منشی صاحب میں سالگرشتہ بیمار تھا بیماری میں خدمت احباب سے منقصر
نہیں رہا اب مردہ ہوں مردہ کچھ کام نہیں کرسکتا کمشنر و ڈپٹی کمشنر وغیرہ حکام شہر سے
ترک ملاقات ہے مگر ڈپٹی کلکٹر شہر سے کہ مہتمم خزانہ ہے ہر مہینے میں ایک بار ملنا ضرور ہے
اگر نملوں تو مختار کار کو تنخواہ نہ ملے ڈکروورصاحب ڈپٹی کلکٹر چھ مہینے کی رخصت لیکر
پہاڑ پر گئے اون کی جگہہ میگن صاحب مقرر ہوے اون سے ناچار ملنا پڑا وہ تذکرہ
شعرائے ہند کا انگریزی میں لکھتے ہیں مجھ سے بھی اونہوں نے مدد چاہی میں نے سات
کتابیں بھائی ضیاء الدین خاں صاحب سے مستعار لیکر اون کے پاس بھیجدیں پھر اونہوں
نے مجھ سے کہا کہ جن شعرا کو تو اچھی طرح جانتا ہے اونکا حال لکھ بھیج میں نے ۱۶ آدمی لکھ بھیجے
بقید اسکے کہ اب زندہ موجود ہیں اور اوس سوا د کی صورت یہ ہے۔ نواب ضیاء الدین احمد خاں
بہادر رئیس لوہارو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں فارسی میں نیر

اور اردو میں رخشاں تخلص کرتے ہیں اسد اللہ خان غالب کے شاگرد نواب مصطفےٰ خاں بہادر علاقہ دار جہانگیر آباد اردو میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص کرتے ہیں اردو میں مومن خاں کو اپنا کلام دکھلاتے تھے منشی ہرگوپال معز قانون گو سکندر آباد کے فارسی شعر کہتے ہیں تفتہ تخلص کرتے ہیں اسد اللہ خان غالب کے شاگرد ظاہر ا یہ اس فہرست کے بھیجنے کے وقت انھوں نے کچھ اپنے منشی سے تمکو لکھوایا ہوگا پھر کچھ آپ لکھا ہوگا مجکو اس حال سے کچھ اطلاع نہیں تمہارے خط کی رو سے میں نے اطلاع پائی اب میں مولوی مظہر الحق اون کے منشی کو بلاؤنگا اور سب حال معلوم کرونگا اصل یہ ہے کہ تذکرہ انگریزی زبان میں لکھا جاتا ہے اشعار ہندی اور فارسی کا ترجمہ شامل نکیا جائے گا صرف شاعر کا اور اوسکے اوستاد کا نام اور شاعر کے مسکن و موطن کا نام تخلص درج ہوگا خدا کرے کچھ تمکو فائدہ ہو جائے ورنہ بظاہر سوائے درج ہونے نام کے اور کسی بات کا احتمال نہیں ہے ریٹیگن صاحب عدالت خفیفہ کے جج ہوگئے ڈگرو در صاحب بہادر پہاڑ سے آگئے اپنا کام کرنے لگے ریٹیگن صاحب شہر سے باہر دو کوس کے فاصلہ پر جارہے معہذا جاڑے کا موسم بڑھاپے کا عالم وہاں تک جانا دشوار اور پھر کوئی مطلب نکلتا ہوا نظر میں نہیں بہرحال مولوی مظہر الحق پرسوں یکشنبہ کے دن میرے پاس آئیں گے حال معلوم کرکے اگر میرا جانا یا لکھنا تمہاری فلاح کا موجب ہوگا تو ضرور جاؤنگا ۔ غالب روز جمعہ ۹ - دسمبر سنہ ۱۸۶۳ء ایضاً بھائی آج صبح کو بسبب حکیم صاحب کے تقاضا کے شکوہ آمیز خط جناب مرزا صاحب کی خدمت میں لکھکر بھیجا کلیان خط ڈاک میں ڈالکر آیا ہی تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ ایک خط تمہارا اور ایک خط مرزا صاحب کا لایا - اب کیا کروں خیر چپ ہو رہا شکوہ محبت بڑھتا ہے مرزا صاحب کی عنایت کا شکر بجا لاتا ہوں یقین ہے کہ جلد میں میری خاطر خواہ بن جائیں گی

کسواسطے کہ جواج کے خط میں انہوں نے لکھا ہے وہ بعینہ میرا مکنون ضمیر ہے خدا اونکو
سلامت رکھے میرا سلام کہدینا اون کے خط کا جواب کل پرسوں بھیجوں گا رائے امید سنگھ
بہادر خوبان روزگار میں سے ہیں فقیر کا سلام نیازاون کو کہدینا خدا کرے اونکے
سامنے کتابیں چھپ چکیں بارے جب وہ گوالیار کو تشریف لے جائیں تو مجکو اطلاع
لکھنا۔ نہیں کے نواین جانے سے طرح جمع ہوگئی۔ بھائی میں فارسی کا محقق ہوں کاتب
اون اجزا کا جن کی روسے کاپی لکھی جاتی ہے فارسی کا عالم ہے علم اوسکا غیاث الدین
رامپوری اور حکیم محمد حسین قلی سے زیادہ ہے تصحیح سے غرض یہ ہے کہ کاپی سراسر موافق
اون اوراق کے ہو نہ یہ کہ ذہنکوں میں دیکھا جائے اگے اس سے تمکو بھی اور بھائی کو
بھی لکھ چکا ہوں اب صرف اوس تحریر کا اشارہ لکھنا منظور تھا۔ آج جسطرح مجکو تمہارا
اور مرزا صاحب کا خط پہنچنا لازم تھا کہ حکیم صاحب کو بھی لفافہ اخبار پہنچ جانا مگر اسوقت تک
نہیں پہنچا اور یہ دوپہر کا وقت ہے خیر پہنچ جائے گا میں نے تمہارا خط اون کے پاس
بھیجدیا تھا اونھوں نے تمہاری رائے منظور کی اب تم وہ اخبار جسطرح کہ تم نے لکھا ہے
اون کے پاس بھیجدو اور صاحب مطبع قیمت اخبار اور اجرت کاتب اونکو لکھ بھیجے اپنے نام
اور مسکن سے، اونکو اطلاع دے بس اوسکو اپنے طور پر روپیہ بھیجدیں گے ہم تم واسطہ شناسائی
ہمدگر ہوگئے ہاں اگر ایسا نا روپیہ کے بھیجنے میں دیر ہوگی تو میں کہکر بھیجدوں گا
یہ البتہ میرا ذمہ ہے ایضاً مشفق میرے کرمفرما میرے تمہارا خط اور تین دو ورقہ چھپے
کے بھیجے شاید میرے دیکھ لینے کے واسطے بھیجے گئے ہیں ورنہ رسم تو یوں ہے کہ پہلے
صفحہ پر کتاب کا نام اور مصنف کا نام اور مطبع کا نام چھاپتے ہیں اور دوسرے صفحہ پر
لوح سیاہ قلم سے بنتی ہے اور کتاب لکھی جاتی ہے اسکا بھی چھاپا اسیطرح ہوگا غرض کہ

تقطیع اور شمار سطور اور کاپی کا حسن خط اور الفاظ کی صحت سب میرے پسند صحت الفاظ
کا کیا کہنا ہے واللہ بے مبالغہ کہتا ہوں اگر بھائی منشی بخش صاحب بابل متوجہ ہوں
تو اگر حیانا اصل نسخہ میں سہو کاتب سے غلطی واقعی ہوئی ہو تو اوسکو بھی صحیح کر دیں گے
تم میری طرف سے اونکو سلام کہنا بلکہ یہ خط دکھا دینا خدا کرے انجام تک یہی قلم اور یہی خط
اور یہی طرز تصحیح چلی جائے جدول بھی مطبوع ہے پہلے صفحہ کی صورت اور دوسرے
صفحہ کی لوح بھی خدا چاہے تو دلپسند اور نظر فریب ہوگی کاغذ کے باب میں یہ عرض ہے
کہ فرنچھ کا غذ اچھا ہے چھ جلدیں جو نذر حکام ہیں وہ اس کاغذ پر ہوں اور باقی چاہو
شیو رامپوری پر اور چاہو نیلے کاغذ پر چھاپو اور یہ بات کہ دو جلدیں جو ولایت جانے
والے ہیں وہ اُس کاغذ پر چھاپے جائیں اور باقی شیو رامپوری پر یا نیلے کاغذ پر یہ تکلف
محض ہے یہاں کے حاکموں نے کیا کیا ہے کہ اونکی نذر کی کتابیں اچھے کاغذ پر ہوں
مگر جواب ہی صرف اور خرچ زاید پڑتا ہو تو دو جلدیں اس کاغذ پر اور چار جلدیں
شیو رامپوری پر ہوں باقی جلدوں میں تمہیں اختیار ہے ہاں صاحب اگر ہو سکے
تو کاپی کی سیاہی ذرا اور سیاہ اور خشندہ ہو اور آخر تک رنگ نہ بدلے آگے اس سے
میں نے برخوردار منشی عبد اللطیف کو لکھا تھا کہ ان چھ کتابوں کی کچھ تزئین اور
آرایش کی فکر کریں معلوم نہیں تم نے وہ پیام اونکو پہنچایا یا نہیں آپ اور منشی
عبد اللطیف اور میرزا حاتم علی صاحب مہر باہم صلاح کریں اور کوئی بات خیال
میں آئے تو بہتر ورنہ ان چھ نسخوں کی جلدیں انگریزی ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو روپے
کی لاگت کی بنوا دینا اور اسکا روپیہ تیاری سے پہلے مجھ سے منگوا لینا ان کہ ہمرا
در بکدم بہ نوید بشوید آید و اگر دم دیگر بہ نہیب میاش ہم زندانی اس میں نہیب

کا لفظ کچھ میری سہل انگاری سے اور کچھ سہو کاتب سے بگیاب اسکو تیز چاقو سے
چھیل کر یہ نوائے لکھدینا یعنے بہ نوائے مباش بہم زنا ضرور ضرور اور اسکا انتظار
نکیجو کہ جب یہاں چھاپا آئے گا تو بنا دیں گے نہ اصل کتاب میں غلط رہے نہ چھاپے
میں غلط ہوا گر اجزائے اصل میر امیر علی صاحب کاپی نویس کے پاس ہوں تو اون کو
یا بھائی منشی بنی بخش صاحب کو یہ قعہ دکھا کر سمجھا دینا اور بنوا دینا۔ از غالب روز
سہ شنبہ ہفتم ستمبر ۱۸۵۸ء ایضا بیتے رہو اور خوش رہو ؎ اے وقت تو خوش
کہ وقت ما خوش کردی زیادہ خوشی کا سبب یہ کہ منشی تحریر کو تقریر کا پردا زدے دیا
تھا گرمی ہنگامہ انطباع دیوان وغیرہ میں پہلے سے جانتا ہوں بنا کھرکا روپیہ
مصرف کاغذ و کاپی ہے خدا تم کو سلامت رکھے منتظمات سے ہو رجب علی بیگ
سرور نے جو افسانہ عجائب لکھا ہے آغاز داستان کا شعر اب مجکو بہت مزا دیتا ہے
؎ یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ + یاد رکھنا فسانہ ہیں ہم لوگ + مصرع ثانی کتنا گرم ہے
اور یاد رکھنا فسانے کے واسطے کتنا مناسب منشی عبد اللطیف کے گھر میں لڑکے
کے پیدا ہونے کی خبر مجکو ہو چکی ہے اور تہنیت میں بھائی کو خط لکھ چکا ہوں اب
ہواون سے ملو تو میرا سلام کہکر اوس خط کے پہنچنے کی اطلاع لے لینا مولوی مغوی
سب کانپور سے معاودت فرمائیں مجکو اطلاع دینا میرا حال بدستور ؎ ہماں
پہلو ہماں بستر ہماں درد ۲۶ شنبہ ۲۶۔ جوں روز و روز نامہ ایضا برخوردار
تمہارا خط پہنچا اصلاحی غزلوں کی رسید معلوم ہوئی مقطع اب اچھا ہو گیا رہنے دو کل
جمعہ کے دن ۱۹۔ نومبر کو سات کتابوں کا پارسل بھیجا ہوا مولانا مہر کا پہنچا زبان نہیں
جو تعریف کروں شاہانہ آرایش ہے آفتاب کی سی نمایش ہے مجھ پہ فکر کہ اونکا روپیہ

تیاری میں صرف نہوا ہوا چھا میرے بھائی اسکا حال جو تمکو معلوم ہو مجکو لکھ بھیجو رقعات
کے چھاپے جانے میں ہماری خوشی نہیں ہے لڑکوں کیسی ضد نکرو اور اگر تمہاری ہی
میں خوشی ہے تو صاحب مجھ سے نہ پوچھو تم کو اختیار ہے یہ امر میرے خلاف رائے
ہے ۔ میر بادشاہ کی اور اپنی ناشناسائی آگے تم کو لکھ چکا ہوں اب تمہارے اس
خط سے معلوم ہوا کہ وہ تمہارے اور امراء سنگہ کے آشنا ہیں کچھ اون کے خاندان
کا نام و نشان دریافت ہو تو مجکو بھی لکھ بھیجو تاکہ میں جانوں کہ یہ کس گروہ میں سے ہیں
میاں وہ رسہت دروغ بہ گردن راوی نے مجکو بہت پریشان کیا ہے واسطے خدا کے
جو راوی نے روایت کی ہے وہ مجکو ضرور لکھو اور تاج گنج کے رہنے والوں کی اس بات
کی حقیقت سے بھی اطلاع دو حکم عنو تقصیر عام ہو گیا ہے لڑنے والے آتے جاتے
ہیں اور آلات حرب بیکار دیگر تو قبیح از ادی پاتے ہیں یہ دو شخص کیسے مجرم تھے جو
مقید ہوے محررہ صبح شنبہ ۲۰ نومبر ۱۸۱۸ء ایضا بھائی وہ خط پہلا تمکو بھیج چکا
تھا کہ بیمار ہو گیا بیمار کیا ہوا توقع زیست کی نہ رہی قے پیچ اور پھر کیسا شدید کہ پانچ پہر
مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپا کیا آخر عصارہ ریوند اور ارنڈی کا تیل پیا اوسوقت تو
بچ گیا مگر قطعہ قطع نہوا مختصر کہتا ہوں میری غذا تم جانتے ہو کہ تندرستی میں کیا ہے
دس تولیں دو بار آدھی آدھی غذا کھائی گویا دس دن میں ایک بار غذا تناول فرمائی
گلاب اور املی کا پانی اور لوبخارا کا افشردہ اسپر مدار رہا کل سے خوف مرگ گیا ہے اور
صورت زیست کی نظر آئی ہے آج صبح کو بعد دوا پینے کے تمکو یہ خط لکھا ہے یقین تو
ہے کہ اج پیٹ بھر کر روٹی کھا سکوں ۔ صاحب وہ جو میں نے ۲۲ شعر مرثیہ کے
لکھکر تمکو بھیجے اس سے مقصود یہ تھا کہ تم اپنے اشعار دوسرے ماتمزدہ کو دیدو کسواسطے

کہ تمہاری تحریر سے معلوم ہوا تھا کہ کوئی اور بھی فلک زدہ ہے اور یہ تم لکھتے ہو کہ کچھ
اوپر اسّی شعر ہیں سے ایک شعر بھی تو لے نہ لیا اسکا حال یہ ہے کہ وہ شعر سب بست و
گریبان تھے ایک کو ایک سے ربط ایک یا دو شعر اوس میں سے کیونکر لیے جاتے
اشعار سب میرے پسند بے سقم بے عیب وہ جو تم لکھتے ہو کہ صرف بابو برج موہن میرزم
اور اسکا دوسرا مصرع میں بھول گیا ہوں مگر قافیہ میں سنے یہ شعر غالب کو ہوا ہوگا واللہ باللہ
جب تک کہ تمنے نہیں لکھا میرے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی بہرحال بات وہی ہے جو میں اوپر
لکھ آیا ہوں ہرے کہیئے بھائی منشی بنی بخش صاحب و رمولوی قمرالدین خاں صاحب وزیر کے
متوالے ہو سیں آئے یا نہیں آئے آج ۱۰ شوال کی ہے شش عید کا بھی زمانا گزر گیا بھائی اکیلے
اونکی خیر عافیت لکھو اور یہ عبارت بھائیصاحب کی نظر انور سے گزرا تو شاید وہ مجکو خط لکھیں غالب
محرر دو مراسلہ دوشنبہ ۴ مئی ۱۸۵۸ء ایضاً اللہ اللہ ہم تو کول سے تمہارے خط کے آنے
کے منتظر تھے ناگاہ کل جو خط آیا معلوم ہوا کہ دو دن کول میں رہکر سکندرآباد آگئے ہو اور وہاں
سے تمنے خط لکھا ہے دیکھیے اب یہاں کب تک ہو اور اگرہ کب جاؤ پرسوں برخوردار شیونرائن
کا خط آیا تھا لکھتے تھے کہ کتابوں کی شیرازہ بندی ہو رہی ہے اب قریب ہے کہ بھیجے جائیں مرزا
مہر بھی ایک ہفتہ بتاتے ہیں دیکھیے کسدن کتابیں آجائیں خدا کرے سب کام دلخواہ بنا ہوا نصاف
منشی بالمکند ہمیشہ کے ایک خط کا جواب ہمپر قرض ہے میں کیا کروں اوس خط میں اونھوں
نے اپنا سیر و سفر میں مصروف ہونا لکھا تھا پس میں اون کے خط کا جواب کہاں بھیجتا اگر تمسے
ملیں تو میرا سلام کہدینا اور مطبع اگرہ سے کتابوں کا حال تو تم خود دریافت کرہی لوگے میرے
کہنے اور لکھنے کی کیا حاجت۔ چارشنبہ سیوم نومبر ۱۸۵۸ء ایضاً یکشنبہ سوم ذی القعدہ پنجم
جون سال حال صاحب آج تمہارا خط صبح کو آیا میں دوپہر کو جواب لکھتا ہوں تمہاری

ناسازکاری طبیعت سنکر دل کڑھا حق تعالیٰ تمکو زندہ اور تندرست اور خوش رکھے۔ اوراق
مثنوی بھیجے ہوے بہت دن ہوئے جسمیں حکایت طالب علم اور سنار کی تھی واقعہ بلند شہر کا
آور وہ اوراق میں نے بیم فلٹ پاکٹ نہیں بھیجے خط میں لپیٹ کر چونکہ خط ڈبل تھا دو ٹکٹ
لگا کر ارسال کیے ہیں رسید ملے تو اسکو دیکھکر تاریخ معلوم ہوجائے قیاس سے ایسا جانتا ہوں
کہ پان سات دن ہوے ہوں گے۔ منشی نبی بخش کا خط بہت دن سے نہیں آیا گھر اونکا تاج گنج
وہ خود مع بعض متعلقین اگر دو ایک بار تاج گنج کے پتے سے خط اونکو بھیجا تھا جواب آیا اب تا چار برخوردار شیونرائن سے
اونکا حال پوچھونگا تم باہمہ کمالات خفقانی بھی ہو رائے امید سنگھ سے خط کی امید کیوں رکھتے ہو جب اگرہ جاؤ
گے اور وہ وہاں ہوں گے تو ملاقات ہوجائے گی میں خود واقف نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور رائے
قیاس کہہ سکتا ہوں کہ اگرہ یا بندرابن کبھی کسی سے اونکا کوئی خط مجکو آیا ہو تو میں گنہگار غالب

ایضاً لو صاحب کھچڑی کھائی دن بہلائے کپڑے پھاٹے گھر کو آئے ۸۔ جنوری ماہ و سال
حال دوشنبہ کے دن غضب الٰہی کی طرح اپنے گھر پر نازل ہوا تمہارا خط مضامین درد ناک
سے بھرا ہوا رامپور میں میں نے پایا جواب لکھنے کی فرصت نملی بعد روانگی کے مراد آباد میں پہنچکر
بیمار ہوگیا پانچ دن صدر الصدور صاحب کے ہاں پڑا رہا اونہوں نے بیمارداری اور غمخواری
بہت کی کیوں ترک لباس کرتے ہو پہننے کو تمہارے پاس ہے کیا جسکو اوتار کر پھینکو گے
ترک لباس سے قید ہستی سٹ نجائے گی بغیر کھائے پیئے گزارا نہوگا سختی و تنگی رنج و آرام کو
ہموار کرو جسطرح ہو اسی صورت سے بہر صورت گزرنے دو ۵ تاب لائے ہے بنگی غالب ۵
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ۵ اس خط کی رسید کا طالب غالب **ایضاً** ۵ میرزا تفتہ کہ
پیوستہ بدل جادارد ۵ ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش ۵ صاحب کئی بار جی چاہا کہ تمکو خط
لکھوں مگر نہ جانکہ کہاں بھیجوں اب جو تمہارا خط آیا معلوم ہوا کہ حضرت ابھی لکھنو میں رونق افروز

ہیں خط نہ بھیجوں تو گنہگار میں نے یہ عرض کیا ہے کہ مجھ میں اصلاح کی مشقت کی طاقت نہیں رہی مہذا تمہارا کلام پختگی کو پہنچ گیا ہے اصلاح طلب نہیں ہا ہے شیر اپنے بچے کو ایک مدت تک آئین شکار سکھاتا ہے جب وہ جوان ہو جاتا ہے تو خود بے اعانت شیر شکار کیا کرتا ہے یہ میں نے نہیں کہا کہ تم مجھے اپنے کلام کے دیکھنے سے محروم رکھو جو غزل قصیدہ لکھا کرو نہ مسودہ بل ایک نقل اوسکی ضرور مجکو بھیجا کرو **ایضا** سہ شنبہ ۳- ربیع الثانی و ششم ستمبر صاحب کل پارسل اشعار کا ایک آنے کا ٹکٹ لگا کر اور اوسپر یہ لکھکر کہ یہ پارسل ہے خط نہیں ہے ڈاک میں بھیجدیا ڈاک منشی نے کہا کہ خطوں کے صندوق میں ڈالدو خدمت گار زنانخواندہ آدمی اوسکا حکم بجالایا اور اوسکو خطوں کے صندوق میں ڈال آیا وہ لفظ کہ یہ خط نہیں ہے پارسل ہے دست آویز معقول ہے اگر وہاں کے ڈاکی تم سے خط کا محصول مانگیں تو تم اوس جملے کے ذریعہ سے گفتگو کر لینا- مکان میرے گھر کے قریب حکیم محمد خاں کے گھر کے نزدیک عطار بھی پاس بازار بھی قریب ڈھائی روپے کرایہ کو موجود مگر مالک مکان سے یہ وعدہ ہے کہ ہفتہ بھر کسی کو نہ دونگا بعد ایک ہفتہ کے اگر تمہارا مسافر نہ آیا تو مجھے اور کرایہ دار کے دینے کا اختیار ہے -

رامپور کے باب میں مختصر کلام یہ ہے کہ نہ میں والی رامپور کو لکھ سکتا ہوں نہ اس لکھنے کی وجہ تم کو لکھ سکتا ہوں اگر ریل میں بیٹھکر آجاؤ گے تو زبانی کہدونگا- غالب **ایضا** منشی صاحب سعادت و اقبال نشان منشی ہرگوپال صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ غالب کی دعائے درویشانہ قبول کریں ہم تو آپ کو سکندرآباد قانونگویوں کے محلے میں سمجھے ہوئے ہیں اور آپ لکھنو راجہ بانکے کی حویلی مطبع اودھ اخبار میں بیٹھے ہوئے مدار یہ حقہ لکھنو کا پی رہے ہیں اور منشی نول کشور صاحب سے باتیں کر رہے ہیں بہلا منشی صاحب کو میرا سلام کہنا آج یکشنبہ ہے اخبار کا لفافہ ابھی تک نہیں پہنچا ہر ہفتے کو پنجشنبہ صبح جمعہ کو پہنچتا تھا مرزا تفتہ کیا فرماتے ہو کیسے رٹیگن صاحب

کہاں ٹیکٹین صاحب پنجشنبہ کے دن ۱۹ جنوری سنہ حال کو وہ پنجاب کو گئے ملتان یا پشاور کے
ضلع میں کہیں کے حاکم ہوے ہیں میں اپنی ناتوانی کے سبب اونکی ملاقات تو دریغ کو نہیں گیا
انوار الحق گھاٹ پر تو کر ہیں ؎ مشاہرہ پاتے ہیں زیادہ زیادہ نجات کا طالب غالب
صبح یکشنبہ ۱۲۔ فروری سنہ ۶۵ء ایضاً نور چشم غالب از خود رفتہ مرزا تفتہ خدا تمکو خوش اور
تندرست رکھے نہ دوست بخیل ہے نہ دشمن کاذب مگر بقول میر تقی ؎ اتفاقات ہیں زمانے کے بہرحال
کچھ تدبیر کیجائے گی اور انشاء اللہ صورت وقوع جلد نظر آئے گی تعجب ہے کہ اس سفر میں کچھ فائدہ
نہ ہوا ؎ یا کرم خود نماند در عالم + یا مگر کس دریں زمانہ نکرد + اغنیاے دہر کی مدح سرائی موقوف
کرو اشعار عاشقانہ بطریق غزل کہا کرو اور خوش رہا کرو نجات کا طالب غالب۔ سہ شنبہ ۲۴۔ نومبر سنہ ۶۳ء
ایضاً صاحب بندہ میں نے بلس کا ایک ایک خانہ دیکھا سولے تین کاغذوں کے کوئی کاغذ
تمہارا نہ نکلا اور اسوقت بسبب کم فرصتی کے میں ردیف اون تینوں قصیدوں کی نہیں بتا سکتا
اور وہ مقدمہ ؎ کا بہ اقتضاے حالات زمانہ سست ہو گیا ہے مٹ نہیں گیا دیر آید درست
آید انشاء اللہ تعالیٰ اب میرا حال سنو ؎ در نومیدی بسے امید ہست + پایان شب سیہ سپیدہ
ہمیشہ نواب گورنر جنرل کی سرکار سے دربار میں مجلو ۷ پارچے اور تین رقم جواہر خلعت ملتا
تھا لارڈ کیننگ صاحب میرا دربار خلعت بند کر گئے ہیں ناامید ہو کر بیٹھ رہا اور مدت العمر کو
مایوس ہو رہا اب جو یہاں لفٹنٹ گورنر پنجاب آئے ہیں جانتا تھا کہ یہ بھی مجھ سے نہ ملیں گے
کل اونھوں نے مجلو بلا بھیجا بہت سی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ لارڈ صاحب دلی میں دربار
کریں گے میرٹھ ہوتے ہوے اور میرٹھ میں اون ضلاع کے علاقہ داروں اور مالگزاروں
کا دربار کرتے ہوے انبالہ جائیں گے دلی کے لوگوں کا دربار وہاں ہوگا تم بھی انبالہ جاؤ
شریک دربار ہو کر خلعت معمولی لے آؤ بھائی کیا کہوں کہ کیا میرے دل پر گزری گویا مردہ

جی اوٹھا مگر ساتھ اوس مسرت کے یہ بھی سنا گزرا کہ سامان سفر انبالہ و مصارف بے انتہا
کہاں سے لاؤں اور طرہ یہ کہ نذر معمولی میری قصیدہ ہے، ادھر قصیدہ کی فکر ادھر روپیہ کی
تدبیر حواس ٹھکانے نہیں شعر کام دل و دماغ کا ہے وہ روپیہ کی فکر میں پریشان میرا خدا
یہ مشکل بھی آسان کریگا لیکن اندنوں میں نے دنکو چین ہے نہ رات کو نیند ہے یہ کئی سطریں تمہیں
اور ایسی ہی کئی سطریں جناب نواب صاحب کو لکھکر بھیجدیں ہیں جیتا رہا تو انبالہ سے آکر
خط لکھوں گا روز چارشنبہ ۱۳- رمضان ۴- فروری **ایضاً** بھائی تنے مجھے کونسا دو چار سو
روپیکا نوکر یا پنشن دار قرار دیا ہے جو دس بیس روپیہ مہینے قسط کا زور رکھتے ہو تمہاری
بات پر کبھی کبھی ہنسی آتی ہے اگر احیاناً تم دہلی کے ڈپٹی کلکٹر یا وکیل کمپنی ہوتے تو مجکو بڑی
مشکل پڑتی بہرحال خوش رہو اور متفکر نہو پانچ روپیہ مہینا پنشن انگریزی میں سے قسط مقرر
ہوگیا تا ادائے زر ابتدائے جون ۱۸۵۳ء یعنے ماہ آیندہ سے یہ قسط جاری ہوگی بابو صاحب
کا خط تمہارے نام کا پہنچا عجب تماشا ہے وہ درنگ کے ہونے سے خجل ہوتے ہیں اور میں
اون کے عذر چاہنے سے مراجاتا ہوں ہاے اتفاق آج میں نے اونکو لکھا اور کل راجہ کے
مرنے کی خبر سنی واللہ باللہ اگر دو دن پہلے خبر سُن لیتا تو اگر میرے بجان پر بنتی تو بھی اونکو
نہ لکھتا جے پور کے آئے ہوئے روپے کی ہنڈوی اسوقت تک نہیں آئی شاید آج شام
تک یا کل تک آجاوے خدا کرے وہ آبو پہاڑ پر سے ہنڈوی روانہ کریں ورنہ پھر خدا جانے
کہاں کہاں جائیں گے اور روپیہ بھیجنے میں کتنی دیر ہو جائے گی- خدا کرے زر مصارف
ہردیو سنگہ اسی میں سے مجرا لیں میری کمال خوشی ہے اور یہ نہو تو ۵۰ ہردیو سنگہ کو میری
طرف سے ضرور دیں منشی صاحب کا ایک خط ہاترس سے آیا تھا کل اوسکا جواب ہاترس کو
روانہ کر چکا ہوں والدعا از اسد اللہ محررہ دوشنبہ ۳ مئی ۱۸۵۳ء **ایضاً** کل تمہارا خط آیا

رازنہانی مجھپر اشکارا ہوا میں سمجھا ہوا تھا کہ تم دیوانگی اور شورش کر رہے ہو اب معلوم ہوا کہ حق بجانب تمہارے ہے میں جو اپنے عزیز کو نصیحت کرتا ہوں تو اپنے نفس کو مخاطب کرکے کہتا ہوں کہ اے دل تو اپنے کو اس عزیز کی جگہہ سمجھکر تصور کر کہ اگر تجھپر یہ حادثہ پڑا ہوتا یا تو اس بلا میں گرفتار ہوا ہوتا تو کیا کرتا عیاذا باللہ اب میں تمکو کیونکر کہوں کہ یہ بیحیرتی گوارا کرو اور رفاقت نچھوڑو بلکہ یہ بھی زاید ہے جو دوست سے کہئے کہ تو ہمارے واسطے اسکو ترک کر بہرحال دوست کی دوستی سے کام ہے اوسکے افعال سے کیا غرض جو محبت و خلاص اونمیں تم میں ہے بدستور بلکہ روز افزوں رہے ساتھہ رہنا اور پاس رہنا نہیں ہے نہ سہی

وصلے کہ دراں ملال ماشد ✤ ہجراں بہ ازاں وصال باشد ✤ آمدم برسر مدعا تمہاری رائے ہمکو اس باب میں پسند عجب طرح کا پیچ پڑا کہ نکل نہیں سکتا نہ تمکو سمجھا سکتا ہوں اور نہ اونکو کچھہ کہہ سکتا ہوں مجھے تو اس موقع میں سوائے اسکے کہ تماشائی نیرنگ قضا و قدر بنا ہوں کچھہ بن نہیں آتی

بہ بینم کہ تا کردگار جہاں ✤ دریں اشکارا چہ دارد نہاں ✤

جے پور کا امر محض اتفاقی ہے بے قصد و بے فکر پیش آیا ہے ہوسنا کا نہ ادھر متوجہ ہوا ہوں بوڑھا ہوگیا ہوں بہرا ہوگیا ہوں سرکار انگریزی میں بہت بڑا پایہ رکھتا تھا رئیس زادوں میں گنا جاتا تھا پورا خلعت پاتا تھا اب بدنام ہوگیا ہوں اور ایک بہت بڑا دھبا لگ گیا ہے کسی ریاست میں دخل کر نہیں سکتا تھا مگر ہاں استادیا پیدا یا ملاح بنکر راہ و رسم پیدا کروں کچھہ فایدہ اوٹھاؤں کچھہ اپنے کسی عزیز کو وہاں داخل کردوں دیکھو کیا صورت پیدا ہوتی ہے

تا نہال دوستی کے بر دہد ✤ حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم ✤ صحاف کے ہاں سے دیوان ابھی نہیں آیا آج کل آجائے گا پھر اوسکے جزو دان کی تیاری کرکے روانہ کرونگا ابھی کول میں آرام کرو اپنے بچوں میں اپنا دل

بھلاؤ اگر جی چاہے تو اکبرآباد چلے جاؤ وہاں اپنا دل بہلاؤ دیکھو اس خودداری میں
ادھر سے کیا ہوتا ہے اور وہ کیا کرتے ہیں والسلام اسد اللہ۔ جمعہ ہم دسمبر ۱۸۵۸ء ع
ایضاً صبح دوشنبہ پنجم جمادی الاول ولوزدہم نومبر سال حال مرزا نفتہ کل تمہارا خط مع
کاغذ شعار آیا آج تمکو یہ خط لکھتا ہوں اور اسی خط کے ساتھ خط موسومہ میر بادشاہ
بھیجتا ہوں کاغذ شعار کل یا پرسوں روانہ ہوگا۔ فن تاریخ کو دوں مرتبہ شاعری جانتا ہوں
اور تمہاری طرح سے یہ بھی میرا عقیدہ نہیں ہے کہ تاریخ وفات لکھنے سے ادائے حق محبت
ہوتا ہے بہرحال میں نے منشی نبی بخش مرحوم کی تاریخ رحلت میں یہ قطعہ لکھکر بھیجا منشی قمرالدین
خاں صاحب نے ناپسند کیا قطعہ یہ ہے ؎ شیخ نبی بخش کہ با حسن خلق ٭ داشت مذاق سخن و
فہم تیز ٭ مرگ ستم پیشہ ما نش نداد ٭ کیست کہ با مرگ بسیچد ستیز ٭ سال وفاتش نپے یادگار ٭
بادل زار و مژۂ دجارہ ریز ٭ خواستم از غالب آشفتہ سر ٭ گفت مدہ طول و بگو رستخیز۔ ایک
قاعدہ یہ بھی ہے کہ کوئی لفظ جامع اعداد نکال لیا کرتے ہیں بلکہ قید معنی دار ہونے
کی بھی مرتفع ہے جیسا کہ یہ مصرع ؎ در سال غرس ہر آنکہ ماند بیند ٭ انوری کے قصائد
کو دیکھو دو چار جگہہ ایسے الفاظ قصیدہ کے آغاز میں لکھے ہیں جسمیں اعداد سال مطلوب
نکل آتے ہیں اور معنی کچھ نہیں ہوتے لفظ رستخیز کیا پاکیزہ معنی دار لفظ ہے اور بھر واقعہ کے
مناسب اگر تاریخ ولادت یا تاریخ شادی میں یہ لفظ لکھتا تو بیشبہ مناسب تھا قصہ مختصر اگر
تاریخ کی فکر موجب ادائے حق مودت ہے تو میں حق دوستی ادا کر چکا زیادہ کیا لکھوں داد کا
طالب غالب **ایضاً** کیوں مہاراج کول میں آنا اور جناب منشی نبی بخش صاحب کے ساتھ
غزلخوانی کرنی اور ہمکو یاد نہ لانا مجھسے پوچھو کہ میں نے کیونکر جانا کہ تم مجکو بھول گئے کول
میں آئے اور مجکو اپنے آنے کی اطلاع تک نہ لکھا کہ میں کیونکر آیا ہوں اور کب تک ہونگا

اور کب جاؤں گا اور بابو صاحب سے کہاں جا ملونگا خیر اب جو میں نے بیحیائی کرکے تمکو خط
لکھا ہے لازم ہے کہ میرا قصور معاف کرو اور مجکو ساری اپنی حقیقت لکھو تمہارے ہاتھ کی
لکھی ہوئی غزلیں بابو صاحب کی میرے پاس موجود ہیں و اصلاح پا چکے ہیں اب میں حیراں
ہوں کہ کہاں بھیجوں ہرچند اونھوں نے لکھا ہے کہ اکبر آباد ہاشم علیخاں کو بھیجدو لیکن میں
نہ بھیجونگا جب اجمیر یا بہرتپور پہنچکر مجکو خط لکھیں گے تو میں اونکو وہ اوراق ارسال کرونگا یا تم
جو لکھوگے اوسپر عمل کرونگا بھائی ایک دن شراب پیو یا کم پیو اور مجکو دو چار سطریں لکھ بھیجو
کہ ہمارا دہیان تم میں لگا ہوا ہے اسد اللہ تمزدہ یکشنبہ چارم جنوری ۱۸۳۵ء **ایضا**
صاحب تمہاری سعادتمندی کو ہزار ہزار آفریں تمکو یوں ہی چاہیے تھا لیکن میں نے
تو ایک بات بطریق تمنا لکھی تھی جیسا کہ عربی میں لیت اور فارسی میں کاشکے اب تم رودار
سنو عرضی میری سر جان لارنس چیف کمشنر بہادر کو گزری اوسپر دستخط ہوئے کہ یہ عرضی
مع کواغذ ضمیمہ سایل کے پاس بھیجدی جائے اور یہ لکھا جائے کہ معرفت صاحب کمشنر دہلی
کے پیش کرو اب سررشتہ دار کو لازم تھا کہ میرے نام موافق دستور کے خط لکھتا یہ نہوا وہ عرضی
حکم چڑھی ہوئی میرے پاس آگئی میں نے خط صاحب کمشنر دہلی چارلس سانڈرس کو لکھا
اور وہ عرضی حکم چڑھی ہوئی اوسمیں ملفوف کرکے بھیجدی صاحب کمشنر نے صاحب کلکٹر
کے پاس یہ حکم چڑھا کر بھیجی کہ سایل کی پنشن کی کیفیت لکھو اب وہ مقدمہ صاحب کلکٹر کے
ہاں آیا ہے ابھی صاحب کلکٹر نے تعمیل اوس حکم کی نہیں کی پرسوں تو اون کے ہاں یہ
روبکاری آئی ہے دیکھیے کچھ مجھ سے پوچھتے ہیں یا اپنے دفتر سے لکھ لیتے ہیں دفتر کہاں رہا ہے
جو اوسکو دیکھیں گے بہرحال یہ خدا کا شکر ہے کہ بادشاہی دفتر میں سے میرا کچھ شمول فساد میں پایا
نہیں گیا اور میں حکام کے نزدیک یہانتک پاک ہوں کہ پنشن کی کیفیت طلب ہوئی ہے

اور میری کیفیت کا ذکر نہیں ہے یعنے سب جانتے ہیں کہ اسکو لگا ؤ نہ تھا مولوی قمرالدین خاں
کا کول سنجانا اور راہ سے پھر آنا معلوم ہوا حق تعالی اونکو زندہ اور تندرست رکھے میرا سلام
کہنا اور یہ خط پڑھا دینا بھائی منشی بنی بخش صاحب کو سلام اولاد کے بچوں کو دعا کہنا
اور یہ خط ضرور ضرور پڑھا دینا اور کہنا بھائی ہدایت تو اچھی ہے نہایت بھی خدا اچھی
کرے وہ عزت اور وہ ربط وضبط جو ہم رئیس زادونکا تھا اب کہاں روٹی کا ٹکڑا ہے بھی
تو غنیمت ہے گورنری کلکتہ اور گورنری آگرہ اور اجنٹی و کمشنری دیوانی و فوجداری و کلکٹری
دہلی سے جو حکم میرے خط اور عرضی پر ہوا ہے مشتمل دس حکم پر خط میرے نام آیا ہے
حاکم نے اب بھی یہی حکم دیا تھا کہ لکھا جاوے کہ یوں کرو عملہ نے خط نہ لکھا صرف وہ عرضی حکم
چڑھی ہوئی بھیجدی خیر ؎ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست ۔ سنو میرزا تفتہ اب میں جو
اپنا حال تمکو لکھا کروں وہ تم میرے بھائی کو اور مولوی قمرالدین خاں کو دکھا دیا کرو تین تین
جگہہ ایک بات کو کیوں لکھوں ۔ جمعہ ۱۲ ۔ مارچ ۱۸۵۸ء ایضا بھائی ہاں میں نے زبدۃ الاخبار
میں دیکھا کہ رانی صاحب مرگئیں کل ایک دوست کا خط اکبرآباد سے آیا وہ لکھتا ہے
کہ راجہ مرا رانی مری ابھی ریاست کا کوئی رنگ قرار نہیں پایا صورت انتظام جانی بیجنا تھ
کے آنے پر موقوف ہے یہانتک اوس دوست کی تحریر ہے ظاہرا اوسکو یا بو صاحب کا نام
نہیں معلوم ان کے بھائی کا نام یاد رہگیا صرف اوس دوست نے بطریق اخبار لکھا ہے
اوسکو میری اور جاتی کی دوستی کا بھی حال معلوم نہیں حاصل اس تحریر سے یہ ہے کہ اگر یہ خبر
سچ ہے تو ہمارے تمہارے دوست کا نام بنا رہے گا آمین یارب العلمین ۔ صاحب جے پور کا
مقدمہ لایق اسکے نہیں ہے کہ ہم اوسکا خیال کریں ایک بناڈالی تھی وہ نہ اوٹھی راجہ لڑکا ہے
اور چھچھورے آدمی اول جی اور سعداللہ خان بنے رہتے تو کوئی صورت نکل آتی اور یہ جواب آپ لکھتے

ہیں کہ راجہ تیرے دیوان کو پڑھا کرتا ہے اور پیش نظر رکھتا ہے یہ بھی تو آپ از روے تحریر منشی
ہردیو سنگھ کہتے ہیں اونکا بیان کیونکر دلنشین ہووہ بھی جو بابو صاحب لکھ چکے ہیں کہ پانسو روپے
نقد اور خلعت مرزا صاحب کیواسطے تجویز ہو چکا ہے ہولی ہو چکی اور ہیں لیکر چلا پھاگن چیت
بیساکھ نہیں معلوم ہولی کس مہینے میں ہوتی ہے آگے تو پھاگن میں ہولی تھی بندہ پرور
بابو صاحب نے پہلی بار تو مجکو دو ہنڈویاں بھیجی ہیں سو سو روپیہ کی ایک تو میر احمد حسین مے کش
کے واسطے راجہ صاحب کیطرف سے تاریخ تولد کنور صاحب کے انعام میں اور ایک اپنی
طرف سے مجکو بطریق نذر شاگردی بعد اوس کے دو ہنڈویاں سو سو روپیہ کی بعد چار چار پانچ پانچ
مہینے کے آئیں مع میر احمد حسین کے صلے کے روپوں کے چار سو اور اوس سے علاوہ تین سو اور یہ کہ
چار سو یا تین سو کتنے دن میں آئے اسکا حساب کنور صاحب کی عمر پر حوالہ ہے اگر وہ دو برس
کے ہیں تو دو برس میں اور اگر وہ تین برس کے ہیں تو تین برس میں ہاں صاحب یہ وہی میر قاسم علی
صاحب ہیں جو میرے پرانے دوست ہیں پرسوں یا اترسوں جو ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا
تھا وہ ایک خط میر صاحب کے نام کا کوئی میاں حکمت اللہ ہیں اونکا میرے مکان کے پتے سے
لایا تھا وہ میں نے لیکر رکھ لیا ہے جب میر صاحب آجاویں تو تم اونکو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ
حضرت اگر میرے واسطے نہیں تو اس خط کیواسطے آپ ہی آئے ایضاً عجب تماشا ہے بابو
صاحب لکھ چکے ہیں کہ ہردیو سنگھ آگیا اور پانسو روپے کی ہنڈوی لایا مگر اوسکے مصارف کے
بابت اڑتیس روپیہ کئی آنے اوس ہنڈوی میں محسوب ہوگئے ہیں سو میں اپنے پاس سے ملا کر پورے
پانسو کی ہنڈوی تجکو بھیجتا ہوں میں نے اوسکو لکھا کہ مصارف ہردیو سنگھ کے میں مجرا دوں گا
تکلیف نکر دونگا یہ میری طرف سے ہردیو سنگھ کو اور دیدو اور باقی کچھ کم سارے سے چار سو کی ہنڈوی
جلد واپس کر دو سو بھائی آجتک ہنڈوی نہیں آئی میں حیران ہوں وجہ حیرانی کی یہ کہ اس ہنڈوی

کے بہروسے پر قرضداروں سے وعدہ جون کے اوایل کا کیا تھا آج جون کی پانچویں ہے وہ
تقاضا کرتے ہیں اور میں آج کل کر رہا ہوں شرم کے مارے بابو صاحب کو کچھ نہیں لکھ سکتا
جانتا ہوں کہ وہ سینکڑوں پورا کرنے کی فکر میں ہوں گے پھر وہ کیوں اتنا تکلف کریں تیس روپے
کی کونسی ایسی بات ہے اگر مصارف ہردیو سنگھ میرے ہاں سے مجرا ہوئے تو کیا غضب ہوا اور تیس
اوپر پچیس چون روپیہ نکال ڈالیں اور باقی ارسال کریں لفافے خطوط کے جو میں نے بھیجے
تھے وہ بھی ابھی نہیں آئے بایں ہمہ یہ کیسی بات ہے کہ میں بھی نہیں جانتا کہ بابو صاحب کہاں
ہیں پہاڑ پر ہیں یا باہر تپور آئے ہیں اجمیر آئینگے تو ظاہر اکوئی وجہ نہیں ہے ناچار کثرت انتظار سے
عاجز آکر آج تمکو لکھا ہے تم اسکا جواب مجکو لکھو اور اپنی رائے لکھو کہ وجہ درنگ کی کیا ہے زیادہ
زیادہ - اسد اللہ مرقومہ نہم جون ۵۳ء روز پنجشنبہ جواب طلب ایضاً میرا سلام پہنچے خط اور
کاغذ اشعار بھیجا سابق و حال ابھی سب یوں ہی دھرے رہیں گے اگرچہ گرمی رفع ہوگئی مینھ
برسنے لگا ہوائے سرد چلنے لگی مگر دل مکدر ہے اور جو اس ٹھکانے نہیں بادشاہ کا قصیدہ
سارا اور ولیعہد کا قصیدہ بے خاتمہ آگے سے کہہ کھا تھا اور سکا خاتمہ بہزار مشقت رمضان میں
کہہ لیا اور عید کو دونو پڑھ دیے بھائی منشی نبی بخش صاحب کو پرسوں یا اترسوں بھیجونگا اور
لیکر تم بھی دیکھنا میں نے اونکو لکھ بھیجا ہے کہ منشی ہرگوپال صاحب کو بھی دینا کہ وہ پڑھ لیں اور
جاہیں تو نقل لے لیں اسکے سوا اور جو کچھ تمہارے خط میں لکھا تھا وہ جواب طلب نہیں اور
یوں ہی ہے جو تم سمجھے ہو اسد اللہ ایضاً کیوں صاحب اسکا کیا سبب ہے کہ بہت دن سے ہماری
آپ کی ملاقات نہیں ہوئی نہ مرزا صاحب ہی آئے نہ منشی صاحب ہی تشریف لائے ہاں ایک بار
منشی شیونرائن صاحب نے کرم کیا تھا اور خط میں یہ رقم کیا تھا کہ اب ایک فرمہ باقی رہا ہے
اس راہ سے میں یہ تصور کر رہا ہوں کہ اگر ایک فرمہ شعر کا باقی نہ تھا تو اب قصیدہ چھاپا جاتا ہوگا

اور اگر فرمہ قصیدہ کا تھا تو اب جلدیں بنی شروع ہو گئی ہونگی تم سمجھتے ہیں تمہارے اور بھائی
منشی بنی بخش صاحب اور جناب مرزا حاتم علی صاحب کے خطوط کے آنے کو تمہارا اور اونکا آنا
سمجھتا ہوں تحریر گویا وہ مکالمہ ہے جو باہم ہوا کرتا ہے پھر تم کہو مکالمہ کیوں موقوف ہے اور
اب کیا دیر ہے اور وہاں کیا ہو رہا ہے بھائی صاحب کو کاپی کی تصحیح سے فراغت ہو گئی مرزا
صاحب نے جلدیں صحاف کو دیدیں میں اب اون کتابوں کا آنا کب تک تصور کروں دسمبر
میں ایک دو دن کی تعطیل مقرر ہوئی ہو گی کہیں دوالی کی تعطیل تک نوبت نہ پہنچ جائے ہاں
صاحب تمنے کبھی کچھ حال قمر الدین خانصاحب کا نہ لکھا آگے اس سے تمنے اگست ستمبر میں اونکا
آگرے کا آنا لکھا پھر وہ اکتوبر تک کیوں نہ آئے وہاں تو منشی غلام غوث خانصاحب اپنا کام
بدستور کرتے ہیں پھر یہ دس دفتر میں کیا کر رہے ہیں کہیں کسی اور کام پر معین ہو گئے ہیں
اسکا حال جلد لکھو مجکو یاد پڑتا ہے کہ تمنے لکھا تھا کہ منشی غلام غوث خاں صاحب کو ایک گانو
جاگیر میں ملا ہے مولوی قمر الدین خانصاحب دس کے بند وبست کو آیا چاہتے ہیں اونکا
ٹھہر کیوں نہوا ان سب باتوں کا جواب جلد لکھیے جناب مرزا صاحب کو میرا سلام کہیے اور یہ
پیام کہیے کہ کتاب حسن کا خوں سے سنا دلکو دیکھنے سے زیادہ یقین آیا مگر آنکھوں کو رشک ہے
کانوں پر اور کان چشمک زنی کر رہے ہیں آنکھوں پر یہ رشاد ہو کہ آنکھوں کا حق آنکھوں کو
کب تک ملے گا۔ بھائی صاحب کو بعد از سلام کہیے گا کہ حضرت اپنے مطلب کی تو مجکو جلدی
نہیں ہے آپ کی تخفیف تصدیع چاہتا ہوں یعنی اگر کاپی کا قصہ تمام ہو جائے تو آپ کو آرام ہو جائے
جناب منشی نبو نرائن صاحب کی عنایتوں کا شکر میری زبانی ادا کیجیگا اور یہہ کہیے گا کہ آپ کا
خط پہنچا چونکہ میرے خط کا جواب تھا اور معہذا کوئی امر جواب طلب نہ تھا اسواسطے اوسکا جواب
نہیں لکھا زیادہ زیادہ نگاشتہ و رداشتہ بمیچ شنبہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء راقم غالب

ایضاً صاحب عجب تماشا ہے تمہارے کہنے سے منشی شیونرائن صاحب کو خط لکھا تھا سو کل انکا خط آیا اور انھوں نے دستنبو کی رسید لکھی ڈاک کا ہرکارہ تو اون کے پاس سے اٹھا ہوگا آخر تمہیں نے بھیجا ہوگا یہ کیا کہ تمنے مجکو اوسکی رسید اور میرے خط کا جواب نہ لکھا اگر یہ گمان کیا جائے کہ تمنے رائے امید سنگھ کی ملاقات ہو لینے پر خط کا لکھنا منحصر رکھا ہے تو وہ بھی ہو چکی ہوگی مجھے تو صورت ایسی نظر آتی ہے کہ گویا تم اگ ہو گئے ہو کتاب مطبع میں حوالے کر دی اب اوسکی تزئین و تصحیح سے کچھ غرض نہیں پس اگر یوں ہے تو میں اس انطباع سے درگزرا سینکڑوں مطالب و مقاصد رہجائیں گے اور پھر اس وحشت کی وجہ کیا اگر کہا جائے کہ وحشت نہیں ہے تو اوس کتاب اور دستنبو کی رسید نہ لکھنے کی وجہ کیا بے تکلف قیاس چاہتا ہے کہ تم مجھ سے خفا ہو گئے ہو خدا کے واسطے خفگی کی وجہ لکھو صبح کو میں نے یہ خط روانہ کیا ہے بدھ کا دن ستمبر کی پہلی تاریخ اگر شام تک تمہارا خط آیا تو خیر ورنہ تمہاری رنجش کا بالکل یقین ہو جائیگا اور بسبب جہ نہ معلوم ہونے کے جی گھبرائے گا میں تو اپنے نزدیک کوئی سبب ایسا نہیں پاتا خدا کے واسطے خط جلد لکھو اگر خفا ہونے خفگی کا سبب لکھو جانتا ہوں کہ تم رائے امید سنگھ سے بھی خفا ہو گئے عیاذاً باللہ میں اون سے شرمندہ رہا کہ میں نے کہا تھا کہ ہاں مرزا تفتہ دستنبو تمکو اچھی طرح پڑھاویں گے اگرچہ ایسے حال میں کہ مجکو تم پر لگے اور پہلوتہی کرنے کا گمان گزرا ہے کوئی مطلب تمکو لکھنا نچاہیئے مگر ضرورت کو کیا کروں ناچار لکھتا ہوں صاحب مطبع نے خط کے لفافہ پر لکھا ہے مرزا نوشہ صاحب غالب بعد غور کرد یہ کتنا بے جوڑ جملہ ہے ڈرتا ہوں کہ کہیں صفحہ اول کتاب پر بھی نہ لکھدیں آیا فارسی کا دیوان یا اردو یا پنج آہنگ یا مہر نیمروز چھاپے کی یہ کونسی کتاب اوس شہر میں نہیں پہنچے جو دیر نام لکھدیتے تمنے بھی اوسکا میرا نام نہیں بتایا صرف اپنی نصرت عرض سے وجہ اس اوپا

کی نہیں ہے بلکہ سبب یہ ہے کہ دلی کے حکام کو تو عرف معلوم ہے مگر کلکتہ سے ولایت تک یعنی وزرا
کے محکمہ میں اور ملکہ عالیہ کے حضور میں کوئی اس نا لایق عرف کو نہیں جانتا پس اگر صاحب مطبع
نے مرزا نوشہ صاحب غالب لکھدیا تو بیس غارت ہو گیا کھویا گیا میری محنت رائیگاں گئی
گویا کتاب کسی اور کی ہو گئی لکھتا ہوں اور پھر سوچتا ہوں کہ دیکھوں تم یہ پیام مطبع میں پہنچا
دیتے ہو یا نہیں بدھ کا دن ستمبر کی پہلی تاریخ **ایضا** بھائیصاحب ۳۲ کتابیں بھیجی ہوئی
برخوردار منشی شیونرائن کی کل جمعہ کے دن ۱۲- نومبر کو پہنچیں کاغذ اور سیاہی اور خط کا حسن
دیکھکر میں نے از روے یقین جانا کہ طلائی کام پر یہ کتابیں طاؤس بہشت بنجائیں گی حوریں
اونکو دیکھکر شرمائیں گی یہ تو سب درست مگر دیکھیے مجکو اونکا دیکھنا کب تک میسر ہو آپ پر گمان
تا ہل کا گزرے یہ تو کیونکر ہو ہاں صحاف جلد کے بنانے کی نسبت سے میرے حق کا جلاد
نہ بنجائے یعنے مدت مناسب سے زیادہ دیر لگائے اور ہاں حضرت کچھ ایسی بخشگی ارسال کے
وقت کر لیجے گا کہ وہ پارسل اشوب تلف سے محفوظ رہے بہت عزیز اور بہت کام کی چیز ہے
مجکو وہ ایک ایک مجلد اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے یا الٰہی یہ خط راہ میں ہوا اور وہ ساتوں
کتابوں کا پارسل تیرے حفظ و امان میں مجھ تک پہنچ جائے اور یہ نہو تو بھلا یہ ہو کہ اس
خط کا جواب لکھیے اوسمیں یہ مرقوم ہو کہ آج ہمنے کتابوں کا پارسل روانہ کیا ہے
یارب ایں آرزوے من چہ خوش است تو بدیں آرزو مرا برساں ✻ مرسلہ شنبہ ۱۳- نومبر
۱۸۵۸ء **ایضا** رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف ✻ آج کچھ درد میرے دل میں
سوا ہوتا ہے ✻ بندہ پرور پہلے تمکو یہ لکھا جاتا ہے کہ میرے دوست قدیم میر مکرم حسین صاحب
کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا ابتک جیتا ہوں اور اس سے زیادہ میرا حال مجکو بھی
معلوم نہیں مرزا خاتم علی صاحب مہر کی جناب میں میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے

پڑھنا ؎ شرط اسلام بود و رزش ایماں بالغیب ٭ اے تو غائب ز نظر مہر تو ایماں من ست
تمہارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اوسکے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہنچا
سنو صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہوا اور وہ اوسمیں بے تکلف عمر بسر کرے اسکا نام
عیش ہے تمہاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن تمہاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل
ہے اور بھائی یہ جو تمہارے سخن گستری ہے اسکی شہرت میں میری بھی تو نام آوری ہے
میرا حال اس فن میں اب یہ ہے کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوئے اشعار سب بھول گیا
مگر ہاں اپنے ہندی کلام میں سے ڈیڑھ شعر یعنے ایک مقطع اور ایک مصرع یاد رہگیا ہے سو گاہ گاہ
جب دل اوبلنے لگتا ہے تب دس پانچ بار یہ مقطع زبانپر آجاتا ہے ؎ زندگی اپنی جب اس
شکل سے گزری غالب ٭ ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے ٭ پھر جب سخت گھبراتا ہوں
اور تنگ آتا ہوں تو یہ مصرع پڑھکر چپ ہو جاتا ہوں ؎ اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے ٭
یہ کوئی نہ سمجھے کہ میں اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم میں مرتا ہوں جو دکھ مجکو ہے اوسکا بیان
تو معلوم مگر اوس بیان کی طرف اشارہ کرتا ہوں انگریز کی قوم میں سے جوان روسیاہ کالوں
کے ہات سے قتل ہوئے اوسمیں کوئی میرا امیدگاہ تھا اور کوئی میرا شفیق اور کوئی میرا دوست
اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیوں میں کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد کچھ
معشوق سو وہ سب کے سب خاک میں مل گئے ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے عزیزوں کا
ماتم دار ہو اوسکو زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہائے اتنے یار مرے کہ جواب میں مروں گا تو میرا
کوئی رونے والا بھی نہوگا انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

بنام شاہزادہ بشیر الدین صاحب

حضرت پیر و مرشد برحق سلامت تقصیر معاف میں مدعی اور آپ مدعا علیہ بھی اور حاکم بھی وہی

استغاثہ یہ کہ آپ نے مجھے اپنے حلقہ ارادت سے خارج کردیا عرائض جواب طلب کا جواب
نہیں ایک عنایت نامہ سابق میں۔ اب زیل میرزا بر پرچنگ یہ جملہ مرکبہ لکھا ہوا تھا میں
اسکو پڑھ بھی نسکا معنی سمجھنے تو علاوہ ہے میں نے عریضہ لکھا اور جملہ کی حقیقت حال کا انکشاف
چاہا ابتک جواب نہیں پہنچا جی گھبرا رہا ہے جب تک اسکا جواب پاؤنگا آرام نہ آئے گا۔
برخوردار اقبال نشان مرزا شہاب الدین خاں بہادر کی زبانی آپ کے مزاج مبارک کی
خیر و عافیت سنی مگر وہ جو تحریر دستخطی سے تسلی ہوتی ہے وہ کہاں حضرت ابتو خالصاً للہ والرسول
میرا گناہ معاف اور دستخط خاص سے مجکو اس جملہ کے معنی لکھ بھیجے زیادہ حد ادب۔ عفو جرم کا
طالب غالب ایضاً دیر سنتش ستم و در کا مجولی ستوار باد شہ را بندہ کم خدمت پرخواست
حضرت پیر و مرشد برحق روز افزونی کا ہشل اب اس حد کو پہنچی ہے کہ ؎ تقسیم جزو
لایتجزے محال ہے۔ آگے یاد زمہریر نے لہو خشک کردیا تھا اب آتش دوزخ نے رہا سہا
جلا دیا کل عنایت نامہ آیا آپ جو رقم فرماتے ہیں کہ تو نے میرے خط کا جواب نہیں بھیجا مجکو باوصف
استیلائے نسیان خیال میں آتا ہے کہ میں حضرت کے فرمانکا جواب لکھ چکا ہوں ڈاکی اب
ڈاکو ہوگئے ہیں اگر وہ لفافہ ڈاک میں تلف ہوگیا ہو تو کچھ بعید نہیں متوقع ہوں کہ
اس کا نہ پہنچنا میری نارسائی بخت کی تاثیر سمجھا جاہیے میں مجرم نہ ٹھیروں زیادہ حد ادب
نجات کا طالب غالب روز دوشنبہ ۱۱ اپریل ۱۸۶۸ء ایضاً تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار۔ آج منگل ۱۲ جون ۱۸۶۸ء ۱۲ بجے عنایت نامہ آیا نامہ
دیکھکر سفید صبح مراد سمجھا نہنگا ایک چھوٹی سی حس کی مٹی کے پاس بیٹھا ہوا تھا خط پڑھکر وہ
حال طاری ہوا کہ اگر نہنگا نہوتا تو گریبان پھاڑ ڈالتا اگر جان عزیز نہوتی تو سر پھوڑ لیتا
اور کیونکر اس غم کی تاب لاتا کہ میں نے اپنے کو کھچوا کر بصورت تصویر آپ کی خدمت میں

بھیجا لفافہ انگریزی اقبال نشان شہاب الدین خاں سے لکھوا کر بیرنگ ارسال کیا اس فرمان میں اوس لفافے کی رسید نہ پائی ظاہرا ڈاک پر ڈاکو گرے اور میرے پیکر بے روح کے ٹکڑے اوڑا دیے بیتاب ہو کر یہ عبارت حضرت کی بھیجی ہوئی لفافہ میں لپیٹ کر روانہ کی اب جب آپ اور لفافہ بھیجیں گے تو مطالب باقی کا جواب مع اوراق اشعار بھیجونگا زیادہ حد ادب ٭

بنام سید بدرالدین احمد المعروف بفقیر صاحب

حضرت مخدوم مکرم و معظم جناب فقیر صاحب دامت برکاتہم بعد بندگی عرض کیا جاتا ہے کہ آپکا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا بابو صاحب کے واسطے میرا دل بہت جلا زمانہ اندنوں میں اون سے برسر امتحان ہے پروردگار انکو سلامت رکھے اور صبر شکیب عطا کرے علاوہ مساعدت روزگار کی وہ صورت شدائد رنج سفر کی وہ حالت ناسازی مزاج کا وہ رنگ ان سب باتوں سے علاوہ یہ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ جوان داماد مرجاوے اور بیٹی بیوہ ہوجاوے مرنا زیست کا سرشتہ خدا کے ہاتھ ہے آدمی کیا کرنے پر میرے جو گزری ہے وہ میرا دل جانتا ہے ہاں بحسب ظاہر تعزیت نامہ لکھنا چاہیے حیران ہوں کہ اگر خط لکھوں تو کس پتے سے لکھوں ناچار ابھی تامل ہے جب وہ بہر تمہور آجائیں تو آپ دن کے آنے کی مجکو اطلاع دیجے گا کچھ لکھ بھیجونگا۔ نواب علی نقی خانصاحب کے خط کے جواب میں جو آپنے مجکو لکھا تھا وہ مجکو یاد رہیگا جب نواب صاحب آجائیں گے میں اونکو سمجھا دوں گا۔ آپ ہندی اور فارسی غزلیں مانگتے ہیں فارسی غزل تو شاید ایک بھی نہیں کہی ہاں ہندی غزلیں قلمے کے مشاعرہ میں دو چار لکھی تھیں سو وہ یا تمہارے دوست حسین مرزا صاحب کے پاس ہوں گے یا ضیاء الدین خاں صاحب پاس میرے پاس کہاں آدمی کو یہاں اتنا توقف نہیں کہ وہاں سے دیوان منگا کر

نقل دستخط ڈاکٹر سپرنگر صاحب بنام سید محمد صاحب اور اون کے دونو بھائیوں کو میری دعا پہنچے۔ اسد اللہ

نگاشتہ چارشنبہ ۱۳- ربیع الثانی ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۳ جنوری ۱۸۵۶ء ایضاً مخدومی

مکرمی جناب فقیر صاحب کی خدمت عالی میں عرض کیا جاتا ہے کہ بہت دن سے آپنے مجکو یاد

نہیں کیا اور مجکو کچھ آپکا حال معلوم نہیں یا بو صاحب جانے کہاں ہیں اور کس کام میں ہیں

اونکا بھی کچھ حال مجکو معلوم نہیں منشی ہرگوپال تفتہ کی تحریر سے یا بو صاحب کا حال اکثر اوقہاری

خیر و عافیت گاہ گاہ دریافت ہوجاتی تھی سو وہ بہت دنوں سے علیگڈھ میں ہیں اگرچہ خط

اون کے آتے رہتے ہیں مگر اون کو بھی یا بو صاحب کا حال معلوم نہیں اور تم سے تو بعد

ہی ہے پھر تمہاری خیر و عافیت کیا لکھیں بہرحال مقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ نواب میر

علی نقی خانصاحب آپسے ملیں گے یہ بہت عالی خاندان ہیں نواب ذوالفقار خاں اور نواب اسد خاں

کی اولاد میں سے ہیں اور تمہارے مامو نصاحب یعنی نواب محمد میر خاں مغفور کے بڑے دوست

ہیں اب یہ نوکری کی جستجو کو نکلے ہیں آپ انکی تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نکریں اور

حال کا حال سب انپر ظاہر کریں اور اہالی سرکار سے انکو ملوادیں اور یا بو صاحب سے جو انکو ملوائے

تو یہ میرا خط جو آپکے نام کا ہے جناب یا بو صاحب کو پڑھوا دیجئے کیا خوب ہو کہ یہ اوس سرکار

میں نوکر ہوجاویں اور اگر نوکری کی صورت نہ بنے تو راج سے انکی رخصت پائیں شایستہ

عمل میں آوے نواب اسد خاں عالمگیر کے وزیر تھے اور فرخ سیر انکا بٹھایا ہوا تھا جب فرخ سیر نے

ذوالفقار خاں کو مار ڈالا تو ازروے کتب تواریخ ظاہر ہے کہ سلطنت کیسی برہم ہوگئی اور

خود فرخ سیر پر کیا گزری قصہ کوتاہ انکی تقریب میں جو مدارج آپ صرف کریں گے اور جسقدر

آپ انکے بہبود میں کوشش کریں گے احسان مجھپر ہوگا زیادہ اسد اللہ ایضاً سید

صاحب جمیل المناقب عالی خاندان سعادت و اقبال تواماں محلوا اپنی یاد سے غافل اور

سید احمد کی خدمت گزاری سے فارغ نہ سمجھیں پر کیا کروں صورت مقدمہ عجیب و غریب ہے یہ صیغہ
اور انکا بھائی باہم موافق رہیں گے تو کوئی صورت نکل آئے گی معاملہ ناطق سیم و زر روپیہ اشرفی
سنتا ہوں کہ کچھ نہیں ہاں جاداد سو سیار کے اظہار سے معلوم ہوا کہ وہ تقسیم نہ ہوگی گرایہ وسکا تقسیم
ہو جائیگا میں رائے کیا دوں اور سمجھاؤں کیا کئی دن ہوئے کہ میں حسین مرزا صاحب کے ہاں گیا
تھا وہاں میاں بھی بیٹھا تھا باہم اون دونوں صاحبوں میں یہی باتیں ہو رہی تھیں وہ بھی
میری مانند حیرت زدہ تھے قضا و قدر پر چھوڑو نیرنگ تقدیر کے تماشائی رہو گھاٹا نہیں ٹوٹا نہیں
نقد مال کا پتا نہیں املاک کا کرایہ بٹ رہیگا گھبراتے کیوں ہو یہ دلی والوں کے خفقانیت کے حالات
ہیں تمہارا بھتیجا یعنے حیدر جنتاں بچ گیا عوارض کی آندھی دفع ہو گئی تحقیق زیست کی قوی ہے صرف
طاقت کا آنا باقی ہے صدمہ بڑا اوٹھایا ہے مہینا بھر میں جیسے تھے ویسے ہو جائیں گے انشاء اللہ
تعالیٰ العظیم صبح دوشنبہ ۲ مئی ۱۸۶۳ء ایضاً پیر و مرشد آج نواں دن ہے حسین مرزا صاحب کو الور
گئے اگر ہوتے تو اونسے پوچھتا کہ حضرت میر دیوان کس مطبع میں طبع ہوا اور حاشیہ اور سپر کس نے چڑھائی
خدا جانے حسین مرزا نے کیا کہا اور حضرت کیا سمجھے اب یہ حقیقت مجھسے سنیے ۱۸۶۲ء یعنے سال گزشتہ
میں قاطع برہان چھپی پچاس جلدیں میں نے مول لیں اور یہ وہ زمانہ ہے کہ آپ ملی آئے ہیں میں نے
یہ سمجھکر کہ یہ تمہارے کس کام کی ہے تمہیں نہ دی تم مانگتے اور میں نہ دیتا تو گنہگار تھا اب کوئی جلد باقی
نہیں ہے رہا دیوان اگر ریختہ کا منتخب کہتے ہو تو وہ اس عرصہ میں دلی اور کانپور دو جگہ چھاپا گیا اور
تیسری جگہ آگرہ میں چھپ رہا ہے فارسی کا دیوان اسی پچیس برس کا عرصہ ہوا جب چھپا تھا پھر نہیں
چھپا مگر ہاں سال گزشتہ میں منشی نول کشور نے شہاب الدین خاں کو لکھکر کلیات فارسی جو
ضیاء الدین خاں نے غدر کے بعد بڑی محنت سے جمع کیا تھا وہ منگا لیا اور چھاپنا شروع کیا وہ
پچاس جزو ہیں یعنی کوئی مصرع میرا دوسے خارج نہیں اب سنا ہے کہ وہ چھپکر تمام ہو گیا ہے

روپیہ کے فکر میں ہوں ہات آجائے تو فوراً بھیجکر بیس جلدیں منگواؤں جب آجائیں گے ایک آپکو بھیجدوں گا۔ نواب محی الدین خانصاحب کا حال سنکر جی بہت خوش ہوا میری طرف سے سلام نیاز کے بعد مبارک باد دینا ایضاً حضرت آپکے خط کا جواب لکھنے میں درنگ اس راہ سے ہوئی کہ میں منتظر رہا میاں کے آنیکا اب جو وہ مجھ سے مل گئے اور اونکی زبانی سارا حال سُن لیا تو جواب لکھنے بیٹھا سنو صاحب ایک منشی محمد تقی ہے تو نہیں یہاں تو سات آدمی ہے محمد تقی ایک اوسکی دو بہنیں تین منشی اغا جان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا چار یہہ سات مدعی ایک انمیں سے سید کی بی بی بھی سہی نہ وہ حکام ہیں جنکو میں جانتا تھا نہ وہ عملہ ہے جس سے میری ملاقات تھی نہ وہ عدالت کے قواعد ہیں جنکو پچاس برس میں نے دیکھا ہے ایک کونے میں بیٹھا ہوا نیرنگ روزگار کا تماشا دیکھ رہا ہوں یا حافظ یا حفیظ ورد زبان ہے تمہارے بھائی غلام حسین خاں مرحوم کا بیٹا حیدر خاں خاہی خدا ہے جو بچے آج تیرھواں دن ہے کہ نہ تپ مفارقت کرتی ہے نہ دست بند ہوتے ہیں نہ قے موقوف ہوتی ہے چارپائی کاٹ دی ہے حواس زائل ہوگئے ہیں انجام اچھا نظر نہیں آتا کام تمام ہے والسلام الاکرام مرقومہ ۲۴- ذیقعدہ ۱۲۷۸ھ ہجری عافیت کا طالب غالب +

بنام چودھری عبدالغفور متخلص بہ سرور

جناب چودھری صاحب آپکا عنایت نامہ اسوقت پہنچا اور یہ وقت صبح کا ہے دن بدھ کا ربیع الثانی کی چوبیسویں اور دسمبر کی پہلی کتابکے پارسل کی رسید معلوم ہوئی حکیم عبدالرحیم خاں کوئی نامی اور نامور نہیں ہیں یہاں کے قاضی زادوں میں سے ایک شخص ہیں طبابت کرتے ہیں میرے بھی آشنا ہیں صرف سلام علیک زیادہ ربط نہیں ہے سو اونکا حال مجکو معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کسطرح ہیں آگے حضرت صاحب کیخدمت میں عرض

گیا تھا کہ آپ جو کچھ لکھیں وہ بقلم چودہری صاحب لکھا جائے حضرت نے نمانا اور پھر عبارت
بدستخط خاص لکھی واللہ باللہ نہ مجھ سے نہ اور کسی سے پڑھی گئی ناچار آپکا خط پھر آپ کو بھیجتا
ہوں حضرت سے کچھ نفرمائیگا مگر اس عبارت کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے مجکو بھجوائیگا ضرور
اور جلد شفیق مکرم جناب چودہری غلام رسول صاحب کیخدمت میں سلام پہنچے ایضا
جنابعالی آج آپکا تفقد نامہ مرقومہ یازدہم شعبان مطابق پنجم مارچ بتقید روز دوشنبہ پہنچا
پہلے تو ان تاریخوں کے حساب سے تطابق میں میں الجھا پھر خط کے پھٹنے سے بہت خوش
ہوا ڈاک کیا ہے خاک ہے خیر ادھر پڑھا اودھر جواب لکھا خدا کرے یہ میرا خط جلد پہنچے ورنہ
یہ آپ کو خیال ہوگا کہ غالب نے ہمارے خط کا جواب لکھا حقیقت میری مجملا یہ ہے کہ راہ و رسم
مراسلت حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہوگئی ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب
شمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بھیجا تھا اونکا خط فارسی مشعر تحسین عبارت و قبول صدق
ارادت و موت بسبیل ڈاک آگیا پھر قصیدہ بہاریہ تہنیت و مدحت میں بھیجا گیا اوسکی بھی رسید
آگئی وہی خانصاحب بسیار مہربان دستان القاب در کاغذ افشانی ازاں بعد ایک قصیدہ
جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب کی مدح میں بتوسط معاصب کمشنر
بہادر دہلی گیا اوسکے جواب میں بھی خوشنودی نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجکو آگیا پنشن ابھی
تک مجکو نہیں ملی جب ملے گی حضرت کو اطلاع دی جائے گی پیر و مرشد عالم ہیں اور میں جاہل
ہوں اونکی تسلیم کرنے کو میں نے تسلیم کیا اور پھر تسلیم بجا لایا۔ اے حضرت جناب مخدوم
مکرم چودھری غلام رسول صاحب کیخدمت میں آنہیں لفاظ میں رسم مبارک بادا دا
کی گئی تھی نہ عبارت آرائی نہ طبع ازمائی کچھ عجب نہیں کہ وہ خط بھی مئی جون میں آپکو
پہنچ جائے آپکا بھی تو مارچ کا خط مجکو اب اخر اپریل میں پہنچا ہے جناب شیخ صاحب کیسے

مجکو محجوب کرتے ہیں اس باب میں اس سے زیادہ عرض نہیں کرسکتا کہ افادہ مشترک ہی قصیدہ
و مثنوی بھیجدیجیے لطف اوٹھاؤں گا اور جو کچھ میرے خیال میں آئے گا بے تکلف عرض
کردوں گا میرا سلام کہیے اور مثنوی اور قصیدہ اون سے لیکر جلد بھیجدیجے۔ اپنے عم عالی مقدار
کی خدمت میں میرا سلام پہنچائیے اور کہیے کہ حضرت خلاصہ مکتوب سابق یہی الفاظ ہندی
تھے شاید کچھ تغیر بلحاظ ردف ہوتو ہو یہ شادی بصد ہزار مسرت آپکو مبارک ہو اور اونکی اولاد
دیکھنی اور اسیطرح اونکی شادی کرنی نصیب ہو فیض علی خاں صاحب کو میرا سلام پہنچے میں
بھی آپکی ملاقات کا مشتاق اور آپکا مداح رہوں گا۔ خط کا لفافہ اس خط میں ملفوف کرکے
یہ بھیجتا ہوں یہ آج پہنچا اور آج ہی میں نے اسکا جواب لکھا کاتب وہی ہے جو لفافہ ملفوفہ کا
مکتوب الیہ ہے ایضاً جناب چودھری صاحب آپکے تلطف نامہ کے ورود کی مسرت
اور پارسل کے نہ پہنچنے کی حیرت باعث اسکے ہوئی کہ آپکو پھر تکلیف دوں اور یا آنکر خط
طلب کیا تھا جواب لکھوں بندہ پرور میں نے پارسل کی رسید لے لی تھی اب آپکے خط کو پڑھکر
کارپردازان ڈاک کے پاس وہ رسید بھجوائی اونہوں نے کتاب دیکھکر میرے آدمی سے کہدیا
کہ سکندرہ راؤ کی رسید یہ موجود ہے اب اس پارسل کی جوابدہی وہاں والوں کے ذمہ ہے یہ سنکر
میں نے یہ مناسب جانا کہ وہ رسید آپکے پاس بھیجدوں آپ سکندرہ راؤ کے ڈاک خانہ
میں بھجوا کر اون سے پارسل منگوالیں اور اب اس رسید کا میری طرف راجع ہونا کسی صورت
میں ضرور نہیں والسلام ایضاً جناب چودھری صاحب کی یادآوری اور مہربانی کا
شکر بجالاتا ہوں آپکا خط مع قصیدہ و مثنوی پہنچا مثنوی کو جداگانہ بطریق پیم فلٹ پاکٹ
بھیجتا ہوں اور یہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہوں لفافہ اوسکا بھی آپکے نام کا ہے آپکے
خوابکا ماجرا اور صبح کو ادھر کا قصد اور پھر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر آبتا نپر اس عزم کا

ملتوی رکھنا معلوم ہوا آپکے چچا صاحب کی کرامت کی کہ جو آپ کو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر
آپ اس شہر میں میرے مکان تک آجاتے تو ممکن تھا مگر رہنا شہر میں بے حصول اجازت
حاکم احتمال ضرور رکھتا ہے اگر خبر نہ ہو تو نہ ہوا اگر خبر ہو جائے تو البتہ قباحت ہے زنہار
کبھی یہ گمان نکیجئے گا کہ دلی کی عملداری میرٹھ اور آگرہ اور بلا دشرقیہ کی مثل ہے یہ پنجاب
احاطہ میں شامل ہے نہ قانون نہ آئین جس حاکم کے جوار میں آوے وہ ویسا ہی کرے
بہرحال ؎ اے وائے زمحرومی دیدار دگر ہیچ ✦ انشاء اللہ العظیم دو تین مہینے میں یہاں
بھی صورت امن و امان کی ہو جائے گی مگر میری آرزو باستیفا اوس صورت میں بھی بر
نہ آئے گی میں یہ تاکے ہوے ہوں کہ میری اور تمہاری ملاقات اس طرح ہو کہ ہم تم ہوں
اور حضرت صاحب عالم صاحب ہوں اور باہم حرف و حکایت کریں اگر زمانہ میری خواہش
کے موافق نقش قبول کرتا ہے تو میں مارہرہ کو آتا ہوں حضرت پیر و مرشد کا اشتیاق
اور ادسی جلسہ میں تمہارے دیدار کا شوق ایسا نہیں ہے کہ مجکو آرام سے بیٹھا رہنے دیگا صاحب
یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہو گئی ہے ہے اس بزرگوار کے جگہ میں کیا کیا گھاؤ پڑے
ہوں گے تب یہ تراوش خونابہ فہمودس آئی ہوگی مزا یہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب
نہیں کے معلوم ہوتا ہے چونکہ اصل کاغذ میری نظر میں نہیں اور حقیقت حال مجھپر مجہول ہے
اسواسطے انجام و اغاز اندازہ و انداز کچھ نہیں سمجھا جاتا اصلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ
فرمائیں میں نے بحسب دستور ہر جگہہ نشان اصلاح لکھدیا ہے شیخ صاحب سے میرا سلام کہیے گا اور
کہیے گا کہ کیا کروں دور ہوں معذور ہوں مدد نہیں کر سکتا اعانت کے مراسم تقدیم کو نہیں
پہنچا سکتا خدا تمہارا نگہبان رہے والسلام ایضاً شفیق مکرم منظر لطف و کرم جناب چودھری
صاحب کی خدمت میں بعد سلام یہ عرض کرتا ہوں کہ آپکا مہربانی نامہ آیا میرا رنج و

مشورہ دیا میری خدمت مقبول ہوئی خوشی حصول ہوئی میر امداد علی شاہ کو میری دعا
کہنا انکا باپ میرا بڑا یار تھا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجیے گا اب سبیل اچھی نکل آئی چودھری
صاحب کے ذریعہ سے جو کچھ مجکو بھیجنا ہوگا بھیجا ونگا جناب چودھری صاحب آج کا میرا خط
کاسہ گدائی ہے یعنے تمسے کچھ مانگتا ہوں تفصیل یہ کہ مولوی باقر دہلوی کے مطبع میں سے ایک
اخبار ہر مہینے میں چار بار نکلا کرتا تھا مسمے بدہلی اردو اخبار بعض اشخاص سنین ماضیہ کے اخبار
جمع کر رکھا کرتے ہیں اگر احیانا آپکے یا کسی آپکے دوست کے ہاں جمع ہوتے چلے آئے ہوں تو
اکتوبر ۱۸۳۷ء سے دو چار مہینے کے اگے کے اوراق دیکھے جائیں جسمیں بہادر شاہ کی
تخت نشینی کا ذکر اور میاں ذوق کے دوسکہ اون کے نام کے کہکر نذر کرنے کا ذکر مندرج
ہو بے تکلف وہ اخبار چھاپکا اصل بجنسہ میرے پاس بھیجدیجیے آپ کو معلوم ہے کہ اکتوبر کی
ساتویں آٹھویں تاریخ ۱۸۳۷ء میں یہ تخت پر بیٹھے ہیں اور ذوق نے اوسی مہینے میں یا دو
ایک مہینے کے بعد سکے کہکر گزرانے ہیں احتیاطاً پانچ چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لیے
جائیں یہانتک میری طرف سے ابرام ہے کہ اگر بمثل کسی اور شہر میں کوئی آپکا دوست
جامع ہو اور آپ کو اوسپر علم ہو تو وہاں سے منگوا بھیجیے السلام مع الاکرام ایضاً شفیق میرے
عنایت فرما تمہاری مہربانی کا شکر بجا لاتا ہوں نہایت سعی یہ تھی کہ آپکی طرف سے ظہور میں
آئی میں نے کلکتہ میں مہتمم مطبع جام جہاں نما کو لکھ بھیجا ہے اور ترک سعی کیا ہے آپ بھی فکر
کیجیے اگر کہیں سے آپکے پاس آجائے تو مجکو بھیجدیجیے میرے پاس آئیگا تو میں تمکو اطلاع دیدونگا
عنایت الہی کا کون شخص مشتاق نہوگا اسکی پرسش امید میں خدمتگزاری کو حاضر ہوں وہ
جب چاہیں اپنا کلام بھیجدیں میرا سلام اور یہ پیام کہدیجیے گا۔ صاحب تمنی ہمارے پیر و مرشد
کو ہم پر خفا کر دیا بھلا وہ خط نہ لکھیں نہ لکھیں کبھی تمکو تو فرما دیں کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا

بہرحال میرا سلام نیاز عرض کیجیے اور ان کے مزاج مبارک کی خیر و عافیت لکھیے۔ اور یہ لکھیے کہ اگر خدانخواستہ وہ مجھ سے ناخوش ہیں تو ناخوشی کی وجہ کیا ہے اپنے چچا صاحب کی خدمت میں سلام نیاز پہنچایئے گا اور مولانا عطا کو سلام شوق کہیے گا ایضاً میرے شفیق دلی چودھری عبدالغفور صاحب کو خدا سلامت رکھے دیکھو میرے حواس کا اب یہ عالم ہے کہ تمہارے نام کی جگہ تمہارے چچا صاحب کا نام لکھا تھا اسی طرح سابق کے خط میں مسز نامہ پر یہ لکھا گیا ہوگا ؎ بہار پیشہ جوانی کہ غالبش نامند ✦ کنوں بہیں کہ چہ خوش میچکد ز ہر نقش ✦ خطوط کہ آپکے خطوط کے جواب میں آئے ہیں ان کے بھیجنے کی کیا حاجت تھی آپ کی سعی اور اپنی ناکامی پہلے سے میرے دلنشیں اور خاطر نشان ہے جیسا کہ کوئی رستا دکھتا ہے ؎ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ✦ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را ✦ وہ اخبار نہ کہیں سے ہاتھ آیا اور نہ آئیگا میں اپنے خدا سے امیدوار ہوں کہ میرا کام بغیر اوس کے نکل جائیگا بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اردو کیا فارسی کبھی کسی عہد میں میرے پاس فراہم نہیں ہوا دو چار دوستوں کو اسکا التزام تھا کہ وہ مسودات مجھ سے لیکر جمع کر لیا کرتے تھے سو ان کے لاکھوں روپیہ کے گھر لٹ گئے جس میں ہزاروں روپیہ کے کتابخانے بھی گئے اور میں وہ مجموعہ ہائے پریشان بھی غارت ہوئے میں خود اوس مثنوی کے واسطے خون دل جگر ہوں ہائے کیا چیز تھی۔ پارسل میں خطوط بھیجنے محل اندیشہ ہے خدا نے بچایا چونکہ اب وہ خط آپ کے کچھ کام کے نہ سمجھا ازراہ احتیاط پارسل میں سے نکال لئے ایضاً میرے کرم فرما میرے شفیق ؎ شرط سلام بود دورزش یماں بالغیب ✦ ای تو غائب ز نظر مہر تو ایماں منست ✦ آپ کے اس خط کا جواب بعد لکھنے اس شعر کے مضطر التماس پر ہے کہ میری طرف سے تحریر جواب خط میں کبھی تقصیر ہو گی .....

لیکن غلبۂ اکثر ابتدا بتحریر نہوگی۔ یہ خط ناچار از روئے اضطرار واپس بھیجتا ہوں وسطے
خدا کے میرے پیر و مرشد کے ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنے ہاتھ سے نقل کر کے بھیجدیجئے
تاکہ مجھ بدنصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نے کیا لکھا ہے جناب چودھری غلام رسول صاحب کی
خدمت میں سلام نیاز اور ستاد شیخ عطا حسین صاحب کے کی جناب میں سلام ایضا
میرے شفیق دلی کو میرا سلام پہنچے کل نشنا کا پارسل پہنچا اور آج خط انشا کا نام بہارستان
اور آپ کا تخلص سرور بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہارستان سرور اچھا نام ہے
قطعہ کا وعدہ نہیں کرتا فسوسطے کہ اگر بے وعدہ پہنچ جائیگا تو لطف زیادہ دیگا اور اگر نہ
پہنچے گا تو محل شکایت نہوگا رفع فتنہ وفساد اور بلاد میں مسلم یہاں کوئی طرح آسایش کی
نہیں ہے اہل دہلی عموماً بُرے ٹھہر گئے یہ داغ ان کے جبین حال سے مٹ نہیں سکتا میں
اموات میں ہوں مردہ شعر کیا کہے گا غزل کا ڈھنگ بھول گیا معشوق کسکو قرار دوں
جو غزل کی روش ضمیر میں آوے رہا قصیدہ ممدوح کون ہے ہائے انوری گویا میری زبان
سے کہتا ہے ؎ اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح + اے دریغا نیست معشوقے سزاوار
غزل + گورنمنٹ کے دربار میں ہمیشہ سے میری طرف سے قصیدہ نذر گزرتا ہے اشرفیاں
نہیں اور خلعت ریاست و دوشالی کا سات پارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالائے مروارید
مجکو ملا کرتا ہے اب نواب گورنر جنرل بہادر یہاں آتے ہیں دربار میں بلائے جانے کی
توقع نہیں پھر کس دل سے قصیدہ لکھوں صناعت شعر اعضائے وجوارح کا کام نہیں دل
چاہیے دماغ چاہیے ذوق چاہیے امنگ چاہیے یہ سامان کہاں لاؤں جو شعر کہوں
چونسٹھ برس کی عمر و لولہ شباب کہاں رعایت فن ہاوس کے اسباب کہاں انا للہ
وانا الیہ راجعون پیر و مرشد کو سلام نیاز پہنچے کف الخضیب صورجنوبی میں سے ایک

صورت ہے اوس کے طلوع کا حال مجکو کچھ معلوم نہیں اخترشناسان ہند کو اسکا حال کچھ
معلوم نہیں اور اون کی زبان میں اسکا نام بھی یقین ہے کہ نہوگا قبول دعا وقت طلوع منجملہ
مضامین شعری ہے جیسے کتاں کا پرتو ماہ میں بھٹ جانا اور زمرد سے فعی کا اندھا ہوجانا
آصف الدولہ نے فعی تلاش کرکے منگوایا اور قطعات زمرد اوسکے محاذی چشم رکھے کچھ اثر
نہوا ایران و روم و فرنگ سے انواع کپڑے منگوائے چاندنی میں پہلائے مسکا بھی نہیں
تحویل آفتاب بحمل کے باب میں موٹی بات یہ ہے کہ ۲۲ مارچ کو واقع ہوتی ہے کبھی ۲۱
کبھی ۲۳ بھی آپڑتی ہے اس سے تجاوز نہیں رہا طالع وقت تحویل درست کرنا بے کتب فن
اور مبلغ علم ممکن نہیں میرے پاس یہ دونوں باتیں نہیں ؎ مذانم کہ گیتی چساں مے
رود + چہ نیکو چہ بد در جہاں مے رود + میں تو اب روز و شب اس فکر میں ہوں کہ زندگی
تو یوں گزری اب دیکھیے موت کیسی ہو ؎ عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ + مرگئے پر دیکھیے
دکھلائیں کیا میرا ہی شعر ہے اور میرے ہی حسب حال ہے سکہ کا وار تو مجھپر ایسا چلا جیسے
کوئی چھپا یا کوئی گراب کس سے کہوں کسکو گواہ لاؤں یہ دونوں سکے ایک وقت میں کہے
گئے ہیں یعنے جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو ذوق نے یہ دو سکے کہکر گزرانے بادشاہ
نے پسند کئے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین میں تھے اونہوں نے دلی اردو اخبار
میں یہ دونوں سکے چھاپے اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہیں کہ جنہوں نے اوس زمانہ
میں مرشد آباد اور کلکتہ میں یہ سکے سُنے ہیں اور اونکو یاد ہیں اب یہ دونوں سکے سرکار
کے نزدیک میرے کہے ہوئے اور گزرانے ہوئے ثابت ہوئے میں نے ہرچند قلمرو ہند
میں دلی اردو اخبار کا پرچہ ڈھونڈھا کہیں ہاتھ نہ آیا یہ دھبا مجھپر رہا پنشن بھی گئی اور ریاست
کا نام و نشان خلعت و دربار بھی مٹا خیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضائے الٰہی کے ہے اوسکا

کلہ کیا ؎ چوں جنبش سپہر بفرمان دلوست ✦ بیداد بنود انچہ بما از اسماں رسید ہدیہ تحریر بطریق
حکایت ہے نہ بسبیل شکایت گویند از ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ علیہ پرسش رفت کہ چہ حال
داری فرمود کدام حال خواہد بود کسے را کہ خدا از وے فرض طلبد و پیمبر سنت و زن مان خواہد
و ملک الموت جان قصہ مختصر اب زیست با بید مرگ ہے قاطع منطبعہ دیکھا جائے اور بے حیف
و میل از راہ انصاف دیکھا جائے مرشد زادوں کو سلام مسنون اور دعائے افزونی
عمر و دولت پہنچے ایضاً میرے مشفق آپکا خط آیا اور اوسکے آنے نے تمہاری بخشش کا وسوسہ
میرے دل سے مٹایا ایک قاعدہ آپ کو بتاتا ہوں اگر اوسکو منظور کیجئے گا تو خطوط کے
نہ پہنچنے کا احتمال اٹھ جائے گا اور رجسٹری کا دردسر جاتا رہے گا آدھا نہ نہ سہی ایک آنہ سہی
آپکی جیب خط بیرنگ بھیجا کیجئے اور میں بھی بیرنگ بھیجا کروں پیڈ خطوط تلف بھی ہوتے
ہیں اس قاعدہ کا جیسا کہ میں موضع ہوا ہوں بادی بھی ہوا اور یہ خط بیرنگ بھیجا پنشن جاری
ہوگیا ہے ۱۲ کا چڑھا ہزار روپیہ ملگیا بعد ادائے قرض ۱۱ بچے اب ماہ بماہ روپیہ
ملتا ہے مگر ہی تین مہینے تمبر اکتوبر نومبر ملیں گے دسمبر ۱۸۶۸ء تنخواہ شمش ماہی ہوجائے
گی اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ چار روپیہ سیکڑہ سالانہ عموماً وضع ہوا کریگا اوس حساب
میرے مصرف سے ۱۰ روپیہ ماہوار بہبود آیا ہے ۱۰ کے ساتھ رہیں گے کچھ رام پور سے ماہ بماہ آتا
ہے یہ دونو آمدنیں ملکر خوش رکھنا خوش گذار ہوجاتا ہے یہاں شہر ڈھہ رہا ہے بڑے بڑے
[illegible] کا بازار اور ہر ہر بازار میں ہر ہر عالم کا بازار کہ ہر ایک بجائے خود ایک قصبہ تھا
[illegible] کہاں تھے [illegible] کا کہیں نہیں بتا سکتے کہ ہمارا مکان
کہاں تھا اور دکان کہاں تھی [illegible] نہیں ہے اب نیشاپور اور کلنہ کی لغبانی
[illegible] کرینگے خلاگران ہے [illegible] کے مول آنج بکتا ہے ماش کی

۱۰ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہوں ۱۳ سیر چنے ۱۶ گھی ۱۰ سیر ترکاری مہنگی ان سب باتوں سے
بڑھکر یہ بات ہے کہ کوار کا مہینا جسے جاڑیکا دوار کہتے ہیں پانی گرم دھوپ تیز روز لُو
چلتی ہے جیٹھ اساڑھ کی سی گرمی پڑتی ہے حضرت فرصت و رجت جناب صاحب عالم کی
خدمت میں دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی بلا نکسار تمام عرض کرتا ہوں حضرت کو
کس راہ سے میرے آنے کا انتظار ہے میں نے مرشدزادہ کے خط میں کب اپنا عزم لکھا یا
کسینے آپ سے میری زبانی کہا کہ آپ روز روانگی کے تقرر سے اطلاع چاہتے ہیں ہاں
آپ کی قدمبوسی کی تمنا اور انوار الدولہ کے دیدار کی آرزو حد سے زیادہ ہے اور ایسا جانتا ہوں
کہ یہ آرزو گور میں لیجاؤنگا۔ تنخواہ کے اجرا کا حال اور مستقبل میں اس کے وصول کی صورت
اون سطروں سے جو آغاز مکتوب چودھری عبدالغفور صاحب کی خدمت میں لکھی
گئی ہیں مع روداد شہر معلوم کر لیجیے گا لالہ گوبند پرشاد صاحب ہنوز میرے پاس نہیں
آئے ہیں دنیادار نہیں فقیر خاکسار ہوں تواضع میری خو ہے انحاج مقاصد خلق میں
حتی الوسع کمی کروں تو ایمان نصیب نہو انشاء اللہ العزیز وہ فقیر سے رفاہی و خوشنودی رہیگا
جناب مستطاب حضرت محمد امیر صاحب کی خدمت میں بعد سلام نیاز یہ گزارش ہے کہ میرے
پاس حضرت کا سلام پیام سوائے ایکبار کے کبھی نہیں پہنچا اب ان سطور کو اپنا ذریعہ
افتخار سمجھا اور نوید مقدم مبارک سے بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی و گریز پائی اور بے
اطمینانی کا آپ کو مجھپر گمان ہے اور اسکا رنج ہے یہ خلاف واقع کسی نے آپ سے کہا ہے
میں مع زن و فرزند ہر وقت اسی شہر میں قلزم خون کا شناور رہا ہوں دروازہ سے
باہر قدم نہیں رکھا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا نہ قید ہوا نہ مارا گیا کیا عرض کروں کہ میرے خدا نے
مجھپر کیسی عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ بخشا جان و مال و آبرو میں کسی طرح کا فرق نہیں

تنخواہ جسکو حضرت نے یومیہ لقب دیا ہے اوسکا حال اوپر کی تحریر سے دریافت ہوگا فقیر
کو اپنا دوست اور معتقد اور مشتاق تصور فرماتے رہیئے گا مرشد زادہ مرتضوی دودمان
سید شاہ عالم کو سلام و دعا ڈپٹی صاحب سے مجھ سے ملاقات کثرت سے نہیں ہے اونکو
کثرت اشتغال سے فرصت نہیں مجکو افراط ضعف سے طاقت نہیں اگر بحسب اتفاق کہیں
ملاقات ہوگئی تو آپکا سلام کہدونگا آپ اپنے اخوان عالیشان کو میرا سلام پہنچا دیجیئے گا
بندہ شاہ شمایم و ثنا خوان شما ایضاً میرے مشفق چودہری عبد الغفور صاحب
اپنے خط اور قصیدہ بھیجنے کا مجکو شکر گزار اور قصیدۂ سابق کی ابتک اصلاح نہ پانے سے
سرمشار تصور فرمائیں اور ان دونوں قصیدوں کے باہم پہنچنے کا انتظار کریں
نوید وصل و یمن مید ہد ستارہ شناس ٭ نکردہ ژرف نگاہے مگر دراختر من ٭ تحقیق کہ اب
روے سخن جناب فیض نصاب جامع مدارج جمع الجمع بزم وحدت کے فروزندہ شمع
مستغرق مشاہدہ شاہد ذات حضرت صاحب عالم صاحب قدسی صفات کی طرف ہے
اور یہ شعر افتتاح کلام ہے پہلے کچھ باتیں کہ بادی النظر میں خارج از بحث معلوم ہوں گے
لکھی جاتی ہیں میں پانچ برس کا تھا کہ میرا باپ مرا نو برس کا تھا کہ چچا مرا اوسکی جاگیر کے عوض
میری اور میرے شرکا حقیقی کے واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخشخاں دس ہزار روپیہ سال
مقرر ہوا انھوں نے ندئے مگر تین ہزار روپیے سال اوسمیں سے خاص میری ذات
کا حصہ ساڑھے سات سو روپیہ سال ہیں نے سرکار انگریزی میں یہ غبن ظاہر کیا کولبرک
صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی اور استرلنگ صاحب بہادر سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ متفق ہوئے
میرا حق دلانے پر رزیڈنٹ معزول ہوگئے سکرٹر گورنمنٹ بمرگ ناگاہ مرگئے بعد ایک
زمانے کے بادشاہ دہلی نے پچاس روپیہ مہینا مقرر کیا اون کے ولیعہد نے چار سو روپے

سال ولیعہد اس تقرر کے دو برس بعد مر گئے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی سرکار سے
بہ صلہ مع گنتری پانسو روپے سال مقرر ہوئے وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ جیئے یعنے اگر بھ
ابتک جیتے ہین مگر سلطنت جاتی رہی اور تباہی سلطنت وہی برس میں ہوئی ولی
کی سلطنت کچھ سخت جاں تھی سات برس مجکو روٹی دیکر بگڑی ایسے طالع مرلی
کشن اور محسن سوز کہاں پیدا ہوتے ہیں اب میں جو والی دکن کیطرف رجوع کروں
یاد ہے کہ متوسط یا مر جائیگا یا معزول ہو جائے گا اور اگر یہ دونوں امر واقع نہوئے
تو کوشش اوسکی ضایع جائے گی اور والی شہر مجکو کچھ نہ دیگا اور احیانا اگر اوسنے سلوک
کیا تو ریاست خاک میں ملجائے گی اور ملک میں گدھے کے ہل پھر جائیں گے اے
خداوند بندہ پرور یہ سب باتین قوعی اور واقعی ہیں اگر انسے قطع نظر کرکے قصیدہ کا
قصد کروں قصد تو کر سکتا ہوں تمام کون کریگا سوائے ایک ملکہ کے کہ وہ پچاس
پچپن برس کی مشق کا نتیجہ ہے کوئی قوت باقی نہیں رہی کبھی جو سابق کی اپنی نظم
و نثر دیکھتا ہوں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ تحریر میری ہے مگر حیران رہتا ہوں کہ میں نے
یہ شر کیونکر لکھی تھی اور کیونکر یہ شعر کہے تھے عبدالقادر بیدل کا یہ مصرع گویا میری زبان
سے ہے ؎ عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ٭ پایاں عمر ہے دل و دماغ جواب دے چکے
ہین سو روپیہ رام پور کے ساٹھ روپے پنشن کے روٹی کھانیکو بہت ہیں گرانی اور ارزانی
امور عامہ میں سے ہے دنیا کے کام خوش و ناخوش چلے جاتے ہیں قافلے کے قافلے
آمادہ رحیل ہیں دیکھو منشی نبی بخش مجھ سے عمر میں چھوٹے تھے ماہ گزشتہ میں گزر گئے مجھ
میں قصیدہ کے لکھنے کی قوت کہاں اگر ارادہ کروں تو فرصت کہاں قصیدہ لکھوں
آپ کے پاس بھیجوں آپ کن کو بھیجیں متوسط کب پیش کرنیکا موقع پائے پیش

کیے پر کیا پیش آئے ان مراحل کے طے ہوتے تک میں کیونکر جیوں گا انا للہ وانا الیہ
راجعون لاالہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ ولا موجود الا اللہ کان اللہ ولم یکن شئی واللہ الان
کما کان **ایضا** جناب چودھری صاحب کو سلام پہنچے آپ نے اپنے مزاج کی ناسازی
کا حال کچھ نہ لکھا اگر پیر و مرشد بھی نہ لکھتے تو میں کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع پاتا تو حصول
صحت کی دعا کیونکر مانگتا کل سے وقت خاص میں ہیں دعا مانگ رہا ہوں یقین ہے کہ
پہلے تم تندرست ہو جاؤ گے ازاں بعد یہ خط پاؤ گے اکثر صاحبی طراف و جوانب سے
ماہ نیم ماہ بھیجنے کا حکم بھیجتے ہیں اور میں جی میں کہتا ہوں کہ جب مہر نیمروز کی عبارت
کو نہیں سمجھے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کریں گے صاحب مہر نیمروز کے دیباچہ میں میں نے
لکھا ہے کہ اس کتاب کا نام پرتوستان ہے اور اسکے دو مجلد ہیں پہلی جلد میں ابتدائے
خلقت عالم سے ہمایوں کی سلطنت تک کا ذکر دوسرے حصہ میں اکبر سے بہادر شاہ
تک کی سلطنت کا بیان پہلے حصہ کا نام مہر نیمروز دوسرے حصہ کا اسم ماہ نیم ماہ بارے پہلا حصہ
تمام ہوا چھاپا گیا جا بجا بھیجا قصد تھا جلال الدین اکبر کے حالات کے لکھنے کا کہ امیر تمر تک
کا نام و نشان مٹ گیا ان دفتر را گاؤ خورد و کاروا قصاب بُرد و قصاب در راہ مُرد
جو کتاب میں نے لکھی ہی نہ وہ بھیجوں کہاں سے پیر و مرشد کو میری بندگی اور
صاحبزادوں کو دعا خداوند مجھے مارہرہ بلاتے ہیں اور میرا قصد مجھے یاد دلاتے
ہیں ان دنوں میں کہ دل بھی تھا اور طاقت بھی تھی شیخ محسن الدین مرحوم سے
بطریق تمنا کھا گیا تھا کہ جی یوں چاہتا ہے کہ برسات میں مارہرہ جاؤں اور دل
کھول کر اور پیٹ بھر کر آم کھاؤں اب وہ دل کہاں سے لاؤں طاقت کہاں سے
پاؤں نہ آموں کی طرف وہ رغبت نہ معدہ میں اوتنی آموں کی گنجایش نہار مونہہ میں آم

نہ کھاتا تھا کھانے کے بعد میں آم نکھاتا تھا رات کو کچھ کھاتا ہی نہیں جو کہوں میں الطعامین
ہاں آخر روز بعد ہضم معدی آم کھانے بیٹھ جاتا تھا بے تکلف عرض کرتا ہوں اتنے آم کھاتا تھا
پیٹ بھر جاتا تھا اور دم پیٹ میں نہ سماتا تھا اب بھی اوسیوقت ہوں مگر دس بارہ اگر پیوندی
آم بڑے ہوے تو پانچ سات ؎ دریغا کہ عہد جوانی گزشت ✤ جوانی مگو زندگانی گزشت
اب اسکے واسطے کیا سفر کروں مگر حضرت کا دیکھنا اوسکے واسطے متحمل رنج سفر ہوں تو
جاڑے میں نہ برسات میں ؎ اے وائے زمحرومی دیدار دگر ہیچ ایضاً بندہ پرور بہت
دن کے بعد پرسوں آپ کا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور کے اور نام آپ کا پایا دستخط
دیکھکر مفہوم ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے دشمن بعارضہ تپ لرزہ رنجور ہیں
اللہ اللہ ضعف کی یہ شدت کہ خط کے لکھنے سے معذور ہیں خدا وہ دن دکھاے کہ تمہارا خط
تمہارا دستخطی آئے سرنامہ دیکھکر دل کو فرحت ہو خط پڑھکر دونی مسرت ہو جب تک ایسا
خط نہ آئے گا دل سودازدہ آرام نہ پائے گا قاصد ڈاک کی راہ دیکھتا رہونگا جناب ایزدی میں
سرگرم دعا رہونگا آپ کے عم عالیمقدار اور بزرگ آموزگار کو میرا سلام مع صنوف اشتیاق
والوف احترام جناب چودہری صاحب آؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کے پاس چلیں اور اپنی
آنکھیں اون کے کف پائے مبارک سے ملیں میں سلام کرونگا تم معرف ہونا کہ غالب یہی ہے
اہل دہلی میں آپ کے دیدار کا طالب یہی ہے میں نے عزم قدمبوسی کیا پیر و مرشد نے مجھے گلے
لگایا فرماتے ہیں کہ غالب تو اچھا ہے عرض کرتا ہوں کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہے
ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن تیری بہت تعریف کرتے رہتے ہیں جناب یہ اونکی
خوبیاں ہیں میں ایسا نہیں ہوں جیسا وہ کہتے ہیں کاش وہ میری رنجوری کا حال کہتے
ضعف قوی و اضمحلال کہتے تاکہ میں اون کے کلام کی تصدیق کرتا اونکی غمخواری اور

دردمند نوازیکا دم بھرتا ۔ ع درکشاکش ضعف نگذرد رواں از تن + اینکہ من نے میرم
ہم زنا توانیہاست حضرت نے میری گرفتاری کا نیا رنگ نکالا بوستان خیال کے دیکھنے
کا دانہ ڈالا مجھ میں اتنی طاقت پرواز کہاں کہ بلا سے اگر پھنس جاؤں دام پر گر کے دانہ
زمین پر سے اوٹھاؤں حضرت سچ تو یوں ہے کہ غمہائے روزگار نے مجکو گھیر لیا ہے سانس
نہیں لے سکتا اتنا تنگ کر دیا ہے ہر بات سو طرح سے خیال میں آئی پر دل نے
کسی طرح تسلی نپائی اب دو باتیں سوچتا ہوں ایک تو یہ کہ جب تک جیتا ہوں یوں ہی
رویا کروں گا دوسری یہ آخر ایک نہ ایک دن مروں گا یہ صغرے وکبرے دلنشین ہے نتیجہ اسکا
تسکین ہے بہات ۔ ع مختصر مرنے پہ ہر جسکی امید + نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیے + اے
حضرت شاہ عالم صاحب میرا سلام لیجئے کاغذ باقی نہیں رہا اپنے سب بھائیوں کو مع میر زین العابدین
صاحب میرا سلام کہدیجیگا ایضاً جواب چودھری صاحب یا ہی پہیلی کاغذ پتلا پیر و مرشد
کی عبارت ایک طرف آپ کی تحریر بھی منقوش ہوگئی بہرا ہوگیا ہوں مگر حضرت بصر سنو تو باقی
ہے تمہاری عبارت کا جو لفظ پڑھ لیا قرینہ سے اوسکا محاورہ بھی معلوم ہوگیا حضرت کی تحریر
کا ایک لفظ سوائے سعادت تو ام شاہ عالم کے اگر پڑھا گیا ہو تو دیدے چھوٹیں ایمان نصیب نہو
وہ خط بدستور آپکے پاس واپس بھیجتا ہوں اول سفید کاغذ پر حرف بحرف اسکی نقل کر کے
پھر مجھے بھیجدیجے تاکہ اوسکے جواب لکھنے میں سعادت حاصل کروں لیکن بہت جلد بہت جلد آپکی
نگارش سے اتنا دریافت ہوگیا کہ اب آپ اچھے ہیں الحمدللہ ایضاً بندہ پرور پرسوں تمہارا
خط آیا آج جواب لکھ رکھتا ہوں کل ڈاک میں بھجوا دونگا میرا حال کیوں پوچھو اپنے کو دیکھو جو
تمہارا ڈھنگ ہے وہ ہی میرا رنگ ہے تپ دق اور مرض خاص اور ریح عام یہ ایک اجمال
دوسرا اجمال سنو کہ مہینا بھر سے صاحب فراش ہوں صبح سے شام تک پلنگ پر پڑا رہتا

ہوں محلسرا سے اگرچہ دیوانخانہ کے بہت قریب ہے پر کیا امکان جو جا سکوں صبحکو نو بجے کھانا
یہیں آجاتا ہے پلنگ پر سے کہسل پڑا ہاتھ موںھ دھوکر کھانا کھایا پھر رات دھوئے کلی کی پلنگ
پر جا پڑا پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے اوٹھا اور حاجتی میں پیشاب کیا اور پڑ رہا مدتوں
سے یہ مرض ہے کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے اس حسب عنا فراش ہونے کو دیکھو اور دم بدم تقاضائے
بول کو دیکھو پاخانے اگرچہ دن رات میں ایک بار جاتا ہوں مگر صعوبت کو تصور کرو ایک
پھوڑا دائیں پہنچے میں جسکو ساعد کہتے ہیں دو پھوڑے بائیں پہنچے میں یہ سہل ہیں پائیں پانو میں
کف پا و پشت پا سے لیکر آدھی پنڈلی تک ورم اور درم بھی سخت روا دعات و محلات سے
کچھ نہوا اب تجویز ہے کہ نیچا بھرتا باندھئے جب پکے پھوٹے تب مرہم لگائیے کہو پانمیں جراحت
کا عمل ہوا تو قیام کا کہاں ٹھکانا یہ حال جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں مجمل و جزوی ہے میرا
قیاس آپکا مقتضی ہے کہ پیر و مرشد حضرت صاحب عالم مجھسے آزردہ ہیں اور وجہ اوسکی یہ ہے
کہ میں نے ممتاز و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا اس رقعہ میں ایک میزان عرض کرتا ہوں
حضرت صاحبان صاحبوں کے کلام کو یعنے ہندیوں کے اشعار کو قتیل اور واقف سے
لیکر بیدل و ناصر علی تک اس میزان میں تولیں رودکی و فردوسی سے لیکر خاقانی و سنائی
و انوری وغیرہم تک ایک گروہ ان حضرات کا کلام تھوڑی تھوڑی تفاوت سے ایک
وضع پر ہے پھر حضرت سعدی طرز خاص کے موجد ہوئے فغانی اور ایک شیوہ خاص کا مبدع ہوا
خیال ہائے نازک و معانی بلند لایا اس شیوہ کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی نے
سبحان اللہ قالب سخن میں جان پڑ گئی اس روش کو بعد اسکے صاحبان طبع نے سلاست
کا چرما دیا صایب و کلیم و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اس مرحلہ میں ہیں رودکی و سہدی و فردوسی
یہ شیوہ سعدی کے وقت میں ترک ہوا اور سعدی کی طرز نے بسبب سہل ممتنع ہونے کے رواج

نیا یا فغانی کا انداز پھیلا اور اوسمیں نئے نئے رنگ پیدا ہوتے گئے تو اب طرزیں تین ٹھہریں
ہیں خاقانی اوسکے اقران ظہوری اوسکے امثال صایب اوسکے نظایر خالصًا للہ ممتازو
اختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزوں میں سے کس طرز پر ہے بے شبہہ فرماؤگے کہ یہ طرز اوری
ہے پس تو ہمنے جانا کہ انکی طرز چوتھی ہے کیا کہنا ہے خوب طرز ہے اچھی طرز ہے مگر فارسی
نہیں ہے ہندی ہے دار الضرب شاہی کا سکہ نہیں ہے کمسال باہر ہے داد داد انصاف انصاف ؎
اگرچہ شاعران نغز گفتار + زیک جام اندر بزم سخن + وے باباذہ بعضے حریفاں +
خمار چشم ساقی نیز پیوست + مشو منکر کہ در اشعار ایں قوم + ورائے شاعری چیزے دگر ہست +
وہ چیز دگر پارسیوں کے حصے میں آئی ہے ہاں اردو زبان میں اہل ہند نے وہ چیز
پائی ہے۔ میر تقی علیہ الرحمۃ ؎ بدنام ہوگے جانے بھی دو امتحان کو + رکھے کا کون
تم سے عزیز اپنی جان کو + ؎ دکھلائے لیجا کے تجھے مصر کا بازار + خواہاں نہیں لیکن
کوئی وہاں جنس گراں کا + قایم ؎ قایم اور تجھ سے طلب بوسے کی کیونکر مانوں + ہے
تو ناداں مگر اتنا بھی بد اموز نہیں + مومن خان ؎ تم میرے پاس ہوتے ہو گویا + جب
کوئی دوسرا نہیں ہوتا + ناسخ کے ہاں کمتر اور آتش کے ہاں بیشتر یہ تیز نشتر ہیں مگر انکا کوئی
شعر اسوقت یاد نہیں آتا یاد کیا آوے لیٹا ہوا ہوں دمبدم پانو کے ورم کی ٹیس ہوش
اوڑائے دیتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **ایضا** ایک عبارت لکھتا ہوں چونکہ لفافہ
جناب بچودہری عبد الغفور صاحب کے نام کا ہوگا پہلے وہ پڑھیں پھر میرے پیر و مرشد کی نظر سے
گزرانیں پھر مرشد زادہ شاہ عالم صاحب کو دکھائیں برس دن سے فاد خون کے عوارض میں
مبتلا ہوں ثبور اور ام میں لدرہا ہوں برسدن میں اوجاع سہتے سہتے روح تحلیل
ہوگئی نشست و برخاست کی طاقت نرہی اور پھوڑے تو خیر مگر دونوں پنڈلیوں میں مڈیوں

کے قریب دو پھوڑے ہیں کہڑا ہوا اور پنڈلیوں کی ہڈیاں چڑانے لگیں اور گیں پھٹنے لگیں
بائیں پاؤں پر کف پا سے جہاں وہ پھوڑا ہے پنڈلی پر ورم ہے رات دن پڑا رہتا ہوں پلنگ کے
پاس حاجتی لگی رہتی ہے کہسل پڑا بعد رفع حاجت پھر لیٹ رہا اسی صورت سے روٹی کھاتا
ہوں اشعار کی اصلاح یک قلم موقوف خطوط ضروری لیٹے لیٹے لکھتا ہوں دو خط چودھری
صاحب کے آئے اور ایک خط شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے آئے جواب لکھ سکا
آج اپنے کو طعنے دیکر مرد بنایا جب یہ عبارت لکھی چودھری صاحب کو سلام شاہ عالم صاحب
کو سلام حضرت صاحب کو بندگی

بنام میر سرفراز حسین صاحب

میری جان کے چین مجتہد العہد میر سرفراز حسین تمکو اور تمہارے بھائی اور تمہارے دوست
کو دعا اور پھر یہ بیان کہ غدر سے پہلے ہر دربار میں خلعت پاتا تھا بعد غدر دربار اور خلعت اور
ملاقات سکرٹروں کی یہ سب موقوف اب جو لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب آئے تو اونہوں نے
خود مجھے بلا بھیجا اور خلعت دیا اور فرمایا کہ یہ ہم اپنی طرف سے ازراہ محبت دیتے ہیں اور
یہ فرمایا علاوہ اسکے گورنر جنرل بہادر کے ہاں کا بھی دربار اور خلعت کھل گیا انبالے جاؤ گے
تو پاؤ گے۔ میں انبالے نہ جا سکا بالفعل نائب گورنر کے خلعت پر قناعت کی اوس خلعت
[illegible] موقوف رکھا۔ ہملٹن صاحب الور میں آ گئے راجہ صاحب دربار
[illegible] اخراض کے عرایض جو حضور میں گزرتے ہیں وہ حضور پنچوں کے پاس
بھیجدیتے ہیں خریطہ بھیجنے کا حکم تحریری اختیار پانیکا ابھی نہیں آیا یقین ہے کہ لارڈ صاحب
بعد اختتام سفر جب شملے پہنچیں گے تو خریطہ جاری ہوگا آج جمعہ ساتویں شوال کی اوستائیسویں
مارچ کی ہے چار گھڑی دن چڑھا ہے میں یہ خط لکھکر بھیجتا ہوں تم بھی پڑھو اور میر مہدی کو

بھی پڑھا دو اب شاید تھوڑے دنوں تک میں خط نہ لکھ سکوں تفصیل اسکی یہ کہ جیب کے
مہینے میں سیدھے ہاتھ پر ایک پھنسی ہوئی پھنسی پھوڑا ہو گئی پھوڑا پھوٹ کر زخم بنا زخم
بگڑ کر غار ہو گیا اب بقدر یک کف دست وہ گوشت مردار ہو گیا انبالے بچانے کی بھی یہی
وجہ ہوئی دو ہفتہ سے انگریزی علاج ہوتا ہے کالا ڈاکٹر روز آتا ہے آج اوسنے ارادہ
اوس مردار گوشت کے کاٹنے کا کیا ہے اب وہ آتا ہوگا میں جلد جلد یہ لکھکر روانہ کرتا
ہوں تاکہ پھر ہاتھ کے پرزے اڑا دوں نجات کا طالب غالب ایضاً نور چشم راحت جان
میر سرفراز حسین جیتے رہو اور خوش رہو تمہارے دستخطی خط نے میرے ساتھ وہ کیا جو بوڑھے
پیمبر نے یعقوب کے ساتھ کیا تھا میاں یہ ہم تم بوڑھے ہیں یا جوان ہیں توانا ہیں
یا ناتواں ہیں بڑے بیش قیمت ہیں یعنے بہرحال غنیمت ہیں کوئی جلا بھنا کہتا ہے ؎
یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ ۔ یاد رکھنا فسانہ ہیں ہم لوگ ۔ وہی بالاخانہ ہے اور وہی میں ہوں
سیڑھیوں پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی آئے وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف میرزا
آئے وہ میرن آئے وہ یوسف علی خاں آئے مرے ہو دنکا نام نہیں لیتا بچھڑے
ہوؤں میں سے کچھ گنے ہیں اللہ اللہ اللہ ہزار دنکا میں ماتم دار ہوا میں مرونگا تو مجکو
کون روئے گا سنو غالب رونا پیٹنا کیا کچھ اختلاط کی باتیں کرو کہو میر سرفراز حسین سے کہ یہ خط
میر مہدی کو پڑھواؤ اور میر نصاحب کو بلاؤ کل شام کو یا پرسوں شام کو میر اشرف علی صاحب
میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا پرسوں پانی پت کو جاؤنگا میں نے اوسکی زبانی کچھ پیام
میرن صاحب کو بھیجا ہے اگر بموں بچائیں گے پہنچا میں گے خلاصہ دسکا یہ ہے کہ صاحب این
نہیں ہے نہو غلام اشرف نہیں ہے نہو اگر منظور کیجئے تو میں صوفی ہوں ہمہ اوست کا دم
بھرتا ہوں بموجب مصرع کے ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔ تم سے کب انکار کرتا ہوں

اگر مرزا گوہر کی جگہہ ہاتو تو خوش اگر غلام اشرف جانو تو رضی رات کو اپنے گھر میں باتیں
بناؤ دنکو مجھسے جی بہلاؤ قصہ مختصر آؤ اور جلد آؤ سید انور کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ ہے
راجپوت ایسا ہی کچھ کرتے ہیں مگر مہاراجہ سلمانوں کا دم بھرتے ہیں کچھ دن جاتے
ہیں کہ یہ لوگ پھر وہاں آتے ہیں کیا مجمع برہم ہوا ہے مجکو کیسا غم ہوا ہے تم اس جگہ
سے جدا ہو تمکو اندیشہ کیا ہے میر قربان علی صاحب لکھیں ویسا کرو میر مہدی صاحب
سارا خط پڑھکر کہیں گے مجکو دعا بھی نہ لکھی بھائی میری دعا پہنچے میر نصیر الدین ایک دن
میرے ہاں آئے تھے اب میں نہیں جانتا یہاں ہیں یا وہاں ہوں تو دعا کہنا میر
صاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہے دعا سلام کی حاجت کیا دیکھو ہم اپنا نام نہیں لکھتے
بھلا دیکھیں تو سہی تم جان جاتے ہو کہ یہ خط کسکا ہے

بنام میر مہدی حسین صاحب مجروح

بھائی تم سچ کہتے ہو ؎ بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ۔ لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے
کہ یہ زیر باری میری تحریر کے بھروسے پر ہوئی اور خلاف میری مرضی کے ہوئی جسطرح
یہ آئے ہیں اگرچہ میری طبیعت اور میری خواہش کے منافی ہے لیکن واللہ میرے عقیدہ
اور تصور اور قیاس کے مطابق ہے یعنے میں یہی سمجھا تھا کہ البتہ یوں ہی ہوگا دیوان
اردو چھپ چکا ہے لکھنؤ کے چھاپے خانے نے جسکا دیوان چھاپا اوسکو اسمان چڑھا دیا
حسن خط سے الفاظ کو چمکا دیا دلی پر اور اوسکے پانی پر اور اسکے چھاپے پر لعنت صاحب
دیوان کو اسطرح یاد کرنا جیسے کوئی کتے کو آواز دے ہر کاپی دیکھتا رہا ہوں کاپی نگار
اور تھا متوسط جو کاپی میرے پاس لایا کرتا تھا وہ اور تھا اب جو دیوان چھپ چکے
حق تصنیف ایک مجکو ملا غور کرتا ہوں تو وہ الفاظ جوں کے توں ہیں یعنے کاپی نگار

نے نہ بنائی ناچار غلط نامہ لکھا وہ چھپا بہرحال خوش نہ ناخوش کئی جلدیں مول لونگا
اگر خدا چاہے تو اسی ہفتہ میں تین مجلد اصحاب ثلثہ کے پاس پہنچ جائیں تم میں خوش ہوا
ہوں نہ تم خوش ہوگے اور یہ جو لکھتے ہو کہ یہاں خریدار ہیں قیمت لکھ بھیجو میں دلال
نہیں سوداگر نہیں مہتمم مطبع نہیں مطبع احمدی کے مالک محمد حسین خاں مہتمم مرزا اموجان
مطبع شاہ درہ میں محمد حسین خاں دلی شہر رائے ماں کے کوچے میں مصوروں کی حویلی
کے پاس قیمت کتاب و محصول ڈاک خریدار کے ذمے طالبان کتاب کو اطلاع دو دو چار
دس پانچ جلدیں جسکو منگانے ہوں محمد حسین خاں کے نام پر دلی رائے ماں کے کوچہ
مصوروں کی حویلی کا پتا لکھکر خط ڈاک میں بھیجو اور کتاب ڈاک میں پہنچ جائے گی قیمت
چاہو نقد چاہو ٹکٹ ارسال کرو مجھکو کیا اور تمکو کیا جو کہو اوسکو یہ جواب دے دو۔ وبا تھی
کہاں جو میں لکھوں کہ اب کم ہے یا زیادہ ایک چھیاسٹھ برس کا مرد ایک چونسٹھ برس
کی عورت ان دونوں میں سے ایک بھی مرتا تو ہم جانتے کہ ہاں وبا آئی تھی تف بریں وبا
پنجشنبہ ۸ ماہ اگست کے مہینے کا حال کچھ معلوم نہیں کل شام کو دو دو منڈھے رکھکر کئی آدمی
دیکھا گئے ہلال نظر نہیں آیا نجات کا طالب غالب ایضاً بھائی نہ کاغذ ہے نہ ٹکٹ ہے
اگلے لفافوں میں سے ایک بیرنگ لفافہ پڑا ہے کتاب میں سے یہ کاغذ پھاڑ کر تمکو خط
لکھتا ہوں اور بیرنگ لفافہ میں لپیٹ کر بھیجتا ہوں غمگین نہ ہونا کل شام کو کچھ فتوح
نہیں سے پہونچ گئی ہے آج کا غذ و ٹکٹ منگالوں گا سہ شنبہ ۱۰ نومبر صبح کا وقت ہے
جسکو عوام بڑی فجر کہتے ہیں پرسوں تمہارا خط آیا تھا آج جی چاہا کہ ابھی تمکو خط لکھوں اسواسطے
یہ چند سطریں لکھیں برخوردار میر نصیر الدین پر انکی بیٹی کا قدم مبارک ہونا نام تمہارا نہ تو مجھ سے
ڈھونڈا جائے گا ہاں عظیم النسا بیگم نام اچھا ہے کہ ہمیں ایک روایت ہے شاہ محمد عظیم

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے مجتہد العصر کو میری دعا کہنا تم کو کیا ہوا ہے کہ تم نکو اپنا چھوٹا بھائی جانکر مجتہد العصر نہیں لکھا کرتے یہ بے ادبی اچھی نہیں میر نصاحب کو بہت بہت دعا کہنا اور میری طرف سے پیار کرنا۔ شہر کا حال میں کیا جانوں کیا ہے پون ٹوٹی کوئی چیز ہے وہ جارمی ہوگئی ہے سوائے اناج اور آٹے کے کوئی چیز ایسی نہیں جسپر محصول نہ لگا ہو جامع مسجد کے گرد پچیس پچیس فٹ گول میدان نکلے گا دکانیں حویلیاں ڈھائی جائیں گی دار البقا فنا ہو جائے گی رہے نام اللہ کا خان چند کا کوچہ شاہ بولا کی بڑھنک ڈھیگا دونوں طرف سے پھاوڑہ چل رہا ہے باقی خیر عافیت ہے حاکم اکبر کی آمد آمد سن رہے ہیں دیکھیے دلی آئیں یا نہیں آئیں تو دربار کریں یا نہیں دربار کریں تو میں گنہگار بلایا جاؤں یا نہیں بلایا جاؤں تو خلعت پاؤں یا نہیں پنشن کا نہ کہیں ذکر ہے نہ کسیکو خبر ہے خالب شنبہ ۸ نومبر ۱۸۵۹ء ایضاً میاں آج یکشنبہ کا دن ساتویں فروری کی اور شاید بائیسویں جمادی الثانی کی ہے دوپہر کے وقت شیخ مشرف علی رہنے والے استاد حامد کے کوچہ کے میرے پاس آئے اور انہوں نے تمہارا خط لکھا ہوا ۱۵ جمادی الثانی کا دیا ڈاک کا خط ہرگز مجھ تک نہیں پہنچا اور نہ میں شہر سے کہیں گیا جہاں رہتا تھا وہیں ہوں خدا جانے وہ خط مسترد کیوں ہوا بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارا خط آوے اور میں پھیروں تم خود کہتے ہو کہ اسپر یہ لکھا ہوا آیا کہ مکتوب الیہ یہاں نہیں ہے میں ہوتا اور یہ لکھتا کہ میں نہیں ہوں آگرہ اور الور اور کول سے برابر خط چلے آتے ہیں تمہاری والدہ کا مرنا سنکر مجکو بڑا غم ہوا خدا تم کو صبر دے اور اس عفیفہ کو بخشے میر حقیقی بھائی میرزا یوسف خاں دیوانہ بھی مر گیا بیسا پنشن اور کہاں اسکا ملنا یہاں جان کے لالے پڑے ہیں ؎ ہے موج زن

ایک قلزم خون کا مثل یہی ہو پڑا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا میرے آگے اگر زندگی ہو
اور پھر مل بیٹھیں گے تو کہانی کہی جائے گی تم کہتے ہو کہ آیا چاہتا ہوں اگر آؤ تو ٹرنکٹ
کے نہ آنا میر احمد علی صاحب کو لکھتے ہو کہ یہاں ہیں مجکو نہیں معلوم کہ کہاں ہیں مجھ سے
ملتے تو اچھا کرتے میں مخفی نہیں ہوں روپوش ہوں حکام جانتے ہیں کہ یہ یہاں ہے مگر
نہ بازپرس وگیرودار میں آیا ہوں نہ خود اپنی طرف سے قصد ملاقات کا کیا ہے بالجملہ ایمن
بھی نہیں ہوں دیکھیے انجام کار کیا ہے نثر کیا لکھونگا اور نظم کیا کہونگا وہ نثر جو تم دیکھ گئے
ہو وہی دو چار ورق اور بھی سیاہ کیے گئے ہیں بھیجنا ممکن نہیں جب آؤ گے اور
مجکو جیتا پاؤ گے تو دیکھ لوگے میکش چین بن ہے باتین بناتا پھرتا ہے سلطان جی
مین تھا اب شہر میں آگیا ہے دو تین بار میرے پاس بھی آیا پانچ سات دن سے نہیں
آیا کہتا تھا کہ بی بی کو اور لڑکے کو بہرام پور میر زین علی کے پاس بھیجدیا ہے خود یہاں لوٹ
کی کتابیں خریدتا پھرتا ہے میر نصاحب کی خیر و عافیت معلوم ہوئی مگر نہ معلوم ہوا کہ
وہ وہاں مع قبائل ہیں یا تنہا ہیں اگر تنہا ہیں تو قبائل کہاں ہیں تمہارے چھوٹے
بھائی کو تو میں جانتا ہوں کہ وہ یہاں ہیں اور اچھی طرح ہیں بڑے بھائی کا حال
کیوں نہ لکھا یقین ہے کہ وہ اور تم یکجا ہو گو اونکو ربط مجھ سے زیادہ نہیں لیکن فرزند
ہوتے ہیں تم اور وہ برابر ہو۔ خط بھیجنے میں تردد نکرو اور ڈاک میں بے تامل بھیجا کرو
زیادہ زیادہ غالب یکشنبہ ہفتم فروری ۱۸۵۸ء وقت رسیدن نامہ **ایضاً**
نور چشم میر مہدی کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کلیات فارسی کا پہنچنا مجکو معلوم ہوا میان آہن
اغلاط بہت ہین۔ مبارک ہو تمہین اور میر سرفراز حسین کو اور میر نصاحب کو اور
بھائی خدا کرے مجکو بھی لو صاحب ایجنٹ بہادر راجستان کا حکم اور کے ایجنٹ کو

آیا کہ تم پہلی ستمبر کو راج کے کاغذ جو تمہارے پاس ہیں اور راج کا اسباب جو تمہارے تحت میں ہے وہ سب راجہ صاحب کو دو اور تم الگ ہو جاؤ ستمبر کی بیسویں کو ہم اور جائیں گے راجہ صاحب کو مسند پر بٹھائیں گے خلعت شاہی اونہیں پہنائیں گے ۵ ستمبر ستم بردو آورد دادہ

شنبہ ۲۲ - اگست ۱۸۶۳ء از غالب ایضاً برخوردار کامگار میر مہدی دہلوی اردو بازار کے مولوی صاحب لوائے دلائے مرتضوی پر حلم عباس بن علی کا سایہ راجہ صاحب کے سلوک کا حال ہم پہلے ہی سن چکے تھے الحمد للہ علی کل حال دیکھئے اب معاودت کب کرتے ہیں موافق اپنے وعدہ کے ہمکو کیونکر طلب کرتے ہیں کلکتہ جاتے وقت فرما گئے ہیں کہ میں اگر اسد کو بلاؤنگا البتہ اگر وہ بلائیں گے تو میں کیونکر نجاؤنگا ظاہرا ہمارے تمہارے واسطے زمانہ انتہائے مصیبت اور وقت پیش آمد دولت ہے اب مجکو میر نصاحب کی خوشامد کرنی پڑیگی وہ مقرب بنینگے اگر میری قسمت لڑیگی تم کامیابی کا سامان کر رکھنا میر نصاحب کو مجھپر مہربان کر رکھنا بھائی یہ جو میر نصاحب ہیں امیر نصاحب ہیں حضور کے بڑے مصاحب ہیں جس گروہ میں سے جسکو چاہیں حضور سے ملوادیں فرقہ شعرا میں سے جسکو جو کچھ چاہیں دلوادیں اونکو اور مجتہد العصر کو میری دعا کہنا نجات کا طالب غالب ایضاً میاں تمہاری تحریر کا جواب یہ ہے کہ وہ تصویر جو میں نے میاں محمد افضل کو دی تھی وہ انہوں نے واپس دی اور اوسکی نقل کے باب میں یہ کہا کہ ابھی تیار نہیں ہے جب وہ تیار ہو جائیگی میں اونکو روپیہ دیکر لے لونگا خاطر جمع رکھو پنشن سرسر سبکو شش ماہی ملنے کا حکم ہو گیا ہر مہینے میں سودے لو اور کھاؤ کشمیری کٹرہ پکڑ گیا ہے وہ اونچے اونچے دراور وہ بڑی بڑی کوٹھریاں دور دیہ نظر نہیں آتیں کہ کیا ہوئیں آہنی سڑک کا آنا اور اوسکی ریگزر کا صاف ہونا ہنوز ملتوی ہے چار دن سے پروا ہوا چلتی ہے ابر آتے ہیں مگر صرف چھڑکاؤ ہوتا ہے مینہ نہیں برستا

گیہوں چنا باجرا تینوں اناج ایک بھاؤ ہیں نو سیر ساڑھے نو سیر مہر سرفراز حسین اور میر نصیر
کو میں اچھی طرح نہیں سمجھا کہ جیند میں ہیں یا یہاں ہیں میر نصیر الدین دو بار میرے پاس آئے
اب مجکو نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں قاسم علیخاں قطب الاقطاب ایکدن کہتے تھے
کہ میر احمد صاحب قبائل یہاں آئے ہوئے ہیں آخر وہ شادی بھی کب ہونے والی ہے
اور کہاں ہونے والی ہے اس خط کا جواب لکھو تو سب حالات مفصل لکھو غالب صبح چاشت
نہم جنوری ۱۸۵۸ء ایضاً میاں تمہارے خط کا جواب منحصر تین باتو نپر ہے دو کا جواب
لکھتا ہوں تیسری بات کا جواب تم بتاؤ کہ تمہیں کیا لکھوں پہلی بات میاں محمد افضل
تصویر لے گئے اب وہ تصویر کھینچا کریں اور تم انتظار دوسری بات میر نصیر الدین آئے اور
تینوں صاحبوں کا جیند کے جانیکا حال مفصل معلوم ہو حق تعالیٰ اپنے بندونپر رحم فرمائے
تیسری بات میر نصاحب کے جبتک تم نکہو میں دلی نہ بلاؤں گویا اونکے عاشق تمہیں ہو
میں نہیں بھائی ہوشمیں آؤ غور کرو یہ مقدور مجھ میں نہیں کہ اونکو یہاں بلاکر ایک الگ
مکان رہنے کو دوں اور اگر زیادہ نہو تو تیس روپیہ مہینا مقرر کروں کہ بھائی یہ لو اور
دریبہ اور چاوڑی اور اجمیر دروازہ کا بازار اور لاہوری دروازہ کا بازار ناپتے پھرو اور
اردو بازار اور خاص بازار اور بلاقی بیگم کا کوچہ اور خاندوراں خاں کی حویلی کے کھنڈر
گنتے پھرو اے میر مہدی تو درماندہ و عاجز پانی پت میں پڑا رہے میر نصاحب وہاں پڑے
ہوے دلی دیکھنے کو ترسا کریں سرفراز حسین نوکری ڈھونڈھتا پھرے اور میں ان
غمہائے جانگداز کی تاب لاؤں مقدور ہوتا تو دکھا دیتا کہ میں نے کیا کیا ۵ ای بسا
آرزو کہ خاک شدہ ۔ اللہ اللہ اللہ شنبہ ۴ جمادی الثانی ۱۸ دسمبر ایضاً قرۃ العینین
میر مہدی میر سرفراز حسین مجھ سے ناخوش اور گلہ مند ہونگے اور کہتے ہونگے کہ نہ کبھو ہمیں خط

نہیں لکھتا ؎ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں ٭ کاش پوچھو کہ ماجرا کیا ہے ٭ ماجرا یہ ہے
کہ تمہارا بھی تو کوئی خط نہیں آیا میں جسکا جواب لکھتا میر نصاحب سے تمہاری خیر و عافیت
پوچھتی اور کہدیتا کہ میری دعا لکھ بھیجنا بس اب اتنا ہی دم باقی ہے کل میر نصاحب سے
پوچھا کہ الور سے کوئی خط آیا فرمایا کہ اس ہفتہ میں کوئی خط میں نے نہیں پایا کیا کہوں دل
کہ کیا حال ہے پیش از یں اپنا یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎ بس ہجوم نا امیدی خاک میں ملجائے گی
٭ یہ جو ایک لذت ہماری سعی بے حاصل میں ہے ٭ اب اس زمزمہ کا بھی محل نہ رہا یعنے سعی
بے حاصل کی لذت خاک میں مل گئی انا للہ وانا الیہ راجعون مرگ ناگاہ کا طالب غالب شبہ
۱۸ شعبان ۱۲۸۱ھ ایضاً صاحب خط تمہارے بسبیل ڈاک آئے کل دوپہر ڈھلے ایک صاحب
اجنبی سانولے سلونے ڈاڑھی منڈے بڑی بڑی آنکھوں والے تشریف لائے تمہارا خط دیا
صرف انکی ملاقات کی تقریب میں تھا بارے اون سے اسم شریف پوچھا گیا فرمایا شہر فعلی
قومیت کا استفسار ہوا معلوم ہوا سید ہیں پیشہ پوچھا حکیم نکلے یعنے حکیم اشرف علی ہیں اونسے
ملکر بہت خوش ہوا خوب آدمی ہیں اور کام کے آدمی ہیں کتنے اوچھے ہیں مصطلحات الشعرا
مصطلحات الشعرا بھائی وہ کتاب تمہاری ہے میں نے غصب نہیں کی میرے پاس مستعار
ہے دیکھ چکونگا بھیجدونگا تقاضا کیوں کرو میاں محمد افضل تصویر کھینچ رہے ہیں جلدی نکرو
دیر آید درست آید مرزا حسین اور میر نصاحب اور میر نصیر الدین کو دعائیں غالب صبح چہار شنبہ
ہفتم رمضان ہشتم مارچ ایضاً میاں تمکو پنشن کی کیا جلدی ہے ہر بار پنشن کو کیوں پوچھتے
ہو پنشن جاری ہو اور میں تمکو اطلاع نہ دوں ابھی تک کچھ حکم نہیں دیکھوں کیا حکم ہوا و کب ہو
میر نصاحب جب پور پہنچے تم شاپوری بتاتے ہو شاید سچ ہی ہو ہاں میر محمود علی اور یہ میر
اور ابو الفضل تو تھے مگر دیکھا چاہیے درخت جگہہ سے اوکھڑ کر بد شواری جمتا ہے خلاصہ میرے

فکر کا یہ ہے کہ اب بچھڑے ہوئے یار کہیں قیامت ہی کو جمع ہوں تو ہوں سو وہاں کیا کافر جمع ہوں گے سُنی الگ شیعہ الگ نیک جدا بد جدا۔ میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو پہلے بندگی پھر دعا کتا بلی نام دستنبو رکھا گیا اگرہ میں چھاپی جاتی ہے تمسے تمہارے ہاتھ کے اوراق لکھے لونگا تب ایک کتاب تمکو دونگا۔ از غالب روز ورود نامہ بخشنبہ ۷ ستمبر ۱۸۵۸ء

ایضاً میر مہدی تم میرے عادات کو بھول گئے ماہ مبارک رمضان میں کبھی مسجد جامع کی تراویح ناغہ ہوئی ہے میں اس مہینے میں رامپور کیونکر رہتا نواب صاحب مانع رہے اور بہت منع کرتے رہے برسات کے آمونکا لالچ دیتے رہے مگر بھائی میں ایسے انداز سے چلا کہ چاند رات کے دن یہاں آپہنچا یکشنبہ کو غرہ ماہ مقدس ہوا اوسی دن سے ہر صبحکو حامد علیخاں کی مسجد میں جاکر جناب مولوی جعفر علی صاحب سے قرآن سنتا ہوں شبکو مسجد جامع جاکر نماز تراویح پڑھتا ہوں کبھی جو جی میں آتی ہے تو وقت صوم پہنتا پیتا باغ میں جاکر روزہ کھولتا ہوں اور سرد پانی پیتا ہوں واہ واہ کیا اچھی طرح عمر بسر ہوتی ہے۔ اب اصل حقیقت سنو لڑکوں کو ساتھ لے گیا تھا وہاں انھوں نے میرا ناک میں دم کر دیا تنہا بھیج دینے میں وہم آیا کہ خدا جانے اگر کوئی امر حادث ہو تو بدنامی عمر بھر رہے اس سبب سے جلد چلا آیا ورنہ گرمی برسات یہاں کاٹتا اب بشرط حیات جریدہ بعد برسات جاؤنگا اور بہت دنوں تک یہاں نہ آؤنگا قرارداد یہ ہے کہ نواب صاحب جب لائی ۱۸۵۹ء سے کہ جسکو یہ سوال مہینا ہے سو روپے مجھے ماہ بماہ بھیجتے ہیں اب جو میں وہاں گیا تو سو روپے مہینا بنام دعوت اور دیا یعنے رامپور رہوں تو دو سو روپے مہینا پاؤں اور دلی رہوں تو سو روپے بھائی سود و سو میں کلام نہیں کلام اسمیں ہے کہ نواب صاحب دوستانہ و شاگردانہ دیتے ہیں مجھکو نوکر نہیں سمجھتے ہیں ملاقات بھی دوستانہ رہی معانقہ و تعظیم جسطرح احباب میں رسم ہے وہ صورت ملاقات کی ہے لڑکوں سے

میں نے نذر دلوائی تھی بس بہرحال غنیمت ہے رزق کے اچھی طرح ملنے کا شکر چاہیئے
کمی کا شکوہ کیا انگریز کی سرکار سے دس ہزار روپے سال ٹھہرے اوسمیں سے مجکو ساڑھے سات
بہال ایک صاحب نے نہ دیے مگر تین ہزار روپیہ سال عزت میں وہ پایہ جو دیس زادوں کے
واسطے ہوتا ہے بنا رہا تھا نصاحب بسیار مہربان و دستان القاب خلعت سات پارچہ و
جیغہ و سرپیچ و مالائے مروارید بادشاہ اپنے فرزندوں کے برابر پیار کرتے تھے بخشی ناظر حکیم
کسی سے توقیر کم نہیں مگر فائدہ وہی قلیل سو میری جان یہاں بھی وہی نقشہ ہے کوٹھری
میں بیٹھا ہوں ٹٹی لگی ہوئی ہے ہوا آرہی ہے پانی کا جھجر دھرا ہوا ہے حقہ پی رہا ہوں یہ
خط لکھ رہا ہوں تم سے باتیں کر رہا ہوں باتیں کرلیں۔ میر سرفراز حسین اور میر نصاحب
اور میر نصیر الدین کو یہ خط پڑھا دینا اور میری دعا کہدینا جمعہ ۱۶۔ اپریل ایضاً جو یا
حال دہلی و الوسلام لوسے چاسع ۔ گذشت ہوگئی چتلی قبر کی طرف سیڑھیوں پر کبابیوں
نے دکانیں بنالیں انڈا مرغی کبوتر بکنے لگا دس آدمی مہتمم ٹھہرے مرزا الہی بخش مولوی صدرالدین
تفضل حسین خاں تین بیات اور ۔ نومبر ۱۸۱۲ جمادی الاول سال حال جمعہ کے دن ابوظفر
سراج الدین بہادر شاہ قید فرنگ قید جسم سے رہا ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون جاڑا
پڑرہا ہے ہمارے پاس شراب آج کی اور ہے کل سے رات کو نری انگیٹھی پر گزارا ہے
بوتل گلاس موقوف راجہ پٹیالہ مرگیا مہندر سنگھ اوسکے خلف پر خطاب فرزندی اور
القاب بحال و برقرار رہا بفعل دیوان نہالچند کام کررہا ہے ظاہرا جو رنگ اس ریاست
کا ہونے والا ہے وہ نواب گورنر جنرل کے آنے پر کھلے گا اور وہ فروری مہینے میں یہاں
آئیں گے اور کی ریاست کا حال بدستور ہے گورنر صاحب ہی انہیں اختیار دیں گے
یعنے پٹیالہ اور الور کے لئے کا انتظام اوسی وقت پر ہوگا بفعل اپنی صاحب ایجنٹ الور

دلی ہوتے ہوے میرٹھ گئے ہیں راجہ صاحب تجارہ تک اونکی مشایعت کرگئے یہاں
ابھی صاحب کو کسی صاحب سنگہ ٹھیکہ دار الور کی سڑک کا ہے اوسنے کچھ کہا تھا جواب
دیا کہ الور کے مقدمات میں پنچوں کو اختیار ہے ہم کچھ حکم نہ دیں گے۔ سفندیار بیگ متوفی
کا کوئی مبنی مستدعی پرورش ہوا اوسکو بھی یہی جواب ملا اب اور بولو کیا لکھوں دھوپ
میں بیٹھا ہوں یوسف علیخاں اور لالہ ہیلا سنگہ بیٹھے ہیں کھانا تیار ہے خط لکھکر بند
کرکر آدمی کو دونگا اور میں گھر جاؤنگا وہاں ایک دالان میں دھوپ آتی ہے اوسمیں
بیٹھونگا ہاتھ منہ دھوؤنگا ایک روٹی کا چھلکا سالن میں بھگو کر کھاؤنگا بیس پچیس بات
دھوؤنگا باہر آؤنگا پھر اوسکے بعد خدا جانے کون آئیگا کیا صحبت ہوگی مجتہد العصر
میر سرفراز حسین صاحب اور ذاکر الحسین میر فضل علی عرف میرن صاحب کو دعا منگل کا
دن ۲۳ جمادی الثانی ۱۶ دسمبر پہر دن چڑھے غالب ایضاً بخشنبہ ۱۵ ذیقعدہ مئی
باہم صاحب آج تمہارا خط دوپہر کو آیا اوسمیں میں نے مسودہ تاریخ کا پایا قلمدان میں رکھ لیا
خط پڑھکر میر سرفراز حسین کو بھیجدیا کل وہ کہتے تھے کہ اونتیس روپیہ کو تین گاڑیاں مقرر
ہوگئے ہیں میں کل یعنے آج شام کو سوار ہوجاونگا اب اسوقت جو میں یہ خط لکھ رہا ہوں
پہر دن باقی ہے لکھکر کہلا رکھ چھوڑونگا شام کو مجتہد العصر میرے گھر ضرور آئیں گے اگر آج
جائیں گے تو واسطے تودیع کے اور اگر نجائیں گے تو موافق معمول کے آئیں گے اونکے
جانے نجانے کا حال صبحکو اسی ورق پر لکھکر خط بند کرکے بھیجدونگا خدا کرے اردو کی
نثر کا لفافہ اُنھوں نے ڈاک میں بھیجدیا ہو شام کو مجھے دیجائیں تو میں کل اس خط
کے ساتھ اوسکو بھی بھجوادوں مہاراج اگر دورہ کو گئے تو کیا اندیشہ ہے گرمی کا موسم
ہے لنبا چوڑا سفر کیوں کریں گے آٹھ سات دن میں پھر آئیں گے یہاں کی تلاش کا نتیجہ

دیکھو تب کہیں جائیو میر نصاحب کی تمہاری چوماچاٹی کے لکھنے مجھ میں دم نہیں
تم جانو وہ جانیں کلیات کے چھاپے کی حقیقت سنو ۶۰ صفحہ چھاپے گئے تھے کہ مولوی
ہادی علی مصحح بیمار ہوگئے کانپی نگار رخصتی اپنے گھر گیا اب دیکھیے کب چھاپا شروع ہو
قاطع برہان کا چھاپا ختم ہوا ایک جلد بطریق نمونہ آگئی میں نے پچاس جلدوں کی درخواست
پہلے سے دے رکھی ہے اب پچاس روپے بھیجوں تو دو پچاس جلدیں منگاؤں دیکھیے تو مومن
تیل کب میسر ہوا اور ادھا کب ناچی میاں کل شام کو میرزا سرفراز حسین میرے گھر نہیں آئے
یا تو الور کو مجھسے بغیر رخصت ہوگئے یا نہیں گئے میں تو آج جمعہ ۱۶ مئی صبح کے وقت یہ خط
ڈاک میں بھیجتا ہوں ۱۲ نجات کا طالب غالب ایضاً لو صاحب تماشا دیکھو میں تو تمسے
پوچھتا ہوں کہ میرزا سرفراز حسین اور میر نصیر الدین کہاں ہیں حالانکہ میر نصیر الدین شہر میں ہیں اور
مجھ سے نہیں ملتے میرزا سرفراز حسین آئے ہیں اور میرے ہاں نہیں اترے لاحول و لاقوۃ انہ نا
کیسا ملنے کو بھی تو نہیں آئے افسوس ہے جنکو میں اپنا سمجھتا ہوں وہ مجکو بیگانہ جانتے ہیں اب
تم یہ پوچھو کہ نصیر الدین کا دل میں ہونا اور مجھتہ العصر کا یہاں آنا تو نے کیونکر جانا بھائی آج
جمعہ کا دن ۲۸ جمادی الثانی کی اور ۱۱ جنوری کی صبح کے وقت مونہ اندھیرے اسوقت
میری آنکھ کہلی تھی لحاف میں لپٹا ہوا پڑا تھا کہ ناگاہ میر نصیر الدین صاحب تشریف لائے
اور فرمایا کہ اب میں جاتا ہوں اور میر حسن صاحب بھی جاتے ہیں میں سمجھا میرزا سرفراز حسین
جب بعد تکرار معلوم ہوا تو میر حسن جیپور سے آئے اور خدا جانے کہاں اترے اور اب کہاں
جاتے ہیں ہے ہے مجھے غیر سمجھا یا مرا ہوا سمجھا کہ میرے ہاں نہ آئے اور مجھ سے نہ ملے
اپنی سسرال میں رہے اور میکے کو چھوڑا واللہ میرا جی اونکے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اب
اوٹھا ہوں سنری رفع ہوئے دھوپ نکل لے آغا جان کے ہاں آدمی کو بھیجتا ہوں میں

میں کمبخت یہ بھی تو نہیں جانتا کہ آغا جان کہاں رہتے ہیں اب میر احمد علی کی بی بی پاس
حبش خاں کے پھاٹک آدمی بھیجونگا جب آغا جان کے گھر کا پتا معلوم ہو جائے گا اور آدمی
دیکھ آئے گا اور یہ بھی معلوم کرائے گا کہ میر حسن صاحب ہیں تو میں سوار ہو کر جاؤنگا اور
اونسے ملونگا تم اس خط کا جواب جلد لکھو اور اپنے چچا کے یہاں آنیکا منشا اور اونکا حال
مفصل لکھو تصویر کا حال آگے لکھ چکا ہوں خاطر جمع رکھو اور مجتہد العصر اور میر نصاحب کا حال
لکھو نجات کا طالب غالب صبح جمعہ ۱۱ جنوری ۱۸۵۸ء ایضاً میاں لڑکے کہاں پھر رہے ہو اور
آؤ خبر میں سنو دربار لارڈ صاحب کا میرٹھ میں ہوا دلی کے علاقہ کے جاگیردار بموجب حکم کمشنر
دہلی میرٹھ گئے موافق دستور قدیم مل آئے غرضکہ پنجشنبہ ۲۹ دسمبر کو پہر دن چڑھے لارڈ
صاحب یہاں پہنچے کابلی دروازہ کی فصیل کے تلے ڈیرے ہوئے اوسیوقت توپوں
کی آواز سنتے ہی . . میں سوار ہو کر گیا میر منشی سے ملا اونکے خیمہ میں بیٹھکر صاحب سکرٹر کو
خبر کروائی جواب آیا کہ فرصت نہیں یہ جواب سنکر نومیدی کی پوٹ باندھکر لے آیا ہر چند
پنشن کے باب میں ہنوز لا ونعم نہیں مگر کچھ فکر کر رہا ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے لارڈ
صاحب کل یا پرسوں جانے والے ہیں یہاں کچھ کام وام نہیں ممکن تحریر ڈاک میں بھیجی
جائیگی دیکھیے کیا صورت پیش آئے گی مسلمانوں کی املاک کے واگزاشت کا حکم عام ہو گیا
ہے جنکو کرایہ پر ملی ہے اونکو کرایہ معاف ہو گیا ہے آج یکشنبہ یکم جنوری سنہ ۵۹ء ہے پھر
دن چڑھا ہے کہ یہ خط تمکو لکھا ہے اگر مناسب جانو تو آؤ اپنی املاک پر قبضہ پاؤ چاہو یہیں رہو
چاہو پھر چلے جاؤ میر سرفراز حسین میر نصیر الدین میر نصاحب کو میری دعائیں کہنا اور حکیم
میر اشرف علی کو بعد دعا کے یہ کہدینا کہ وہ جو تم نے مجکو دی تھیں اونکا نسخہ جلد لکھکر
بھیجدو اللہ موجود ماسوا سے معدوم اپنی مرگ کا طالب غالب ایضاً برخوردار تمہارا خط آیا حال

معلوم ہوا میں اس خیال میں تھا کہ الور کا کچھ خیال معلوم کرلوں اور کپتان الگزنڈر کا خط
آئے اور میں اسکو میر سرفراز حسین کے مقدمہ میں لکھ لوں تو اسوقت تمہارے خط کا جواب
لکھوں چونکہ آج تک اونکا خط نہ آیا میں سوچا کہ اگر اسی انتظار میں رہونگا اور خط کا جواب
نہ بھیجونگا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھ الور کا حال سُنا ہے وہ اور کچھ اپنا حال
لکھتا ہوں ہرچند میں نے دریافت کرنا چاہا حکیم محمود علی کا وہاں پہنچنا اور یہ کہ وہاں پہنچنے
کے بعد کیا طور قرار پایا کچھ معلوم نہیں ہوا صرف خبر واحد ہے کہ اونکو راجہ نے صاحب ایجنٹ
سے اجازت لیکر بلالیا ہے کہتے ہیں کہ صاحب ایجنٹ الور نے راجہ کے بالغ اور عاقل ہونے
کی رپوٹ صدر کو بھیجی ہے کیا عجب ہے کہ انکا علاج انکو ملجائے مولانا غالب علیہ الرحمۃ اندنو
میں بہت خوش ہیں پچاس ساٹھ جزو کی کتاب میر حمزہ کی داستان کی اور اسیقدر
حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی آگئی ہے سترہ بوتلیں بادہ ناب کی توشکخانہ میں
موجود ہیں دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہیں رات بھر شراب پیا کرتے ہیں ؎ کسے کین
مرادش میسر بود ٭ اگر جم نباشد سکندر بود ٭ میر سرفراز حسین کو اور میر نصیر الدین صاحب کو
میر نصیر الدین صاحب کو دعائیں اور دیدار کی آرزوئیں ایضاً اے جناب میرن صاحب
السلام علیکم حضرت آداب کہو صاحب آج اجازت ہے میر مہدی کے خط کا جواب لکھنے کو
حضور میں کیا منع کیا کرتا ہوں میں نے تو یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست ہوگئے ہیں بخار
جاتا رہا ہے صرف پیچش باقی ہے وہ بھی رفع ہوجائیگی میں اپنے ہر خط میں اپ کی طرف سے
دعا لکھدیتا ہوں آپ پھر کیوں تکلیف کریں نہیں میر نصاحب اسکے خط کو آئے ہوئے
بہت دن ہوئے ہیں وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے حضرت وہ آپکے فرزند ہیں
آپ سے خفا کیا ہوں گے بھائی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیوں باز رکھتے

سبحان اللہ اے لو حضرت آپ تو خط نہیں لکھتے اور مجھے فرماتے ہیں کہ تو بار رکھتا ہے
اچھا تم بار نہیں لکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیوں نہیں چاہتے کہ میں میر مہدی کو خط لکھوں
کیا عرض کروں سچ تو یہ ہے کہ جب آپکا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو میں سنتا اور خط اوٹھاتا
اب جو میں وہاں نہیں ہوں تو نہیں چاہتا کہ تمہارا خط جاوے میں اب پنجشنبہ کو روانہ
ہوتا ہوں میری روانگی کے تین دن کے بعد آپ خط شوق سے لکھئے گا میاں بیٹھو ہوشکی
خبر لو تمہارے جانے نجانے سے مجھے کیا علاقہ میں بوڑھا آدمی بھولا آدمی تمہاری باتو
میں آ گیا اور آج تک اوسے خط نہیں لکھا لاحول ولا قوت سنو میر مہدی صاحب میرا کچھ گناہ
نہیں میرے خط کا جواب لکھو تپ تو رفع ہو گئی ہے بیچش کے رفع ہونے کی خبر شتاب لکھو پرہیز کا
بھی خیال رکھا کرو یہ بڑی بات ہے کہ وہاں کچھ کھانے کو ملتا ہی نہیں تمہارا پرہیز اگر ہوگا
بھی تو عصمت بی بی از بے چادری ہوگا حالات یہاں کے مفصل میر نصاحب کی
زبانی معلوم ہوں گے دیکھو بیٹھے ہیں کیا جانوں حکیم میر شرف علی ہیں اور نہیں کچھ
کوتسل تو ہو رہی ہے پنجشنبہ روانگی کا دن ٹھہرا تو ہے اگر چل نکلیں اور پہنچ جائیں تو اوسے
یہ پوچھو کہ جناب ملکہ انگلستان کی سالگرہ کی روشنی کی محفل میں تمہاری کیا گت ہوئی
تھی اور یہ بھی معلوم کر لیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ دفتر اگاو خورد اسکے معنے کیا ہیں
پوچھیو اور مجھے بجز تک نہ بتائیں اسوقت پہلے تو آندھی چلی پھر مینہہ آیا اب مینہہ برس رہا ہے
میں خط لکھ چکا ہوں سرنامہ لکھکر رکھ چھوڑونگا جب تم شیخ موتوف ہو جاؤگے تو کلیان ڈاک کو
لیجائیگا میر سرفراز حسین کو دعا پہنچے اللہ اللہ تم پانی پت کے سلطان العلما اور مجتہد العصر
بنگئے کہو وہاں کے لوگ تمہیں قبلہ و کعبہ کہنے لگے یا نہیں میر نصیر الدین کو دعا کہنا ایضاً
اہاہا میرا پیارا میر مہدی آیا آؤ بھائی مزاج تو اچھا ہے بیٹھو یہ رام پور ہے دار السرور ہے

جو لطف یہاں ہے وہ اور کہاں ہے پانی سبحان اللہ شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے
اور کوسی اوسکا نام ہے بے شبہ چشمہ آب حیات کی کوئی سوت اوسمیں ملی ہے خیر اگر
یوں بھی ہے تو بھائی آب حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیریں کہاں ہوگا تمہارا خط
پہنچنا تردد عبث میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست نہ عرف لکھنے کی حاجت
نہ محلے کی حاجت بے وسواس خط بھیجا کیجئے اور جواب لیا کیجئے یہاں کا حال سبطرح خوب ہے
اور صحبت مرغوب ہے اسوقت مہمان ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے تعظیم و توقیر کسی کی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہے
لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ہیں اسوقت اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا ایضاً آؤ
میاں سید زادے ازادے ولی کے عاشق دلدادے اڈھیے ہوئے اردو بازار کے رہنے
والے حسد سے لکھنو کو برا کہنے والے نہ دلمیں مہر و آرزم نہ آنکھ میں حیا و شرم نظام الدین
ممنون کہاں ذوق کہاں مومن خاں کہاں ایک آزردہ سو خاموش دوسرا غالب وہ
بیخود و مدہوش نہ سخنوری رہی نہ سخندانی کس بر تے پر تنتا پانی ہائے دلی وائے دلی بھاڑ
میں جائے دلی سنو صاحب پانی پت کے رئیسوں میں ایک شخص ہیں احمد حسین خاں
ولد سردار خاں ولد لڈلا ور خاں اور نانا اوس احمد حسین خاں کے غلام حسین خاں ولد مصنا خاں
اس شخص کا حال از روئے تحقیق مشرح اور مفصل لکھو قوم کیا ہے عمر کیا ہے طریق کیا ہے
احمد حسین خان کی لیاقت ذاتی کا کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے بھائی لکھو اور جلد لکھو
ایضاً سید خدا کی پناہ عبارت لکھنے کا ڈھنگ کیا ہاتھ آیا ہے کہ تمنے سارے جہان کو سر
اوٹھایا ہے ایک غریب مظلوم کے چہرہ نورانی پر مہاسا نکلا ہے تمکو سرمایہ رایش گفتار
بہم پہنچا ہے میری اونکو دعا پہنچا و اور اونکی خیر و عافیت جلد لکھو بھائی یہاں کا نقشہ
ہی کچھ اور ہے سمجھ میں کسی کے نہیں آتا کہ کیا طور ہے اوایل ماہ انگریزی میں روک ٹوک

کی شدت ہوتی تھی آٹھویں دسویں سے وہ شدت کم ہوجاتی تھی اس مہینے میں برابر وہی
صورت رہی ہے آج ۲۰ مارچ کی ہے پانچ چار دن مہینے میں باقی ہیں آنچ ویسی ہی تیز
ہے خدا اپنے بندوں پر رحم کرے مجھ پر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ہے اور اس غمزدگی
میں ایک گونہ خوشی اور کیسی بڑی خوشی دی ہے تمکو یاد ہوگا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ
گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی آج پانچ دن ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سے
بسبیل ڈاک آیا وہی کاغذ افشانی وہی القاب قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین مہربانی
کے کلمات کبھی تمکو خدا یہاں لائیگا تو اوسکی زیارت کرنا پنشن کے ملنے کا بھی حکم آجکل آیا
چاہتا ہے اور یہ بھی توقع پڑی ہے کہ گورنر جنرل بہادر کے ہاں سے بھی کتاب کی تحسین
اور عنایت کے مضامین کی تحریر آجائے میر نصاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ہوں میر سرفراز حسین
اور میر نصیر الدین کو دعا کہدینا اور یہ خط دکھا دینا ایضاً برخوردار نورچشم میر مہدی کو بعد
دعاے حیات وصحت کے معلوم ہو بھائی تمنے بخار کو کیوں آنے دیا تپ کو کیوں چڑھنے دیا کیا
بخار میر نصاحب کی صورت میں آیا تھا جو تم مانع نہ آئے کیا تپ آپ بن بنکر آئی تھی جو اوسکو
روکتے ہوئے شرمائے حکیم شرف علی ابھی گئے ہیں کہتے تھے کہ میں نے نسخہ لکھکر آج ڈاک
میں بھیجدیا ہے چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ دونوں خط ایک دن بلکہ
ایک وقت پہنچیں دل تمہارے واسطے بہت کڑھتا ہے حق تعالی تمکو جلد شفا دے اور تمہاری
تندرستی کی خبر مجکو سنا میاں سنو میاں سرفراز حسین ہزار برس میں تمنے مجکو ایک خط لکھا
وہ بھی اسطرح کا کہ جیسا جلال سیر کہتا ہے ؎ بغیر وشکر آبست رو بما دارد + پڑھتا
ہوں اوس خط کو اور ڈھونڈھتا ہوں کہ میرے واسطے کونسی بات ہے مجکو کیا پیام ہے کچھ
نہیں شاید دوسرے صفحہ میں کچھ ہو ادھر خاتمہ بالخیر ہے یارب سرنامہ میرے نام کا آغاز تحریر

میں القاب میرا پھر سارے خط میں میر نصاحب کا جھگڑا یہ کیا سیر ہے میں ایسے خط کا
جواب کیوں لکھوں میرے بالکھے اب جو تم خط لکھوگے اوراوسمیں اپنے بھائی کی خیر عافیت
رقم کروگے اور میر نصاحب کا نام اور اُنکے لئے سلام تک بھی اوسمیں نہوگا تو میں اوسکا
جواب آنکھوں سے لکھونگا اور ہاں میاں پھر تمنے میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہمنے سُنا ہے
کہ چچا نے اوسکا مرنا سُنا ہوگا اوس غریب کا قول یہ ہے کہ میری دونوں بہنیں اور پانچ بھائی
پانی پت میں ہیں کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ کونسی لڑکی مری کاش اوسکے باپ کا نام لکھتے
تاکہ میں جانتا کہ کونسی بھانجی مری ہے اب میں کسکا نام لیکر روؤں اور کسکی فاتحہ دلواؤں
اس امر میں حق بجانب اوس مظلوم کے ہے تو ضبیح بقید نام لکھو ایضاً بھائی ایک خط
تمہارا پہلے پہنچا اور ایک خط کل آیا پہلے خط میں کوئی امر جواب طلب نتھا اگرچہ پچھلے خط میں
بھی صرف کتابوں کی رسید تھی لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لایق تھے اسواسطے ایک لفافہ
تمہاری پسند کا تمہاری نذر کرنا پڑا پہلا امر یہ کہ آج میر نصیر الدین دوپہر کو میرے پاس آئے
تھے اونکو دیکھکر دل خوش ہوا تمنے بھی خط میں لکھا تھا کہ میر سرفراز حسین اور گئے تھے اور
میر نصیر الدین بھی کہتے تھے کہ میں اور وہ ایک دن پانی پت سے چلے وہ اودھر گئے میر
ادھر آیا ظاہرا پارسل کے پہنچنے سے پہلے وہ روانہ ہوے ہیں اونکی کتاب رہگئی اب
اون تک کیونکر پہنچے گی خدا خیر کرے میاں لڑکے سنو میر نصیر الدین اولاد میں سے ہیں
شاہ محمد اعظم صاحب کے وہ خلیفہ تھے مولوی فخر الدین صاحب کے اور میں مرید ہوں اس
خاندان کا اسواسطے میر نصیر الدین کو پہلے بندگی لکھتا ہوں اور پھر تمہارے علاقت دعا
صوفی صافی ہوں اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے ہیں ؎ گر حفظ مراتب نکنی
زندیقی * یہ جواب ہے تمہارے اوس سوال کا کہ جو پہلے خط میں تمنے لکھا تھا اسکے خط میں تمنے

میر صاحب کی خیر و عافیت کیوں نہ لکھی یہ بات اچھی نہیں میں تو ڈر گیا کہ اگر تمہارے
خط میں اونکو دعا سلام لکھونگا تو اونسے تم کاہیکو کہوگے پیرزادہ صاحب یعنے میر نصیر الدین نے
اونکی بندگی مجھسے کہی ہے خدا کیواسطے میری دعا اونکو کہدینا ایضاً میری جان سنو
دہستان صاحب شنب بہادر دہلی یعنے جناب سیاٹڈرس صاحب بہادر نے مجکو بولایا پنجشنبہ ۲۴
فروری کو میں گیا صاحب شکار کو سوار ہوگئے تھے میں اولٹا پھر آیا جمعہ ۲۵ فروری کو
گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے ایک خط انگریزی چار ورق کا اوٹھاکر
پڑھتے رہے جب پڑھ چکے تو مجھسے کہا کہ یہ خط ہے مگلوڈ صاحب حاکم اکبر صدر بورڈ پنجاب کا
تمہارے باب میں لکھتے ہیں کہ انکا حال دریافت کرکے لکھو سو ہم تمسے پوچھتے ہیں کہ تم ملکہ معظمہ
سے خلعت کیا مانگتے ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمد و لایت لے گیا تھا وہ پڑھوا دیا پھر
پوچھا تمنے کتاب کیسی لکھی ہے اوسکی حقیقت بیان کی کہا ایک مگلوڈ صاحب نے دیکھنے کو
مانگی ہے اور ایک ہمکو دو میں نے عرض کیا کل حاضر کرونگا پھر پنشن کا حال پوچھا وہ گزارش
کیا اپنے گھر آیا اور خوش آیا دیکھو میر مہدی حاکم پنجاب کو مقدمۂ لایت کی کیا خبر کتابوں سے
کیا اطلاع پنشن کی پرسش سے کیا مدعا یہ سب افسار بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوئے اور یہ
صورت مقدمہ فتح و فیروزی ہے غرضکہ دوسرے دن یکشنبہ یوم تعطیل تھا میں اپنے گھر رہا
دوشنبہ ۲۷ فروری کو گیا باہر کے کمرے میں بیٹھکر اطلاع کروائی کہا اچھا توقف کرو بعد
تھوڑی دیر کے گڈھ کپتان کی چٹھی آئی سواری مانگی جب سواری آگئی باہر نکلی میں نے
کہا وہ کتابیں حاضر ہیں کہا منشی جیون لال کو دیجاؤ وہ اودھر سوار ہوگئے میں ادھر
سوار ہوکر اپنے مکان پر آیا شنبہ یکم مارچ کو پھر گیا بہت التفات سے باتیں کرتے رہے کچھ
سارٹیفکٹ گورنر وغیرہ لے گیا تھا وہ دکھائے ایک خط مگلوڈ صاحب بہادر کے نام

کالے گیا تھا وہ دیکر یہ استدعا کی کہ کتاب کے ساتھ یہ بھی بھیجا جائے بہت اچھا کہکر رکھ لیا
پھر مجھ سے کہا کہ ہمنے تمہاری پنشن کے باب میں اجرٹن صاحب کو کچھ لکھا ہے تم
اونسے ملو غرض کیا بہتر اجرٹن صاحب بہادر جیسا کہ تمکو معلوم تھا گئے ہوئے تھے کل
وہ آئے آج میں نے اونکو خط لکھا ہے جیسا کہ وہ حکم دیں گے اوسکے موافق عمل کرونگا
جب بلائیں تب جاؤنگا دیکھو سید اسد اللہ الغالب علیہ السلام کی مدد کو . . . . کہ
اپنے غلام کو کسطرح سے بچایا ۲۲ مہینے تک بھوکا پیاسا بھی نرہنے دیا پھر کس محکمہ سے کہ
وہ آج سلطنت کا دہندہ ہے میرے تعقد کا حکم بھجوایا حکام سے مجکو عزت دلوائی میرے
صبر و ثبات کی داد ملی صبر و ثبات بھی اوسیکا بخشا ہوا تھا میں کیا اپنے باپکے گھر سے لایا تھا
میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا اور اونکو اونصیر الدین چراغ دہلی کو اور میر نصاحب کو دعا
کہنا **ایضاً** واہ واہ سید صاحب تم تو بڑی عبارت آرائیاں کرنے لگے نثر میں خود
نمائیاں کرنے لگے کئی دن سے تمہارے خط کے جواب کے فکر میں ہوں مگر جاڑے نے
بے حس و حرکت کر دیا ہے آج جو بسبب ابر کے وہ سردی نہیں تو میں نے خط لکھنے کا
قصد کیا ہے مگر حیران ہوں کہ کیا سحر سازی کروں بھائی تم تو اُردو کی مرزا قتیل بن گئے
ہو اُردو بازار میں نہر کے کنارے رہتے رہتے رودنیل بن گئے ہو کیا قتیل کیا رودنیل یہ سب
ہنسی کی باتیں ہیں لو سنو اب تمہاری دلی کی باتیں ہیں چوک میں بیگم کے باغ کے
دروازے کے سامنے حوض کے پاس جو کنواں تھا اوسمیں سنگ و خشت و خاک ڈال کر
بند کر دیا بلیماروں کے دروازہ کے پاس کی کئی دکانیں ڈھا کر رستہ چوڑا کر لیا شہر کی آبادی
کا حکم خاص و عام کچھ نہیں ہے پنشنداروں سے حاکموں کا کام کچھ نہیں تاج محل مرزا قیصر مرزا
جواں بخت کے سالے ولایت علی بیگ جے پور کی زوجہ ان سبکی الہ آباد سے رہائی ہوگئی

دیکھیے کیپ میں رہیں یا لندن جائیں خلق نے از روے قیاس جیسا کہ دلی کے خبر تراشوں کا دستور ہے یہ بات اڑا دی ہے سو سارے شہر میں مشہور ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ء میں عموماً شہر میں آباد کیے جائیں گے اور پنشنداروں کو جھولیاں بھر بھر روپیہ دیے جائیں گے خیر آرج بدھ کا دن ۲۲ دسمبر کی ہے اب شنبہ کو بڑا دن اور اگلے شنبہ کو جنوری کا پہلا دن ہے اگر جیتے ہیں تو دیکھ لیں گے کہ کیا ہوا تم اس خط کا جواب لکھو اور شتاب لکھو میری جان سرفراز حسین تم کیا کر رہے ہو اور کس خیال میں ہو اب صورت کیا ہے اور آیندہ عیت کیا ہے میر نصیر الدین کو صرف دعا اور اشتیاق دیدار میر نصاحب کہاں ہیں کوئی جائے اور بلا لائے حضرت آپ سلام علیکم مزاج مبارک کہیے مولوی مظہر علی نے آپکے خط کا جواب بھیجا یا نہیں اگر بھیجا تو کیا لکھا میں جانتا ہوں کہ میر اشرف علی صاحب اور میر مظفر علی کم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت آپکی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں کیا کروں میں کہیں تم کہیں وہاں ہوتا تو دیکھتا کہ کیونکر تمسے بے ادبیاں کر سکتے انشاء اللہ تعالیٰ جب ایک جا ہوں گے تو انتقام لیا جائے گا ہے ہے کیونکر ایک جا ہوں گے دیکھیے زمانہ اور کیا دکھاتا ہے اللہ اللہ اللہ ایضاً میری جان تو کیا کہہ رہا ہے بینے سے سیانا سودیوانہ صبر تسلیم و توکل رضا شیوہ صوفیہ کا ہے مجھ سے زیادہ اسکو کون سمجھے گا جو تم مجکو سمجھاتے ہو کیا میں یہ جانتا ہوں کہ ان لڑکوں کی پرورش میں کرتا ہوں استغفر اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ میں شیخ چلی کی طرح سے یہ خیال باندھتا ہوں کہ مرغی موں لونگا اور اوسکے انڈے بچے بیچکر بکری خریدونگا اور پھر کیا کرونگا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو میں نے اپنا راز دل تم سے کہا تھا کہ آرزو یوں ہی تھی اور اب وہ نقش باطل ہوگیا ایک حسرت کا بیان تھا نہ خواہش کا دیکھا اس نشین قدیم کا حال میں تو اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہوں لیکن جب تک

جواب پاؤں کہیں اور کیونکر چلا جاؤں۔ حاکم اکبر کے آنے کی خبر گرم ہے دیکھیے کب آ لے
آئے تو مجھے بھی دربار میں بلانے یا نہ بلانے خلعت ملے یا نہ ملے اس بیچ میں ایک اور پیچ آپڑا
ہے اوسکو دیکھ لوں اور پھر صرف اوسی کا انتظار نہیں اس مرحلہ کے طے ہونے کے
پنشن کے ملنے نہ ملنے کا تزوبذ بستور رہیگا بکسیر کیونکر بنجاؤں کہ یہ سب امور ملتوی چھوڑ
کر نکل جاؤں پنشن جاری ہوئے پر بھی تو سوا رام پور کے کہیں ٹھکانا نہیں ہے، وہاں تو جاؤں
اور ضرور جاؤں تین برس ثبات قدم اختیار کیا اب انجام کار میں اضطراب کی کیا وجہ جبکہ
ہو رہا اور مجکو کسی عالم میں غمگیں اور مضطر گمان نکرو ہر وقت میں جیسا مناسب ہوتا ہے
ویسا عمل میں آتا ہے صاحب میر نصاحب نے دو سطریں دستخط خاص سے لکھیں تھیں دہلی
میں کچھ نہیں سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہے ایضاً سید صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے
بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میر نصاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا میں میر مہدی
نہیں کہ میر نصاحب پر مرتا ہوں میر سرفراز حسین نہیں کہ اونکو پیار کرتا ہوں علی کا
غلام اور سادات کا معتقد ہوں اوسمیں تم بھی آگئے کمال ہے کہ میر نصاحب سے محبت
قدیم ہے دوست ہوں عاشق زار نہیں بندہ مہر و وفا ہوں گرفتار نہیں تمہارے
بھائی نے سخت مشوش بلکہ نعل در آتش کر رکھا ہے ایک سلام صلاح کے واسطے بھیجا
اور لکھا کہ بعد محرم کے میں بھی آؤنگا میں نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک میں کیوں
بھیجوں وہ آئیں گے تو یہیں اونکو دونگا محرم تمام ہوا آج شنبہ غرہ صفر ہے حضرت کا
پتا نہیں ظاہرا برسات نے آنے نہ دیا برسات کا نام آگیا سو پہلے تو مجملاً سنو ایک غدر کا تو نکا
ایک ہنگامہ گورو نکا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبا کی ایک مصیبت کال
کی اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکتیسواں دن ہے آفتاب اسطرح نظر

آجاتا ہے جسطرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی اگر تارے دکھائے دیتے ہیں تو
لوگ اونکو جگنو سمجھ لیتے ہیں اندھیری راتوں میں چوروں کی بن آئی ہے کوئی
دن نہیں کہ دو چار گھر کی چوری کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان
گر گئے سینکڑوں آدمی جابجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہ رہی ہے قصہ مختصر وہاں کال
تھا کہ پنجھ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے
بہ گئے جنہوں نے ابھی نہیں بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سُن لیا دلی کا حال اسکے
سوا کوئی نئی بات نہیں ہے جناب میر نصاحب کو دعا ایضاً بے مے تکند درکفِ من خامہ
روانی ✤ سرد است ہوا آتش بے دود کجائی ✤ میر مہدی صبح کا وقت ہے جاڑا خوب
پڑ رہا ہے انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہے دو حرف لکھتا ہوں ہات تاتا جاتا ہوں آگ
میں گرمی نہیں مگر ہائے آتش سیالی کہاں کہ جب دو جرعہ پی لیے فوراً رگ وپے
میں دوڑ گئی دل توانا ہو گیا دماغ روشن ہو گیا نفس ناطقہ کو تو اجد بہم پہنچا ساقی
کوثر کا بندہ اور تشنہ لب ہائے غضب ہائے غضب میاں تم پنشن پنشن کیا کر رہے ہو
گورنر جنرل کہاں اور پنشن کہاں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹنٹ
گورنر بہادر جب ان تینوں نے جواب دیا ہو تو اوسکا مرافعہ گورنمنٹ میں کروں مجھے
تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہیں تمکو پنشن کا فکر ہے یہاں کے حاکم نے میرا نام فرد میں
نہیں لکھا میں نے اسکا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے ہاں کیا ہے دیکھیے کیا
جواب آتا ہے بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائے گا اجی وہ یوسف ہند نہ سہی
یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی اونکی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے
مجھے تو خبر نہیں کہیں حضرت کہہ گئے ہیں کہ میں ساڑھے سات روپیہ مہینا بھیجے

اب اونکا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپا جان کو لکھو کہ پھوپی
جان بھوکی مرتی ہیں خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کی جائیگی اور تمکو گواہ قرار دیا جائیگا بہر
حال میر نصاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو دعا حکیم
میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا ایضاً واہ حضرت کیا خط لکھا ہے اس خرافات
کے لکھنے کا فائدہ بات اتنی ہی ہے کہ میرا پلنگ مجکو ملا میرا بچھونا مجکو ملا میرا حجام مجکو ملا میرا الخلا
مجکو ملا رات کا وہ شور کوئی آیو کوئی آیو فرد ہو گیا میری جان بچی میرے آدمیوں کی
جان بچی ؎ اکنوں شب من شب است روزم روز است ۔ بھئی تمنے یہ نہ لکھا کہ میر نصاحب
کو میرا خط پہنچا یا نہ پہنچا میں گمان کرتا ہوں کہ نہیں پہنچا اگر پہنچتا تو بیشک وہ تمہاری نظر
سے گزرتا اور میر نصاحب اسکی اصل حقیقت تمسے پوچھتے اور اس صورت میں یہ بھی
ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بدلے مجکو وہ روداد لکھتے جو میر نصاحب میں اور تم
میں پیش آئی پس اگر جیسا کہ گمان ہے خط نہیں پہنچا تو خیر جانے دو اگر خط پہنچا ہے تو
میر نصاحب کے خط کے جواب لکھوانے میں تمنے میرا دم ناک میں کر دیا تھا اب اون سے
میرے خط کے جواب کا تقاضا کیوں نہیں کرتے حسن بھی کیا چیز ہے نادر کا اتنا خوف
نہیں جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے تم اونسے خواہش وصال کرتے ہوئے ڈرو میرے
خط کے جواب کے باب میں کیوں نہیں لکھتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہیں میرے خط کا جواب
اون سے لکھوا کر بھجواؤ یہاں کا حال وہ ہے جو دیکھ گئے ہو یا لی گرم ہوا گرم تپیں مستولی
اناج مہنگا بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا میر امداد علی اشوب کا بیٹا محمد میر شب گزشتہ کو گزر گیا
آج صبحکو اوسکو فن کر آئے جوان صالح پرہیزگار مومنین کا پیش نماز تھا انا للہ وانا الیہ
راجعون مجتہد العصر کا حکم بجا لاؤنگا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھوں گا

رئیس میرے سوال کا جواب قلم انداز کر جاے گا اور مدار المہام امروقتی لکھ بھیجیگا میر صاحب
کو دعا اور کہنا کہ بھلا صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب نہیں لکھا ہم بھی تمہاری طرز کا تتبع
کرینگے حکیم میر شرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم میں اونمیں راہ و رسم تعزیت و تہنیت
ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی اونکو معلوم ہو کہ حفیظ یہاں آیا ہوا ہے قبائل تمہارے
یہیں ہیں اگر وہاں کچھہ رسائی حاصل ہو تو خیر ورنہ یہاں کیوں نہ چلے آؤ ؎ میں
بھولا نہیں تجکو اے میری جان ۔ کروں کیا کہ یہاں گر رہے ہیں مکاں ۔ برسات کا
حال پوچھو خدا کا قہر ہے قاسم خاں کی گلی سعادت خاں کی نہر ہے میں جس مکان
میں رہتا ہوں عالم بیگ خاں کے کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کی طرف کے
دالان کو جاتے ہوے جو دروازہ تھا گر گیا سیڑھیاں گرا چاہتی ہیں صبکے بیٹھنے کا حجرہ
جھک رہا ہے چھتیں چھلنی ہو گئیں ہیں مینہہ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹا بھر برسے کتابیں
قلمدان سب تیے شہ خانے میں فرش پر کہیں لگن رکھا ہوا کہیں چلمچی دھری ہوئی خط کہاں
بیٹھہ کر لکھوں پانچ چار دن سے فرصت ہے مالک مکان کو فکر مرمت ہے آج ایک امن کی صورت
نظر آئی کہا کہ آؤ میر مہدی کے خط کا جواب لکھوں آلور کی ناخوشی راہ کی محنت کشی تپ کی
حرارت گرمی کی شدت یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال کی فکر مستقبل کا خیال تباہی کا
رنج آوارگی کا ملال جو کچھہ کہو وہ کم ہے بالفعل تمام عالم کا ایکسا عالم ہے سنتے ہیں کہ
تو میرین مہارا جہ کا اختیار ملے گا مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے
سب کچھہ اپنے قبضہ قدرت میں رکھا آدمی کو بدنام کیا ہے بارے رفع مرض کا حال
لکھو خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہو گئی ہو میر صاحب کہتے ہیں ؎ تندرستی
ہزار نعمت ہے بدہاے پیش بمصرع مرزا قربان علی بیگ سالک نے کیا خوب ہم پہنچایا ہے

مجکو پسند آیا ہے ؎ تنگدستی اگر نہ سالک بد تندرستی ہزار نعمت ہے ۔ مجتہد العصر میر سرفراز حسین
صاحب دعا آہا ہا میر فضل علی صاحب کہاں ہین حضرت یہاں تو اس نام کا کوئی نہیں ہے
لکھنؤ کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میر نصاحب تھا جے پور کے مجتہد العصر کے بھائی میر نصاحب کہ
لکھا ئیں ان بھائی میر نصاحب سے اونکو ہماری دعا کہنا ایضاً میری جان تمکو تو بیکاری
ہیں خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات لے بیٹھے اگر خط پہنچا ہے تو جواب ورنہ تمکو شکایت و
عتاب و خطاب لکھنے لگے کل حکیم اشرف علی آئے تھے سر منڈوا ڈالا ہے محلقین رو سکم پر عمل
کیا ہے مین نے کہا سر منڈوایا ہے تو ڈاڑھی رکھو کہنے لگے دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم واللہ
اون کی صورت قابل دیکھنے کے تھی کہتے تھے کہ میر احمد علی صاحب گئے اور بحال و برقرار ہے
خدا کا شکر بجا لایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی عزیز کی خبر سنی جائے میرا سلام کہنا اور مبارکباد
دینا خبردار بھول نجائیو تمہاری شکایت ہے بیجا کا جواب یہ ہے کہ تمنے جو خط مجکو پانی پت
سے بھیجا تھا اور کرنال کی روانگی کی اطلاع دی تھی مین نے تجویز کر لیا تھا کہ جب کرنال سے خط آئیگا
تو مین جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۱ اکتوبر بھیجنا وقت ابھی کھانا پکا بھی نہیں تیر بدیکر بیٹھا
تھا کہ تمہارا خط آیا اور پڑھا اور یہ جواب لکھا کلیان بیمار ہے ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا
بولو تمہارا گلہ بیجا یا بجا بھائی گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تمنے کرنال پہنچکر خط لکھنے مین کیوں
دیر کی اور ہان یہ کیا سبب ہے کہ بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمہاری قلم سے نہیں نکلتا
نہ اونکی خیر و عافیت اونکی بندگی نہ لکھتے تو خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتیں اچھی نہیں
میر نصاحب کے باب میں حیران ہوں تنہا تمہارے ساتھ گئے ہیں والدہ اونکی پانی پت میں
ہین ہان کوئی مکان لیکر والدہ کو وہیں بلا لیں گے یا خود بعد چند روز کے یہاں آجائینگے
یہ دو باتیں جواب طلب ہیں میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میر نصاحب کے

بود و باش کی حقیقت لکھو ہا میرا پنشن اوسکا ذکر نکرو اگر لے گا تو تمکو اطلاع دیجائے گی
شہر کی آبادی کا چرچا ہوا کرایہ کو مکان ملنے لگے چار پانسو گھر آباد ہوئے تھے کہ پھر
وہ قاعدہ سٹ گیا اب خدا جانے کیا دستور جاری ہوا ہے آیندہ کیا ہوگا سلطان العلما
مجتہد العصر مولوی سید سرفراز حسین کو اگرچہ نظر اونکے مدارج علم و عمل پر بندگی چاہیے
مگر خیر میں عزیز داری و یگانگی کی راہ سے دعا لکھتا ہوں میر نصاحب کو دعا و بعد دعا کے
بہت سا پیار میر نصیر الدین کو دعا زیادہ کیا لکھوں ایضاً میاں کیوں ناسپاسی و ناحق
شناسی کرتے ہو چشم بیمار ایسی چیز ہے کہ جسکی کوئی شکایت کرے تمہارا مونہہ چشم بیمار کے
لایق کہاں چشم بیمار میر نصاحب قبلہ کی آنکھ کو کہتے ہیں جسکو اچھے اچھے عارف دیکھتے رہتے
ہیں تم گنوار چشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسی ہو چکی اب حقیقت مفصل لکھو تم زحیر کی عادت رکھتی
ہو عوارض چشم سے تمکو کیا علاقہ میرے نور چشم کی آنکھ کیوں دکھی میں نے خط تمہیں جانکر نہیں
لکھا تمنے لکھا تھا کہ بعد عید میں ہاں آونگا مجکو خط بھیجنے میں تامل ہوا لکھتے کچھ ہو کرتے
کچھ ہو تنخواہ کی سنو تین برس کے دو ہزار دو سو پچاس روپے ہوئے شومد خرچ کے چوپائے تھے
وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو متفرقات میں اوٹھ گئے مختار کار دو ہزار لایا چونکہ میں اوسکا قرضدار
ہوں روپیہ اوسنے اپنے گھر میں رکھے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجیے حساب کیا سو
مول سات کم پندرہ سو ہوے میں نے کہا میرے قرضہ متفرق کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو
روپے نکلے میں کہتا ہوں یہ گیارہ سو بانٹ دے نو سو بچے آدھے تو لے آدھے مجھے
دیے وہ کہتا ہے پندرہ سو مجکو دو پانسو سات تم لو یہ جھگڑا مٹ جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا
خزانہ سے روپیہ آگیا ہے میں نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں بات رہگئی بت
رہگئی حاسدوں کو موت آگئی دوست شاد ہو گئے ہیں جیسا ننگا بہوکا ہوں جب تک جیونگا

ایسا ہی رہونگا میرا دارو گیر سے بچنا کرامت سدا الٰہی ہے ان بیسیونکا ہاتھ آنا عطیہ الٰہی
ہے حاکم شہر لکھدے کہ یہ شخص ہرگز پنشن پانیکا مستحق نہیں حاکم صدر مجکو پنشن دلوائے اور پورا
دلوائے میر نصاحب کو دعا کہتا ہوں اور مزاج کی خبر پوچھتا ہوں جواب ترکی غزل کی جواب
عربی عربی جوا دھوں نے لکھا وہ میں نے بھی لکھا مجتہد العصر کو بندگی لکھوں دعا لکھوں کیا
لکھوں نہیں بھئی وہ مجتہد ہوں سوا کریں میرے تو فرزند ہیں میں دعا ہی لکھونگا اور اسیطرح
میر نصیر الدین کو بھی دعا ایضاً بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھوں دلی کی ہستی منحصر کئے ہنگاموں
پر ہے قلعہ چاندنی چوک ہر روز مجمع بازار مسجد جامع کا ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی ہر سال
میلہ پھول والوں کا یہ پانچوں باتیں اب نہیں پھر کھوٹی کہاں ہاں کوئی شہر قلمرو ہند
میں اس نام کا تھا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۰ دسمبر کو یہاں داخل ہوں گے دیکھئے کہاں
اوترتے ہیں اور کیونکر دربار کرتے ہیں آگے کے درباروں میں سات جاگیردار تھے کہ اونکا
الگ الگ دربار ہوتا تھا حجر۔ بہادر گڈھ۔ بلب گڈھ۔ فرخ نگر۔ دوجانہ۔ پاٹودی۔ لوہارو۔
چار معدوم محض ہیں جو باقی رہے اوسمیں سے دوجانہ ولوہارو تحت حکومت ہانسی حصار پاٹودی
حاضر اگر ہانسی حصار کے صاحب کمشنر بہادر ان دونوں کو یہاں لے آئے تو تین
رئیس ورنہ ایک رئیس دربار عام والے مہاجن لوگ سب جو اہل اسلام میں سے صرف تین آدمی
باقی ہیں میر بٹھ میں مصطفےٰ خاں سلطان جی میں مولوی صدر الدین خاں بلی ماروں میں
سگ دنیا موسوم باسد تینوں مردود و مطرود و محروم و مغموم ؎ نوڑ بیٹھے جبکہ ہم
جام و سبو بھر ہمکو کیا ؎ آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے ؎ تم آتے ہو چلے آؤ
جان نثار خاں کے چھتے کی خانچند کے کوچہ کی سڑک دیکھ جاؤ بلاقی بیگم کے کوچہ کا
ڈھنا جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز میدان نکلنا سن جاؤ غالب فسردہ دل کو دیکھ جاؤ چلے جاؤ

مجتہد العصر میر سرفراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب الملک میر
نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا ایضاً جان غالب تمہارا خط پہنچا غزل صلاح
کے بعد پہنچتی ہے ؎ ہر ایک سے پوچھتا ہوں وہ کہاں ہے ۔ مصرع بدل دینے سے یہ شعر کس رتبہ کا
ہو گیا۔ اے میر مہدی تجھے شرم نہیں آتی ۔ میاں یہ اہل دہلی کی زبان ہے ۔ ارے آپ اہل
دہلی ہندو ہیں یا اہل حرفہ ہیں یا خاکی ہیں یا پنجابی ہیں یا گورے ہیں ان میں سے تو کسی کی زبان
کی تعریف کرتا ہے لکھنو کی آبادی میں کچھ فرق نہیں آیا ریاست تو جاتی رہی باقی ہر فن کے کامل
لوگ موجود ہیں خس کی ٹٹی پر دا ہوا اب کہاں وہ لطف تو اسی مکان میں تھا اب میر خیراتی کی
حویلی میں وہ چھت اور سمت بدلی ہوئی ہے بہر حال میگزرد مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاریکا کنواں
بند ہو گیا لال ڈگی کے کنویں یکقلم کھاری ہو گئے خیر کھاری ہی پانی پینے گرم پانی نکلتا ہے
پرسوں میں سوار ہو کر کنوؤں کا حال دریافت کرنے گیا تھا مسجد جامع سے راج گھاٹ دروازہ
تک بے مبالغہ ایک صحرا لق و دق ہے اینٹوں کے ڈھیر جو پڑے ہیں وہ اگر اوٹھ جائیں تو ہو کا مکان
ہو جائے یا کرو مرزا گوہر کے باغیچہ کے اس جانب کو کئی بانس نشیب تھا اب وہ باغیچہ کے صحن کے برابر ہو گیا یہاں تک
کہ راج گھاٹ کا دروازہ بند ہو گیا فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہیں باقی سب اٹ گیا کشمیری دروازہ
کا حال تم دیکھ گئے ہو اب آہنی سڑک کے واسطے کلکتہ دروازہ سے کابلی دروازہ تک میدان ہو گیا پنجابی
کٹرہ دھوبی واڑہ رامجی گنج سعادت خاں کا کٹرہ جنرل کی بی بی کی حویلی امجد اس گودام والے
کے مکانات صاحب رام کا باغ حویلی انیس کے کا پتا نہیں ملتا قصہ مختصر شہر صحرا ہو گیا تھا اب
جو کنوئیں جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہو گیا تو یہ صحرا صحرائے کربلا ہو جائیگا اللہ اللہ دلی والے
ابتک یہاں کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہیں واہ رے حسن اعتقاد آرے بندہ خدا اردو بازار
نرہا اردو کہاں دلی کہاں واللہ شہر نہیں ہے کنبے پچھاونی ہے نہ قلعہ نہ شہر بازار نہ نہر

الور کا حال کچھ اور ہے مجھے اور انقلاب سے کیا کام الکزنڈر مدرلے کا کوئی خط نہیں آیا ظاہرا
اونکی مصاحبت نہیں ورنہ مجکو ضرور خط لکھتا رہتا میر سرفراز حسین اور میر نصاحب اور
نصیر الدین کو دعا ایضاً جان غالب اب کے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ مجکو خود افسوس تھا پانچ یا
دن غذا کھائی اب اچھا ہوں تندرست ہوں ذی الحجہ ۱۲۷۶ تک کچھ کھٹکا نہیں ہے محرم
کی پہلی تاریخ سے اللہ مالک ہے میر نصیر الدین آئے کئی بار میں نے اونکو دیکھا نہیں اب کی بار
درد میں مجکو غفلت بہت رہی اکثر احباب کے آنے کی خبر نہیں ہوئی جب سے اچھا ہوا ہوں
سید صاحب نہیں آئے تمہاری آنکھوں کے غبار کی وجہ یہ ہے کہ جو مکان دلی میں ڈھائے
گئے اور جہاں جہاں سڑکیں نکلیں جتنی گرد اوڑی اوسکو اپنے ازراہ محبت اپنی آنکھوں
میں جگہ دی بہرحال اچھے ہو جاؤ اور جلد آؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کا خط آیا تھا میں نے
میر صاحب کی آزردگی کے خوف سے اوسکا جواب نہیں لکھا یہ قطعہ اون دونو صاحبوں
کو پڑھا دینا کہ میر سرفراز حسین صاحب اپنی خط کی رسید سے مطلع ہو جائیں اور میر نصاحب سے
پاس الفت پر اطلاع پائیں ایضاً سید صاحب کل پہر دن رہے تمہارا خط پہنچا یقین ہے
کہ وسیلوقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمہارے پاس پہنچ گئے ہوں حال سفر کا جو کچھ ہے
اونکی زبانی سن لوگے میں کیا لکھوں میں نے بھی جو کچھ سنا ہے اونہیں سے سنا ہے انکا
اسطرح ناکام پھر آنا میری تمنا اور میرے مقصود کے خلاف ہے لیکن میرے عقیدہ اور
میرے تصور کے مطابق ہے میں جانتا تھا کہ وہاں کچھ نہوگا سو یہ کی ناحق زیرباری
ہوئی چونکہ یہ زیرباری میرے بہروسے پر ہوئی تو مجھے شرمساری ہوئی میں نے اس چھیاسٹھ
برس میں اسطرح کی شرمساریاں اور روسیاہیاں بہت اوٹھائی ہیں جہاں ہزار
داغ ہیں ایک ہزار ایک سہی میر سرفراز حسین کی زیرباری سے دل کڑھتا ہے وبا

کو کیا پوچھتے ہو قدر اندازِ قضا کے ترکش میں یہی ایک تیر باقی تھا فضل ایسا عام لوٹ
ایسی سخت کال ایسا بڑا وبا کیوں نہو نسان الغیب نے دس برس پہلے فرمایا ہے ۵
ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام ۔ ایک مرگِ ناگہانی اور ہے ۔ میاں ۱۲۷۵ کی بات
غلط نتھی مگر میں نے وبائے عام میں مرنا اپنے لائق نہ سمجھا واقعی اسمیں میری کسر شان
تھی بعد رفع فساد ہوا سمجھ لیا جائیگا کلیات اردو کا چھاپا تمام ہوا غلب کہ اسی ہفتہ
میں غایت اسی مہینے میں ایک نسخہ بسبیل ڈاک تمکو پہنچ جائیگا کلیات نظم فارسی کے
چھاپنے کی بھی تدبیر ہو رہی ہے اگر ڈول بن گیا تو وہ بھی چھاپا جائیگا قاطع برہان
کے خاتمہ میں کچھ فوائد بڑھائے گئے ہیں اگر مقدور و مساعدت کریگا تو میں بیشرکت غیر
اسکو چھپواؤنگا مگر یہ خیال محال ہے میرے مقدور کی تیاری کا حال مجتہد العصر کو معلوم ہے
واللہ علے کل شئی قدیر خدا کا بندہ ہوں علی کا غلام میرا خدا کریم میرا خدا وند سخی علی دارم
چہ غم دارم وبا کی آنچ مدھم ہو گئی ہے پانسات دن بڑا زور شور رہا پرسوں خواجہ مرزا ولد
خواجہ امان مع اپنی بی بی بچوں کے دلی میں آیا کل رات کو اوسکا نو برس کا بیٹا ہیضہ
کر کے مر گیا انا للہ وانا الیہ راجعون لاہور میں بھی وبا ہے الکذب مدرسی مشتہر ہ الک صاحب
مر گیا واقعی بے تکلف وہ میرا عزیز اور ترقیخواہ اور راج میں و مجھ میں متوسط تھا اس جرم
میں ماخوذ ہو کر مرا خیر یہ عالم اسباب ہے اسکے حالات سے ہمکو کیا ایضاً ہاں صاحب تم کیا
چاہتے ہو مجتہد العصر کے مسودہ کو صلاح دیکر بھیجدیا اب اور کیا لکھوں تم میرے ہم عمر نہیں
جو سلام لکھوں میں فقیر نہیں جو دعا لکھوں تمہارا دماغ چل گیا ہے لفافہ کو کریدا کرو
مسودہ کو بار بار دیکھا کرو پاؤ گے کیا یعنے تمکو وہ محمد شاہی روشیں پسند ہیں یہاں
حیرت ہے وہاں کی عافیت مطلوب ہے خط تمہارا بہت دن کے بعد پہنچا جی خوش ہوا مسودہ

بعد صلاح کے بھیجا جاتا ہے برخوردار میر سرفراز حسین کو دینا اور دعا کہنا اور ہاں حکیم شیر فضل
اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا لازمہ سعادتمندی یہ ہے کہ ہمیشہ اسیطرح خط بھیجتے رہو کیوں صاحب
کہیو گلوں کے خطوط کی تحریر کی یہی طرز تھی ہائے کیا اچھا شیوہ ہے جب تک یوں نہ لکھو وہ خط
ہی نہیں ہے چاہ آب ہے ابر بے باراں ہے نخل بے میوہ ہے خانہ بے چراغ ہے چراغ بے نور ہے
ہم جانتے ہیں تم زندہ ہو تم جانتے ہو کہ ہم زندہ ہیں اس ضروری لکھنے لیانے والے کو اور وقت
پر موقوف رکھا اور اگر تمہاری خوشنودی اسیطرح کی نگارش پر منحصر ہے تو بھائی سارے تین
سطریں ویسی بھی میں نے لکھ دیں کیا قضا نہیں پڑھتے اور وہ مقبول نہیں ہوتی خیر ہمنے بھی وہ
عبارت جو سہو کے ساتھ لکھی تھی اب لکھ بھیجی قصور معاف کرو خفا نہو میر نصیر الدین ایک بار
آئے تھے پھر نہ آئے فارسی نئی میں نے کہاں لکھی کہ تمہاری چچا کو یا تمکو بھیجدوں نواب فیض محمد
خاں کے بھائی حسن علیخاں مرگئے حامد علیخاں کی ایک لاکھ تیس ہزار کیسے سو پیہ کی ڈگری
بادشاہ پر ہوگئی کلودار وغیرہ بیمار ہوگیا تھا آج اُسنے غسل صحت کیا باقر علیخاں کو مہینے بھر سے
تپ آتی ہے حسین علیخاں کے گلے میں دو غدود ہوگئے ہیں شہر جیپ چاپ نہ کہیں پھاوڑا
بجتا ہے نہ سرنا لگا کر کوئی مکان اوڑایا جاتا ہے نہ آہنی سڑک آتی ہے نہ کہیں مدرسہ بنتا ہے
دلی شہر خموشاں ہے، کاغذ نہ گیا ورنہ تمہارے دل کی خوشی کے واسطے ابھی اور لکھتا اخفیا
سید صاحب تمہاری خط کے آنے سے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو لیکن زمانہ
وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت میں خوشی ہی نہیں خط سے معلوم ہوا تو کیا معلوم ہوا کڈھائی
دیے اندنوں میں ڈھائی روپے بھی بھاری ہیں ڈھائی سو کیسے سبحان اللہ یا وجود اس
تہی دستی کے پھر بھی کہنا پڑتا ہے کہ روپے گئے بلا سے آبرو بچی اب میر سرفراز حسین کو چاہئے
کہ الور چلے جائیں شاید نئے بندوبست میں کوئی صورت نوکری کی نکل آئے میری دعا کہو

اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصہ اپنے ہاتھ سے مجکو لکھیں پنشن کا حال کچھ معلوم ہوا ہو تو کہو
حاکم خط کا جواب نہیں لکھتا عملدرآمد میں ہر چند تفحص کیجئے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا کوئی کچھ نہیں
بتاتا بہرحال تنا سُنا ہے اور دلایل اور قراین سے معلوم ہوا ہے کہ میں بیگناہ قرار پایا ہوں اور
ڈپٹی کمشنر بہادر کی رائے میں پنشن پانیکا استحقاق کہتا ہوں بس اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم
نہ کسیکو خبر میاں کیا باتیں کرتے ہو میں کہتا ہیں کہاں سے چھپاتا روٹی کھانے کو نہیں شراب
پینے کو نہیں جاڑے آتے ہیں لحاف تو شک کی فکر ہے کہتا ہیں کیا چھپاؤنگا منشی امیدسنگھ
اندور والے لی آئے تھے سابقہ معرفت مجھ سے نہ تھا ایک دوست اونکو میرے گھر لے
آیا اونھوں نے وہ نسخہ دیکھا چھپانیکا قصد کیا اگرہ میں میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ
تھا اوسکو میں نے لکھا اوسنے اس اہتمام کو اپنے ذمہ لیا مسنوعہ بھیجا گیا ہر فی جلد قیمت ٹھہری
پچاس جلدیں منشی امیدسنگھ نے لیں پچیس روپیہ چھاپے خانہ میں بطریق ہنڈوی بھجوائے
صاحب مطبع نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ چھاپنا شروع کیا اگرہ کے حکام کو دکھایا اجازت
چاہئے حکام نے بکمال خوشی اجازت دی پانسو جلد چھاپی جاتی ہے اوس پچاس جلد میں شاید
پچیس جلد منشی امیدسنگھ محکوم دینگے میں عزیزوں کو بانٹ دونگا پرسوں خط تفتہ کا آیا تھا
وہ لکھتے ہیں کہ ایک فرمہ چھپنا باقی رہا ہے یقین ہے کہ آج اکتوبر میں قصہ تمام ہو جائے بھائی
میں نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے کبیسویں جولائی ۱۸۵۸ء تک کا حال لکھا ہے اور خاتمہ میں اسکی
اطلاع دیدی ہے امین الدین خاں کی جاگیر کے ملنے کا حال اور بادشاہ کی رہائی کا حال
کیونکر لکھنا اونکو جاگیر اگست میں ملی بادشاہ اکتوبر میں گئے کیا کرتا اگر تحریر موقوف نکرتا منشی
امیدسنگھ اندور جانے والے تھے اگر ختم کرکے مسودہ اونکے سامنے اگرہ نہ بھیجدیتا تو پھر
چھپواتا کون ایضاً خوبی دین و دنیا روزی بادمیر شرف علی صاحب نے تمہارا خط پایا

وہ جو تم نے لکھا تھا کہ تیرا خط میرے نام کا میرے ہمنام کے ہاتھ جا پڑا اسا سب قصور تمہارا ہے
کیون ایسی شہر میں رہتے ہو جہاں دوسرا میر مہدی بھی ہو مجکو دیکھو کہ میں کب سے دلی میں
رہتا ہوں نہ کوئی اپنا ہم نام ہونے دیا نکوی اپنا عرف بنے دیا نہ اپنا ہم تخلص ہم پیشہ ہاں
فقط پنشن کی صورت یہ ہے کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی اوسنے اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن
ساتویں اگست کی مجکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا کچھ سہل سوال مجھ سے کئے اب ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے اور جلد ملے تردد اگر ہے تو اسمیں ہے کہ ۱۵ مہینے پچھلے بھی ملتے ہیں
یا صرف آیندہ کو مقرر ہوتی ہے غلام فخرالدین خاں کی دو ایک روبکاریاں ہوئی ہیں
صورت اچھی ہے خدا چاہے تو رہائی ہو جائے صاحب نے گھبرا کر اوس تحریر فارسی کو تمام کیا
دفتر بند کیا اور یہ لکھا یا کہ یکم اگست ۱۸۵۷ء تک میں نے ۱۵ مہینے کا حال لکھا اور آیندہ لکھنا موقوف
کیا تمکو آگے اس سے لکھا تھا کہ تم اپنے اوراق کا فقرہ اخیر لکھ بھیجو اب پھر تمکو لکھا جاتا ہے کہ جلد
لکھو تاکہ میں اوسکے آگے کی عبارت تمکو لکھکر بھیجدوں ہاں صاحب میر شرف علی صاحب بھی یہی
فرماتے تھے کہ میر سرفراز حسین بانی پت آیا چاہتے ہیں اگر آجائیں تو مجکو اطلاع کرنا ایضاً مارڈالا
یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کجرفتار کا بُرا ہو ہمنے اسکا کیا بگاڑا تھا ملک و مال جاہ و
جلال کچھ نہیں رکھتے تھے ایک گوشہ و تو شہ تھا چند مفلس بے نوا ایک جگہ فراہم ہو کر
کچھ ہنس بول لیتے تھے سو بھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکا اے فلک تو اور تو یہاں کچھ
نہ تھا ایک مگر دیکھنا یاد رہے یہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مجکو بیکسی بہت یاد آتا ہے
سو صاحب اب تم ہی بتاؤ کہ میں تمکو کیا لکھوں وہ صحبتیں اور تقریریں جو یاد کرتے ہو اور تو
کچھ بن نہیں آتی مجھ سے خط پر خط لکھواتے ہو آنسوؤں پیاس نہیں بجھتی یہ تحریر تلافی
اوس تقریر کا نہیں کر سکتی بہرحال کچھ لکھتا ہوں دیکھو لکھتا ہوں سنو پنشن کی رپوٹ کا

ابھی کچھ حال نہیں معلوم دیر آمد درست آمد بھئی میں تمسے بہت آزردہ ہوں میر نصاحب کی
تندرستی کے بیان میں نہ اظہار مسرت نہ مجکو تہنیت بلکہ اسطرح سے لکھا ہے کہ گویا اونکا
تندرست ہونا تمکو ناگوار ہوا ہے لکھتے ہو کہ میر نصاحب ویسے ہی ہوگئے جیسے آگے تھے
اوچھلتے کودتے پھرتے ہیں اسکے یہ معنی کہ ہے ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیوں اچھے ہوگئے
یہ باتیں تمہاری ہمکو پسند نہیں آتیں تمنے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا بہ تغیر الفاظ لکھتا ہوں
؎ کیوں نہ میرن کو مغتنم جانوں ۔ دلی والوں میں ایک سچا ہے یہ ۔ میر تقی کا مقطع
یوں ہے ؎ میر کو کیوں نہ مغتنم جانیں ۔ اگلے لوگوں میں ایک رہا ہے یہ ۔ میر کی
جگہہ میرن اور رہا کی جگہہ بچا گیا اچھا تصرف ہے ارے میاں تمنے کچھہ اور بھی سنا کل
یوسف مرزا کا خط لکھنو سے آیا وہ لکھتا ہے کہ نصیر خاں عرف نواب جان والد اونکا دایم
الحبس ہوگیا حیران ہوں کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو جھوٹ کا ہیکو لکھے گا خدا
کرے اوسنے جھوٹ سنا ہو لو بھئی اب تم جاؤ اپنے گھر میں تو روٹی کھانے جاتا
ہوں اندر باہر سب روزہ دار ہیں یہاں تک کہ بڑا لڑکا باقر علیخاں بھی صرف ایک میں
اور ایک میرا بیٹا حسین علیخاں یہ ہم روزہ خور ہیں وہی حسین علیخاں جسکا روزمرہ ہے
کھلونے منگا دو میں بھی بچا رجاؤنگا میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط اونکو
ضرور سنا دینا برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہنچے ایضاً میر مہدی جیتے رہو آفریں
صد ہزار آفریں اردو عبارت لکھنے کا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہے کہ مجکو رشک آنے لگا
سنو دلی کے تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ میں گئی ہے یہ طرز عبارت
خاص میری دوات تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریوں کے محلہ کا رہنے والا لوٹ
لے گیا مگر میں نے اوسکو بجل کیا امد برکت دے میری پنشن اور ولایت کے انعام کا

حال کما ہوحقہ سمجھ لو وللرحمن الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر تحریک ہوئی نواب گورنر جنرل
بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دہلی سے فلان شخص کی پنشن سے چڑھے ہوئے روپیہ کے
یکشت پانے کی اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کی رپوٹ منگوا کر اپنی منظوری لکھکر ہمارے پاس
بھیجدو تاکہ ہم حکم منظوری دیکر تمہارے پاس بھیجدین سو یہان اوسکی تعمیل بطرز مناسب ہوگی
کم وبیش دو مہینے مین سب روپیہ ملجائیگا اور ہان صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تمکو ضرورت
ہو تو سو روپیہ خزانے سے منگوالو مین نے کہا صاحب یہ کیسی بات ہے کہ اورون کو برس دن کا
روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ لواتے ہو فرمایا کہ تمکو اب چند روز مین سب روپیہ وارجرا کا حکم ملجائیگا
اورون کو یہ بات برسون مین میسر آئے گی مین چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم
مارچ ہے دوپہر ہو جائے تو اپنا آدمی مع رسید بھیجکر سو روپیہ منگالون پر یارو ایسے انعام
کی توقع خدا ہی سے ہے حکم تو اسی حکم کے ساتھ اوسکی رپوٹ کرنیکا بھی آیا ہے مگر یہ بھی حکم
ہے کہ اپنی رائے لکھو اب دیکھیے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی اور حاکم پنجاب اپنی رائے کیا لکھتے ہین حاکم
پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہے کہ دستنبو منگاکر اور تم دیکھکر ہمکو لکھو کہ وہ کیسی ہے اور اوسمین کیا
لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب بھی کہکر مجھ سے مانگی اور مین نے وی اب دیکھون حاکم
پنجاب کیا لکھتا ہے اسوقت تمہارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک خط آیا مجکو باتین کرنے کا مزا ملا تو
دونون کا جواب بھی لکھکر روانہ کیا اب مین روٹی کھانے جاتا ہون میر سرفراز حسین میر نصاحب
میر نصیر الدین کو دعا ایضاً سید صاحب تم مجرم نہ مین گنہگار تم مجبور مین ناچار نواب کہانی
سنو میری سرگزشت میری زبانی سنو نواب مصطفے خان بمیعاد سات برس کے قید ہوگئے تھے سو اوسکی
تقصیر معاف ہوئی اور اونکو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہے جہانگیر آباد کی زمینداری اور دلی
کی املاک اور پنشن کے باب مین ہنوز حکم کچھ نہین ہوا ناچار وہ رہا ہو کر میرٹھ ہی مین ایک دوست

سے مکان مین ٹہرے ہین مین بجبر و استماع اس خبر کے ڈاک مین بیٹھکر میرٹھ گیا اور مکو دیکھا پا
دن وہان رہا پھر ڈاک مین اپنے گھر آیا تاریخ آنے جانے کی یاد نہین مگر ہفتہ کو گیا منگل
کو آیا آج بدہ دوم فروری ہے مجکو آئے ہوئے نو ان دن ہے، انتظار مین تھا کہ تمہارا خط آئی
تو اوسکا جواب لکھا جائے آج صبحکو تمہارا خط آیا دوپہر کو مین جواب لکھتا ہون ۵ روز
اس شہر مین ایک حکم نیا ہوتا ہے کچھ سمجھہ مین نہین آتا ہے کہ کیا ہوتا ہے ۔ میرٹھ سے آکر
دیکھا کہ یہان بڑی شدت ہے اور یہ حالت ہے کہ گورون کی پاسبانی پر قناعت نہین ہے
لاہوری دروازہ کا تھانہ دار مونڈھا بچھاکر سڑک پر بیٹھتا ہے جو باہر سے گورے کی آنکھ بچاکر
آتا ہے اوسکو پکڑ کر حوالات مین بھیجدیتا ہے حاکم کے ہان سے پانچ پانچ بید لگتے ہین یا
دو روپیہ جرمانہ لیا جاتا ہے آٹھ دن قید رہتا ہے اس سے علاوہ سب تھانون پر حکم ہے کہ دریافت
کرو کون بے ٹکٹ مقیم ہے اور کون ٹکٹ رکھتا ہے تھانون مین نقشے مرتب ہونے لگے
یہانتک جمعدار میرے پاس بھی آیا مین نے کہا بھائی تو مجھے نقشے مین نرکھ میری کیفیت کی
عبارت الگ لکھ عبارت یہ کہ سید اللہ خان پنشندار ۱۸۵۰ء سے حکیم مٹیالے والے کے
بھائی کی حویلی مین رہتا ہے نہ کالون کے وقت مین کہین گیا نہ گورون کے زمانے
مین نکلا اور نکالا گیا کرنیل برون صاحب بہادر کی زبانی حکم پر اوسکی اقامت کا مداہے
ابتک کسی حاکم نے وہ حکم نہین منسوخ کیا حاکم وقت کو اختیار ہے پیون یہ عبارت جمعدار نے محلہ
کے نقشے کے ساتھ کوتوالی مین بھیجدی ہے کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ شہر سے باہر مکان
دکان کیون بناتے ہین جو مکان بن چکے ہین اونہین ڈھادو اور آیندہ کو ممانعت کا حکم
سنادو اور یہ بھی مشہور ہے کہ پانچہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہین جو مسلمان شہر مین اقامت
چاہے بقدر مقدور نذرانہ دے اوسکا اندازہ قرار دینا حاکم کی رائے پر ہے روپیہ دے اور

ٹکٹ لے گھر برباد ہو جائے آپ شہر مین آباد ہو جائے آج تک یہ صورت ہی دیکھیے شہر کے
بسنے کے کون مہورت ہے جو رہتے ہین وہ بھی احراج کیے جاتے ہین یا جو باہر پڑے ہوے
ہین وہ شہر مین آتے ہیں الملک للہ والحکم للہ تو چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار
میر نصیر الدین کو دعا اور جناب میر نصاحب کو سلام بھی اور دعا بھی آمین سے وہ جو چاہین
قبول کریں ایضاً میر بجان خدا عجلہ ایک سو بیس برس کی عمر دی بوڑھا ہونے آیا ڈاڑھی
مین بال سفید آ گئے مگر بات سمجھنی نہ آئی پنشن کے باب مین اوجھے ہو اور کیا بیجا اوجھے ہو
یہ تو جانتے ہو کہ دلی کے سب پنشندارون کو مئی ۱۸۵۷ء سے پنشن نہین ملا یہ فروری ۱۸۵۹ء
بائیسوان مہینا ہے چند اشخاص کو اس بائیس مہینے مین سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ
مل گیا باقی چڑھے ہوئے روپیہ کے باب مین اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ حکم نہین
ہوا تم اب اپنے سوال کو یاد کرو کہ اس واقعہ سے اوسکو کچھ سبب ہے یا نہین یہ حضرت کا سوال
امیر خسرو کی انملی ہے ؎ چیل بسولا لے گئی لوکا ہے سی پھلکون راب ۔ علی بخش خان
پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے بائیس مہینے کے گیارہ سو ہوتے ہین اونکو چھ سو روپیہ مل گئے
باقی روپیہ چڑھا رہا آیندہ ملنے مین کچھ کلام نہین غلام حسن خان سو روپیہ مہینے کا پنشندار بائیس
مہینے کے بائیس سو روپیہ ہوتے ہین اوسکو بارہ سو ملے دیوان کشن لال کا ڈیرہ سو روپیہ مہینا
بائیس مہینے کے تین ہزار تین سو ہوتے ہین اوسکو اٹھارہ سو ملے متاجمدار دس روپیہ مہینے کا
سکھہ لبر سال بھر کے ایکسو دس ہوے آیا اسی طرح پندرہ سولہ آدمیون کو ملا ہے آیندہ کے واسطے
کسیکو کچھ حکم نہین مجکو پھر مدد خرچ نہین ملا جب کئی خط پر خط لکھے تو اخیر خط صاحب کمشنر
بہادر نے حکم دیا کہ سایل کو بطریق مدد خرچ سو روپیہ ملجاوین مین نے وہ سو روپیہ نہ لئے اور پھر صاحب
کمشنر بہادر کو لکھا کہ مین باسطہ روپیہ آٹھ آنہ مہینا پانے والا ہون سال بھر کے ساڑھے سات سو

روپیہ ہوتے ہین سب پنشداروں کو سال سال بھر کا روپیہ مجکو سو روپیہ کیسے ملتے ہین مثل اور
کے مجھکو بھی سال بھر کا روپیہ ملجائے ابھی اسمین کچھہ جواب نہین ملا آباد یکایہ تنگ ہے کہ ڈھنڈھورا
پٹوا کر ٹکٹ چھپوا کر اجرٹن صاحب بہادر بطریق ڈاک کلکتہ چلے گئے دلی کے حمقا جو باہر پڑے
ہوے ہین منھ کھولکر رہ گئے اب جب وہ معاودت کرینگے تب شاید آبادی ہوگی یا کوئی اور نئی
صورت نکل آے میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میر فصاحت کے دعائین پہنچین برخوردار
کامگار میر مہدی قطعہ تمنے دیکھا سچ مچ میر جلیہ ہے واہ اب کیا شاعری رہگئی ہے جسوقت مین نے
یہ قطعہ ہان کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھون لڑکون نے ستایا کہ دادا جان
چلو کھانا تیار ہے ہمین بھوک لگی ہے تین خط اور لکھے ہوے رکھے تھے مین نے کہا کہ اب کیون
لکھون اوسی کاغذ کو لفافے مین رکھکر ٹکٹ لگا سرنامہ لکھہ کلیان کے حوالہ کر گھر مین چلا گیا
اور ہان ایک چھیڑ بھی تھی کہ دیکھون میر امیر مہدی خفا ہوکر کیا باتین بناتا ہے سو وہی ہوا
تمنے جلے پھپھولے پھوڑے لو اب بتاؤ خط لکھنے بیٹھا ہون کیا لکھون یہانکا حال زبانی میرن
صاحب سے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھہ تمنے سنا ہوگا بے اصل باتین ہین پنشن کا مقدمہ کلکتہ مین
نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر یہان کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھکر اپنے دفتر
مین رکھہ چھوڑی میرا و سمین کیا ضرر یہان تک لکھہ چکا تھا کہ دو ایک آدمی آگئے دن بھی
تھوڑا رہگیا مین نے بلس بند کیا باہر تختون پر آبیٹھا شام ہوئی چراغ روشن ہوا منشی سید
احمد حسین سرہانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہین مین پلنگ پر لیٹا ہوا ہون کہ ناگاہ چشم و
چراغ دودمان علم و یقین سید نصیر الدین آیا ایک کوڑا ہاتھہ مین اور ایک آدمی ساتھہ
اوسکے سر پر ایک ٹوکرا اوسپر گھاس ہری بھری ہوئی مین نے کہا ہا ہا سلطان العلما مولانا
سرفراز حسین دہلوی نے دوبارہ سند بھی ہے بارے معلوم ہوا کہ وہ نہین ہے یہ کچھ اور ہے

فیض خاص نہین لطف عام ہی شراب نہین آم ہے خیر یہ عطیہ بھی بے خلل ہے بلکہ نعم البدل
ہے ایک ایک آم کو ایک ایک سیر بھر گلاس سمجھا بادہ انگوری سے بھرا ہوا مگر واہ کس حکمت
سے بھرا ہے کہ پیسٹھ گلاس مین ہے ایک قطرہ نہین گرا ہے میان کہتا تھا کہ یہ اسی تھے پندرہ
بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے تا اونکی بُرائی اور وہمین سرایت نکرے ٹوکرے مین سے پھینک دیے مین نے
کہا بھائی یہ کیا کم ہے مگر مین تمہاری تکلیف اور تکلف سے خوش نہین ہوا تمہارے پاس روپیہ
کہان جو تمنے آم خریدے خانہ آباد دولت زیادہ لیکو ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی
بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا دیکھو اس
لغت کے معنی کسی فرہنگ سرور مین ہو تو مجتہد العصر اور حکیم میر شرف علی کو کہ وہ اونکے علم کی
کنجی ہین اور مکے مکے کی کتابین چالیس پچاس روپیہ کو بیچتے ہین میری دعا کہا بنا ایضا
کیون یار کیا کہتے ہو ہم کچھ آدمی کام کے ہین یا نہین تمہارا خط پڑھکر دو سو بار یہ شعر پڑھا ؎
وعدہ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔ کلو کو مولوی مظہر علی صاحب کے
پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ آپ کہین جائینگا نہین مین آتا ہون بہلا بھائی اچھی حکمت کی کیا وہ
میرے بابا کے نوکر تھے کہ مین اونکو بلاتا اونہون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نکرین
مین حاضر ہوتا ہون دو گھڑی کے بعد وہ آئے ادھر کی بات اودھر کی بات کوئی انگریزی
کاغذ دکھایا کوئی فارسی خط پڑھوایا اجی کیون حضرت آپ میر نصاحب کو نہین بلاتے صاحب
مین تو اون کو لکھ چکا ہون کہ تم چلے آؤ اور ایک مقام کا اونکو پتا لکھا ہے کہ وہان ٹہر کر
مجکو اطلاع کرو مین شہر مین بلا لونگا صاحب وہ ضرور آئین گے آخر کار اون سے
اجازت لیکر اب تمکو لکھتا ہون کہ اون سے مختصر یہ کہدو کہ بھائی یہ تو مبالغہ ہے کہ روٹی وہان
کھاؤ تو پانی یہان پیو یہ کہتا ہون کہ جیو وہان کرو تو باسی عید یہان کرو یہ میرا حال

سنو کہ بے رزق جینے کا ڈھب مجکو آگیا ہے اسطرف سے خاطر جمع رکھنا رمضان کا مہینا روزہ
کھا کھا کر کاٹا آیندہ خدا رزاق ہے کچھ اور کھانیکو نہ ملا تو غم تو ہے بس صاحب جب ایک چیز
کھانیکو ملی اگرچہ غم ہی ہو تو پھر کیا غم ہے میر سرفراز حسین کو میری طرف سے گلے لگانا اور
پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی صاحب کو سلام کہنا
میر نصا حب کو سلام نہ دعا یا خط پڑھا دو اور ادھر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی
ہے کیون وہ شہر سے باہر ٹہرین اور کیون کسی کے بلانے کی راہ دیکھین شکرم مین کرانچی مین
چوپھلے مین یعنے ڈاک مین آئین بلیمارون کے محلہ مین میرے مکان پر اوتر پڑین مرزا
قربان بیگ کے مکان مین مولوی مظہر علی رہتی ہین میرے اونکی مسکن مین ایک میر خیراتی کی
حویلی درمیان ہے ڈاک کو رہنا کوئی نہین دکتابہ صلاح تو ایسی ہے کہ اگر اس خط کے پہنچتے
ہی چلدین تو عید بھی یہین کرین ایضاً بیان کیون تعجب کرتے ہو یوسف مرزا کے
خطوط کے نہ آنے سے وہان اچھی طرح ہے حاکمون کے مان آنا جانا نوکری کی تلاش حسین مرزا
صاحب بھی وہین ہین وہان کے حکام سے ملتے ہین وہان پنشن کی درخواست کر رہے ہین ان
دونون صاحبون کے ہر ہفتہ مین ایک دو خط مجکو آتے ہین جواب بھیجتا ہون بھائی لکھنو
مین وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندوستانی عملداری مین ایسا امن و امان ہوگا نہ اس فتنہ و فساد
سے پہلے انگریزی عملداری مین یہ چین ہوگا امرا اور شرفا کی حکام سے ملاقاتین بقدر تبہ تعظیم و
توقیر پنشن کی تقسیم علی العموم آباد یکا حکم عام لوگون کو کمال لطف اور نرمی سے آباد کرتے
جاتے ہین اور ایک نقل سنو وہان کے صاحب کمشنر بہادر عظم نے جو دیکھا کہ عملہ مین ہنود بہت
ہوے ہین اہل اسلام نہین ہین ہنود کو اور علاقون پر بھیجدیا اور اونکی جگہہ مسلمانون کو بھرتی
کیا یہ تو آفت دلی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے لکھنو کے سوا اور شہرون مین عملداری کی وہ

صورت ہی جو غدر سے پہلے تھی اب یہان ٹکٹ چھاپے گئے ہین مین نے بھی دیکھے فارسی
عبارت یہ ہے ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال جرمانہ مقدار روپیہ کی حاکم کی
رائے پر ہے آج پانچہزار ٹکٹ چھپ چکا ہی کل اتوار یوم التعطیل ہے پرسون دوشنبہ سی دیکھے یہ
کاغذ کیونکر تقسیم ہون یہ تو کیفیت عمومًا شہر کی ہے خصوصًا میرا حال سنو بائیس مہینے کے
بعد پرسون کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللہ خان پنشندار کی کیفیت لکھو کہ وہ بے مقدور اور
محتاج ہی یا نہین کوتوال نے موافق ضابطہ کے مجھہ سی چار گواہ مانگے ہین سو کل چار گواہ کوتوالی
چبوترے جائینگے اور میری بے مقدوری ظاہر کرآئینگے تم کہین یہ نسمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چند
ہوا روپیہ ملجائیگا اور آیندہ کو پنشن جاری ہوجائیگا نہ صاحب یہ تو ممکن ہے نہین بعد ثبوت افلاس
مستحق ٹہرونگا چھہ مہینے یا برسدن کا روپیہ علی الحساب پاینگا میر نصاحب جو بلائے گئے ہین
اوس طلب کے جواب مین بھی کیون نہین لکھتے کہ ٹکٹ میرے نام کا حاصل کرکے بھیجو تو مین اون دیکھو
اب دس پانچ دن مین سب حال کہلا جاتا ہے میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میر بطیر سی
گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور میر صاحب کو مبارکباد کہنا۔

بنام شاہ عالم صاحب

مخدوم زادہ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعائے درویشانہ قبول فرماوین آپ کا
مع الخیر وطن پہنچنا اور بزرگون کے قدمبوس اور بھائیون کے ہم آغوش ہونا آپ کو مبارک
ہو ؎ یوسف از مصر بکنعان آمد ٭ تفرقہ اوقات و سفر رامپور و شدت تموز مقتضی
اسکی ہوی کہ ہنوز تمہارے مسودات دیکھے نہین گئے تا نزول باران رحمت الہی اور بھی
چپکے بیٹھے رہو اپنے مامو نصاحب کو نیاز معتقدانہ اور اپنے بھائیون کو سلام مخلصانہ
کہیگا اور اپنے والد ماجد یعنے میرے مرشد ہم عمر و ہم فن کو وہ سلام جس سے محبت ٹپکے

اور اشتیاق بر سے پہنچائے گا اور عرض کیجیے گا کہ آرزوے دیدار حد سے گزر گئی یارب جبتک
حضرت صاحب عالم کو ماہرہ مین اور انوار الدولہ کو کالپی مین نہ دیکھہ لون اوراون سے
ہم کلام نہولون میری روح کو قبض کا حکم نہو لیکن ۱۲۷۷ مین دو مہینے باقی ہین اب کے
محرم سے اوس فی حجہ تک میرا مدعا حاصل ہوجائے مشفقی مکرمی چودھری عبد الغفور صاحب
کو میرا سلام کہئے گا اور یہ پیام پہنچائیگا کہ حضرت صاحب عالم کی تمنائے دیدار بقید ماہرہ
کنایہ اس سے ہے کہ اور کسیکا بھی دیدار مطلوب ہے ۵ خواہش وصل مقدر ہے جو مذکور نہین
اون کے اس خط کا جواب جو پرسون مجکو پہنچا ہے موم جامہ مین لپیٹ کر بھیجونگا انشاء اللہ
العزیز ہان جناب شاہ عالم صاحب پھر روے سخن آپکی طرف ہی جناب میر وزیر علی صاحب
بلگرامی یہان تشریف لائے اور میرے مسکن سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر چاندنی چوک مین
قطب الدین سوداگر کی حویلی مین اوترے ہین مرزی صاحب کا کام اونکے سپرد ہوا ہے یعنی
ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہین اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بھی کرتے
لیکن ہنوز قایم مقام ہین وہ صاحب جسکا نام لکھہ آیا ہون بطریق رخصت سپاٹو گیا ہے
ایک دن فقیر بھی اونکے مکانپہ چلا گیا تھا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اونمین جمع ہین
انکھین اونکے حسن صورت سے روشن ہوگئین اور دل اونکی حسن سیرت سے خوش ہوگیا واہ خاک
پاک بلگرام مین نے وہان کے جس بزرگوار کو دیکھا بہت اچھا پایا ایضاً مخدوم زادہ
عالیشان مقدس و دمان حضرت شاہ عالم امن و امان دعز و شان و علم و عمر سے
برخوردار رہین ہمارے حضرت ہمکو بھول گئے ہان سچ ہے اونکا لطف چودھری عبد الغفور
صاحب کے جو سر مہر و محبت کا عرض تھا جب جوہر نرما تو عرض کہان بہرحال جناب حضرت
صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہنچ جائے اور یہ سطرین اونکی نظر سے گزر جائین

چودھری عبدالغفور خانصاحب کو سلام کہیئے گا اور یہ پوچھیے گا کہ قصیدہ کا بعد اصلاح کے
نہ پہچنا میرا گناہ ہے یا اسکے سوا کوئی اور قصور ہے اگر وہی جرم ہے تو معاف کیجیے اور کوئی
جرم بھی ہے تو مجھے اطلاع دیجیئے ان دو پیام کی تبلیغ کے بعد پھر روئے سخن آپ کی طرف
ہے آپکا خط میرے نام کا اور اوسکے ساتھ ایک خط ڈپٹی میر زبیر علی صاحب کے نام کا
پہنچا وہ پڑھا وہ بھجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تھا وہ دو بار جواب نہ گئے کو گیا پہلی بار حکم ہوا
کہ کل آئیو دوسری بار حضرت نہ ملے مین نے اوسکی جواب سی قطع نظر کرکے اپنی خدمتگزاری کی
آپ کو اطلاع دی یائے تحتانی لکھہ چکا تھا کہ ایک چپراسی آیا اور اوسنے خط تمہارے نام کا
ٹکٹ لگا ہوا دیا اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نے سلام کہا ہے اور یہ خط دیا ہے اب مین یہ خط اپنا
مع اون کے خط کے ڈاک گھر مین بھیجتا ہون صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵
اگست کی ہے ڈپٹی صاحب چاندنی چوک حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین
رہتے ہین باقی اونکے حالات اونکے خط سے معلوم ہو جائینگے اپنے ماموں صاحب کی
خدمتمین سلام نیاز اور اپنے بھائی صاحبون کی خدمتمین فقیر کی دعا پہنچائیگا والسلام

بنام صاحب عالم صاحب

پیر و مرشد اس مطلع دلچسپ کو کیا سمجھون اور اوسکا شکر کیونکر بجا لاؤن خدا کی بندہ نوازیان
ہین کہ مجھ ننگ آفرینش کو اپنے خاصان درگاہ سی بہلا کہواتا ہے ظاہر اسمیرے مقدر مین
یہ سعادت عظمی تھی کہ مین اس وبائے عام مین جیتا بچ رہا اللہ اللہ ایسی کشتنی و سوختنی
کو یون بچایا اور پھر اس تبر کو پہنچایا کبھی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا ہون اور کبھی بہشت
کو اپنا پائین باغ تصور کرتا ہون وسطے خدا کے اور اشعار لفر مائیگا ورنہ بندہ دعوی
خدائی کرنے مین محابا نکریگا کتاب افادت باب پنج اہنگ نسخہ لطیف شریف تالیف اسکے

آگے خام سے کچھ نہ پڑھا گیا مگر چودھری صاحب اور حضرت سید شاہ امیر صاحب اور مولوی
فضل احمد صاحب یہ تین اسم معلوم ہوئے پھر بھی دوسرے اسم مین متردد ہون کہ آیا میرا قیاس
مطابق واقع ہے یا نہین ہان چودھری صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب ان دو
نامون مین تردد باقی نہین معہذا یہ سمجھا کہ مقصود کیا ہے اگر پنج آہنگ مطلوب ہے تو اوسکا جواب
یہ ہے کہ میرا ایک سبھی بھائی ہے نواب ضیاء الدین خان سلمہ اللہ تعالیٰ وہ میری نظم و نثر کو فراہم
کرتا رہتا تھا چنانچہ مجموعہ نثر اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم اردو سب نسخے اوسکے کتب خانے
مین تھے وہ کتب خانہ ڈکر عرض کرتا ہون بیس ہزار روپیہ کی مالیت کا ہوگا لٹ گیا ایک
ورق نہین ہا ہان چھاپے کی پنج آہنگین اب بھی بکتی ہین اور معیوب و عیب مین ایک تو یہ
کہ جو بعد انطباع از قسم نثر تحریر ہوا ہے وہ اوسمین نہین دوسرے کاپی نویس نے وہ اصلاح میری
نثر کو دی ہے کہ میرا جی جانتا ہے اگر کہون کوئی سطر غلطی سے خالی نہین تو اغراق ہے
بے مبالغہ یہ ہے کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہین بہرحال اگر فرمایے تو لیکر بھیجون مخدوم
زادہ ہائے والا تبار مین پہلا نام سمجھ مین نہین آیا مگر پہلے اونکی خدمتمین اور پھر سید مقبول عالم
کی خدمتمین سلام مسنون اور اشتیاق روز افزون عرض کرتا ہون ایضاً بعد حمد خداوند
نعت رسول صلے اللہ علیہ وسلم پہلے قبلہ روح و روان جناب صاحب عالم صاحب کو بندگی
اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارک باد کیا عرض کرون کہ میرا کیا حال ہے اضمحلال
قوی کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جس سے تکلف کی ملاقات ہی اجائے تو
تو اوٹھ بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون جو کچھ لکھنا ہوتا ہے وہ بھی اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہون آج
دوپہر کو میر عبدالعزیز صاحب آئے مین کلاہ و پیرہن پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اونکو دیکھکر اوٹھا
مصافحہ کیا اونھون نے جناب شاہ عالم کا خط مع مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسون

جاؤ
کا عرض کیا کہ تم آخر روز آپ تشریف لائین خط کا جواب اور اصلاحی مسودہ بھیجا ہین
تشریف لائین گے مین لیٹے ہادن کے سونے کی عادت نہین ہے جی مین کہا اوبیکار کیون رہو خط
کا جواب آج لکھ رکھو اوٹھے کون بکس کھولے کون لڑکون کی دوات قلم موڈھے پر پلنگ کے
پاس رکھ لی ادب مقتضی ہوا کہ آغاز نامہ بنام اقدس ہو حضرت نسخہ قاطع برہان نیشری
چوتھی نظر مین مکمل ہو کر مسودات ایک کاتب کے حوالہ ہوی آٹھ جزو لکھے گئے کم و بیش دو جزو
باقی ہین پرسون تک جائین گے بعد اوسکے انطباع کی فکر ہوگی جب عزیمت امضا پزیر
ہوجائے گی حضرت کی نظر سے بھی شرف پائیگی حضرت سید عالم کو نیاز خورشید عالم کو سلام
چودھری صاحب کو سلام نہ نیاز صرف یہ پیام کہ ہم تمہارے خط کو مفرح روح سمجھتے تھے باتونکا
مزا ملتا تھا خیر و عافیت معلوم ہوجاتی تھی وہ وظیفہ روحانی منقطع کیون ہوا صاحب یہ روش
اچھی نہین گاہ گاہ ارسال رسل و رسائل کا طور بنا رہے۔

بنام مولوی عبدالغفور خان بہادر نساخ

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ روش گوشہ نشین جو موسوم بہ اسد اللہ اور متخلص بغالب ہے مکرمت
حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بے مثال کو عطیہ کبریٰ اور موہبت
عظمےٰ سمجھکر یاد آوری کا احسان مانا پہلے اسقدر افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ حضرت نے
اس ہیچ میرز ہیچمدان کو قابل خطاب و لایق عطا کتاب جانا مین دروغ گو نہین خوشامد
میری خو نہین دیوان فیض عنوان اسم بامسمےٰ ہے دفتر بے مثال اسکا نام بجا ہے اے ہوے
متین معانی بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند ہم فقیر لوگ اعلان کی جاتے اگرچہ بینائی میری
گستاخ ہین شیخ امام بخش طرز جدید کے موجد اور پرانی نا ہموار رہنے مین بہت تکلف کا
آپ اونسے بڑھکر بصیغہ مبالغہ بے مبالغہ نساخ ہین تم دانائی، خط کو آپکی خدمت مین

مارس فلم و ہندوستان ہو خاکسار نے ابتدائے سن تمیز مین اردو زبان مین سخن سرا
کی ہے پھر اوسط عمر مین بادشاہ ہلی کا نوکر ہو کر چند روز اوسی روش پر خامہ فرسائی
کی ہے نظم و نثر فارسی کا عاشق و مایل ہون ہندوستان مین رہتا ہون مگر تیغ
اصفہانی کا گھائل ہون جہانتک نے رچل سکا فارسی زبان مین بہت کچھہ بکا اب فارسی
کی فکر نہ اردو کا ذکر نہ دنیا مین توقع نہ عقبے کی امید مین ہون اور اندوہ ناکامی جاوید
جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب مین کہتا ہون ؎ چشم کشودہ اند بکردار ہای
من وہ ز آینہ نا امیدم و از رفتہ شرمسارہ ایک کم ستر برس دنیا مین رہا اب اور کہانتک
رہونگا ایک اردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو
بیت کا تین رسالے نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہو گئے اب اور کیا کہونگا مدح کا صلہ نہ
غزل کی داد نپائی ہرزہ گوی مین ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمتہ ؎
لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ٭ دہن بر چہرہ زخمے بود بہ شد ٭ سچ تو یون ہے کہ قوت
ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم مین وہ زور نرما طبیعت مین وہ مزہ سرمین وہ شور نرہا پچاس برس
کی مشق کا ملکہ کچھہ باقی رہگیا ہے اوسی سبب سے فن کلام مین گفتگو کر لیتا ہون حواس کا
بھی بقیہ اسیقدر ہے کہ معرض گفتار مین موافق سوال جواب دیتا ہون روز و شب یہ فکر رہتی
ہے کہ دیکھیے وہان کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت
سے ہے کہ آپ جوابدہ کی بادی اور مجکو رسالنامہ کی سہیل کے ہادی ہوے ہین جب تک
م سے شاد اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے
سلام بالوف الاحترام۔
مرزا یوسف علیخان صاحب عزیز

جناب عالی تم کیا فرماتے ہو جان بوجھ کر انجان بنے جاتے ہو واقعی غدر مین میرا گھر بار لٹا
مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا مان بھائی ضیاء الدین خانصاحب اور ناظر حسین مرزا
صاحب ہندی فارسی نظم و نثر کے مسودات مجھ سے لیکر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے
سواون دونون گھرون پر جھاڑو پھر گئی نہ کتاب رہی نہ اسباب ہا پھر اب مین اپنا
کلام کہان سے لاؤن ہان تمکو اطلاع دیتا ہون کہ مئی کی گیارہوین ۱۸۵۷ء سے
جولائی کی اکتیسوین ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا اپنا حال مین نے نثر مین لکھا ہے اور وہ
نثر فارسی زبان قدیم مین ہے کہ جسمین کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک قصیدہ فارسی متضاف
عربی و فارسی ملی ہوئی زبان مین حضرت فلک رفعت جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی ستایش
مین اوس نثر کے ساتھ شامل ہے یہ کتاب مطبع خلایق اگرہ مین منشی نبی بخش صاحب
حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ اور منشی ہرگوپال تفتہ کے اہتمام مین چھاپی گئی ہے فی الحال
مجموعہ میری نظم و نثر کا اوسکے سوا اور کہین نہین اگر جناب منشی امیر علیخانصاحب
میرے کلام کے مشتاق ہین تو نسخہ موسوم بہ دستنبو مطبع مفید خلایق سے منگالین اور ملاحظہ
فرمائین۔

بنام قاضی عبدالجمیل صاحب

مخدوم مکرم و معظم جناب مولوی عبدالجمیل صاحب کی خدمت مین ابلاغ سلام مسنون۔ السلام
کے بعد عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہے دو عنایت نا
اپ کی اوقات مختلف مین پہنچے پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوے
سیاہی اسطرح کی پھیلی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہین جاتے اگرچہ بینائی میر
ہے اور مین عینک کا محتاج نہین لیکن باینہمہ اوسکے پڑھنے مین بہت تکلف
ہے علاوہ اسکے جگہہ اصلاح کی باقی نہین چنانچہ اوس خط کو آپکی خدمت مین

---- ---- چار لر پھینکدیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپکو
بھی معلوم ہوجائے آپ خود دیکھہ لین کہ اسمین اصلاح کہان دیجائے واسطے اصلاح کے
جو غزل بھیجی اوسمین بین الاسطور بین الاسطر بین المصرعین فاصلہ زیادہ چھوڑیے آپکے خط مین جو
کاغذ اشعار کا ہے حروف اوسکے روشن ہین مگر بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہہ
معدوم آپ کی خاطر سے رنج کتابت اوٹھاتا ہون اور اون دونون غزلون کو بعد اصلاح
لکھتا جاتا ہون مسودہ تو آپکے پاس ہوگا اوس سے مقابلہ کرکے معلوم کرلیجیے گا کہ کس شعر پر
اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح ہوئی اور کونسی بیت موقوف ہوئی مشاعرہ یہان شہر مین
کہین نہین ہوتا قلعہ مین شہزادگان تیموریہ جب ہوکر کچھہ غزلخوانی کرلیتے ہین وہان کے
مصرع طرحی کو کیا کیجیے گا اور اسپر غزل لکھکر کہان پڑھیے گا مین کبھی اوس محفل مین جاتا
ہون اور کبھی نہین جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے اسکو دوام کہان کیا معلوم ہے
ایکے نہوا رایکے ہو تو آیندہ نہو والسلام مع الاکرام ایضاً قبلہ آپ کہ خط کے بھیجنے
مین تردد کیون ہوتا ہے ہر روز دو چار خط اطراف و جوانب سے آتے ہین گاہ گاہ انگریزی
بھی ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہین پوسٹ ماسٹر میرا آشنا ہے مجکو جو دوست
خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہین آپ ہی
التفات کرین کہ آپ لال کنوان لکھتے رہے اور مجکو بلیمارون مین خط پہنچتا رہا خلاصہ
آپکا کوئی تلف نہین ہوا جو آپ نے بھیجا وہ مجکو پہنچا بات یہ ہے کہ شوقیہ خطوط کا
لہانتک لکھون مین نے آئین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہے
بضروری التحریر پر نہو تو کیا لکھون ایکے آپ کے خط مین تین مطلب جواب
قابل تھے ایک تو وہ رباعی جو آپنے اس ننگ فرنیش کی مدح مین لکھی ہے

اوسکا جواب بندگی ہے اور کورنش اور آداب و سرامد عاحظ کے نہ پہنچنے کا وسوسہ
سوا وسکا جواب لکھہ چکا تیسرا امر جناب مولوی امتیاز خان صاحب کا میرے ہان آنا اور
میرا اوسوقت مکانپر موجود نہونا واللہ مجکو بڑا رنج ہوا اگر آپ سے ملین تو میرا سلام کہنے کا اور
میرا ملال اون سے بیان کیجئے گا صبح کو مین ہر روز قلعہ کو جاتا ہون ظاہرا مولوی صاحب
اول روز آئے ہون گے جب سوار ہو جاتا ہون تب بھی دو چار آدمی مکانپر ہوتے
ہین مولوی صاحب بیٹھتے حقہ پیتے اگر قلعہ جاتا ہون تو پھر دن چڑھے آتا ہون زیادہ
اس سے کیا لکھون ایضاً پیر و مرشد نواب صاحب کی وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار
ہون مسند نشینی کی تہنیت کے واسطے رام پور آیا ہین کہان اور بریلی کہان ۱۲- اکتوبر
کو یہان پہنچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤنگا نمایش گاہ بریلی کی سیر کہان خود
اس نمایش گاہ کی سیر ہین جسکو دنیا کہتے ہین دل بھر گیا اب عالم بیرنگی کا مشتاق ہون
لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ ایضاً قبلہ ایک سو بیس آم پہنچے خدا
حضرت کو سلامت رکھے دس قلمین اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالہ کردی ہے
خدا کرے بحفاظت آپکے پاس پہنچے مین مریض نہین ہون بوڑھا ہون اور ناتوان
گویا نیم جان رہ گیا ہون ایک کم ستر برس دنیا مین رہا کوئی کام دین کا نہین کیا
افسوس ہزار افسوس وہ عمل جو کہار لایا تھا وہان پہنچی جہان اب مین جانے
والا ہون یعنے عدم مدعا یہ کہ گم ہوگئی ایضاً جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ
کی بندگی اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف مین ایک
قطعہ اور حضرت کی مدح مین ایک قصیدہ لکھتا بات یہ ہے مین اب رنجور نہین تندرست
مگر بوڑھا ہون جو کچھہ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا مین زایل ہوگئی اب

ایک جسم بے روح متحرک ہون ۵ یکے مردۂ شخصم بمردی روان ۵ اس مہینے مین وجب
۱۲۸۰ھ سے ستروان برس شروع اور اسقام و آلام کا اغاز ہے ایضاً جناب مخدوم
مکرم کو میری بندگی تفقد نامہ مرقومہ ۱۲ ستمبر مین نے پایا حضرت کے سلامت حال پر
خدا کا شکر بجا لایا کوئی محکمہ تخفیف مین آئے کوئی گا نو مثلاً لٹ جائے آپکا عہدہ
آپ کو مبارک آپکا دولت خانہ سلامت ہان وہ جو اپنے ابن الحال کا اس محکمہ
مین وکیل ہونے کا کھٹکا ہے البتہ بجا ہے جب آپ ظاہر کر چکے ہین تو آپ اوسکا اندیشہ
کیا ہے حاکم سمجھ لیگا وہ وکیل ہین محکمہ منصفے مین نہ ہین گے مگر صدر امین و شش
جج مین کام کرینگے مین تندرست ہون نہ رنجور رہون زندہ بدستور ہون دیکھئے کب
کب بلاتے ہین اور جب تک جیتا رہون اور کیا دکھاتے ہین والسلام مالوف الاحترام
ایضاً جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہنچے مکرمی مولوی غلام غوث خان
صاحب بہادر میر منشی کا قول سچ ہے اب مین تندرست ہون پھوڑا پھنسی کہین نہین
مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ ضعف کیونکر نہو برسون صاحب فراش
رہا ہون ستر برس کی عمر جتنا خون بدن مین تھا بے مبالغہ ادھا اوسمین سے پیپ ہوکر
نکل گیا سن کہان جواب پھر تولیدم صالح ہو بہر حال زندہ ہون اور ناتوان اور
آپکی پرسشہاے دوستانہ کا ممنون احسان السلام مع الاکرام ایضاً جناب
مولوی صاحب آپکے دونون خط پہنچے مین زندہ ہون لیکن نیم مردہ آٹھ پہر پڑا
رہتا ہون اصل صاحب فراش مین ہون بیس دن سے پانو نپر ورم ہوگیا ہے کف پا
و پشت پا سے نوبت گزر کر پنڈلی تک آماس ہے جو تی مین پانو سماتا نہین بول و براز
کے واسطے و اسطے اوٹھنا دشوار یہ سب باتین ایک طرف درد مخلل روح ہے ۱۲۷۷ھ

ہین میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کے واسطے تھا مگر اس تین برس مین ہر روز مرگ
نو کا مزا چکھتا رہا ہون حیران ہون کہ کوئی صورت زیست کی نہین پھر مین کیون
جیتا ہون روح میرے اب جسم مین اسطرح گھبراتی ہے جسطرح طائر قفس مین کوئی
شغل کوی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہین کتاب سے نفرت شعر سے نفرت
جسم سے نفرت روح سے نفرت یہ جو کچھہ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے خرم
آن روز کزین منزل ویران بروم ۔ ایسے مختصہ مین اگر تحریر جوابات قاصر رہون تو معاف
ہون مجھے کیون شرمندہ کیا مین اس ثنا و دعا کے قابل نہین مگر اچھونکا شیوہ ہے
برون کو اچھا کہنا اس مدح گستری کے عوض مین آداب بجالاتا ہون ایضاً جناب
قاضی صاحب کے بندگی پہنچے عنایت نامہ کے ورود نے شاد مان کیا مگر مبہم جو نگارش
پزیر تھی اونہون نے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہون
آمون کے باب مین جو کچھہ لکھا یہ کیون لکھا امداد کو دوام کیا ضرور ہے خصوصاً جبکہ
بذات خود حادث ہو حضرت اب کے سال ہر جگہہ آم کم ہے اور جو کچھہ ہے وہ خشک و
بے مزہ ہے آم کہان سے ہو نہ مہاوٹ نہ برسات دریا پایاب ہو گئے کنوین سوکھہ
گئے اشجار مین طراوت کہان سے ہو جناب کا خیال نفرما دین اپنے کشف کو
غلط کردونگا برشکال آیندہ تک جیونکا آپکے موہنی آم کہا دونگا ایضاً حضرت بہت
دنون مین آپنے مجکو یاد کیا سال گزشتہ ان دنون مین مین رامپور تھا مارچ ۱۸۶۶ع
مین یہان آگیا ہون اب یہین ہون مین نے آپکا خط پایا ہے آپنے سرنامہ پر رامپور
کا نام ناحق لکھا حق تعالی والی رامپور کو صدسی سال سلامت رکھے اونکا عطیہ
ماہ بماہ مجکو پہنچتا ہے کرم گستری اور استادپروری کر رہے ہین میرے حج سفر

اوٹھانے کی اور رامپور جانے کی حاجت نہین خلیفہ حسین علی صاحب رامپور مین
مجھ سے ملے ہون گے مگر واللہ مجکو یاد نہین نسیان کا مرض لاحق ہے حافظہ گویا نزہا شام
ضعیف سامعہ باطل باصرہ مین نقصان نہین البتہ حدت کچھہ کم ہوگئی ہے ؎
پیری و صد عیب چنین گفتہ اند ٭ بہرحال چونکہ مین دلی مین ہون اور وہ رامپور گئے
ہین تو البتہ وہ آپکے پیام جواون کی زبان کے محول تھے بدستور اونکی تحویل مین ہے اور
اور مجھ تک نہ پہنچے یہ شہر بہت غارت زدہ ہے نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشون سے
کہدونگا اگر میری نظم و نثر کے رسالون مین سے کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت
مین بھیجدیا جائے گا ؎ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون ٭
ایک دوست کے پاس بقیۃ النہیب و الغارت کچھہ میرا کلام موجود ہے اوس سے یہ غزل لکھوا کر
بھیجدونگا ایضاً پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپکی خدمت گزاری مین حاضر رہا ہے جو حکم آپکا
ہوتا ہے اوسکو بجالاتا ہون مگر معدوم کو موجود کرنا میرے وسع قدرت سے باہر ہے
اس زمین مین کہ جسکا آپنے قافیہ ردول لکھا ہے مینے کبھی غزل نہین لکھی خدا جانے
مولوی درویش حسن صاحب نے کس سے اوس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے ہرچند
مینے خیال کیا اس زمین مین میری کوئی غزل نہین دیوان ریختہ چھاپے کا یہان
کہین کہین ہے، اپنے حافظہ پر اعتماد نکرکے اوسکو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سچ ہے اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر لوگ پڑھ دیتے ہین چنانچہ انہین دنون مین ایک
صاحب نے مجھے اگرہ سے لکھا کہ یہ غزل بھیجدیجے ؎ اسا اور لینے کے دینے پڑے
ہین ٭ مینے کہا لاحول ولاقوۃ اگر یہ میرا کلام ہو تو مجھپر لعنت اسی طرح زمانہ سابق
مین ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا ؎ اسا اس جفا پر تمون سے وفا کی ٭

ببرے شیر شاباش رحمت خدا کی مین نے سنکر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اوسپر بقول اوسکے رحمت خدا کی اور اگر میرا ہو تو مجھپر لعنت اسد اور شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہین ہے بھلا اندونون شعرون مین تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیونکر سمجھا گیا واللہ باللہ وہ شعر خدتک رنگ کے قافیہ کا میرا نہین ایضاً اداب بجالاتا ہون آپکا نوازشنامہ پہنچا غزلین دیکھی گئین فقیر کا قاعدہ ہے کہ اگر کلام مین اغلاط و سقام دیکھتا ہون تو رفع کر دیتا ہون اور اگر سقم سے خالی پاتا ہون تو تصرف نہین کرتا پس قسم کھاکر کہتا ہون کہ ان غزلون مین کہین اصلاح کی جگہہ نہین سبحان اللہ سرآغاز فصل مین ایسے ثمر ہائے پیش رس کا پہنچنا نوید ہزار گونہ میمنت و شادمانی ہے ثمر ربالنوع اثمار ہے اسکی تعریف کیا کرون کلام اس باب مین کیا چاہتا ہون کہ مین یاد رہا اور اہدا کا آپ کو خیال آیا پروردگار آپکو با اینہمہ روان پروری و کرم گستری دیاد آوری سلامت رکھے جمعہ کے دن دوپہر کے وقت کہار پہنچا اور اوسیوقت خط کا جواب لیکر اورام کی دو ٹوکرے خالی دیکر روانہ کیا یہان سے اوسکو حسب الحکم کچھہ نہین دیا کیا خاطر عاطر جمع رہے۔

بنام مردان علیخان رعنا

خانصاحب عالیشان مردان علیخان صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھکر دل بہت خوش ہوا آج اس فن مین تم یکتا ہو خدا تمکو سلامت رکھے بھائی جفا کی مؤنث ہونے مین اہل ہلی دلکھنو کو باہم اتفاق ہے کبھی کوئی نکہے گا کہ جفا کیا ہان بنگالہ مین جہان بولتے ہین کہ تہنی آیا اگر جفا کو مذکر کہین تو کہین ورنہ ستم و ظلم و بیداد مذکر اور جفا مؤنث ہے بے شبہ و شک والسلام والاکرام ایضاً خانصاحب شفیق عالیشان

کو میرا سلام کہو تمہارا عنایت نامہ پہنچا رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا کاغذ شعار
مین نے دیکھ لیا کہین اصلاح کی حاجت تھی نالہ دل الخ شعر رعنا ؎ گزرا ہے میرا
نالہ دل چرخ کہن سے ٭ تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے ٭ نالہ دل بنا دیا تو اب صاحب
اردو کا تذکرہ لکھتے ہین فارسی غزل تمنے بیفائدہ لکھی دیکھو صاحب تمنے اپنے مسکن کا
پتا لکھا سو مین نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نول کشور صاحب
یہان آئے تھے مجھ سے ملے بہت خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند اور معقول
پسند آدمی ہین تمہارے وہ مداح اور مین اونکا ثنا خوان ۔

بنام مولوی عبدالرزاق شاکر

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی عبدالرزاق شاکر کی خدمت مین بعد سلام
یہ التماس ہے کہ مولویصاحب عالیشان مولوی مفتی اسدالله خان بہادر کی خدمتمین
فقیر کا سلام پہنچائیے مین نے آپسے عرض کرتا ہون مگر آپ مفتی صاحب سے کہیئے کہ مجکو باوجود
شدت نسیان آپکا تشریف لانا یاد ہے چھاپے کے اجزا اوٹھا کر مین نے آپ کے
سامنے ایک غزل اپنی پڑھی تھی جسکے دو شعر قطعہ بند یہ ہین ؎ ارزندہ گوہرے چو
من اندر زمانہ نیست ٭ خود را بخاک ریگذر حیدر افگنم ٭ منصور فرقہ علی اللہیان منم ٭
اوازہ انا اسد اللہ در افگنم ٭ خدا کرے حضرت کو بھی واقعہ یاد ہو اتحاد ہی دلیل مودت
روحانی ہے اخی مکرمی میر قاسم علی خان کو سلام پہنچے سال گزشتہ کی تعطیل کی
طرح دلی اگر مجھ سے بے ملے نچلے جائیگا پھر حضرت مکتوب الیہ سے کلام ہے اشعار
بعد حک و اصلاح کے پہنچتے ہین یہ رتبہ میری ارزش کی فوق ہے کہ مین آپ کے کلام
مین دخل و تصرف کرون بندہ نواز زبان فارسی مین خطون کا لکھنا پہلے سے متروک

ہے پیرانہ سری وضعف کے صدموں سے محنت پژوہی و جگرکاوی کی قوت مجھ مین
نہین ہی حرارت غریزی کو زوال ہے اور یہ حال ہے ؎ مضمحل ہوگئے قوے غالب
وہ عناصر مین اعتدال کہان ۔ کچھ آپ ہی کی تخصیص نہین سب دوستون کو جن سے کتابت
رہتی ہے اردو ہی مین نیا زنامے لکھا کرتا ہون جن جن صاحبون کی خدمت مین آگی
مین نے فارسی زبان مین خطوط لکھے اور بھیجے تھے اونمین سے جو صاحب الی الان موجود
ہین اونسے بھی عند الضرورت اسی زبان مروج مین مکاتبت و مراسلت کا اتفاق ہوا
کرتا ہے پارسی سکتوبون اور رسالون اور نسخون اور کتابون کے مجموع اجزا چھاپا ہوکر
اطراف و اقصاے عجم مین پھیل گئے حال کی نثرون کو کون فراہم کرے جو نثرین کہ مجموع
و یکجا ہوکر جہان جہان منتشر ہوگئی ہین اور آیندہ ہون اونہین کو جناب احدیت جلت
عظمتہ مقبول قلوب اہل سخن و مطبوع طبایع ارباب فن فرمائے اور مین اب انتہاے عمر
ناپائدار کو پہنچکر آفتاب لب بام اور ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے زندہ درگور
ہون کچھ یاد خدا بھی چاہیے نظم و نثر کی قلم و کا انتظام ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت
سے خوب ہوچکا اگر اوسنے چاہا تو قیامت تک میرا نام و نشان باقی و قایم رہے گا پس امیدوار
ہون کہ آپ انہین نذر مختصر یعنے تحریرات روزمرہ اردوے سادہ و سرسری کو غنیمت جانکر
قبول فرماتے رہین اور درویش دلریش و فرومایہ کشاکش معاصی کے خاتمہ بخیر ہونے کی
دعا مانگین بس اللہ بس باسوی ہوس ایضاً قبلہ و کعبہ فقیر پادرکاب ہے سہ شنبہ ان دونون مین سے
ایک دن عازم امپور ہوگا تقریب وہان کے جانے کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال
کی تہنیت دو چار مہینے وہان رہنا ہوگا اب کوئی خط آپ بھیجین تو امپور بھیجین یہان کا پتا لکھنا
ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح بھیجا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ شعر آپ

کہتے ہین اور خط مین لوٹھاتا ہون حسن اتفاق سے اصلاح خمسہ کے وقت دوست غمگسار یار
وفاشعار علامہ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدرالدین خان صاحب بہادر الصدور
سابق دہلی المتخلص بآزردہ دام بقاہٗ وزاد علاوہ مجھ سے ملنے کو عنجخانہ پر تشریف لائے
ہوے موجود تھے خمسہ کو دیکھکر پسند فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین کی عربی مصرعون کے
میرے ساتھ شریک غالب ہوکر مزے لوٹے اور آپ کی شیرینی گفتار کے وصف مین تا دیر
عذب البیان اور رطب اللسان رہے اور مجھ سے بقدر میرے معلوم اور بیان کے آپ کے
صفات حمیدہ سے واقف آگاہ ہوکر بہت شاد و خرسند ہوے نادیدہ و غائبانہ یعنے محض مشتاقانہ
بہ تمنائے ملاقات سلام لکھنے کو ارشاد کر گئے ہین لہذا مین لکھتا ہون قبول فرمائیگا فقط

بنام مولوی عزیز الدین صاحب

صاحب کیسی صاحبزادون کی سی باتین کرتے ہو دلی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی
آگے تھی قاسم جان کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگخان کے پھاٹک تک یہ حال
ہے ہان اگر آباد ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خان کی حویلی ہسپتال ہے اور ضیاء الدین خان
کے کمرے مین ڈاکٹر صاحب رہتے ہین اور کالے صاحب کے مکانون مین ایک اور صاحب
عالیشان انگلستان تشریف رکھتے ہین ضیاء الدین خان اور اون کے بھائی مع قبائل
اور عشایر لوہارو مین لال کنوئین کے محلہ مین خاک اوڑاتے ہے آدمی کا نام نہین تمہاری مکانین
جو چھوٹی بیگم رہتی تھی وہ لاہور گئی ہوئی ہے بھیکی کی دوکان مین کتے لوٹتے ہین مولوی
صدرالدین خان لاہور مین ایزد بخش تراب علی ان لوگون سے میری ملاقات نہین مین نے
آپ مہر کردی حکیم احسان اللہ خان اور میان غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خان
ساکن دریبہ دلی کے مہربن ہوگئین محضر آپکے پاس بھیجتا ہون خط از روے احتیاط بیرنگ

بھیجا ہے پوسٹ پینڈ خط اکثر تلف ہو جاتے ہین چنانچہ قاضی عبدالجمیل صاحب کا خط جسکا آپنے ذکر لکھا ہے آنکھین پھوٹ جائین اگر مین نے دیکھا ہو آپ اون سے میرا سلام نیاز کہیے اور خط کے نہ پہنچنے کی اونکو خبر پہنچائے۔

بنام مفتی سید محمد عباس صاحب

قبلہ حضرت کا نوازشنامہ آیا مین نے اوسکو حرز بازو بنایا آپ کی تحسین میرے واسطے سرمایہ عز و افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ فقرے بمعنی سرسر نہ دیکھا جائے نہ پیش نظر دھرا رہے بلکہ اکثر دیکھا جائے مین نے جو نسخہ بھجوایا ہے گویا کسوٹی پر سونا چڑھایا ہے نہ ہٹ دھرم ہون نہ مجھے اپنی بات کی پچ ہے دیباچہ و خاتمہ مین جو کچھ لکھ آیا ہون سب سچ ہے کلام کی حقیقت کی داد جدا چاہتا ہون طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہون نگارش لطافت سے خالی نہوگی گزارش لطافت سے خالی نہوگی علم و ہنر سے عاری ہون لیکن پچیس برس سے محو سخن گزاری ہون مبداء فیاض کا مجھپر احسان عظیم ہے ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہے فارسی کے ساتھ ایک مناسبت ازلی و سرمدی لایا ہون مطابق اہل پارس کے منطق کا بھی مزہ ابدی لایا ہون مناسبت خداداد تربیت اوستاد حسن قبح ترکیب پہچاننے فارسی کے غوامض جاننے لگا بعد اپنی تکمیل کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکھنا کیا ہے گویا باسی کڑھی مین ابال آیا لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہے کہ یہ تنک مایہ معارض اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتے ہین کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہے عرض کرتا ہون کہ حضرت برہان قاطع و قاطع برہان کی ایک نمط ہے برہان قاطع نے کیا اٹھا مینونین سکھ قطع کیا ہے جو آپنے اوسکو قاطع لقب دیا ہے برہان جب تک غیر کے کسی برہان کو قطع نکرے کیونکر برہان قاطع نام پائیگی برہان قاطع کی صحت مین مبنی

تقریر کیجیے گا وہ قاطع برہان کی صحت ہونے کے کام آئے گی قطعہ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطعہ اوسکا گہنا ہے جناب نواب صاحب کا نیازمند اور بندہ فرمانبردار ہون بعد عرض سلام شعر کے پسند آنے کا شکر گزار ہون آپکے علم و فضل و فہم و ادراک کی جو تعریف کیجاے وہ حق ہے لیکن میرے شعر کی تعریف صرف خریداری دکان بے رونق ہے۔

بنام عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان صاحب

سعادت و اقبال نشان حکیم غلام نجف خان طال بقاؤہ تمہارا رقعہ پہنچا جو دم ہی غنیمت ہے اسوقت تک مین مع عیال و اطفال جیتا ہون بعد گھڑی بھر کے کیا ہو کچھہ معلوم نہین قلم ہات مین لیکے پرچے بہت لکھنے کو چاہتا ہے مگر کچھہ نہین لکھہ سکتا اگر مل بیٹھنا قسمت مین ہے تو کہہ لین گے ورنہ انا للہ و انا الیہ راجعون نواسی کا حال معلوم ہوا حق تعالی اوسکی ماں کو صبر دے اور زندہ رکھے مین یون سمجھتا ہون کہ یہ چھوکری قسمت والی اور حرمت والی تھی تمہاری اوستانی تمکو اور ظہیر الدین کو اور اوسکی ماں کو اور اوسکی بہن کو دعا کہتی ہین اور مین پیار کرتا ہون اور دعا دیتا ہون غالب سہ شنبہ ۱۹ جنوری ۱۸۵۸ء

ایضا میان حقیقت حال اس سے زیادہ نہین ہے کہ اب تک جیتا ہون بھاگ نہین گیا نکالا نہین گیا لٹا نہین کسی محکمہ مین ابھی تک بلایا نہین گیا معرض بازپرس مین نہین آیا آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سیر زمان خان نے مجھے آگرہ سے خط لکھا اوسمین ایک رقعہ شیخ نجم الدین صدر صاحب کیطرف سے بنام ظہیر الدین کے اب مجکو ضرور آپڑا کہ اوسکو تمہارے پاس بھیجون آدمی کوئی ایسا نظر نہ چڑھا ناچار بطریق ڈاک بھیجتا ہون اگر پہنچ جائے تو آگرہ کا جواب لکھکر میرے پاس بھیجدینا مین یہان سے آگرہ کو روانہ کرونگا غالب مرسلہ دوشنبہ چارم جمادی الاول ۱۲۷۴ جواب طلب ایضا صبح شنبہ

۲۱- ماہ اکتوبر ۱۸۵۸ء اقبال نشان عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان کو غالب علی شاہ کی دعا پہنچے تمہارے خط سے معلوم ہوا کہ تمکو میرے کھانے پینے کی طرف سے تشویش ہے خدا کی قسم مین یہان خوش اور تندرست ہون دن کا کھانا ایسے وقت آتا ہے کہ پہر دن چڑھے تک میرے آدمی بھی روٹی کھا چکتے ہین شام کا کھانا بھی سویرے آتا ہے کئی طرح کے سالن پلاؤ متنجن پسندے دونون وقت روٹیان خمیری چپاتیان مربے آچار مین بھی خوش لڑکے بھی خوش کلو اچھا ہوگیا ہے سقا مشعلچی خاکروب سرکار سے متعین ہے حجام اور دھوبی نوکر رکھ لیا ہے آج تک وہ ملاقاتین ہوئی ہین تعظیم تواضع اخلاق کسی باب مین کمی نہین ظہیر الدین خان بہادر کو دعا پہنچے یہ خط لیکر تم اپنی دادی صاحب پاس جاؤ اور یہ خط پڑھکر سناؤ اور اون سے یہ کہدو کہ وہ بات جو مین نے تمسے کہی تھی وہ غلط ہے اوسکی کچھ اصل نہین ہے باقی بخیر و عافیت ایضاً میان تمہارا خط پہنچا آج مین نے اوسکو اپنے خط مین ملفوف کرکے اگرہ کو روانہ کیا تم جو کہتے ہو کہ تمنے کبھی مجکو خط نہین لکھا اور اگر شیخ نجم الدین حیدر کا خط نہ آتا تو اب بھی نہ لکھتے انصاف کرو لکھون تو کیا لکھون کچھ لکھ سکتا ہون کچھ قابل لکھنے کے ہے تمنے جو مجکو لکھا تو کیا لکھا اور اب جو مین لکھتا ہون تو کیا لکھتا ہون بس اتنا ہی ہے کہ اب تک ہم تم جیتے ہین زیادہ اس سے نہ تم لکھوگے نہ مین لکھونگا ظہیر الدین کو دعا کہنا اور میری طرف سے پیار کرنا تمکو اور ظہیر الدین کو اور اوسکی مان کو اور اوسکی بہن کو اور اوسکی لڑکی کو تمہاری مان دعا کہتی ہے اور دعائین دیتی ہے یہ رقعہ حیدر جستخان کے نام کا ہے اونکو حوالہ کردینا۔

اسد اللہ نگاشتہ شنبہ ۲۶- دسمبر ۱۸۵۸ء ایضاً میان تمکو مبارک ہو کہ حکیم صاحب پر سے وہ سپاہی جو اوسکے متعین تھا اوٹھ گیا اور اونکو حکم ہوگیا کہ اپنی وضع پر

رہو مگر شہر مین رہو باہر جانیکا اگر قصد کرو تو پوچھکر جاؤ اور ہر ہفتہ مین ایک بار کچہری مین
حاضر ہوا کرو چنانچہ وہ کچے باغ کے پچھواڑے مرزا جاگن کے مکان مین آرہے صفدر
میرے پاس آیا تھا یہ اوسکی زبانی ہے جی اونکے دیکھنے کو چاہتا ہے مگر ازراہ احتیاط جا
نہین سکتا مرزا بہادر بیگ نے بھی رہائی پائی اب سوقت سُنا ہے کہ وہ خانصاحب کے پاس
آئے ہین یقین ہے کہ بعد ملاقات باہر چلے جائین گے یہان نرہینگے قدم شریف ہین وہ رہتے
ہین آج پانچواں دن ہے کہ حکیم محمود خان معہ قبایل اور عشایر پٹیالہ کو گئے مین بمقتضائے وقت
اپنی سکونت کے مکان چھوڑ کر یہان آرہا ہون اسطرح کہ محلسرا مین زنانہ اور دیوانخانہ مین
مردانہ پنشن کی درخواست کا ابھی کچھ حکم نہین معلوم ہوا کلکٹر سے کیفیت طلب ہوئی ہے دیکھیے
بعد کیفیت کے جانیکے پنشن ملتا ہے یا جواب پنجشنبہ ۱۶ شعبان ۱۲۷۳ھ مطابق یکم
مئی ۱۸۵۷ء ایضاً بھائی ہوش مین آؤ مین نے تمکو خط کب بھیجا اور رقعہ مین کب لکھا
کہ شیر زمان کا خط تمہارے پاس بھیجتا ہون مین نے تو ایک لطیفہ لکھا تھا کہ شیر زمانخان نے
میرے خط مین بندگی لکھی تھی اور مین وہ بندگی اس رقعہ مین لپیٹ کر تمکو بھیجتا ہون بس
بات اتنی ہی تھی وہ ہی بندگی لکھی ہوئی گویا لپٹی ہوئی تھی سو حضرت کو پہنچ گئی خاطر عاطر
جمع رہے غالب ایضاً میان چانول بُرے بڑھتے نہین لمبے نہین پتلے نہین اب
زیادہ قصہ نکرو پُرانے اور پتلے چانول آئین ایکروپیہ کے خرید کر کے بھیجدو یاد رہے نئے چانول
قابض ہوتے ہین اور پُرانے چانول قابض نہین ہوتے یہ میرا تجربہ ہے شام کو میر مجدالدین
صاحب کہتے تھے کہ حکیم غلام نجف خان کے پاس ایک کاتب ہی بھائی دس بارہ جزو
کی ایک کتاب نثر کی مجکو لکھوانی ہے یہ معلوم کر لو کہ وہ صاحب روپیہ کے کے جزو
لکھینگے اور روز کسقدر لکھ سکتے ہین یہ تو اب لکھو اور پھر دوپہر کے بعد اونکو میرے پاس

بھیجدو تاکہ مین اونکو کاغذ اور منقول عنہ حوالہ کرون ظہیر الدین کو دعا کہو اور اوسکا
حال لکھو غالب ایضاً حکیم غلام نجف خان سنو اگر تمنے مجھے بنایا ہے یعنے اُستاد اور
باپ کہتے ہو یہ امر از روے تمسخر ہے تو خیر اور اگر از روئے اعتقاد ہے تو میری عرض مانو
اور ہیر اسنگہ کی تقصیر معاف کرو بھائی انصاف کرو اوسنے اگر حکیم احسن اللہ خان سے
رجوع کی وہ تمہارے بھائی بھی ہین اور تمکو اون سے استفادہ بھی ہے اگر گھبرا کر حکیم محمود خان
کے پاس گیا تو اور کیا باپ سے تمکو نسبت تلمذ کی ہے ابتدا مین اون سے پڑھے ہو پس یہ غریب
سوائے تمہارے اگر گیا تو تمہارے ہی علاقہ مین گیا وہ بھی گھبرا کر اور خفقان سے تنگ آکر اب
جو حاضر ہوتا ہے تو لازم ہے کہ اسپر بہ نسبت سابق کے توجہ زیادہ فرماؤ اور بدل اوسکا معالجہ
کرو التفات کا طالب غالب ایضاً میان پہلے ظہیر الدین کا حال لکھو پھر حکیم صاحب کی حقیقت
لکھو کہین اور جائین گے یا یہان آئین گے اگر یہان آئین گے تو کب تک آئین گے پھر
تم خط لکھو میان نظام الدین کو اور اوسمین لکھو کہ تمنے غالب کے خط کا جواب نہین لکھا وہ
کہتا ہے کہ مین حیران ہون کہ میان نظام الدین اور میرے خط کا جواب نہ لکھین خدا جانے
مجھ سے ایسی کیا تقصیر ہوئی ہے نجات کا خدا سے اور تم سے اس رقعہ کے جواب کا طالب
غالب ایضاً بھائی مین تمکو کیا بتاؤن کہ مین کیا ہون طاقت یک قلم جاتی رہی ہے
پھوڑا بدستور ہے رستا ہے خیر محل اندیشہ نہین ہے رس رس کر مادہ نکلجائیگا اس سے اور زیادہ
خستہ و افسردہ ہون قبض کہ وہ دشمن جانی ہے اندنون مین حد کو پہنچ گیا ہے بہر
حال ؎ مرگیست بنام زندگانی حضرت غور کی جگہہ ہے ایک مکان دلکشا کوچہ کی
سیر بازار کا تماشا دو کمرے دو کوٹھریان آتشدان صحن وسیع اسکو چھوڑ کر وہ مکان لون
جو ایک تنگ گلی کے اندر ہے دروازہ وہ تاریک کہ دن کو بغیر چراغ کے راہ نملے اور

پھر ڈیوڑھی پر حلال خور و تکا مجمع گوہ کے ڈھیر کہین حلال خور کا بچہ ہگ رہا ہے کہین بیل
بندھا ہوا ہے کہین کوڑا پڑا ہوا ہے عیاذا باللہ خدا نہ لیجائے ایسے مکان مین تمنے وہ
مسودہ کیون نہین پہنچا من جملہ منتگاری کو اماوہ ہون ۱۲ نجات کا طالب لب یضاً صاحب
تم سچ کہتے ہو بھائی فضل اللہ خان کی غمخواری اور مددگاری کا کیا کہنا ہے مگر اور سے مجکو
لینا نہین یاد رکھنا کہ وہان سے مجھے کچھ نہ آئے گا بفرض محال اگر ملا تو ڈھائی سو روپیہ سو
وہ بھی مجھے بھائی فضل اللہ خان کا دینا ہے اونکا قرض ادا ہو جائیگا احیاناً اگر خلاف
میرے عقیدے کے پانسو روپیہ کا حکم ہوا اور وہ آجائین تو تم بعد اطلاع ڈھائی سو میان
فضل کو دیکر مجکو لکھنا باقی کے واسطے مین جسطرح لکھون اوسطرح کرنا لو صاحب شیخ
چلی بنا خیالی پلاؤ پکالیا اب روداد سنو نوابصاحب کا اخلاص و التفات روز افزو
ہے آج منگل کا دن ۱۴ جمادی الثانی کی اور ۲۴ اکتوبر کی ہے کھانے کی اور گھوڑون
اور بیلون کے گھانس دانے کی نقدی ہوگئی لیکن اسمین میرا فائدہ ہے نقصان
نہین دسمبر کی پہلی سے جشن شروع ہوگا ہفتہ دو ہفتہ کی مدت اوسکی ہے بعد جشن کے
رخصت ہونگا خدا چاہے تو آخر دسمبر تک تمکو آدیکھتا ہون ظہیر الدین خان کو دعا۔
ایضاً صاحب کل آخر روز تمہارا خط آیا مینے پڑھا آنکھون سے لگایا پھر بھائی ضیاء الدین
خانصاحب کے پاس بھجوایا یقین ہے کہ اونھون نے پڑھ لیا ہوگا ماکتب فیہ معلوم کیا ہوگا
تمہارے یہان نہونے سے ہمارا جی گھبراتا ہے کبھی کبھی ناگاہ ظہیر الدین کا آنا یاد آتا ہے
کہو اب خیر سے کب آؤگے کے برس کے مہینے کے دن راہ دکھاؤگے یہانکا حال جیسا
کہ دیکھ گئے ہو بدستور ہے ؎ زمین سخت ہے آسمان دور ہے جاڑا خوب پڑ رہا ہے
تونگر غرور سے مفلس سردی سے اکڑ رہا ہے آبکاری کے بندوبست جدید نے مارا

عرق کے نہ کھینچنے کی قید شدید نے مارا ادھر انسداد دروازہ آبکاری ہے ادھر ولایتی
عرق کی قیمت بھاری ہے انا للہ وانا للہ راجعون مولوی فضل رسول صاحب حیدرآباد
گئے ہین مولوی غلام امام شہید آگے سے وہان ہین محی الدولہ محمد یار خان سورتی نے ان
صورتون کو وہان بلایا ہے پر یہ نہین معلوم کہ وہان انکو کیا پیش آیا ہے اگر تم معلوم کرسکو
یا کچھ تمکو معلوم ہوگیا ہو تو مجکو ضرور لکھو زیادہ کیا لکھون۔ کیون ظہیر الدین کیا مین اس لایق
تھا کہ تو ایک خط مجکو الگ لکھتا یا اپنے باپ کے خط مین اپنے ہات سے اپنی بندگی لکھتا حکیم
غلام نجف خان خط لکھنے بیٹھے تیری بندگی لکھدی تیرے فرشتون کو بھی خبر نہین اس
بندگی کے آگے آنے کی مجھے کیا خوشی غالب صبح یکشنبہ ۱۱ جنوری ۱۸۶۷ء **ایضاً**
بھائی میرا دکر سنو ہر شخص کو غم موافق اوسکی طبیعت کے ہوتا ہے ایک تنہائی سے نفور
ہے ایک کو تنہائی منظور ہے تا مل میری موت ہے مین کبھی اس گرفتاری سے خوش نہین ہوا
پٹیالے جانے مین ایک سبکی اور ذلت تھی اگرچہ مجکو دولت تنہائی میسر آجاتی لیکن اس تنہائی
چند روزہ اور تجرید مستعار کی کیا خوشی خدا نے دلدر کہا تھا شکر بجا لاتا تھا خدا نے میرا
شکر مقبول و منظور نکیا یہ بلا بھی عیالداری کی شکل کا نتیجہ ہے یعنے جس لوہے کا طوق اوسی
لوہے کی دو ہتکڑیان بھی پڑ گئین خیر اسکا کیا رونا ہے یہ قید جاودانی ہے جناب
حکیم صاحب ایکروز از راہ عنایت یہان آئے کیا کہون کہ اون کے دیکھنے سے دل کیا
خوش ہوا ہے خدا اونکو زندہ رکھے میان مین کثیر الاحباب شخص ہون سینکڑون بلکہ
ہزارون دوست اس باسٹھ برس مین مرگئے خصوصاً اس فتنہ و شوب مین تو
شاید کوی میرا جاننے والا نہ بچیگا اس راہ سے مجکو جو دوست اب باقی ہین بہت عزیز
ہین واللہ ماہگتا ہون کہ اب ان احباب مین سے کوئی میرے سامنے نہ مرے کیا معنی کہ

کہ جو مین مرون کوئی میرا یاد کرنے والا اور مجھپر رونے والا بھی تو دنیا مین ہو مصطفےٰ خان
کا حال سُنا ہوگا خدا کرے مرافعہ مین چھوٹ جاے ورنہ حبس ہفت سالہ کی تاب اوس
نازپرورد مین کہان احمد حسین میکش کا حال کچھ تمکو معلوم ہے یا نہین مخنوق ہوا گویا
اس نام کا آدمی شہر مین تھا ہی نہین پنشن کی درخواست دے رکھی ہے بشرط اجرا بھی میرا
کیا گزارہ ہوگا ہان دو باتین ہین ایک تو یہ کہ میری صفائی اور بیگناہی کی دلیل ہے دوسرے
یہ کہ موافق قول عوام چولھے دلدر نہوگا تجکو میری جان کی قسم اگر مین تنہا ہوتا تو اس قدر
قلیل مین کیسا فارغ البال اور خوشحال رہتا یہ بھی خبط ہے جو مین کہہ ہا ہون خدا جانے
پنشن جاری ہوگا یا نہوگا احتمال تعیش و تنعم بشرط تجرید صورت اجرائے پنشن مین ہو سکتا
ہون اور وہ موہوم ہے بیدل کا شعر مجکو مزا دیتا ہے ؎ نہ شام مارا سحر نوبدی نہ صبح مارا
دم سپیدی ۔ جو حاصل ہست نا امیدی غبار دنیا بفرق عقبےٰ سوقت جی تم سے باتین کرنیکو
چاہا کچھ دلمین تھا وہ تم سے کہا زیادہ کیا لکھون از غالب بنام جان و جانان و از جان و جانان
عزیز ترحکیم غلام نجف خان سلمہ اللہ تعالیٰ **ایضاً** قبلہ یہ معلوم ہوا کہ بعد قتل ہونے دس آدمی
کے کہ دو اوسمین عزیز ہی تھے یہ سب ہان سے نکالے گئے مگر صورت نہین معلوم کہ کیون کر
نکلے پیادہ یا سوار تہیدست یا مالدار مستورات کو تو نہین دین تھین دین کور کا حال کیا ہوا اور
پھر وہان سے نکلنے کے بعد کیا ہوا کہان رہے اور کہان رہین گے سرکار انگریزی کی طرف سے
مورد تفقد و ترحم ہین یا نہین رنگ کیا نظر آتا ہے جبر کسر کی توقع ہے یا نہین تفضل حسین خان کا
حال خصوصاً اور ان سوالات کا جواب عموماً لکھو مرزا مغل میر حقیقی بھانجا کہ وہ منشی خلیل الدین
خان مرحوم کا خویش ہی اوسکی بی بی ہے اور شاید ایک یا دو بچے بھی ہین اذعانی ہے یہ
امر کہ وہ بھی قافلہ کے ساتھ ہوگا اگر آپ کو معلوم ہو تو اسکا حال بالتفراد لکھئے خواجہ جان اور

خواجہ امان کی حقیقت بھی بشرط اطلاع ضروری فرمائی اور ہانصاحب آپ جانتے ہونگے
علی محمد خان کو وہ جو میرمنشی عزیز اللہ خان کا خویش ہے اگر کچھ اوسکا بھی ذکر سُنا ہو تو مین
اوسکا خیر طلب ہون غالب جواب طلب ایضاً بھائی تمہارے رقعہ کا جواب پہلے تمکو
شیرزمانخان نے دیا ہوگا پھر ظہیرالدین خان نے تم سے کہا ہوگا کہو کوئی طرح شہر مین
تمہارے آنے کی بھی ٹہری یا نہین بعد تیس کوس وارہ کوس کا برابر ہے میری جان
تُم ہنوز دو جانے مین ہو مجکو بھی تم جانتے ہو کہ میرا شہر مین رہنا بہ اجازت سرکار کے نہیں
اور باہر نکلنا بے ٹکٹ ممکن نہین پھر مین کیا کرون کیونکر وہان آون شہر مین تم ہوتے تو
جرأت کرکے تمہارے پاس چلا آتا شیرزمان خان صاحب ایک بار آئے تھے کہہ گئے
تھے کہ پھر بھی آونگا مگر نہین آئے خدا جانے اون کے والد کی رہائی ہوئی یا نہین اگر
تم سے ملین تو میرا سلام کہنا اور اون کو میرے پاس بھیجدینا اور تمکو اون کے والد کا جو حال
اونکی زبانی معلوم ہوا ہو وہ مجکو لکھ بھیجو ظہیرالدین کو دعا والدعا از غالب ایضاً بھائی ہان
غلام فخرالدین خان کی رہائی زندگی دوبارہ ہے، خدا تمکو مبارک کرے سُنا ہے لوہارو بھی اون
دونون صاحبون کو مل گیا یہ بھی ایک تہنیت ہی خدا سبکا بھلا کرے مجکو ڈپٹی کمشنر نے
بلا بھیجا تھا صرف اتنا ہی پوچھا کہ غدر مین تم کہان تھے جو مناسب ہوا وہ کہا گیا دو ایک خط
آمد و لایت مین نے پڑھائے تفصیل لکھ نہین سکتا انداز ادا سے پنشن کا بحال و برقرار رہنا
معلوم ہوتا ہے مگر ہ مہینے پچھلے ملتے نظر نہین آتے میان یہ الور مین کیا فساد برپا ہوا ہے
خدا خیر کرے واسطے خدا کے تمکو جو معلوم ہوا ہو اور جو معلوم ہوجاے اوسے مجکو بھی اطلاع
دینا غالب ایضاً برخوردار سعادت و اقبال نشان حکیم غلام نجف خان کو میری دعا پہنچے
تمہاری تحریر پہنچی تم جداگانہ خط کیون نہ لکھا کرو خط لکھا اور بیرنگ یا پوسٹ پیڈ بھیجدیا

چاہا ہے آدمی کے ہاتھ ڈاک گھر بھیجدیا مکان کا پتا ضرور نہین ڈاک گھر میرے گھر کے
پاس ڈاک منشی مبارکشنا - اب تم ایک کام کرو آج یا کل ڈیوڑھی پر جاؤ اور جتنے خط جمع
ہین وہ لو اور بالسنگی مضبوط کاغذ کا لفافہ کرو اور بیرنگ لکھکر کلیان کے ہاتھ ڈاک گھر مین
بھیجدو اور اپنے خط مین جو حال شہر مین ہو سو مفصل لکھو جناب حکیم صاحب کو سلام
نیاز اور ظہیر الدین احمد خان کو دعا کہنا اب میرا حال سنو تعظیم و توقیر بہت ملاقاتین
تین ہوی ہین ایک مکان کہ وہ تین چار مکانون پر مشتمل ہے رہنے کو ملا ہے یہان
پتھر تو دو اکو بھی میسر نہین خشتی مکان گنتی کے ہین کچی دیوارین اور کھپریل سارے
شہر کی آبادی اسیطرح پر ہے مجکو مکان ملے ہین وہ بھی ایسے ہین ہنوز کچھ گفتگو درمیان
درمیان نہین آئی مین خود اون سے ابتدا نکرونگا وہ بھی مجھ سے بالمشافہہ نکہینگے
مگر بواسطہ کارپردازان سرکار دیکھون کیا کہتے ہین اور کیا مقرر کرتے ہین مین سمجھا تھا
کہ میرے پہنچنے کے بعد جلد کوئی صورت قرار پائے گی لیکن آج تک کہ جمع آٹھوان
دن میرے پہنچنے کو ہے کچھ کلام نہین ہوا کھانا دونون وقت سرکار سے آتا ہی اور وہ
سبکو کافی ہوتا ہے غذا میرے بھی خلاف طبع نہین پانی کا شکر کس منہ سے ادا کرون
ایک دریا ہے کوسی سبحان اللہ اتنا میٹھا پانی کہ پینے والا گمان کرے کہ یہ پھیکا شربت
ہے صاف سبک گوارا مریع النفوذ اس آٹھ دن مین قبض و انقباض کے صدمہ سے محفوظ ہون
صبح کو بھوک خوب لگتی ہے لڑکے بھی تندرست آدمی بھی توانا مگر ہان ایک عنایت اللہ
دو دن سے کچھ بیمار ہے خیر اچھا ہو جائیگا والدعا جمعہ ۳- فروری سنہ ۱۸۶۱ء ایضاً
میان تمنے برا کیا کہ لفافہ کھولکر نہ پڑھ لیا بارے آج شنبہ ۴- فروری صبح کے وقت یہ
لفافہ پہنچا اور اسی وقت پڑھوایا گیا خط لفٹنٹ گورنر بہادر کا نہین یہ خط نواب گورنر

جنرل بہادر کے چیف سکرٹر کا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے۔ از دفتر خانہ سکرٹر اعظم حکم دیا جاتا
ہے عرضی دینے والے کو کہ جواب اس عرضی کا نواب گورنر جنرل بہادر بعد دریافت کے ارشاد
فرمائین گے از کنپور پوہیا نہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۲۶ء یہان کا یہ حال ہے کہ نواب لفٹنٹ
گورنر بہادر اگرہ مراد اباد آیا چاہتے ہین مراد آباد یہان سے بارہ کوس ہے نواب صاحب
دو چار دن مین پھر آئین گے اگر اونکی ملاقات مراد باد جائین گے مین بھی ساتھ جاؤنگا
اگرچہ گورنر غرب و شمال کو دلی سے کچھ علاقہ نہین مگر دیکھون کیا گفتگو درمیان آتی ہے جو واقع
ہوگا تمہین لکھونگا یہ تم کیا لکھتے ہو کہ گھر مین خط جلد جلد لکھا کرو تم کو جو خط لکھتا ہون گویا
تمہاری اوستانی کو لکھتا ہون کیا تم سے اتنا نہین ہوسکتا کہ جاؤ اور پڑھکر سناؤ اب
اونکو خیال ہوگا کہ انگریزی خط مین کیا لکھا ہے تم یہ خط میرا ہاتھ مین لئے جاؤ اور حرف بحرف پڑھ
سناؤ لڑکے دونون اچھی طرح ہین کبھی میرا دل بہلاتے ہین کبھی مجکو ستاتے ہین بکریان کبوتر
بٹیرون نکل گئے کو اسبب مان درست ہے فروری مہینے کے دو دو روپیہ لیکر دس دنمین اوٹھا دے
پھر برسون چھوٹے صاحب آئے کہ دادا جان کچھ ہمکو قرض حسنہ دا یکر و پیہ دونون کو قرض
حسنہ دیا گیا آج ۱۴ ہے مہینا دو رہے دیکھیے کے بار قرض لین گے یہانکا رنگ نواب صاحب
کے آنے پر جو ہوگا اور جو قرار پائے گا وہ مفصل تمکو لکھونگا اور تم اپنے والد کو سنا دینا اومان
بھائی یہ بھی گھر مین پوچھ لینا کہ کدارناتھ نے اندر باہر کی تنخواہ بانٹ دی مین نے تو وفادار اور
حلال خوری تک بھی تنخواہ بھیجدی ہے غالب ۱۴۔ فروری سنہ ۱۸۲۶ء **ایضاً** صاحب
تمہارے دو خط متواتر آئے ظہیر الدین کا آگرہ جانا میرا خط اوسکا موسومہ تمہارے پاس پہنچنا اور
اوسکا آگرہ کو روانہ ہونا ظہیر الدین کی دادی کا بعارضہ سرفہ و سعال رنجور ہونا کدارناتھ کا مجھ سے
خفا ہونا مکان کے روکنے کی اجازت کا مانگنا فضل حسن سے میرے واسطے دریوزہ تقدد کرنا یہ

مدارج و مطالب معلوم ہوے ظہیر الدین کا خط تمنے کیون کھولا وہ مغلوب الغضب ہی تم پر خفا ہوگا اوسکی دادی اس موسم مین ہمیشہ ان امراض مین مبتلا ہوجاتی ہے ایک نسخہ اوسکے پاس ما، الحم کا ہے وہ کیجیو اور روز اخبر لیتے رہیو کدارنا تھ لڑکا ہے وہ مجھ سے کیا خفا ہوگا روپیہ جو خزانہ مین جمع ہوگا آخر وہی لائیگا خفا مین ہون کہ روپیہ دام دام پایا اور میرا تمسک نہ دیا اور چٹھا بھیجا کانہ بانٹا مکان کے روکنے کو اور کسطرح لکھون شہاب الدین خان کو لکھا شمشاد علی بیگ کو لکھا اب تمکو لکھتا ہون ستمبر کے صہ روپے آیا ہون اکتوبر نومبر دسمبر یہ ۳ آکر دونگا بلکہ اگر موقع بنے گا تو یہ سہ ماہہ یہان سے بطریق ہنڈوی بھیجدونگا اسمٰعیل خان صاحب کو میری دعا کہیو اور کہ ڈیوڑھی کی سیڑھی بنوا دین اور حویلی کے پائے خانہ کی صورت درست کروا دین ہاے قسمت اس قسمت پر لعنت کہ میان فضل حسن میرے مزنی و محسن بنین اور پھر وائے محرومی کہ مطلب ہماری نہو خدا کرے نہو لونڈونکا احسان زہر قاتل ہے فضل اللہ خان میرا بھائی ہے اوسکا احسان مجکو گوارا سو بار اوس سے کہا اور ہزار بار کہونگا خیر جو ہوا سو ہوا اب آپ اوس سے زنہار نہ کہئے گا نہ لکھیے گا اگر کچھ کہو تو فضل سے کہیو والا نواب صاحب دورے سے یا آج شام کو یا کل آجائین گے جشن جمشیدی کی تیاریان ہورہی ہین سنجات کا طالب غالب یکشنبہ ۱۲۔ نومبر ۱۸۵۸ء صبح کا وقت **ایضاً** شنبہ ۴۔ ذیقعدہ یکم اپریل میان تمہارا گلہ میرے سر و چشم پر لیکن میرا حال سنو اور اپنے وہم و قیاس پر عمل نکرو پہلے ظہیر الدین کا خط آیا پڑھتے ہی اوسکا جواب لکھ رکھا دوسرے دن ڈاک مین بھیجا یا مضمون بہ تغیر الفاظ یہ تم جو پھوڑے پھنسی مین مبتلا رہتے ہو اسکا سبب یہ ہے کہ مجھ مین تمہارا لہو ملتا ہے اور مین احتراق خون کا پتلا ہون۔ پھر تمہارا خط آیا تیسرے دن اوسکا جواب بھجوا دیا مضمون یہ کہ تم سے تو میرا پیار اپونا ظہیر الدین اچھا کہ جاتے وقت مجھ سے مل گیا اور وہان پہنچتے ہی مجکو خط لکھا

رسید ڈاک گھر سے ملتی نہین خط دونون پیڈ تھے یہان کے ڈاک گھر مین ممکن نہین کہ میرے
وہ دونون خط رہ گئے ہون شیخوپور کی ڈاک کے ہرکارون نے نہ پہنچایا میرا کیا قصور البتہ
سرنامہ پر صرف بستی کا نام اور تمہارا نام تھا محلہ کا نام نہ تھا شاید اس سبب سے خط نہ پہنچا ہو
ایسے وقت تمہارا خط آیا مین بچے لیٹے لیٹے یہ سطرین لکھین اب عنایت اللہ کو تمہارے گھر بھیجتا ہون اور
پچھوا منگواتا ہون کہ پتا وہان سے کیا لکھا جاتا ہے لو صاحب عنایت اللہ آیا اور یہ پرزہ لایا
ہے پتا سرنامہ پر لکھتا ہون مگر ڈاک کا وقت نہین رہا کل بھیجونگا حکیم ظہیرالدین خان کو دعا بیٹا
اب ہوقت مجھ مین دم نہین دعا پر قناعت کر تیرے خط کا جواب جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہون بھیج چکا
ہون جھوٹے پر لعنت تو بھی کہہ بیش باد نواب مصطفےٰ خان کل شہر مین آگئے مع قبایل آئے
ہین ذیقعدہ مین چھوٹے لڑکون کی ختنہ اور ذی الحجہ مین محمد علیخان کی شادی کرین گے آج
پانچوان دن ہے شہر مین مرغ کے انڈے برابر اولی پڑے کہین کہین اس سے بڑے بھی نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر جدید آئے دربار کیا میری تعظیم اور مجھپر عنایت میری تمنا سے زیادہ کی آوگے
تو مفصل سن لوگے سنجات کا طالب غالب **ایضاً** میان آج صبح کو تم آئے تھے مین اوس
ٹکٹ کے قصد مین اسا اوجھا کہ تم سے کہنا بھول گیا اب میر عنایت حسین صاحب تمہارے پاس
بھیجتے ہین جس امر مین یہ تم سے کوشش چاہین تمکو میری جان کی قسم بدل متوجہ ہوکر اوسکا
کو انجام دو امر سہل ہے کچھ بات نہین ہے مگر درصورت سعی خدا کے ہان سے تمکو بڑا اجر ملیگا
اور مین تمہارا ممنون ہونگا سنجات کا طالب غالب **ایضاً** میان مین تم سے رخصت ہوکر
اوسدن مراد نگر مین رہا دوسرے دن یعنے جمعہ کو میرٹھ پہنچا نواب مصطفےٰ خان نے ایک دن رکھ
لیا آج شنبہ ۲۱ جنوری یہان مقام ہے نو بج گئے ہین بیٹھا ہوا یہ خط لکھ رہا ہون مفت کا
کھانا ہے خوب پیٹ بھر کر کھاؤنگا کل شاہجہانپور پر سون گڈھ مکتیشر مونگا مرادآباد سے پھر تمکو

خط لکھون گا لڑکون کے ہاتھ کے دو خط لکھے ہوے اون کے دادی کو بھجوا دیے ہین تم اس اپنے نام کے خط کو لیکر ڈیوڑھی پر جانا اور ستمانی جی کو پڑھکر سنا دینا اور خیر و عافیت کہدینا جناب خانصاحب میر سلام نیاز اور ظہیر الدین احمد کو دعا کہدینا ہان بھائی مین از روے مصلحت اپنے کو مقامات مختلف کا عازم کہا یا ہون اب جو شخص تم سے پوچھا کرے اوس سے پردہ نکرنا اور صاف کہدینا کہ رامپور کو گیا ہے یعنے سبکو معلوم ہوجائے اور کوئی تذبذب مین نرہے مرقومہ چاشتگاہ شنبہ ۲۱- جنوری ایضاً برخوردار حکیم غلام نجف خان کو فقیر غالب علی شاہ کی دعا پہنچے بڈھا کا دن پھر بہر دن چڑھا ہوگا کہ مین فقط پالکی پر مراد آباد پہنچا ۲۰ جمادی الاول کی اور ۱۸- اکتوبر کی ہے دونون لڑکے دونون گاڑیان اور رتھ اور آدمی سب پیچھے ہین اب آئے جاتے رات بخیر گزرے بشرط حیات کل رامپور پہنچ جائین گے گھبرایا ہوا ہون تیسرا دن ہے یا خانا پھرنے کو لڑکے بخیر و عافیت ہین اپنی ستمانی سے کہدینا مرزا شہاب الدین خان کو نواب ضیاء الدین خان کو سلام میرا رقعہ ان دونون صاحبون کو پڑھا دینا ضرور ضرور ظہیر الدین دعا سے خفا ہوگا اوسکو میری بندگی کہنا +

بنام حکیم ظہیر الدین احمد خان صاحب

پنجشنبہ ۲- نومبر ۱۸۶۵ء اقبال نشان حکیم ظہیر الدین احمد خان کو فقیر غالب علی شاہ کی دعا پہنچے کہو میان تمہارا مزاج کیسا ہے اور تمہارے بھائی مرزا تفضل حسین خان کیسے ہین اگر ملو تو میری دعا کہنا اور مزاج کی خبر پوچھنا اور اپنے والد ماجد کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ تمہارا خط میرے خط کے جواب مین تھا اوسمین اور کوئی بات جواب طلب نتھی سنو میان ظہیر الدین تم اپنی دادی کے پاس ابھی چلے جاؤ اور اونسے میری اور دونون لڑکون کی خیر و عافیت کہو اور پوچھو کہ شہاب الدین خان نے اکتوبر مہینے کی تنخواہ کے پچاس روپے پہنچا دی یا نہین

گدارنا تھ ڈیوڑھی پر اکر جعفر بیگ و فادار وغیرہ کی تنخواہ بانٹ گیا یا نہین اچھا میرا بیٹا یہ دونون باتین اپنی دادی سے پوچھکر جلد مجکو لکھیو یہ نکھیو خط کے جواب کا طالب فقیر غالب +

ازجانب حکیم ظہیرالدین احمد خان بنام نجم الدین حیدر صاحب عم ایشان

جناب فیضمآب چچا صاحب قبلہ وکعبہ وجہان کی حضور مین کورنش وتسلیم پہنچاتا ہون اور ہزار زبان سے اس توپکے مرحمت فرمانے کا شکر بجالاتا ہون سبحان اللہ کیا توپ جسکی آواز سے رعد کا دم بند اور رنجک کے رشک سے بجلی کو رنج گولہ اوسکا خدا کا قہر دھوان اوسکا دریائے آتش کی لہر استغفر اللہ کیا باتین کرتا ہون جھوٹ سے فتر بھرتا ہون کیسی رنجک کیسا دھوان کیسا گراب یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوارض کے صرف اوسکی آواز سے رستم کا زہرہ ہوجائے اب بارود ہو تو رنجک اوڑے آگ دہکائین تو دھوان ہو گولہ چھرا کچھ اوسمین بہرین تو ظاہر مین کہین نشان ہو صرف اوسکی آواز پر مدار ہے نئی ترکیب اور نیا کاروبار ہے ایک آواز اور اوسمین اعجاز کہ دوست کو فتح کی شلک کی صدا سنائے دشمن سنے تو ہیبت سے اوسکا کلیجا پھٹ جائے آواز کا صدمہ اگرچہ صدائے صور سے دونا ہے مگر ہمین یہی کہتے بن آتا ہے کہ صور کا نمونا ہے کیا خدا کی قدرت ہے دیکھو تو کیسی ندرت ہے توپ کا گولہ توپ ہی مین رہ جائے اور جو قلعہ روبرو ہے وہ ڈہ جائے دانا آدمی اسے زنجیری گولہ کہتا ہے کہ توپ مین سے نکلکر پھر ہوا مین اوجھڑ رہتا ہے اچھے میرے چچا جان یہ توپ کسنے بنائی اور تمہارے ہاتھ کہان سے آئی جو دیکھتا ہے وہ حیران ہوتا ہے اب شہر مین جابجا اسی کا بیان ہوتا ہے حق تعالی شانہ تمکو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور ہمیشہ بدولت و اقبال و عز و کرامت رکھے +

چنانچہ اپنی لکھی ہوئی رباعی اور قطعہ عرض کرتا ہون رباعی حق داد بسید زیبے انعامش ✤
فرخ پیے کہ واجب است اکرامش ✤ تاریخ ولادتش بود بے کم وبیش ✤ ارشاد حسین خان کہ باشد
نامش ✤ قطعہ خالب حال سنین ہجری ✤ معلوم کن از خجستہ فرزند ✤ چون یکصد وبست و
چار ماندہ ✤ انیست شمار عمر دلبند ✤ یہ تو ظاہر ہے کہ ۱۳۰۰ ہجری ہین جب خجستہ فرزند کے
اعداد مین سے ۱۲۸۵ لے لئے تو ایک سو چوہیس بچتے ہین اون کو مین نے دعائے عمر مولود قرار
دیا حق تعالی اس مولود کو تمہارے سامنے عمر طبعی کو پہنچائے خط کی رسید کا طالب غالب ۱۲

بنام مولوی احمد حسن صاحب قنوجی

یارب یہ ایک خط جو مجکو بڑودہ گجرات سے آیا ہے کاتب نے اپنے کو احمد حسن قنوجی بتایا ہی
ادھر سے اظہار آشنائی ہے میری طرف سے یہ بے حیائی ہے کہ مجکو انکی اور اپنی ملاقات یاد
نہین آتی سوچتا ہون کوئی بات یاد نہین آتی خانہ نسیان خراب عشرہ قتالہ کے مرحلہ کا
رہ پیما ہون شاید اگر جیونگا تو اسکا بھی مجکو علم نرہے گا کہ مین کون ہون اور کیا ہون ۵۶ برس
کی عمر ہوئی حواس ظاہری مین سے سامعہ شامہ باطل حواس باطنی مین سے حافظہ زایل بسبب نسیان کی
اکثر مطالب ضروری تلف ہوجاتے ہین خدایا کیا اس عمر مین سب آدمی ایسے خرف ہوجاتے
ہین حیران ہون کہ آپ کو سید لکھون مولوی لکھون خان لکھون خطمین تو خیر کچھ لکھ دونگا
خط کا کیا عنوان لکھون بندہ پرور فقیر معاف رہے حضرت کا دل غبار کدورت سے صاف
رہے مولوی عبد الجمیل صاحب بلوی کو جانتا ہون بلکہ انکا احسان مانتا ہون کہ باوجود
عدم ملاقات ظاہری اکثر اون کے خطوط آتے رہتے ہین گویا وہ اپنا نام ہمیشہ مجکو یاد
دلاتے رہتے ہین نہ آپ کہ بعد ایک عمر کے ناگاہ بنا میرا دفرمائین اور اپنی اور میری ملاقات کا
زمانا یاد نہ دلائین بہرحال تمہارا دعاگو ہون خیریت جو ہون اس خط کے جواب مین ایسا

کچھ لکھو کہ تمکو پہچان جاؤن کتبے تھے کے ملاقاتین ہوئی تھین یہ سب مدارج . . . جانی
نثر کے شیوہ و انداز کا تو ڈھنگ اچھا ہے خود تمہاری تحریر سے معلوم ہوا کہ شاعر بھی ہو شاعر ہو
تو تخلص کیا ہے نامہ نگار کا حال السبیل اجمال یہ ہے کہ سیاست سے محفوظ رہا ہون اور حکام کی
عنایت سے محظوظ رہا ہون بیوفائی کا داغ نہین لگا ہے پنشن قدیم کو بدستور حکم اجرا ہے
زندگی کا رنگ اچھا دیکھتا ہون . . . دیکھئے مرنے کے بعد کیا دیکھتا ہون یہ مکرم مخدوم
کی آپ ہمنام یعنے جناب مولوی احمد حسن صاحب عالیمقام ظاہر اہبت درویش نواز ہین کہ اس گمنام
گوشہ نشین کو حضرت نے سلام لکھا ہے میری طرف سے سلام باشتیاق تمام پہنچائے والسلام
راقم جواب نامہ کا طالب دعا اللہ المتخلص بغالب ایضاً مخدوم مکرم مولوی سید احمد حسن خان
صاحب باور کرین کہ یہ درویش گوشہ نشین تمہارا دوست اور تمہارا دعاگو ہے تمہاری نثر
کی طرز پسند تمہاری خواہش مقبول سید احمد حسن صاحب کی خدمت گزاری منظور ہے
عشق نے غالب نکما کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے ۶۵ برس کی عمر ہوئی اضمحلال
قوی ضعف دماغ فکر مرگ غم عقبے جو آپ مجھے دیکھ گئے ہین مین اب نہین ہون نظم و نثر کا کام
صرف ۵۰ برس کی مشق کے زور سے چلتا ہے ورنہ جوہر فکر کی خشندگی کہان بوڑھا پہلوان
پیچ بتاتا ہے زور نہین دلوا سکتا بہرحال حکیم صاحب کو میرا سلام کہئے اور کہئے کہ اپنے تکلف
اپنا کلام بھیجدیا کرین یہان سے بعد حک و اصلاح خدمت مین پہنچ جایا کریگا۔ غالب ۲۱ ستمبر ۱۸۶۸ء

بنام حکیم سید احمد حسن صاحب مودودی

حضرت قبلہ پہلے التماس یہ ہے کہ آپ سید صحیح النسب تمام امت مرحومہ محمد علیہ السلام کے قبلہ و کعبہ
جب آپ مجکو قبلہ و کعبہ لکھین تو پھر مین آپ کو کیا لکھون خدا کے واسطے غور کیجئے کہ قبلہ قبلہ
اور کعبہ کعبہ یہ کیا ترکیب ہے چونکہ آپ نے مجھے استاد گردانا ہے اس التماس کو بھی از قسم اصلاح

تصور کیجئے ذہنار قبلہ قبلہ کبھی نہ لکھے گا یہ سو راد ہے بہ نسبت قبلہ عیاذاً باللہ آپکا عطوفت نامہ
پہنچا . . . . میری پہلے خط کا بدیر پہنچنا اور اوسکی دیر رسی کا سبب مجکو معلوم ہوا اب اسکا خیال
رکھونگا یاد اب آپکو معلوم رہے کہ آپ کے کسی خط کا جواب میری ذمہ باقی نہیں ہے، دو یا تین جس
خط کا جواب نہیں پہنچا اوسکو یہ سمجھئے کہ وہ خط راہ تلف ہوئے اور میرے پاس نہیں پہنچے ۵
بہار گلستان احمد حسن ہے سجع کیا بُرا ہے ۵ دل حیدر و جان احمد حسن ہے اوس سے بھی بہتر ہے
نہیں دونوں میں سے ایک سجع مہر پر کھدوایئے غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے۔ غالب ۱۹ ذی الحجہ ۱۲

ایضاً حضرت پیر و مرشد غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے غزل سہو سے لکھ گیا ہوں دونوں غزلیں
پہنچتی ہیں جناب مولوی انصار علی صاحب سے مجکو تعارف اسمی ہے اونکو میرا سلام کہئے اور
کہئے کہ حضرت جناب مولوی صدر الدین صاحب بہت دن حوالات میں رہے کورٹ میں
مقدمہ پیش ہوا روبکاریان ہوئیں آخر صاحبان کورٹ نے جان بخشی کا حکم دیا نوکری
موقوف جاداد ضبط ناچار خستہ و تباہ لاہور گئے فنانشل کمشنر اور لفٹنٹ گورنر نے ازراہ
ترحم نصف جاداد واگزاشت کی اب نصف جاداد پر قابض ہیں اپنی حویلی میں رہتے
ہیں کرایہ پر معاش کا مدار ہے اگرچہ یہ مدد انکی گزارے کو کافی ہے کسواسطے کہ ایک آپ اور
ایک بی بی تیس چالیس روپیہ مہینے کی آمد لیکن چونکہ امام بخش چپراسی کی اولاد
اونکی عترت ہے اور وہ دس بارہ آدمی ہیں لہذا فراغ بال سے نہیں گزرتی ضعف
پیری نے بہت گھیر لیا ہے عشرہ ثامنہ کی اواخر میں ہیں خدا سلامت رکھے غنیمت ہیں غالب
۱۲ یکشنبہ ۱۹ جنوری ۱۸۶۱ء **ایضاً** سید صاحب قبلہ عنایت نامہ مع قصیدہ پہنچا
پس و پیش ایک رافت نامہ پیر و مرشد سید ابراہیم علیخانصاحب بہادر ایک عطوفت نامہ
قبلہ و کعبہ سید عالم علیخان بہادر کا پہنچا میں علی کا غلام اور اولاد علی کا خانہ زاد لیکن

بوڑھا دناتوان اور مسلوب الحواس اور بیسر و سامان خدمت بجا لاتے ہین عذر کرون
تو گنہگار و رمگ توقف کا مضایقہ نہین لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا خداوند نعمت کیا
تم دلی کو آباد اور قلعہ کو معمور و سلطنت کو بدستور سمجھے ہوے ہو جو حضرت شیخ کا کلام
اور صاحبزادہ شاہ قطب الدین ابن مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ کا حال پوچھتے ہو ان
دفتر اگاؤ خورد و گاؤرا قصاب برد و قصاب در راہ مرد بادشاہ کے دم تک یہ باتین تھین
خود میان کالے صاحب مغفور کا گھر اس طرح تباہ ہوا کہ جیسے جھاڑودی کاغذ کا پرزا سونیکا
پشمینہ کا بال باقی نرہا شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ کیا ایک اچھے گانو کی
آبادی تھی اون کی اولاد کے لوگ تمام اوس موضع مین سکونت پذیر تھے اب ایک جنگل ہے
اور میدان مین قبر اس کے سوکچھ نہین وہان کے رہنے والے اگر گولی سے بچے ہون گے تو
خدا ہی جانتا ہوگا کہ کہان ہین اون کے پاس شیخ کا کلام بھی تھا کچھ تبرکات بھی تھے
اب جب وہ لوگ ہی نہین تو کس سے پوچھون کیا کرون کہین سے یہہ مدعا حاصل نہو سکیگا سید
صاحب قبلہ کیون تکلیف کرتے ہین اگر یہی مرضی ہے تو اتحاف و ابداً تکلف محض ہے فقیر بے
سوال ہون اگر کچھ بھیجدین گے رد نکرونگا اگر نہ بھیجین گے طلب نکرونگا کم و بیش پر
نظر نکرین جتنے کا چاہین نوٹ خط مین لپیٹ کر بھیجدین والسلام از سدا للہ روز شنبہ
یکم ستمبر ۱۸۶۶ء **ایضاً** پیر و مرشد تین برس عوارض احتراق خون مین ایسا مبتلا ہا ہون
کہ اپنے جسم و جان کی بھی خبر نہین رہی آپکے خطوط آے ہون گے کوئی خط پڑھ لیا ہوگا
کوئی عنوان ناکشودہ پڑا رہا ہوگا البتہ حاجی مصطفے خان کا آنا مجکو یاد ہے یقین کرتا ہون
کہ اونھون نے از روے مشاہدہ میری خستگی تن کا حال حضرت کو لکھا ہوگا اب مین اپنی
زبان سے یہ کیونکر کہون کہ اچھا ہون مگر بیمار اور مرض مین گرفتار نہین ہون بوڑھا

بھرا پا پیچ بدحواس ناتوان فلک زدہ آدمی ہون عہد کرتا ہون کہ جب آپکا خط آئیگا
اوسکا جواب لکھونگا جب غزل آئے گی اوسکو دیکھکر پھیر بھیجونگا مگر حضرت کے مسکن کا
پتا بھول گیا ہون یہ خط تو مصطفے خان سوداگر کو بھیجدیتا ہون وہ آپکو بھجوادین گے
آیندہ جو عنایت نامہ اک مین آئے اوسمین مسکن مقام وشہر کا نام لکھا جائے نجات
کا طالب غالب ۲۲ جولائی ۱۸۶۶ء **ایضاً** حضرت پیر و مرشد ان دنون مین اگر فقیر کے
عرایض نہ پہنچے ہون یا ارشاد کے جواب ادا نہ ہوئے ہون تو موجب ملال خاطر اقدس نہو
۵ اتفاق سفر افتادہ بہ پیری غالب ✦ آنچہ از پائے نیامد ز عصائے آید ✦ رام پور کی
سرکار کا فقیر تکیہ دار و زینہ خوار ہون رئیس حال نے مسند نشینی کا جشن کیا دعاگوے دولت
کو دربار دولت پر جانا واجب ہوا ہفتم اکتوبر کو دلی سے رامپور کو روانہ ہوا بعد قطع منازل ستہ
وہان پہنچا بعد اختتام بزم عازم وطن ہوا ہشتم جنوری کو دلی پہنچا عرض راہ مین بیمار ہوا پانچ
دن مراد آباد مین صاحب فراش رہا اب جیسا فرسودہ روان ناتوان تھا ویسا ہون جواب خطوط
مجتمعہ لکھ سکتا ہون بہرحال ایسا ہون نواب میر جعفر علی خان مبرور مغفور کا خاندان سبحان اللہ
۵ این سلسلہ از علائے ما نبست ✦ این خانہ تمام آفتابست ✦ نواب میر غلام بابا خان
میرے دوست اور میرے محسن ہین راہ و رسم نامہ و پیام مدت سے باہم گرجاری ہے آپ کا
حکم بے تکلف مانونگا جناب میر ابراہیم علیخان صاحب اور حضرت میر علیخانصاحب کی
خدمت گزاری کو اپنا مخر و شرف جانونگا اسوقت بکس کھولا ہے خطوط اطراف و جوانب
دیکھ رہا ہون پہلے حضرت کے خط کا جواب بطریق اختصار لکھا ہے اب جب اسکا جواب آئیگا
تب فقیر حکم بجا لائے گا۔ ان اللہ چارشنبہ ۱۰ جنوری ۱۸۶۷ء **ایضاً** پیر و مرشد آپکو
میرے حال کی بھی خبر ہے ضعف نہایت کو پہنچ گیا رعشہ پیدا ہوگیا بینائی مین بڑا فتور

بڑا حواس مختل ہوگئے جہانتک ہوسکا احباب کی خدمت بجالایا اوراق اشعار لیتے لیتے دیکھتا تھا اور اصلاح دیتا تھا اپنے آنکھ سے اچھی طرح سوجھے نہ بات سے اچھی طرح لکھا جائے کہتے ہین کہ شاہ شرف بوعلی قلندر کو بسبب کبر سن کے خدا نے فرض اور پیمبر نے سنت معاف کردی تھی مین متوقع ہون کہ میرے دوست خدمت اصلاح اشعار مجھپر معاف کرین خطوط شوقیہ کا جواب جس صورت سے ہوسکیگا لکھیا کرونگا زیادہ حد ادب راقم اسد اللہ خان غالب اپریل ۱۸۶۶ء **ایضاً** پیر و مرشد یکم محرم کا خط کل ۱۸ محرم کو پہنچا آج ۱۹ کو جواب لکھتا ہون آپ پر اور میر ابراہیم علیخان اور میر عالم علیخان پر میری جان نثار ہے مضے مانگے اب ایک ایک غزل آپ تینون صاحب بھیجدیا کیجئے اوسی طرح مین فرداً فرداً ابر اصلاح بھیجدیا کرونگا مگر میرے قبلہ و کعبہ اسطے خدا کے شجرہ منظور ارسال فرمائیگا اوسکی اصلاح میرے حدود سے باہر ہے۔ میرا شیوہ نہیں ہے خط بیرنگ بھیجنا یہ خط عمداً بیرنگ بھیجتا ہون کہتے ہین کہ پیڈ کے تلف ہونیکا احتمال ہے اور بیرنگ کا نہین اسد اللہ شنبہ ۲ جون ۱۸۶۶ء **ایضاً** قبلہ کل ڈاک کے سرکار نے گل دو خط ایک بار پہنچائے ایک آپکا خط مع غزل اور ایک نواب میر ابراہیم علیخان کا خط مع غزل آج تین باتین ضروری لکھنی تھین اسواسطے یہ خط آج روانہ کرتا ہون ایک بات یہ کہ غزل کا کاغذ واپس بھیجتا ہون نہ اسکو پھاڑ سکون نہ پانی مین دھو سکون شہیدی کی غزل ان قافیون مین بتغیر ردیف ایسی ہے کہ اب ان قافیون کا باندھنا ہرگز نچاہیئے آپ اور غزل لکھئے اسکو ہرگز دیوان مین نہ رکھئے یہ بھی اس ضمن مین لکھنا مناسب ہے کہ میر ابراہیم علی خان صاحب نے اپنی اصلاحی غزل کی رسید کل کے خط مین لکھ بھیجے آپ اپنے خط مین کسی راہ سے لکھتے ہین کہ وہ غزل اصلاحی مانگتے ہین اسی فصل مین یہ بھی اطلاع دیتا ہون کہ آپ کی یہ غزل سلا کر سوئے اور نہا کر سوئے اور

تاریخہائے بنائے مسجد دیکھکر اور صلاح دیکر آج پانچوان دن ہے کہ ڈاک مین بھیج چکا ہون
دوسری یہ بات ہے کہ آپ سید صاحب کا حال مفصل لکھئے ایک لاکھ کا ملک بڑودہ کی
سرکار سے ہمارے محسن کو ملا ہے کہ اون سے دو لاکھ روپیہ نذرانہ مانگا جاتا ہے آگے اوس
راج مین حسام الدین حسین خان اور شرف الدین حسین خان بڑے معزز اور مکرم متوسل تھے
اور سیر حاصل جاگیرین رکھتے تھے کیا سید ابراہیم علی خان صاحب اوسی خاندان مین سے
ہین اور ہان یہ بھی لکھیے کہ میر عالم علیخان کون سے اور آپ کون دونو صاحبون سے کیا
قرابت ہے تیسری بات یہ ہے کہ جب نوٹ بھیجئے تو اہل کلکتہ کے طرح آدھا دوبار کرکے
نہ بھیجیے گا میرے نام کا لفافہ جس شہر سے چلے اوسی شہر کے ڈاک گھر مین رہجاے تو رہجاے
ورنہ دلی کے ڈاکخانہ مین پہنچکر کیا امکان ہے کہ تلف ہو۔ اسمہ ۲۵ ستمبر ۱۸۶۶ء ایضا
حضرت یہ آپکے جد امجد کا غلام تو مر لیا کثرت احکام تواتر ورود اشعار پھر یہ بنجارکہ سو روپے
کے نوٹ کی رسید سو بار مانگتے ہو میر ابراہیم علی خانصاحب کی غزل جسکا ایک شعر یہ ہے
ع علی علی جو کہا تا سحر تو یون سمجھے ۔ کہ ذوالفقار سے کٹتی ہے اب ہماری رات ۔ بعد
صلاح بھیج چکا ہون اور آپ اوسکا تقاضا کئے جاتے ہین غزلین آپکی برستی ہین کہان
تک دیکھون آپ کی غزلون کے ساتھ اور غزلین بھی گم ہو جاتی ہین بہتر برس کا آدمی
پھر بخور دائمی غذا ایک قلم مفقود اٹھ پہر مین ایک بار آب گوشت پی لیتا ہون نہ روٹی
نہ بوٹی نہ پلاؤ نہ خشکا آنکھ کی بینائی مین فرق ہاتھ کی گیرائی مین فرق رعشہ مستولی حافظہ
معدوم جہان جو کاغذ رہا وہ وہین رہا میر عالم علیخان صاحب کی دو غزلین آئی ہوئی کہین
رکھ کے بھول گیا ہون خلاصہ یہ کہ نوٹ عطیہ سید صاحب کا آپکے خط مین پہنچا روپیہ
وصول ہوا معاً خرچ ہوا اونکی ایک غزل ساری رات ہماری رات جسکا ایک شعر اوپر لکھ آیا

ہون بعد اصلاح بھیج چکا ہون اور کوئی غزل اون کی اب میرے پاس نہین اور جناب میر عالم
علیخان صاحب کی دو غزلین یاد ہے کہ آئی ہین اگر ملجائے گی تو بعد اصلاح بھیجونگا
آپ کی غزلین شمار سے باہر ہین بکس مین دیکھون گا کتابون مین ڈھونڈونگا مدعا یہ کہ
آپ اور دونون سید صاحب اسکا التزام کرین کہ ایک غزل اپنے خط مین بھیجین جب وہ غزل
اور اوس خط کا جواب پہنچ لے تب دوسری غزل خط مین ملفوف ہوکر بھیجی جائے اور خط ہر صاحب کا
جدا ہو آپ یہ میرا خط غور سے پڑھلین اور دونون سید صاحبون کو پڑھواوین از روی احتیاط
بیرنگ بھیجتا ہون اسد بیرنگ ۱۴ اکتوبر ۱۸۶۶ء **ایضاً** سید صاحب قبلہ حکیم سید احمد حسن
صاحب کو غالب نیم جان کا سلام پہنچے وہ جو آپ نے سنا ہے کہ اب غالب کو مرض سے افاقہ ہے
سو محض غلط ہے آگے ناتوان تھا اب نیم جان ہون خط نہین لکھ سکتا ایک لڑکے سے یہ چند
سطرین لکھوادین ہین جو مین کہتا گیا ہون وہ غریب لکھتا گیا ہے آپ سید ہین اور بزرگ
ہین میرے حق مین دعا کرین کہ اب تہتر برس سے آگے نہ بڑھون اور اگر کچھ زندگی اور ہے
تو حق تعالی تھوڑی سی صحت اور طاقت عنایت کرے تاکہ دوستون کی خدمت بجا لاتا ہون
غالب ۳ر جولائی ۱۸۶۷ء **ایضاً** جناب سید صاحب قبلہ سید احمد حسن صاحب کو
غالب نیم وجان کی بندگی مقبول ہو اور یہ عرض بھی قبول ہو کہ جناب معلی القاب نواب
ابراہیم علیخان بہادر کی خدمت مین میری بندگی عرض کرین بارے بصورت تصویر
دونون صاحبون کی خدمت مین میرا پہنچنا معلوم ہوا اگرچہ اس صورت مین چلنا پھرنا
خدمت بجالانی نہین ہوسکتی مگر خیر حضرت کے پیش نظر حاضر رہونگا عنایت کی نظر ہے
میرے حال پر یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ نواب صاحب قبلہ کے ہان اس مہینے مین لڑکا پیدا
ہونے والا ہے مجکو تاریخ تولد کا خیال رہے گا جب آپ کی تحریر سے نوید تولد معلوم کرونگا

تب قطعہ یا رباعی جو کچھ ہوگئی ہوگی وہ بھیجدونگا اور یہ جو آپنے اپنی اور نواب صاحب کی غزلون کی اصلاح واسطے لکھا ہے مجھے اس حکم کی تعمیل بدل منظور ہے جس مہینے تک مین زندہ ہون اوس مہینے تک خدمت بجالاؤنگا۔ ۱۷۔ جولائی ۱۸۶۷ء

بنام تفضل حسین خان صاحب

کیون صاحب یہ چچا بھتیجا ہونا اور شاگردی و استادی سب پر پانی پھر گیا اگر کوئی ہزار پانسو کی چیز ہوتی اور مین تم سے مانگتا تو خدا جانے تم کیا غضب ڈھاتے میرا کلام خریدا آٹھ دس روپیہ کی سو وہ بھی مین یہ نہین کہتا کہ مجکو دے ڈالو تمکو مبارک رہے مجکو مستعار دو مین اوسکو دیکھ لون جو میرے پاس نہین ہے اوسکی نقل کرلون پھر تمکو واپس بھیجدون اسطرح کی طلب پر ندینا دلیل اسکی ہے کہ مجکو جھوٹا جانتے ہو میرا اعتبار نہین یا یہ کہ مجکو آزار دینا اور ستانا بدل منظور ہے وہ کتاب ابھی میرے آدمی کو دیدو باللہ باللہ اوسمین ہے جو میرے پاس نہین ہے نقل کرکے تمکو بھیجدون گا اگر تمکو واپس نہ دون تو مجھپر لعنت اور اگر تم میری قسم کو نہ مانو اور کتاب بطل قعر کو نہ دو تو تمکو آفرین ۔ غالب

بنام مرزا حاتم علی صاحب مہر

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے	غلام ساقی کوثر ہون مجکو غم کیا ہے
سخن مین خامہ غالب کی آتش افشانی	یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب و سمین دم کیا ہے

علاقہ محبت ازلی کو برحق مانکر اور پیوند غلامی جناب مرتضیٰ علی کو سچ جانکر ایک بات اور کہتا ہون کہ بینائی اگرچہ سبکو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے ماما کہ روشناسی اوسکی اجارے مین آئی ہے یہ بھی دلیل آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جبتک دیدو اوید نہولے اپنے کو بیگانہ یکدگر سمجھین البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہین اگر سمجھین سلام کے جواب مین

خط بہت بڑا احسان ہے خدا کرے خط جسمین مینے آپکو سلام لکھا تھا آپکی گزر گیا ہوا حیا نا
اگر دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجے گا اور خط کے لکھنے کے احسان کو اوس خط
کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجے گا۔ ہائے میرجان جانکوب کیا جوان مارا گیا ہے سچ اوس کا
یہہ شیوہ تھا کہ اُردو کے فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان مین شعر کہنے کی رغبت دلواتا یہ بھی
اونہین مین سے ہے کہ جبکا مین ماتمی ہون ہزار ہا دوست مرگئے کسکو یاد کرون اور کس سے فریاد کرون
جیون تو کوئی غمخوار نہین مرون تو کوئی عزادار نہین غزلین آپکی دیکھین سبحان اللہ چشم
بد دور اُردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو فارسی بھی خوبی مین کم نہین مشق
شرط ہے اگر کہے جاؤ گے لطف پاؤ گے میرا تو گویا بقول طالب آملی ایسے حال ہے ؎ لب از گفتن چنان
بستم کہ گوئی ہ دہن بر چہرہ زخمے بود بہ شد ۔ جب اپنے بغیر خط کے بھیجے خط مجکو لکھا ہو تو کیونکر مجکو
اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو پہلے تو اپنا حال لکھیے کہ مینے سُنا تھا آپ کہین گئے صدر امین ہین
پھر اکبر آباد مین کیون خانہ نشین ہین اس ہنگامہ مین آپ کی صحبت حکام سے کیسی رہی ۔ راجہ ۔ ۔
بلوونت سنگھ کا بھی حال لکھنا ضرور ہے کہ کہان ہین اور وہ دو ہزار روپیہ مہینا جو اونکو سرکار انگریزی
سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہے یا نہین ہائے لکھنو کچھ نہین کھلتا کہ اوس بہارستان پر کیا گزری
اموال کیا ہوے اشخاص کہان گئے خاندان شجاع الدولہ کے زن و مرد کا انجام کیا ہوا
قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگزشت کیا ہے گمان کرتا ہون کہ بہ نسبت میرے تمکو کچھ زیادہ
ہوگی امیدوار ہون کہ جو آپ پر معلوم ہے وہ مجھپر مجہول نرہے پتا مسکن مبارک کا کشمیری بازار سے
زیادہ نہین معلوم ظاہرا اسیقدر کافی ہوگا ورنہ آپ زیادہ لکھتے مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اون کی
اوس خط کے پہنچنے کی اطلاع دیجیے گا جسمین آپکے خط کی اونھون نے نوید لکھی تھی والسلام
ایضاً بھائیصاحب از روئے تحریر مرزا تفتہ آپکا چہہ کتابون کی تزئین کی طرف متوجہ ہونا

معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش نے دوبار لکھا کہ مین باجمال لکھتا ہون مفصل مرزا حاتم علی
صاحب نے لکھا ہوگا یا رباون کے دو خط آگئے مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا تو اونکا خط کیون نہ آتا
اپنے حسن اعتقاد سے یون سمجھا کہ نہ لکھنا بمقتضاے یکدلی جب اپنا کام سمجھ لیے تو مجکو لکھنا کیا ضرور
ہے مگر اسکو کیا کرون کہ جواب طلب باتونکا جواب نہین مطبع اخبار آفتاب عالم تاب مین یکم ستمبر ۱۸۵۸ء
حال سے تکیم اسد اللہ خان کا نام لکھوا دینا اور دونمبر نکا اخبار ایکبار بھجوا دینا اور آیندہ ہر ہفتہ اوسکے
ارسال کا طور ٹھہرا دینا کیون صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپنے نہ کیا اور اگر دشوار تھا تو اوسکی
اطلاع دینی کیا دشوار تھی ابھی شکایت نہین کرتا پوچھتا ہون کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہین نہین
مرزا لقمہ سے ایک خط مین یہ قصہ لکھ چکا ہون کیا اونھون نے بھی وہ خط تمکو نہین پڑھایا ہر چند
عقل دوڑائی کوئی رنگ کی وجہ خیال مین نہ آئی اب حصول مدعا سے قطع نظر مین یہ سوچ رہا
ہون کہ دیکھون چھ مہینے بعد برسات بعد اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہین تو اس امر خاص کا جواب
کیا لکھتے ہین مین بھی شاعر ہون اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے خیال مین آجاتا کوئی عذر ایسا
میرے ذہن مین نہین آتا کہ قابل سماعت کے ہو مین بھی تو دیکھون تم کیا لکھتے ہو ایضاً صاحب
عہدہ وکالت مبارک ہو موکلون سے کام لیا لیجے پریون کو تسخیر کیا کیجے مثنوی پہنچی جھوٹ بولنا
مرا شعار نہین کیا خوب بول چال ہے انداز اچھا بیان اچھا روزمرہ صاف جسکو استغفار
کیا کہون کیا مزہ دے رہا ہے اس مثنوی نے اگلی مثنیون کو تقویم پارینہ کر دیا بیان بخشایش
ہم گنہگارون تک کیون پہنچے گا مگر ہان اس راہ سے ؎ کہ مستحق کرامت گنہگار اند بخشش
متوقع ہون مین ابھی تک یہ بھی نہین سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہے اور یا کہ یا نثر ہے اور مضمون اوسکا
کیا ہے مرزا یوسف علیخان آٹھ دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی شہر مین مقیم ہین میرے
مسکن کے پاس ایک مکان کرایہ کو لیا ہے اوسمین رہتے ہین اونکو خط بھیجو تو میرے مکان کا

پتا لکھدینا اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہین شہر کا
نام اور یہ نام قصہ تمام ہان یار عزیز کی خط پہ میرے مکان کے قریب کا پتا ضرور ہے۔ دو روز سے
شعاع مہر کو دیکھ رہے ہین اکثر تمہارا ذکر خیر رہتا ہے وہ تو اب ہر وقت یہین تشریف رکھتے ہین
رات کو تو پھر چہہ گھڑی کی نشست ہر روز رہتی ہے ابھی یہین سے اوٹھکر گئے ہین تمکو سلام کہتے
ہین اور شعاع مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہین ایضاً جناب مرزا صاحب کا
خم فرا نامہ پہنچا ہین نے پڑھا یوسف علیخان عزیز کو پڑھوا دیا اونھون نے جو میرے سامنے اس
مرحومہ کا اور آپکا معاملہ بیان کیا یعنے اوسکی اطاعت اور تمہاری اوس سے محبت سخت ملال
ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا مین فردوسی اور فقرا مین حسن بصری اور عشاق مین
مجنون یہ تین آدمی تین فن مین سرفقرا و پیشوا ہین شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہوجائے
فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھائے۔ عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنون کی ہمطرحی
نصیب ہو لیلی اوسکے سامنے مری تھی تمہاری مجبوبہ تمہارے سامنے مری بلکہ تم اس سے بڑھکر ہوے
کہ لیلی اپنے گھر مین اور تمہاری معشوقہ تمہارے گھر مین مری بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہین
جس پر مرتے ہین اوسکو مار رکھتے ہین مین بھی مغل بچہ ہون عمر بھر مین ایک بڑی ستم پیشہ
دشمنی کو مین نے بھی مار رکھا ہے خدا اون دونون کو بخشے اور ہم تم دونون کو بھی کہ زخم
مرگ ستم دو کہائے ہوئے ہین مغفرت کرے چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے باآنکہ یہ کوچہ
چھٹ گیا اس فن سے مین بیگانہ محض ہوگیا ہون لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ آدائین یاد
آتی ہین اوسکا مرنا زندگی بھر نہ بھولونگا جانتا ہون کہ تمہارے دلپر کیا گزرتی ہوگی صبر کرو
اور اب ہنگامہ عشق مجازی چھوڑو ؎ سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی ۔ عشق محمد بس است
و آل محمد اللہ بس ماسوا ہوس ایضاً شطر اسلام بود و درش ایمان بالغیب ۔ اے تو

غایب نظر مہر تو ایمان منست ✦ حلیہ مبارک نظر افروز ہوا جانتے ہو کہ مرزا یوسف علیخان
عزیز نے جو کچھ تمسے کہا اوسکا منشا کیا ہے کبھی مین نے بزم احباب مین کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی
کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سنتا ہون کہ وہ طرحداری کا ذکر مین نے مغل جان سے سنا تھا اسی
زمانے مین کہ وہ نواب صمد علیخان کے نوکر تھے اور وہین مجھ مین بے تکلفانہ ربط تھا تو اکثر مغل سے
پہروان اختلاط ہوا کرتے تھے اونسے تمہارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجکو سنائے بہرحال تمہارا
حلیہ دیکھکر تمہارے کشیدہ قامت ہونے پر مجکو رشک آیا ہو کسواسطے میرا قد بھی درازی مین انگشت
نما ہے تمہارا گندمی رنگ پر رشک آیا کسواسطے کہ جب مین جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تھا اور وید
ور لوگ اوسکی ستایش کیا کرتے تھے اب جو کبھی مجکو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہے تو چھاتی پر سانپ سا
پھر جاتا ہے ہان مجکو رشک آیا اور مین نے خون جگر کھایا تو اس بات پر کہ ڈاڑھی خوب گہٹی
ہوئی ہے وہ مزے یاد آگئے کیا کہون جی پر کیا گزری بقول شیخ علی حزین ؎ تا دوشم
بود زوم چاک گریبان ✦ شرمندگی از خرقہ پشمینہ ندارم ✦ جب ڈاڑھی مونچھ مین بال سفید
آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے گالو نپر نظر آنے لگے اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ آگے کے دو
دانت ٹوٹ گئے ناچار مسی بھی چھوڑ دی اور ڈاڑھی بھی مگر یہ یاد رکھئے کہ اس بھونڈے شہر
مین ایک روی ہے عام ملا حافظ بساطی نیچہ بند دھوبی سقہ بھٹیارہ جولاہہ کنجڑا مونہہ
ڈاڑھی سر پر بال فقیر نے جسدن ڈاڑھی رکھی اوسی دن سر منڈایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ
العلی العظیم کیا بک ہا ہون صاحب بندہ نے دستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریڈرک
امدسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب شمال کی نذر بھیجی تھی سو اونکا فارسی خط
محررہ دہم مارچ مشتمل تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی بطریق بطریق ڈاک آگیا پھر
مین نے تہنیت مین لفٹنٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بھیجا اوسکی رسید مین نظم کی تعریف

اور اپنی رضامندی پر متضمن خط فارسی بسبیل ڈاک مرقومہ چہاردہم آگیا پھر ایک قصیدہ فارسی
مدح و تہنیت مین جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت مین بواسطہ
صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اونکا مہری خط مذیلہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا پنشن
کے باب مین ابھی کچھ حکم نہین اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہین دیر آید درست آید
آج کھانا ہی نہین ہون آدہ سیر گوشت دن کو اور پاؤ بھر شراب رات کو ملے جاتی ہے
ع ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے ۔ تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے ۔ اگر ہم فقیر سچے
ہین اور اس غزل کے عالیکا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہنچ گئی ہوگی والسلام
وہ آپ پہنچا دینگے **ایضاً** مرزا صاحب ہمکو یا تین پسند نہین پینسٹھ برس کی عمر ہے پچاس
برس عالم رنگ و بو کی سیر کی ابتدائے شباب مین ایک مرشد کامل نے یہ نصیحت کی ہے کہ ہمکو
زہد و ورع منظور نہین ہم مانع فسق و فجور نہین ہیو کھاؤ مزے اڑاؤ مگر یہ یاد رہے کہ مصری
کی مکھی بنو شہد کی مکھی نہ بنو سو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہے کسیکے مرنیکا وہ غم کرے جو
آپ نہ مرے کیسی اشک افشانی کہان کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجا لاؤ غم نہ کھاؤ اور
اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو تو جیتا جاگتا نہی مناجان نہی مین جب بہشت کا
تصور کرتا ہون اور سوچتا ہون کہ اگر مغفرت ہوگئی اور ایک قصر ملا اور ایک حور ملی
اقامت جاودانی ہے اور اوسی ایک نیک بخت کے ساتھ زندگانی ہے اس تصور سے
جی گھبراتا ہے اور کلیجا مونہہ کو آتا ہے ہے وہ حور اجیرن ہو جائے گی طبیعت کیون
نہ گھبرائے گی وہی زمردین کاخ اور وہی طوبے کی ایک شاخ چشم بد دور وہی ایک بھائی
ہوش مین آؤ کہین اور دل لگاؤ ع زنِ نو کن اے دوست در نو بہار ۔ کہ تقویم
پارینہ ناید بکار ۔ مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدس دیکھا فکر سراپا پسند ذکی ہمہ جہت

ناپسند اپنے نام کا خط مع اون اشعار کے مرزا یوسف علی خان عزیز کے حوالہ کیا مکرمی
نواب محمد علیخان صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون پروردگار اونکو سلامت رکھے
مولوی عبدالوہاب صاحب میرا سلام دم دیجے مجھ سے فارسی عبارت مین خط لکھوایا مین منتظر
رہا کہ آپ لکھتے جائین گے وہ عبارت جناب قبلہ و کعبہ دکھائین گے اون کے مزاج اقدس کی
خیر و عافیت مجکو رقم فرمائین گے مین کیا جانون کہ حضرت میرے وطن مین جلوہ افروز ہین
؎ یار در خانہ و من گرد جہان میگردم * اب مجھے اون سے یہ استدعا ہے کہ دستخط خاص سے مجکو
خط لکھین اور لکھنو نہ جانیکا سبب اور جناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچھ معلوم ہو وہ سب اوس خط
مین درج کرین ایضاً مرا بسادہ دلے ہائے من توان بخشید * خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم
کل دوشنبہ کا دن ۲۰ ستمبر کی تھی صبح کو مین نے آپکو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک مین بھیجدیا
دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمہارا خط اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جسطرح کا جواب مین
آپسے مانگتا ہون وہ نہین پہنچا کچھ شکوہ سے شرمندگی اور کچھ خط کے نہ پہنچنے سے حیرت ہوئی
دوپہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھکر ٹکٹ لگانے لگا بکس مین سے وہ تمہارے نام کا خط
لکھکر بھول گیا ہون اور ڈاک مین نہین بھیجا اپنے نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہون
کہ میرا قصور معاف ہو بعد چاہنے عفو جرم کے آپکے کل کے خط کا جواب لکھتا ہون سبحان اللہ
جلدون کی آرایش کے باب مین کیا اچھی فکر کی ہے میرے دلمین بھی ایسی ہی ایسی باتین
تھین یقین ہے کہ متاع شاہوار ہو جائین گے اہار مہرہ اگر ہو جائیگا تو حرف خوب چمک
جائین گے اسکا خیال اون چار جلدون مین ہے رہی بارہ روپیہ کی ہنڈوی بھیجنی ہی بروقت
وصول کرکے مجکو اطلاع دیجے گا ورنہ مین مشوش رہونگا حضرت یہان دو چیزین مشہور ہین
ان کے باب مین آپسے تصدیق چاہتا ہون ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہین کہ اگرہ مین اشتہار

جاری ہوگیا ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے کہ کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان
مین ہوگیا دوسری خبر یہ ہے کہ جناب اڈمنسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کے چیف سکرٹر اکبر آباد
کے لفٹنٹ گورنر ہوگئے خبرین دونون اچھی ہین خدا کرے سچ ہون اور سچ ہونا انکا آپکے
لکھنے پر منحصر ہے مانصا حب ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے مین نے حضرت ملکہ معظمہ انگلستان
کی مدح مین ایک قصیدہ انگریزی مین لکھا ہے تہنیت فتح اور عملداری شاہی ساٹھ بیت ہے
منظور یہ تھا کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ ایک اور کاغذ مذہب پر لکھکر بھیجون پھر یہ خیال مین آیا
کہ دس سطر کے مسطر پر کتاب لکھی گئی ہے یہ بیتے چھاپا ہوئی اگر یہ چھ صفحے یعنے تین ورق
اور چھپ کر اوس کتاب کے آغاز مین شامل جلد ہو جائین تو بات اچھی ہے آپ اور منشی بنی بخش
صاحب اور مرزا تفتہ منشی شیونرائن صاحب سے کہکر اسکا طور درست کرین اور پھر مجکو اطلاع
دین تو مین مسودہ آپکے پاس بھیجدون جب کتاب چھپ چکے تو یہ چھپ جائے دو باتین ہین
ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اور لگایا جائے پہلی کتاب سے دوسرے یہ کہ اسکی سیاہ قلم کی لوح
الگ ہو اور پہلے صفحہ پر جسطرح کتاب کا نام چھاپتے ہین اسطرح یہ بھی چھاپا جائے کہ قصیدہ در
مدح جناب ملکہ انگلستان خلد اللہ ملکہا میرا نام کچھ ضرور نہین کتاب کے پہلے صفحہ پر تو ہوگا۔
ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب باصواب لیکے نوید قبول جلد بھیجے **ایضا** بندہ پرور آپکا
مہربانی نامہ آیا آپکے مہر انگیز اور محبت خیز باتون نے غم بیکسی بھلا یا کہان دہیان لڑا ہے
کہان سے دستنبو کی مناسبت کے واسطے ید بیضا ڈھونڈ نکالا ہے آفرین آفرین صد ہزار
آفرین قیصر امصرع اگر یون ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہے ۵ نامہ خود سال خوشی
داد نشان ۔ مرزا تفتہ کا خط ہاترس سے آیا اون کے لڑکے بالے اچھے ہین آپ گھبرائین
نہین وہ آئے کے آئے ہین اگر تمہین اون کے آرام نہین تو اون کو بغیر تمہارے چین کہان

صاحب بندہ اثنائے عشرے ہون ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہون خدا کرے
کہ میرا بھی خاتمہ اسی عقیدہ پر ہو ۱۲ ہم تم ایک آقا کے غلام ہین تم جو مجھ سے محبت کروگے یا میری
غمگساری مین محنت کروگے کیا تمکو غیر جانون جو تمہارا حسان مانون تم سراپا مہر و وفا
ہو واللہ اسم با مسمی ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح مین اسوسطے کرتا ہون کہ عبارت کا ڈھنگ
نیا ہے صحیح کا درست پڑھنا بڑی بات ہے اگر غلط ہو جائے تو پھر وہ عبارت نری خرافات
ہے بارے بسبب التفات بھائی منشی بنی بخش صاحب کے صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے
متوقع ہون کہ وہ تکلیف نہین اور ختم کتاب تک متوجہ رہین منشی شیونراین صاحب نے
کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی سب طرح میرے پسند آئی چنانچہ اونکو لکھ بھیجا ہے اگر ہو سکے تو
سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲ حضرت چار جلدین یہان کے حکام کو دونگا اور
دو جلدین ولایت کو بھیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت ہے اور کیا اعتماد ہے زندگی پر بہرحال یہ
ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ اب چھ جلدون کی کچھ تزئین اور آرایش کیجاوے آپ
اور بھائی صاحب اور اونکا فرزند رشید منشی عبداللطیف اور منشی شیونراین یہ چارون
صاحب فراہم ہون اور باجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے کہ کیا کیا جاوے معہذا
دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہین ہان یہ ممکن ہے کہ چار جلدین چھ روپے
مین اور دو جلدین چھ روپیہ مین تیار ہون پھر سوچتا ہون کہ یارب آرایش کی گنجایش کہان
ناچار چار کتابون کی جلد ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ کی اور دو دو کتابون کی جلد تین تین روپیہ
کی بنائی جائے قصہ مختصر کچھ کیا جائے یا یہی کہدیا جائے کہ تیری رائے کونسل مین مقبول
اور صرف جلدون کی تیاری منظور ہوئی بارہ روپیہ بھیجدیے ۱۲ مطالب و مقاصد تمام ہوے
اور ہم تم بزبان قلم باہمدگر ہم کلام ہوے ایضاً مرزا صاحب مین نے دو ماہ مین تحریر ایجاد کیا ہے

کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتین کیا کرو ہجر مین وصال کے مزے لیا کرو کیا تمنے مجھ سے بات کرنے کی قسم کھائی ہے اتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمہارے جی مین آئی ہے برسون ہوگئے کہ تمہارا خط نہین آیا نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابون کا بیوار بھیجا ہان مرزا تفتہ نے ہانز سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچون کتابون کے آغاز کے اون کو دے آیا ہون اور اُنہون نے سیاہ قلم کی لوحون کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوے جو تمنے مجکو خبر دی ہے کہ دو کتابون کی طلائی لوح مرتب ہوگئی ہے پھر اب اون کتابون کی جلدین بنجانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچون کتابون کے تیار ہونے مین درنگ کس قدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسون آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ تمہاری چالیس کتابین بعد منہائی لینے سات جلدون کے اسی ہفتہ مین تمہارے پاس پہنچ جائین گے اب حضرت ارشاد کرین کہ یہ سات جلدین کب آئین گی ہرچند کاریگرون کے دیر لگانے سے تم بھی مجبور ہو مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھون کی نگرانی اور دلکی پریشانی دور ہو خدا کرے اون تیتیس جلدون کے ساتھ یا دو تین روز کے آگے پیچھے یہ سات جلدین آپ کی عنایتی بھی آئین تا خاص و عام جابجا بھیجے جائین میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہین رہا نواب ضیاء الدین خان اور نواب حسین مرزا جمع کر لیتے تھے جو مین نے کہا اُنہون نے لکھ لیا اون دونون کے گھر لٹ گئے ہزارون روپیے کے کتابخانے برباد ہوے اب مین اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہون کئی دن ہوے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری کہین سے لکھوا لایا اوسنے وہ کاغذ جو مجکو دکھایا یقین سمجھنا کہ مجکو رونا آیا غزل تمکو بھیجتا ہون اور صلہ مین اس خط کے جواب چاہتا ہون غزل

درد منت کش دوا نہوا		مین نہ اچھا ہوا بُرا نہ ہوا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو — اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
رہزنی ہے کہ دستگاری ہے — یکے دل دستان روانہ ہوا
زخم گر دب گیا لہو نہ تھما — کام گر رک گیا روا نہ ہوا
کتنے شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب — گالیان کھا کے بے مزا نہ ہوا
کیا وہ نمرود کی خدائی تھی — بندگی مین میرا بھلا نہ ہوا
جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یون ہے کہ حق ادا نہ ہوا
کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہین — آج غالب غزل سرا نہ ہوا

ایضاً بھائی صاحب آپ کی خامہ مشکبار کی صریر نے کتابون کی لوح طلائی کا آوازہ یہانتک پہنچایا بلکہ مجکو اونکی لوحون کا خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھنا ہے اور کیا کہنا ہے مجکو تو بموجب اس مصرع کے ؎ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائی تست دلمین خوش ہو کر چپ رہنا ہے حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے مجکو آپکے حکم کا بجا لانا منظور ہے اس نذر کے پہنچنے کے بعد جب کوئی اونکا عنایت نامہ آئیگا تو بندہ درگاہ مدح گستر یکا جوہر دکھائیگا اوس نظم مین آپکا ذکر خیر بھی آجائیگا اب تو فرمائیے کہ مدت انتظار کب بانجام پائے گی اور کتابون کی روانگی کی خبر مجکو کب آئیگی آپکے فرط توجہ کا سب طرح یقین ہے سیاہ قلم کی پانچون لوحین بھی اگر بن گئے ہون تو عجب نہین ہے جلدون کا بنانا البتہ چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی بنی بخش صاحب اور ہمارے شفیق منشی شیونرائن صاحب کی ہمت اوس کے جلد انجام ہونے پر مصروف ہے یارب اسی اکتوبر کے مہینے مین یہ کام انجام پا جائے اور چالیس جلدون کا پشتارہ میرے پاس آجائے مرزا تفتہ کو کیا دون اور کیا لکھون مگر دعا دون اور دعا لکھون صاحب

اب ڈھیل نکرو کام مین تعجیل کرو ۵ اے زفرصت نیجز رہرچہ باشی زود باش + خدا
کرے نثر کی تحریر انجام پاگئی ہو اور قصیدہ کے چھاپنے کی اگہی ہو قصیدہ کا نثر سے پہلے
لگانا ازراہ اکرام و اعزاز ہے ورنہ نثر مین اور صنعت اور نظم کا اور انداز ہے یہ اوسکا دیباچہ
کیون ہو بلکہ صورت ان دونون کے اجماع کی یون ہو کہ شرشتہ امیرش تور دیا جاے اور
قصیدے کی اور دستنبو کے بیچ مین ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جاے رائے ایمد سنگہ کا کوئی
خط اگر اندور سے آیا ہو تو مجکو بھی اگہی دو چاہو تمہین ابتدا کرو اور ایک خط اونکو لکھو اور
اوسکا پردازا سبات پر رکھو کہ اب وہ کتابین تیار ہونے کو آئی ہین آپ کی خدمت مین
کہان بھیجی جائین اور کیا پتا لکھا جائے یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور اون کو جواب
لکھنا پڑیگا ایضاً بھائی صاحب مطبع مین سے سادہ کتابین یقین ہے کہ آجکل پہنچ
جائین اور پس و پیش سات جلدین آپ کی بنوائی ہوئی آئین بالفعل ایک اور عقدہ شستہ
خیال مین پڑا ہے یعنے از روے اخبار مفید خلایق ذہن لڑا ہے کہ اس ہفتہ مین جناب
اونشٹن صاحب بہادر آگرہ آئین گے اور سادہ لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائین گے
اس صورت مین اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر انکی جگہہ چیف سکرٹر بنجائین گے پھر دیکھیے
کہ یہ محکمہ لفٹنٹ گورنری مین اپنا سکرٹر کسکو بنائین گے میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی
غلام غوث خان بہادر رہین گے دیکھیے ہمارے منشی مولوی قمرالدین خان کہان رہین گے
بہرحال آپسے یہ استدعا ہے کہ پہلی کتابون کا احوال لکھئے اور پھر جدا جدا جواب ہر سوال کا
لکھیے جب تک اونشٹن صاحب بہادر چیف سکرٹر تھے تو یہ خیال مین تھا کہ اونکی نذر اور
نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یعنے دو کتابین مع اپنے خط کے اون کے پاس بھیجونگا
اب حیران ہون کہ کیا کرون آیا انکی جگہہ سکرٹر کون ہوا اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوے

تو اونہون نے سکرٹر کسکو کیا میر منشی لفٹنٹ گورنر کا کون رہا اور گورنر جنرل کا منشی کون ہے
جو آپکو معلوم ہو وہ اور جو نہ معلوم ہو وہ دریافت کرکے لکھئے قمرالدین خان کا حال ضرور
منشی غلام غوث خان کا حال پر ضرور بھائی میرے سر کی قسم اس خط کا جواب ضرور
لکھنا اور مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھ ساکند ذہن اچھی طرح اوسکو سمجھ لے زیادہ کیا
لکھون ایضاً بھائیصاحب خدا تمکو دولت و اقبال روزافزون عطا کرے اور ہم تم ایک
جگہہ ہا کرین خدا کرے قصیدے کے چھاپے کی منظوری اور ہنڈوی کی رسید آئے گویا صفر
کے مہینے مین عید آئے ہنڈوی کا روپیہ جب چاہو منگواؤ اور کتابون کی لوحین اور
جلدین موافق اپنی رائے کے بنوالو اب آپ دو ورقہ کا ڈاک مین بھیجنا موقوف رکھین اور
کتابون کی درستی پر ہمت مصروف رکھین قصیدے کے مسودہ کا ورق مرزا تفتہ کے خط
مین پہنچ گیا ہوگا آپنے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکھا ہوگا
قصیدے کا شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہے پر دیکھا چاہئے کہ صاحب مطبع کو کیا منظور ہے
اگر وہ کاغذ کی قیمت کا عذر کرین گے تو ہم پانچ سات روپے سے اوبھی اونکا بھرنا بہرین گے
جناب اومنشن صاحب بہادر سے مین صورت آشنا نہین کبھی مین نے اونکو دیکھا نہین
خطون کی میری اونکی ملاقات ہے اور نامہ پیام کی یون بات ہے کہ جب کوئی نواب گورنر
جنرل بہادر نئے آتے ہین تو میر بطرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہے بے ذریعہ جناب
صاحب ایجنٹ بہادر دہلی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھجواتا ہون اور صاحب
سکرٹر بہادر گورنمنٹ کا خط اوسکی رسید مین بسبیل ڈاک پاتا ہون جب جناب لارڈ کیننگ بہادر
نے کرسی گورنری پر اجلاس فرمایا تو مین نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک مین بھجوایا اومنشن
صاحب بہادر چیف سکرٹر کا جو مکرر خط آیا تو اونہون نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا

القاب بڑھایا قبل ازین خانصاحب بسیار مہربان دوستان میرا القاب تھا اس قدرشناس
نے ازراہ قدرافزائی خانصاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکھا اب فرمائے اونکو کیونکر
اپنا محسن اور مربی نجانون کیا کافرہون جو احسان نمانون برخوردار مرزا تفتہ کو دعا کہتا
ہون بھائی اب مین اسکا منتظر رہتا ہون کہ تم اور مرزا صاحب مجکو لکھو کہ لو صاحب دستنبو کا
چھاپا تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپکر ابتدا مین لگا دیا گیا مادہ تاریخ مین کیا بُرائی ہے جو تمہارے
جی مین یہ بات آئی ہے کہ مجھ سے بار بار پوچھتے ہو مادہ اچھا ہے قطعہ لکھلو اور خاتمہ کتاب
پر لگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمہارا یہ دونون قطعے رہین اور اگر وہان کوئی
اور صاحب شاعر ہون تو وہ بھی کہین اس عبارت سے یہ نہ سمجھنا کہ روئے سخن ساری خدائی
کی طرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اسباب مین چاہیے
اور اونکا نام بھی اوس کتاب مین چاہیئے اس خط کو لکھکر بند کر چکا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ میرے
مشفق منشی شیونرائن صاحب کا خط لایا بارے قصیدہ کا مسودہ پہنچ گیا اور منشی صاحب نے
اوسکا چھاپنا قبول کیا یہ تشویش بھی رفع ہوگئی اب اونسے میرا سلام کہیے گا اور یہ رکھیے گا

ع شکر رافت ہائے تو چندانکہ رافت ہائے تو + اور یہ اونکو اطلاع دیجیے گا کہ اخبار کا لفافہ
ہرگز مجکو نہین پہنچا ورنہ کیا امکان تھا کہ مین اوسکی رسید نہ لکھتا ایضاً خود شکوہ دلیل فقر
آزار بس است + آید بزبان ہرانچہ از دل برود + بندہ پرور فقیر شکوہ سے بُرا نہین مانتا مگر
شکوہ کے فن کو سوائے میرے کوئی نہین جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے
مونہہ نہ موڑے اور معہذا دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نچھوڑے کیا مین یہ نہین کہہ سکتا
کہ مجکو آپکا فرخ آباد جانا معلوم ہوگیا تھا اسواسطے آپکو خط نہین لکھا تھا کیا مین یہ کہہ
نہین سکتا کہ مینے اس عرصہ مین کئی خط بھجوائے اور وہ اولٹے پھر آئے آپ شکوہ کاہیکو

کرتے ہین اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہین نہ جاتے وقت لکھا کہ مین کہان جاتا ہون نہ وہان
جاکر لکھا کہ مین کہان رہتا ہون کل آپکا مہربانی نامہ آیا آج مین نے اوسکا جواب بھیجوایا کہ
اپنے دعوی مین صادق ہون یا نہین بس دردمندون کو زیادہ ستانا اچھا نہین مرزا
تفتہ سے آپ فقط اون کے خط نہ لکھنے کے سبب سے گران ہین مین یہ بھی نہین جانتا کہ وہ
ان دنون مین کہان ہین آج توکلت علی اللہ سکندرآباد خط بھیجتا ہون دیکھون کیا دیکھتا
ہون ایضاً بھائی صاحب تمہارا خط اور قصیدہ پہنچا اصل خط تمہارا لفافہ مین لپیٹ
کر مرزا تفتہ کو بھیجدیا تا کہ حال اونکو مفصل معلوم ہو جائے بعد اس ریوٹ کے تمکو تہنیت
دیتا ہون پروردگار بہ تصدق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تمکو مبارک کرے اور منصب
ہائے خطیر اور مدارج عظیم کو پہنچاوے واقعی یہ کہ تمنے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان
پر کھیلتے تھے بات پیدا کی مگر اپنی مردی و مردانگی سے دولت کا ہاتھ آنا مع نیک نامی ہمسے
بہتر دنیا مین کوئی بات نہین اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کرو ایسا کہ
سال آیندہ تک چشم بد دور صدر الصدور ہو جاؤ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مغل نے تمہارا
ذکر مجھ سے کیا تھا اور وہ اشعار جو تمنے اوسکے حسن کے وصف مین لکھے تھے تمہارے ہاتھ کے
لکھے ہوئے مجکو دکھائے تھے اب یہ ایک زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہین انشاء اللہ
تعالی وہ دن بھی آجائیگا کہ ہم تم بیٹھین اور باتین کرین قلم بیکار ہو جائے زبان بر سر گفتار آئے
انشاء اللہ خان کا بھی قصیدہ مین نے دیکھا ہے تمنے بہت بڑھکر لکھا ہے اور اچھا سمان باندھا
ہے زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے معانی نازک مطالب کا بیان دلنشین زیادہ کیا لکھون
ایضاً خدا کا شکر بجالاتا ہون کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہون مرزا تفتہ کا خط جو
آپنے نقل کرکے بھیجدیا ہے مین نے منشی شیونراین کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہے

اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات عالمگیری یا انشا خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت اوسمین پسند آیا کرے وہ خط مین لکھدیا کرو خط مفت مین تمام ہوجایا کرے گا اور تمہارے خط کے آنے کا نام ہوجایا کرے گا اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اوس کا دیکھنا مشاہدہ اخبار پر موقوف رہا ؎ بران عاشقان بر شاخ آہو ٭ واقعی جو اخبار اگرہ سے دلی آتے ہین وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہین صاحب موشمین آوا ور مجکو بتاؤ کہ یہان جو پارسیون کی دکانون مین فرنچ اور شام مین کے درجن بھرے ہوے ہین یا ساہوکارون اور جوہریون کے گھر روپیہ اور جواہر سے بھرے ہوے ہین مین کہان وہ شراب پینے جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اوٹھاؤنگا پس اب زیادہ باتین نہ بنائے اور وہ قصیدہ مجکو بھیجوا دیجے مین نے کتابین جا بجا بسینڈ ارسال کی ہین اگرچہ پہنچنے کی خبر پائی ہے مگر نوید قبول ابھی کہان نہین آئی ہے ؎ را تندن گردش مین ہین سات آسمان ٭ ہوے گا کچھ نہ کچھ پھر ائین کیا دیکھنا بھائی اس غزل کا مطلع کیا ہے ؎ جور سے باز آئین پر باز آئین کیا ٭ کہتے ہین ہم تجکو مونہہ دکھلائین کیا ٭ موج خون سر سے گزر رہی کیون نجائے ٭ آستان یار سے اوٹھ جائین کیا ٭ لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ ٭ چھپے نہین کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا ٭ پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے ٭ کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا ٭ غزل ناتمام ہے ٭

ہے بسکہ ہر ایک اون کے اشارے مین نشان اور ۔۔۔ کرتے ہین محبت تو گزرتا ہے گمان اور

تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اوٹھینگے ۔۔۔ لے آئینگے بازار سے جا کر دل و جان اور

لوگون کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا ۔۔۔ ہر روز دکھاتا ہون مین ایک داغ نہان اور

ابرو سے ہے کیا اوس نکتہ نازکو پیوند ۔۔۔ ہے تیر مقرر مگر اسکی ہے کمان اور

یارب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے میری بات ۔۔۔ دے اور دل اونکو جو نہ دے مجکو زبان اور

ہرچند سبک دست ہوے بت شکنی مین ہم ہین تو ابھی راہ مین ہے سنگ گران اور
پاتے نہین جب راہ تو چڑھ جاتے ہین نالے رکتی ہے میری طبع تو ہوتی ہے روان اور
مرتا ہون اس آوازپہ ہرچند سر اوڑ جائے جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے کہتے ہین کہ غالب کا ہے انداز بیان اور

دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی صبح کا وقت ہے انگیٹھی رکھی ہوئی ہے آگ تاپ رہا ہون اور خط لکھ رہا ہون یہ اشعار یاد آگئے تمکو لکھ بھیجے والسلام ایضا بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک و سعید تھا گویا میرے حق مین روز عید تھا چار گھڑی دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقت شام سات جلدونکا پارسل پہنچا واہ کیا خوب برمحل پہنچا آدمی کو موافق اوسکی تمنا کے آرزو برآنی بہت محال ہے میری آرزو ایسی برائی کہ وہ برتر از وہم و خیال ہے یہ بناؤ تو میرے تصور مین بھی نہین گزرتا تھا مین تو صرف اسقدر خیال کرتا تھا کہ جلدین بندھی ہوئی دو کی لوحین زرین اور پانچ لوحین سیاہ قلم کی ہونگی واللہ اگر تصور مین بھی گزرتا ہو کہ کتابین اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان مین رہو ایمہ اطہار علیہم السلام کی امان مین رہو میرا مقصود یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اون چار کے بن جائے نہ یہ کہ دو کتابون کا سا رنگ دکھلائے اب مین حیران ہون کہ آیا شمارا یمہ نے اون بارہ روپونمین برکت دی یا کچھ تمہارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلون کا محصول دو جگہ لیونکا معمول تین کتابون کی لوحین طلائی یہ ساری بات اوس روپیہ مین کسطرح بن آئی اور کیونکر معلوم کرون کس سے پوچھون خدا کرے تم تکلف نکرو اور اس امر کے اظہار مین توقف نکرو خفقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوے آرام نہین آتا جہان محبتین مینی اور روحانی ہون وہان تکلف نہین آتا

زیادہ اس سے کہ شکر گزار ہون اور شرمسار ہون کیا لکھون۔ ایضاً بندہ پرور آپکا خط کل پہنچا آج جواب لکھتا ہون داد دینا کتنا شتاب لکھتا ہون مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہے پہلے تم سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ برابر کئی خطون مین تمکو غم واندوہ کا شکوہ گزار پایا ہے پس اگر کسی ہمدرد پر دل آیا ہے تو شکایت کی کیا گنجایش ہے بلکہ یہ غم تو نصیب دوستان درخور افزایش ہے بقول غالب علیہ الرحمۃ ؎ کسیکو دیکے دل کوئی نوا سنج فغان کیون ہو نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو + ہے ہے حسن مطلع ؎ یہ فتنہ آدمی کے خانہ ویرانہ کو کیا کم ہے + ہوا تو دوست جسکا اوسکا دشمن اوسکا آسمان کیون ہو + افسوس ہے کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے۔ اگر خدانخواستہ باشد غم دنیا ہے تو بھائی ہمارے ہم درد ہو ہم اس بوجھ کو مردانہ اوٹھا رہے ہین تم بھی اوٹھاؤ اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم ؎ دلا یہ درد والم ہے تو مغتنم ہے کہ آخر + نہ گریہ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے + سحر ہوگی خبر ہوگی اس زمین مین وہ شعر لیجئے ؎ تمہارے واسطے دل سے مکان کوئی نہین بہتر + جو آنکھون مین تمہین رکھون تو ڈرتا ہون نظر ہوگی + کتنا خوب ہے اور اردو کا کیا اچھا اسلوب ہے قصیدہ کا مشتاق ہون خدا کرے جلد چھاپا جاوے تو ہمارے دیکھنے مین بھی آجائے کیا کہئے بھلا کہئے یہ زمین ایک بار یہان طرح ہوئی تھی مگر بحر اور رہی تھی ؎ کہون جو حال تو کہتے ہو مدعا کہئے + تمہین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہئے + رہے نہ جان تو قاتل کو خون بہا دیجے + کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہئے + سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالب + خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے اور جو فعالاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہے اسمین میرا ایک قطعہ ہے کہ وہ مین نے کلکتہ مین کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے اونھون نے ایک مجلس مین چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھکر مجھ سے کہا

کہ اسکی کچھ تشبیہات نظم کیجے مین نے وہان بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ لکھکر اون کو دیا اور صلہ مین وہ ڈلی اون سے لی اب سوچ رہا ہون جو شعر یاد آتے جاتے ہین لکھتا جاتا ہون **قطعہ** ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی ٭ زیب دیتا ہے اسی جسقدر اچھا کہئے ٭ خامۂ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے ٭ ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہئے ٭ اختر سوختۂ قیس سے نسبت دیجے ٭ خال مشکین رخ دلکش لیلے کیجیے ٭ حجر الاسود دیوار حرم کیجے فرض ٭ نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیئے ٭ صومعہ مین اسے ٹھہرائی گر مہر نماز ٭ میکدہ مین اسے خشت خم صہبا کہئے ٭ مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے ٭ سر پستان پریزاد سے مانا کہئے ٭ غرضکہ بیس بائیس پھبتیان ہین اشعار سب کب یاد آتے ہین آخیر کی بیت یہ ہے ؎ اپنے حضرت کے کف دست کو دل کیجیے فرض ٭ اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیئے ٭ لو حضرت آپکے خط کے جواب نے انجام پایا اب بیدرد دل سنو برخوردار منشی شیو نرائن نے میرے دو خطون کا جواب نہین لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے تم اون کو میری دعا کہو اور کہو کہ میان میر کلام بند ہے اوس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہو تو جلد بھیجو اور اگر وسکی بھیجنے مین دیر ہے تو یہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح ہے یا طلائی **ایضاً** جناب مرزا صاحب دہلی کا حال تو ہے ؎ گھر مین تھا کیا جو تیرا غم اوسے غارت کرتا ٭ وہ جو رکھتے تھے ہم ایک حسرت تعمیر سو ہے ٭ بہان دہر کیا ہے جو کوئی لوٹیگا وہ خبر محض غلط ہے اگر کچھ ہے تو بدین نمط ہے کہ چند روز گورون نے اہل بازار کو ستایا تھا اہل قلم اور اہل فوج نے باتفاق رائے ہمدگر اسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ کیا اب ہین امان ہے ناسخ مرحوم جو تمہارے اوستاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے مگر یک فنے تھے صرف غزل کہتے تھے قصیدہ اور مثنوی سے اونکو کچھ علاقہ نتھا سبحان اللہ تینون قصیدون مین وہ رنگ دکھایا کہ انشا کو شک آیا مثنوی کے شعار جو مین نے دیکھے کیا کہون کیا حظ اوٹھایا ؎ خدا سے

مین بھی چاہون ازرہ مہر فروغ میرزا حاتم علی مہر اگر اسی انداز پر انجام پائے گی تو یہ مثنوی کارنامہ اردو کہلائے گی خدا تمکو جیتا رکھے تمہارا دم غنیمت ہے صاحب مین تم سے پوچھتا ہون کہ معیار الشعرا مین تمنے اپنا خط کیون چھپوایا تمہارے ہات کیا آیا سنو تو سہی اگر سب کا کلام اچھا ہو تو امتیاز کیا ہے ۔

بنام منشی بنی بخش صاحب مرحوم

بھای صاحب آپکا عنایت نامہ پہنچا حال معلوم ہوا میان کاغذ مقبول و مسموع حق تعالے اونکو زندہ اور تندرست اور خوش و خورم رکھے اور دولت و اقبال عطا کرے بالفعل جناب مرزا حاتم علی صاحب کا خط آیا اونھون نے جو صورت و کتابون کی آرایش کی جس تفریق سے ٹھہرائی ہے وہ مجکو پسند آئی ہے کل مین نے اونکو اجازت اوسیطرح کی تزئین کی لکھنہ بھیجی ہے حال تصحیح کا بتصریح آپ کو لکھہ چکا ہون اوسی پر عمل رہے مین نے مرزا لفتہ کو کہ وہ غیاث اللغات کے بہت معتقد ہین اس امر کی اطلاع کردی ہے بھائی جان مین نے ایک قصیدہ جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی مدح مین لکھا ہے ساٹھ شعر ہین چھہ صفحے یعنے تین ورق پر چھپکر دستنبو سے پہلے شیرازہ مین شامل کردیے جائین تو کتاب کو قصیدہ سے عزت اور قصیدہ کو کتاب کے سبب سے شہرت ہو جائے گی کل جناب مرزا صاحب کو یہ لکھہ چکا ہون یقین ہے کہ وہ بھی آپسے کہین گے اور آپ اور مرزا صاحب اور مرزا لفتہ اور منشی شیونرائن صاحب اس خواہش کو منظور اور اس قاعدہ کو مقبول کرین گے اور جب باتفاق تم چاون صاحب پسند کروگے تو گویا باجلاس کونسل اس قانون کا اجرا منظور ہو جائیگا اور امیدوار ہون کہ اجرائے قانون سے پہلے مجکو منظوری کی اطلاع ہو جائے تاکہ مسودہ اوس قصیدہ کا بھیجون مہتمم مطبع کو اگر کچھ تامل ہو تو ہو ورنہ بات آسان ہے منشی عبداللطیف کو دعا کہنا اور اونکے عذر کے مقبول ہونے کی اونکو اطلاع دینا بیگم کو دعا پہنچے اور سب لڑکے

بالون کو یہان باقر علی اور حسین علی تمکو بندگی اور اپنے بھائی بہنون کو علی قدر مراتب بندگی سلام دعا کہتے ہین ہان حضرت اب ایک امر مختصر کیواسطے جداگانہ خط مرزا تفتہ کو کیا لکھون میری طرف سے دعا کہکر اون کو کہیئے گا کہ اخبار گزشتہ کے اوراق مع خط تمہارے مطبع آفتاب عالم تاب حکیم صاحب کو پہنچ گئے کل وہ چار روپیہ کی ہنڈوی اور اونکے خط کا جواب وانہ کرین گے آپ چترر بھوج سہائے سے کہدیجیگا اور تاکید کردیجیگا کہ چار نمبر سابق کا منتخب کلیات سے نقل کروا کر جلد بھجین بھائی مجکو اس مصیبت مین کیا ہنسی آتی ہے کہ یہ ہم تم اور مرزا تفتہ ہین مراسلت گویا مکالمت ہوگئی ہے روزباتین کرتے ہین اللہ اللہ یہ دن بھی یاد رہین گے خط سے خط لکھے گئے ہین مجکو اکثر اوقات لفافے بنانے مین گزرتے ہین اگر خط نہ لکھونگا تو لفافے بناؤنگا غنیمت ہے کہ محصول آدہ آنہ ہے ورنہ باتین کرنے کا مزا معلوم ہوتا۔ چارشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۸ء جوباتین جواب طلب ہین اون کا جواب طلب ہے **ایضاً** بھائی مین تمکو اطلاع دیتا ہون کہ آج میرے پاس لکھنو کے ایک پارسل کی رسید آگئی دوسرا بھی یقینی پہنچ گیا ہوگا خاطر جمع رکھو جناب رنلڈ صاحب بہادر آج تشریف لے گئے سنتا ہون کہ کلکتے جائینگے میم اور بچون کو ولایت بھیجکر پھر آئین گے مجھ سے وہ سلوک کرگئے ہین اور مجھپر وہ احسان کرگئے ہین کہ قیامت تک اونکا شکرگزار رہونگا مرزا حاتم علی صاحب اگر آجائین تو اون کو میرا سلام کہنا مرزا تفتہ کو اگر کبھی خط لکھو تو میری دعا لکھنا از غالب قدمہ دوشنبہ ہفتدھم جنوری ۱۸۵۹ء۔

بنام منشی عبداللطیف صاحب ابن منشی بنی بخش

صاحب کے تمہارا ایک خط پھر بارہ کتابون اور ایک جنتری کا پارسل پہنچا بعد اوسکے کل ایک خط اور آریڈ صاحب کے وہان آنے کا حال معلوم ہوا آج ۶۔ دسمبر کی ہے ۷ کو بموجب تمہاری لکھنے کے وہ وہان سے جانے والے ہین اور مجکو معلوم ہے کہ میرٹھہ آئین گے دو دن کے بعد بمقام

میرٹھہ خط روانا کرونگا خاطر جمع رکھو وہ صاحب مہر جیسا لکھین مجکو اطلاع دینا رہی تمہاری مہر
اوسکا کچھ خیال نکرو وہ جسطرح تمنے لکھا ہے بن جائے گی مگر بھائی ۵۰ سہ بین دن کے باقی
رہے ہین آج ۶ دسمبر کی ہے ۲۴ و ۲۵ دن باقی ہین ۵۰ سہ جنوری مہینے مین خدا چاہے تو
ٹھہر جائے گی تم میرے بجائے فرزند ہو میرے بھتیجے ہو جو تمہارا کام ہو بے تکلف کہو شرم کیا اور
تکلف کیون یہ مہر کا ٹھہرنا کونسا کام ہے میرزا حاتم علی صاحب ملین تو میرا سلام کہنا اور مرزا تفتہ
کو خط لکھو تو میری سفارش لکھنا وہ مجھ سے خفا ہوگئے ہین اور خط نہین لکھتے غالب ۶ دسمبر ۵۰ سہ

بنام خواجہ غلام غوث خانصاحب میر منشی المتخلص بہ بیخبر

قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو پارہ ابر کشت خشک سے کرے یعنے خط اور پارسل کا پہنچ جانا ایسا
نہین کہ اوسکی خبر پاکر بخت کی رسائی کا سپاس گزار نہون یہ تو حضرت کو لکھ چکا ہون کہ دوسرا
پارسل اور خط معاً اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور ہر گونہ توقع کا خیال اوسی پارسل پر ہے
کسواسطے کہ اوس خط مین حاکم اعظم کے نام کی عرضی ملفوف ہے جانتا ہون کہ محکمہ ایک ڈاک
ایک دنون پارسل اور دونون لفافے ایک دن پہنچے ہون گے مگر دل نہین مانتا اور کہتا ہے
کہ نمانون کا جب تک کہ حضرت اوس مشتہ سے معلوم کرکے نہ لکھین گے اب آپ جانئے
اور یہ دل سوزدہ مین اسکی سفارش کرنے والا اور اوسکے مدعا کا گزارش کرنیوالا کون
ہان اتنی بات ہے کہ آپ لکھ سکتے ہین بلکہ یہ بھی آپ مجھپر حالی کر سکتے ہین کہ نذر ولایت
کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہین میرے جگر کاوی کی قدردانی ہوئی یا نہین پیشگاہ
حکام سے موافق دستور قدیم کے خط کا امیدوار رہون یا نہین اپنے حسن طبع کا شکر گزار
رہون یا نہین اس خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیے گا مجکو جلا لیجے گا لوہارو کا خط ایک
معتمد کے ہاتھ بھیجدیا گیا ایضاً قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست

جو غالب کہلاتا ہے وہ کیا کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے بند اور
میں سادہ دل فوج جدید کا آرزومند اوس پنشن کا احاطہ پنجاب کے حکام پر مدار ہے سو اونکا یہ شیوہ اور
یہ شعار ہے کہ نہ روپیہ دیتے ہین نہ جواب مہربانی کرتے ہین نہ عتاب خیر اوس سے قطع نظر کی اب سنیے
ادھر کی ۱۸۵۶ء سے بموجب تحریر وزیر عطیہ شاہی کا امیدوار ہون تقاضا کرتے ہوے شرماؤن
اگر گنہگار ہون گنہگار رہتا گولی یا پھانسی سے مرتا اس بات پر کہ مین بیگناہ ہون مقید و مقتول
نہونے سے آپ اپنا گواہ ہون پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ مین جب کبھی کا غذ بھجوایا ہے بقلم چیف
سکرٹر بہادر اوسکا جواب پایا ہے اب کی بار دو کتابین بھیجین ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی
ہے نہ اوسکے قبول کی اطلاع نہ اوسکے ارسال سے آگاہی ہے جناب لیم میو صاحب بہادر نے
بھی عنایت فرمائی اونکی بھی کوئی تحریر مجکو نہ آئی یہ سب یکطرف اب خبرین ہین مختلف کہتے
ہین کہ چیف سکرٹر بہادر لفٹنٹ گورنر ہوے یہ کوئی نہین کہتا کہ اونکی جگہہ کون سے صاحب
عالیشان چیف سکرٹر ہوے مشہور ہے کہ جناب لیم میو صاحب بہادر صدر بورڈ مین تشریف لیگئے
یہ کوئی نہین بتاتا کہ لفٹنٹ گورنری کے سکرٹری کا کام کسکو دیگئے آپکا حال کوئی نہین کہتا
کہ اب کہان ہین ہان از روے قیاس جانتا ہون کہ آپ اوسی منصب اوسی دفتر مین شاد و
شاد مان ہین جواب لفٹنی کے سکرٹر ہوے ہون گے اون سے علاقہ رہتا ہوگا میو صاحب بہادر سے
کاہیکو ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونون محکمہ الہ آباد آگئے یا آئین گے بہرحال
آپ اب کیون اگرہ کو جائین گے نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی خبر مین اختلاف ہے کوئی
کہتا ہے کہ ۲۰ جنوری کو گئے کوئی کہتا ہے فروری مین کوچ فرمائین گے مین تو اودھر سے
بھی ہات دھو بیٹھا ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہون کہ حقیقت واقعی پر کماحقہ
اطلاع حاصل ہوتا کہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب مجمل بلکہ مفصل نہ دیر بلکہ

جلد مرحمت کیجیے گا تو گویا مجکو مول لے لیجے گا زیادہ اس سے کیا لکھون **ایضاً** جناب عالی
آج دوشنبہ ۳- جنوری ۱۸۵۵ء کی ہے پہر دن چڑھا ہوگا کہ ابر گھر رہا ہے ترشح ہو رہا ہے ہوا سرد
چل رہی ہے پینے کو کچھ میسر نہین ناچار روٹی کھائی ہے ؎ افق ہا پر انداز بہمن مہی +
سفالینہ جام من ازمے تہی + غمزدہ و دردمند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط لایا سرنامہ کو
دیکھکر اس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھکر اس روسے کہ حصول
مدعا کے ذکر پر حاوی تھا افسردگی حاصل ہوئی ؎ ما خانہ رسیدگان ظلیم + پیغام خوش از
دیار مانیست اسی افسردگی مین جی چاہا کہ حضرت سے باتین کرون باآنکہ خط جواب طلب تھا
جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سنیے کہ آپکے دوست کو آپکا خط پہنچ گیا مگر وہ دوبار مجکو لکھ چکا ہے
کہ مین جواب وسکانشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک مین بھیج چکا ہون جواب بجواب کا
منتظر ہون آپ جانتے ہین کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے پس اب اس سے زیادہ یاس کیا ہوگی
کہ ما میدمرگ جیتا ہون اس راہ سے کچھ مستغنی ہوتا چلا ہون دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے
ہر طرح گزر جائے گی جانتا ہون کہ تمکو ہنسی آئے گی کہ یہ کیا بکتا ہے مرنے کا زمانہ کون بتا
سکتا ہے چاہے الہام سمجھیے چاہئے اوہام سمجھیے بیس برس سے یہ قطعہ لکھ رکھا ہے **قطعہ** من
کہ باشم کہ جاودان باشم + چون نظیری نماند و طالب مرد + ورنگویند در کدامی سال +
مُرد غالب بگو کہ غالب مُرد + اب بارہ سو پچھتر ہین اور غالب مرد کے بارہ ستتر ہین اس
عرصہ مین جو کچھ مسرت پہنچنی ہو پہنچ لے ورنہ پھر ہم کہان **ایضاً** پیرو مرشد یہ خط ہی یا کرامت
ہے صاف صفائی ضمیر و کشف حجت کی علامت ہے مدعا ضروری التحریر اور اندیشہ نشان مکرر
دامنگیر اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج خط کیونکر لکھا جاتا سبحان اللہ حسن بیان مجکو وہ مطلب
خطیر پیش آیا ہے اوسی دن آپنے وہان خط لکھنے کو قلم اوٹھایا ہے آپ کو عارف کامل کیونکر

لکھون اور کیا کہون ولی اگر نکھون مدعا بیان کرتا ہون مگر یہ گمان کرتا ہون کہ یہ خط
پہنچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سربستہ آپ پر کھل جائے گا یعنے یکشنبہ ۲۸۔ نومبر کو دو خط اور دو پارسل
ایک مین ہستنبو کا ایک مجلد اور ایک مین تین معہ بسبیل ڈاک روانہ کر چکا ہون خطون کا چوتھے
پانچوین دن اور پارسلون کا چھٹے ساتوین دن پہنچنا خیال کرتا ہون پارسلون کے عنوان پر
خطون کی معیت رقم کی ہے اور خطون کے سرنامہ پر پارسلون کے ارسال کی اطلاع دی ہے
تین کتابون کے پارسل اور ایک خط پر جناب چیف سکرٹر بہادر اول کا نام نامی ہے اور ایک
کتابون کے پارسل اور ایک خط پر جناب سکرٹر بہادر دوم کا اسم سامی ہے آج پانچوان دن ہے
خط دونون اگر پہنچ گئے ہون تو کیا عجب ہے بلکہ سچ تو یون ہے کہ اگر نہ پہنچے ہون تو بڑا غضب ہے
اگلے عرایض کے نہ پہنچنے مین کچھ شک نہین جواب آخری دفتر مین اوسکا پتا آج تک نہین
ایکا ریردازان ڈاک ڈاکو نہ بن جائین اور میرے ان دونون خطون اور پارسلون کو ہضم
پہنچا جائین صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پائین کہ وہ خط اور پارسل پہنچ جائین گے
ابھی تو آپ سے مجکو اون کے نہ پہنچنے کا سوال ہے کسواسطے کہ جبتک آپ مجکو اطلاع نہ دین گے
اون کے نہ پہنچنے کی بھی خبر مجھ تک نہ پہنچنی محال ہے بہرحال یہ نیاز نامہ جسدن پہنچے اوسکے دوسرے
دن جواب لکھئے جیسا مین نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھئے آپکے عنایت نامہ مین
کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جسکا جواب لکھا جائے یا اوس باب مین کچھ اور عرض کیا جائے لوہارو
کی روانگی کا خط آئیگا لوہارو کو بھیجدیا جائے گا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب منشی امیر حسین
صاحب مین اور آپ مین اگر ربط بے تکلف ہو تو اون دو صاحبون کی خدمت مین میرا سلام
نیاز پہنچا نے مین نہ توقف ہو ۵ تم سلامت رہو قیامت تک ✦ ایضاً مولانا بندگی
آج صبح کے وقت شوق دیدار مین بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک تو سن ہمت پر سوار چل دیا ہون

جانتا ہون کہ تم تک پہنچ جاؤنگا مگر یہ نہین جانتا کہ کہان پہنچونگا اور کب پہنچونگا اتنا بیخود
ہون کہ جب تک تم اطلاع نہ دوگے مین نہ جانونگا کہ کہان پہنچا اور کب پہنچا آپکا پہلا خط رامپور سے
دلی آیا مین راہ مین تھا پھر دلی سے خط رامپور پہنچا مین وہان بھی نتھا خط دلی روانہ ہوا اب
کئی دن ہوے کہ مین نے ڈاک سے پایا اوس حال مین کہ مین بیمار تھا مہذا جاڑے کی شدت مہاڈ
کا مینہہ ہو پکا پتا نہین پردے چھٹے ہوے نشیمن تاریک آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی دھوپ مین
بیٹھا ہون خط لکھ رہا ہون حیران ہون کہ کیا لکھون اس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دلکو مضمحل کر دیا
جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمہارے ماموں ہین مگر اوسکے اور تمہارے معاملات مہر و ولا جیسے
کہ تمہاری تحریر سے اب معلوم ہوے میرے دلنشین نہ تھے ایسے محبکا فراق اور پھر بقید دوام کیونکر
جانگزا نہو حق تعالی اونکو بخشے اور تمکو صبر دے حضرت مین بھی اب چراغ سحری ہون جب
سنہ ۱۲۷۲ حال کی آٹھوین تاریخ سے اکتروان سال شروع ہوگیا طاقت سلب حواس مفقود
امراض مستولی بقول نظامی مصرع یکے مردہ شخصم بدی روان ہر آج مین اور بھی باتین کرتا
مگر میرا خاص تراش آگیا مہینا بھر سے حجامت نہین بنوائی خط لپیٹ کر ڈاک بھیجتا ہون اور
خط بنواتا ہون ایضا قبلہ پیری و ضعیف سبا توین دہاکے کے مہینے گن رہا ہون قورلنج
آگے دوری تھا اب ایسی ہوگیا ہے مہینا بھر مین پانچ سات بار فصول مجتمعہ دفع ہو جاتی
ہین اور یہی منشا حیات ہے غذا کم ہوتے ہوتے اگر معدوم نکہو تو بمنزلہ مفقود کہو پھر گرمی نے
لڑوا لا ایک حرارت غریبہ جگر مین پاتا ہون جسکی شدت سے بھنا جاتا ہون اگرچہ جرعہ جرعہ
پیتا ہون مگر صبح سے سوتے وقت تک نہین جانتا کہ کتنا پانی پی جاتا ہون میرے ایک رشتہ کے
بھتیجے نے بوستان خیال کا اردو مین ترجمہ کیا ہے مین نے اوسکا دیباچہ لکھا ہے ایک دو
ورقہ اوسکا بصورت پارسل بلکہ بہیئت خط بھیجتا ہون آپکا مقصود دیباچہ ہے سو نقل کر لیجے

میرا مدعا اس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہے کہ اگر آپکے پسند آوے یا اور شخاص خرید کرنا
چاہین تو چھپہ و پیہ قیمت اور محصول فی رمہ خریدار ہے ایضا بندہ گناہ گار شرمسار عرض کرتا ہی
کہ پرسون غازی آباد کا اوٹھا ہوا گیارہ بجے اپنے گھر پر مثل بلائے ناگہانی نازل ہوا ہون
ع باید کہ کنم ہزار نفرین بر خویش + اما بزبان جادۂ راہ وطن + خواجہ صاحب کی رحلت
کا اندوہ بقدر قربت قرابت آپکو اور باندازہ مہر و محبت مجکو و مغفور میرا قدردان اور مجھپر
مہربان تھا حق تعالی اوسکو اعلے علیین مین بسبیل دوام قیام دے رامپور ہی مین تھا کہ
اودھ اخبار مین حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی کیا کہنا ہے ابداع اسکو کہتے ہین جدت
طرز اسکا نام ہے جو ڈھنگ تازہ نوایان ایران کے خیال مین نگذرا تھا وہ تم بروے
کار لائے خدا تمکو سلامت رکھے اور میرے اور دکھنی یرہان قاطع کے جھگڑے مین بخلاف
اور فارسی دانون کے توفیق انصاف عطا کرے لو اب اس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ
مسلسل ہو جاوے ایضاً قبلہ آپکا خط پہلا آیا اور مین اوسکا جواب لکھنا بھول گیا کل دوسرا
خط آیا مگر شام کو اوسیوقت پڑہ لیا آدمی کے حوالہ کیا اوسنے آج صبحدم مجکو دیا مین جواب
لکھ رہا ہون بعد اختتام تحریر معنون کرکے ڈاک مین بھجوا دونگا والی رامپور کو خدا سلامت
رکھے اپریل مئی ان دونون مہینون کا روپیہ موافق دستور قدیم آیا جون ماہ آیندہ کا پرسون
خدا چاہے تو آجائے جمعہ ۷ جولائی ہے معمول یہ ہے کہ دسوین بارھوین کو رئیس کا خط
مع ہنڈوی آیا کرتا ہے مین نے قصیدۂ تہنیت جلوس بھیجا اوسکا جواب آگیا اب مین نظم و نثر کا
مسودہ نہین رکھتا دل اس فن سے نفور ہے دو ایک دوستون کے پاس اوسکی نقل ہے
اونکو اوسوقت کہلا بھیجا ہے اگر آج وہ آگیا کل اور اگر کل آیا پرسون بھیجدونگا بھائی
امین الدین خانصاحب کے اصرار سے خسرو کی غزل پر ایک غزل لکھی ہے علاو الدین خان

نے اوسکی نقل اونکو بھیجدی مین دیوان پر نہین چڑھاتا مسودہ بھیجتا ہون تقدیم و تاخیر ہندسی
کے مطابق ملحوظ رہے گرمی کی شدت سے حواس بجا نہین مہذا امراض جسمانی و آلام روحانی
ایضاً درنومیدی بسے امیدہست + پایان شب سیہ سپیدہست + قبلہ آج آپ کی خوشی
اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہون تو طیہ ۱۸۶۰ء مین لارڈ صاحب بہادر نے
میرٹھ مین دربار کیا صاحب کمشنر بہادر دہلی کو ساتھ لے گئے مین نے کہا مین بھی چلون فرمایا
کہ نہین جب لشکر میرٹھ سے دلی مین آیا مین موافق اپنے دستور کے روز ورود لشکر منجم مین گیا
میر منشی صاحب سے ملا اونکے خیمہ مین سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر کے پاس بھیجا جواب
آیا کہ تم غدر کے دنون مین بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے تھے اب گورنمنٹ کو تمسے ملنا
منظور نہین مین گدائی مبرم اس حکم پر ممنوع نہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہنچے مین نے
قصیدہ حسب معمول قدیم بھیجدیا مع اس حکم کے واپس آیا کہ آپ چیزین ہمارے پاس نہ
بھیجا کرو مین مایوس مطلق ہوکر بیٹھ رہا اور حکام شہر سے ملنا ترک کیا واقع اواخر ماہ گزشتہ
یعنے فروری ۱۸۶۳ء مین نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب دلی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر و صاحب کمشنر بہادر کے پاس دوڑے اور اپنے نام لکھوائے مین تو بیگانہ محض اور مطرود
حکام تھا جگہہ سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا دربار ہوا ہر ایک کامگار ہوا شنبہ ۸۔ فروری کو آزادانہ
منشی من پھول سنگھ صاحب کے خیمہ مین چلا گیا اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر کے
پاس بھیجا بلا گیا مہربان پاکر نواب صاحب کی ملازمت کی استدعا کی وہ بھی حاصل ہوئی
دو حاکم جلیل القدر کی وہ عنایتین دیکھین جو میرے تصور مین بھی نہ تھین جملہ معترضہ
میر منشی لفٹنٹ گورنر سے سابقہ تعارف تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہان ہوے تو مین
گیا جب حکام میرے استدعا مجھ سے بے تکلف سنے تو مین قیاس کرسکتا ہون کہ میر منشی کی

سے حسن طلب ہے ایمائے حکام ہوگا وللرحمن الطاف خفیہ بقیہ روداد یہ ہے کہ دوشنبہ دوم مارچ کو سوا دشہر مخیم خیام گورنری ہوا آخر روز مین اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خان بہادر کے پاس گیا اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ تمہارا دربار و خلعت بدستور بحال و برقرار ہے متحیرانہ مین نے پوچھا کہ حضرت کیونکر حضرت نے کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمہارے علاقہ کے سب کاغذ انگریزی و فارسی دیکھے اور بہ اجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور نیشان اور خلعت بدستور بحال و برقرار رہے مین نے پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ ہمکو کچھ معلوم نہین بس اتنا جانتے ہین کہ یہ حکم دفتر مین لکھوا کر ۱۴ دن یا ۱۵ دن بغداد ھر کو روانہ ہوئے ہین مین نے کہا سبحان اللہ ؎ کارساز ما بفکر کار ما فکر ما در کار ما آزار ما ٭ سہ شنبہ ۳ مارچ کو بارہ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ لارد صاحب بہادر کے ہان کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے انبالہ جاوگے تو دربار اور خلعت پاؤگے عرض کیا گیا حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سنکر نہال ہوگیا اب انبالہ کہان جاؤن جیتا رہا تو اور دربار مین کامیاب ہو رہون گا ؎ کار دنیا کسے تمام نکرد ٭ ہر چہ گیرید مختصر گیرید ٭ ایضاً خصوصاً پہلے خدا کا شکر پھر آپکا شکر بجا لاتا ہون کہ آپنے خط لکھا اور میرا حال پوچھا یہ پرسش حکم نشتر کا رکھتی ہے اب گ قلم کی خونابہ فشانی دیکھو گورنر اعظم نے میرٹھ مین دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر دہلی نے سات جاگیرداروں مین سے جو تین بقیۃ السیف تھے اونکو حکم دیا اور دربار عام مین سے سوائے میرے کوئی باقی نتھا یا چند مہاجن مجکو حکم نہ پہنچا جب مین نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہین ہوسکتا جب سے مخیم خیام گورنری ہوا اس اپنی عادت قدیم کے موافق خیمگاہ مین پہنچا مولوی اظہار حسین خان صاحب بہادر

ملا چیف سکرٹر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہین مین سمجھا کہ اسوقت فرصت
نہین دو سرے دن پھر گیا میری اطلاع کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر مین تم باغیون سے اخلاص
رکھتے تھے اب گورنمنٹ سے کیون ملنا چاہتے ہو اوسدن چلا آیا دو سرے دن مہینے انگریزی خط
اون کے نام کا لکھکر اونکو بھیجا مضمون یہ کہ باغیون سے میرا اخلاص منظنہ محض ہے امیدوار ہون
کہ اسکی تحقیقات ہو تاکہ میری صفائی اور بیگناہی ثابت ہو یہان کے مقامات پر جواب نہوا
اب ماہ گزشتہ یعنے فروری مین پنجاب کے ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ
ہم تحقیقات نکرینگے پس یہ مقدمہ طے ہوا دربار خلعت موقوف پنشن مسدود وظیفہ معلوم لامنعوا
الا اللہ ولا موثر فی الوجود الا اللہ ۱۸۵۵ء مین نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور
کہ میرے اشنائے قدیم ہین اس سال یعنے ۱۸۵۵ء مین میرے شاگرد ہوئے نامم اونکو تخلص
دیا گیا بیس پچیس غزلین اردو کی بھیجتے ہین اصلاح دیکر بھیجدیتا گاہ گاہ کچھ روپیہ ودھر سے
آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کہلاتا ہوا اون کے عطایا فتوح گنے جاتی تھے
جب وہ دونون تنخواہین جاتی رہین تو زندگی کا مدار اون کے عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ
میرے مقدم کی خواہان رہتے تھے مین عذر کرتا تھا جب جنوری ۱۸۶۰ء مین گورنمنٹ
سے وہ جواب پایا کہ جو اوپر لکھا آیا ہون تو مین آخر جنوری مین رامپور گیا چھ سات ہفتہ وہان
رہکر دلی آیا یہان آپکا خط محررہ ۸ مارچ پایا جواب بھیجا جاتا ہے ایضاً قبلہ مین نہین
جانتا کہ ان رزون مین بقول ہندی اختر شناسون کے کون سی کھوٹی گرہ آئی ہوئی
ہے کہ ہر طرف سے رنج و زحمت کا ہجوم ہے مولوی صاحب سے میری ایک ملاقات جسنے
دل لئے تھے اور میر خیراتی کے گھر مین اوترے ہوئے تھے شرفا مین تعارف بنا لے
جہت ودرمودت ہے چہ جائے آنکہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا ہو روز ملاقات

اوسدن تک کہ حضرت دکن کو روانہ ہون کوئی امر ایسا کہ باعث ناخوشی کا ہو
درمیان نہین آیا اور میرے اس قول کی اس راسے کہ مولویصاحب آپکے ہمنشین
ہمدم تھے اور مجھ مین آپ مین پیوند ولائے روحانی متحقق ہے آپ بھی گواہ ہوسکتے
ہین اگر خدانخواستہ مجھ مین اونمین رنج پیدا ہوتا تو آپ بہت جلد اصلاح بین الذاتین
کی طرف متوجہ ہوتے اب سنیئے حال منشی حبیب اللہ کا مین نے اونکو دیکھا ہو تو انکھین
پھوٹین تین چار برس ہوئے کہ ناگاہ ایک خط حیدرآباد سے آیا اوسمین دو غزلین خط
کا مضمون یہ کہ مین مختار الملک کے دفتر مین نوکر ہون آپکا تلمذ اختیار کرتا ہون
اندنون غزلون کو اصلاح دیجئے اس مرکی فقط وہ بادی نہیں بریلی اور لکھنو
اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات نظم و نثر فارسی اور ہندی بھیجتے رہتے
ہین ہین خدمت بجالاتا ہون اور وہ صاحب میرے حک و اصلاح کو مانتے ہین کلام کا
حسن و قبح میرے نظر مین رہتا ہے اور ہر ایک کا پایہ و دستگاہ فن شعر مین معلوم ہوجاتا
ہے عادات و عذریات عدم ملاقات ظاہری کے سبب مین کیا جانون آمدم برسر
مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے اشعار آتے رہے اور مین اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد وار ہوتے
مولوی صاحب کے ایک غزل اونکی آئی اور انہون نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید
اکبرآبادی کی غزل پر یہ غزل لکھکر بھیجتا ہون مین نے حسب معمول غزل کو اصلاح دیکر بھیجا
اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبرآباد کے نہین لکھنو اور الہ آباد کے ہین اس کلمہ سے زیادہ کوئی
بات مین نے نہین لکھی اس مین سے توہین لیکن معنے مستنبط ہون تو مین اوسکا مستحق نہین اب
مین نہین جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور مولویصاحب نے آپکو کیا
کہا ایضاً قبلہ میرا ایک شعر ہے ؎ خود پیش خود کفیل گرفتاری منست ۔ ہر دم بہ پرسش

دل مایوس میرسد * یہ معاملہ میرا اور آپکا ہے خارج سے مسموع ہوا کہ مین نے جو اغلاط
برہان قاطع کے نکالکر ایک نسخہ موسوم بقاطع برہان لکھا ہے اور ایک مجلد اوسکا آپ کو
بھی بھیجدیا ہے آپ اوسکی تردید مین کوئی رسالہ لکھ رہے ہین اگرچہ ہاو رنہین آیا لیکن
عجب آپ ایک مولوی نجف علی صاحب ہین باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی مین
اونکا نظیر نہین وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اہل دہلی مین سے میرے کلام کی تردید مین
کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان اونہون نے اوسکی توہین اور مسودہ کی تقضیح
مین دو جزو کا ایک نسخہ مختصر لکھا ہے اور ایک طالب علم مسمے بہ عبدالکریم نے سعادت علی
مولف محرق قاطع سے سوالات کیئے ہین اور ایک مختصر اوسنے بفتحوائے علمائے شہر
مرتب کیا ہے ایک میرے دوست نے بصرف زر اوسکو چھپوایا ہے ایک نسخہ اوسکا آج ہی خط
کے ساتھ بسبیل پارسل رسال کیا ہے اس شہر مین ایک میلا ہوتا ہے پھول والون کا
میلا کہلاتا ہے چھ دن کے مہینے مین ہوا کرتا ہے امرائے شہر سے لیکر اہل حرفہ تک
قطب جاتے ہین دو تین ہفتہ تک وہین رہتے ہین مسلمان و ہنود دونون فرقے
کی شہر مین دکانین بند پڑی رہتی ہین بھائی ضیاء الدین خان اور شہاب الدین خان
اور میرے دونون لڑکے سب قطب گئے ہوے ہین اب یوانخانہ مین ایک مین ہون
اور ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمت گار بھائی صاحب وہان سے آئین گے تو مقرر آپکو
خط لکھین گے بڑے پہاڑ سے اوترے چھوٹے پہاڑ پر چڑھ گئے عدم تحریر کی وجہ یہ ہے ایضاً
قبلہ حاجات قطعہ مین جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بسبیل دعا ہے
مگر ہان یہ کشف یقینی ہے اور مخدوم کی روشندلی اور دوربینی ہے کہ جو سوالات
مین نے ۳۰۔ جنوری کو کئے اونکے جواب تم نے ۲۷۔ جنوری کو لکھکر بھیجدیے کیون

تکہون رشد ضمیر ہوا گرچہ جوان ہو مگر میرے پیر ہو خلاصہ تقریر یہ کہ ۳۰- کو آخر روز
مین نے ڈاک مین خط بھجوایا اور ۳۱- کو ڈاک کا ہرکارہ پہونچ چڑھے تمہارا خط
لایا سوالات مین ایک سوال کا جواب باقی رہا ہے یعنے جناب ایڈمنسٹن صاحب
بہادر کی جگہہ چیف سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ کون ہوا یہ دلمین پیچ و تاب باقی رہا کتاب
کے باب مین جو کچھ لکھا ہے واقعی یہ کہ درست اور بجا ہے جو کچھہ واقع ہوا اوسکو مفید
مطلب فرض کرون لیکن اگر اجازت پاون تو اسی باب یہ عرض کرون کہ پیشگاہ
گورنمنٹ مین توسط چیف سکرٹر بہادر سابق اور لفٹنٹ گورنر بہادر حال دو
مجاز پیش کئے ہین ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کیواسطے یہ سوال کہ میری عزت
بڑھائی جاوے اور یہ مجاز حضور حضور شاہنشاہی مین بھجوائی جائے اچھا نذر گورنمنٹ
مین تو مولوی اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے نذر سلطانی کے ارسال و عدم ارسال
مین کیا دار و مدار ہے دو نسخے جو اون دونون صاحبون کے پیشکش مقرر ہوے اونمین سے
ایک صدر بورڈ کے حاکم اور لفٹنٹ گورنر ہوے رد و قبول و تفرین و آفرین کچھ بھی
نہین قیاساً جو چاہون سو کرون یقین کچھ بھی نہین ۱۷- دسمبر ۱۸۵۶ء کا لکھا ہوا حکم
وزیر اعظم کا ولایت کی ڈاک مین مجکو ایا ہے کہ اوس قصیدہ کے صلہ اور جایزہ کے
واسطے کہ جو بتوسط لارڈ الن برا سائل نے بھجوایا ہے خطاب اور خلعت اور پنشن کی
تجویز ضرور ہے جو حکم صادر ہوگا سائل کو بتوسط گورنمنٹ اوسکی اطلاع دینی ضرور ہے
یہ حکم مورخہ ۱۷- دسمبر ۱۸۵۶ء آخر جنوری ۱۸۵۷ء مین مین نے پایا فروری مارچ
اپریل خوشی اور توقع مین گزرے مئی ۱۸۵۷ء مین فلک نے یہ فتنہ اوٹھایا اب اس
کتاب اور دوسرے قصیدے کی جا بجا نذر کرنے کا یہ سبب ہے کہ سایل محکمہ ولایت کو یاد دہی

کرتا ہے اور گورنمنٹ سے تحسین طلب ہے جب یہان سے نوید تحسین نہین تو ولایت کونسل نے ارسال کا بھی یقین نہین تحسین اور آفرین سے گزر اندز کے ولایت جانیکا یقین کیونکر حاصل ہو جہان یہ تفرقہ اور بے اتفاقی اور یہ شواری اور یہ مشکل ہو جی مین آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک عریضہ جدا جدا لکھون پھر یہ سوچتا ہون کہ انگریزی لکھواؤن فارسی لکھون اور دونون صورتون مین کیا لکھون کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آجکا خط یقین ہے کہ دونون معاً ایک وقت مین پہنچین وہ تو جواب طلب تھین اسکا جواب لکھیئے اور بہت شتاب لکھیے ایضا مین سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہون + یعنے سبق شوق مکرر نہوا تھا + پیر و مرشد خفا نہین ہوا کرتے یون سنا مجھے باور نہ آیا یہانتک تو مین مورد عتاب نہین ہوسکتا جھگڑا استعجاب پیر ہے محل استعجاب وہ ہے کہ آپکا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میرے شاگرد ہین اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہے ہین اولیا کا یہ حال ہے وائے بر حال ہم شقیا کے یہ حکایت ہے شکایت نہین مین دنیاداری کے لباس مین فقیری کر رہا ہون لیکن فقیر آزاد ہون نہ شیاد و کیا دسترس کی عمر ہے بے مبالغہ کہتا ہون ستر ہزار آدمی نظر سے گزرے ہون گے زمرہ خواص مین سے عوام کا شمار نہین دو مخلص صادق الولا دیکھے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ تعالی لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہین رکھتا تھا اور خلوص خلاص دسکا خاص میرے ساتھ تھا اللہ اللہ دو سرا دوست خیر خواہ خلق حسن و جمال چشم بد دور کمال مہر و فا صدق و صفا نورًا علے نور مین آدمی نہین ہون آدم شناس ہون ؎ نگہ نقب بمیزد بہ نہانخانۂ دل + مژدہ باد اہل ریا را کہ زمیدان رفتم + غایت مہر و محبت جسکے ملکہ کا تمکو مالک سمجھا ہون وہ بہ نسبت اپنے

اسقدر یقین کرتا ہون کہ پہلے دو آدمیون کو اپنے بعد اپنا ماتم دار سمجھتا ہوا تھا ایک کو تو مین رو لیا اب للہ آمین کا ایک دست رہگیا دعائین مانگتا ہون کہ خدایا اوسکا داغ نہ مجھے دکھائیو اوسکے سامنے مردن میان مین تمہارا عاشق صادق ہون بھائی ابھی مطلب سے نہین آئے دافع ہذیان کے دو مجلد اور بھیجدونگا۔

بنام نواب ضیاء الدین احمد خانصاحب بہادر

جناب قبلہ و کعبہ آپ کو دیوان کے دینے مین تامل کیون ہے روز آپ کے مطالعہ مین نہین رہتا بغیر اوسکے دیکھے آپکو کھانا ہضم ہوتا ہو یہ بھی نہین پھر آپ کیون نہین دیتے ایک جلد ہزار جلد بنجائے میرا کلام شہرت پائے میرا دل خوش ہو تمہاری تعریف کا قصیدہ اہل عالم دیکھین تمہارے بھائی کی تعریف کی نثر سبکی نظر سے گزرے اتنے فوائد کیا تھوڑے ہین رہا کتاب کے تلف ہونے کا اندیشہ یہ خفقان ہے کتاب کیون تلف ہوگی احیاناً اگر ایسا ہوا اور دلی لکھنو کی عرض راہ مین ڈاک لٹ گئی تو مین فوراً بسبیل ڈاک رامپور جاؤن گا اور نواب فخرالدین خان مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیوان نکلوا دون گا اگر یہ کہتے ہو کہ آپ ہان سے لیکر بھیجدو وہ نہ کہینگے کہ وہین سے کیون نہین بھیجتے ہان یہ لکھون کہ نواب ضیاء الدین خانصاحب نہین دیتے تو کیا وہ یہ نہین کہہ سکتے کہ جب وہ تمہارے بھائی اور تمہارے قریب کر نہین دیتے تو مین اتنی دور سے کیون دون اگر تم یہ کہتے ہو کہ تفضل سے لیکر بھیجدو وہ اگر بدبن تو مین کیا کرون اگر دین تو میرے کس کام کا پہلے تو ناتمام پھر ناقص بعض بعض قصاید اوسمین سے اور کے نام کر دیے گئے ہین اور اوسمین اوسی ممدوح سابق کے نام پر ہین شہاب الدین خان کا دیوان جو یوسف مرزا لے گیا ہے اوسمین یہ دونون قباحتین موجود تیسری یہ کہ سراسر غلط ہر شعر غلط ہر مصرعہ غلط یہ کام تمہاری مدد

کے بغیر انجام نہ پائیگا اور تمہارا کچھ نقصان نہیں ہان احتمال نقصان وہ بھی از روی وسوسہ دہم اوس صورت مین مین تلافی کا کفیل جیسا کہ اوپر لکھ آیا ہون ۔۔۔۔ بہرحال راضی ہو جاؤ اور مجکو لکھو تو مین طلب کو اطلاع دون اور طلب وسکی جب دوبارہ ہو تو کتاب بھیجدون رحم کرم کا طالب غالب ۔

بنام مرزا شہاب الدین احمد خانصاحب

بھائی تمہارا خط حکیم محمود خان صاحب کی آدمی کے ہاتھ پہنچا خیر و عافیت معلوم ہوئی انصاف کرو کتاب کیا کوئی سی ہاتھ سکا پتا کیونکر لگے لوٹ کا مال چوری چوری کہنے کہتے دن مین پک گیا اور اگر سڑک پر بھی بکا تو مین کہان جو دیکھون صبر کرو اور چپ ہو رہو ؎

بر دل نفس اندہ گیتی بسر رسید ۔ گیرید کہ گیتی ہمہ یکسر آمد ۔ آدمی تو آتے جاتے رہتے ہین خدا کرے یہان کا حال سن لیا کرتے ہو اگر جیتے رہے اور ملنا نصیب ہوا تو کہا جائیگا ورنہ قصہ مختصر قصہ تمام ہوا لکھتے ہوے ڈرتا ہون اور وہ بھی کون سی خوشی کی بات ہے جو لکھون اپنے گھر ہین اور اپنے بچون کو میری اور میرے گھر کی طرف سے دعا کہدینا اور تمکو بھی تمہاری ہستانی دعا کہتی ہین زیادہ زیادہ از غالب دوشنبہ ۸ فروری ۱۸۵۸ء

ایضاً بھائی شہاب الدین خان واسطے خدا کے تم نے اور حکیم غلام نجف خان نے میرے دیوان کا کیا حال کر دیا ہے یہ اشعار جو تمنے بھیجے ہین خدا جانے کس لدالزنانی داخل کر دیے ہین دیوان تو چھاپے کا ہے متن مین اگر یہ شعر ہون تو میرے ہین اور اگر حاشیہ پر ہون تو میرے نہین ہین بالفرض اگر یہ شعر متن مین پائے بھی جاوین تو یون سمجھنا کہ کسی ملعون زن جلب نے اصل کلام کو چھیل کر یہ خرافات لکھدئے ہین خلاصہ یہ کہ جس مفسد کے یہ شعر ہین اوسکے باپ پر اور دادا پر اور پردادا پر لعنت اور

اور وہ ہفتاد پشت تک لدالحرام اسکے سوا اور کیا کھون ایک تو لڑکے میان غلام نجف
دوسرے تم میری کمبختی بڑھاپے مین آئے کہ میرا کلام تمہارے بات پڑا بعد ان سطرون کے
لکھنے کے تمہارا خط پہنچا یہ دوسرا حادثہ مجکو پہلے ہی معلوم گیا تھا قضا و قدر کے امور مین
دم مارنے کی گنجایش نہین ہے، کہین جاگیر پر جلد جانے کی اجازت ہو جاے تاکہ سب
یکجا باہم آرام سے رہو اپنے کا ترکیب کہدینا کہ یہ خرافات متن مین نہ لکھے اگر لکھدیے
ہون تو وہ ورق نکلوا ڈالنا اور ورق اوسکے بدلے لکھوا کر لگا دینا مناسب تو یون ہے
کہ تم کسی آدمی کے ہاتھ .... وہ دیوان جو تمہارے کا تب نے نقل کیا ہے میرے پاس بھیجدو
تاکہ مین اوسکو ایک نظر دیکھکر پھر تمکو بھیجون زیادہ زیادہ آج میرے پاس ٹکٹ ہے
نہ دام معاف رکھنا والسلام ایضاً بھائی تمہارا خط پہنچا کوئی مطلب جواب طلب نہین
تھا کہ مین اوسکا جواب لکھتا پھر سوچا کہ مبادا تم آزردہ ہوا سواسطے آج یہ رقعہ تمکو
لکھتا ہون میرا جی تو یہ چاہتا تھا کہ اب جو خط تمہین لکھون اوسکے اغاز مین یہ لکھون
کہ مبارک ہو تمہاری اب و عم مع الخیر اپنی جاگیر کو روانہ ہو گئے انشاء اللہ تعالی ایکے
جو خط تمکو لکھون گا اوسکا مضمون یہی ہوگا خاطر جمع رکھنا اور اگر میرا خط دو چار
دن نہ پہنچے تو مجکو اوسی مضمون کے ظہور کا منتظر سمجھنا اور گلہ نکرنا اور ہان صاحب
تم جو خط لکھتے ہو تو اوسمین احمد سعید خان کا کچھ ذکر نہین لکھنے لازم ہے کہ اوسکی خیر و عافیت
اور اوسکی بہن کی خیر و عافیت لکھتے رہا کرو یہان تمہاری پھوپی اور تمہاری دونون
بھتیجے اچھی طرح ہین والدعا از غالب یکشنبہ ۱۲- اپریل ۱۸۵۸ء ایضاً میان مرزا
شہاب الدین خان اچھی طرح ہو- غازی آباد کا حال شمشاد علی سے سنا ہوگا ہفتے
کے دن دو گھڑی دن چڑھے احباب کو رخصت کرکے راہی ہوا قصد یہ تھا

کہ یہ لکھنوے رہون وہان قافلے کی گنجایش نہائی ہاپور کو روانہ ہوا دونون برخوردار
گھوڑون پر سوار پہلے چلدیے چار گھڑی دن رہے ہین ہاپور کی سرائے مین پہنچا
دونون بھائیون کو بیٹھے ہوے اور گھوڑون کو ٹہلتے ہوے پایا گھڑی بھر دن رہے
قافلہ آیا ہین نے چھٹانک بھر گھی داغ کیا دو شامی کباب اوسمین ڈالدیے رات ہوگئی
تھی شراب پی لی کباب کھائے لڑکون نے ارہر کی کھچڑی پکوائی خوب گھی ڈال کر
آپ بھی کھائی اور سب آدمیون کو بھی کہلائی دن کے واسطے سادہ سالن پکوایا
ترکاری نہ ڈلوائی بارے آجتک دونون بھائیون مین موافقت ہے اپسکی صلاح و
مشورت سے کام کرتے ہین اتنی بات زاید ہے کہ حسین علی منزل پر اوترکر پاپڑ اور مٹھائی
کے کہلونے خرید لاتا ہے دونون بھائی ملکر کھا لیتے ہین آج ہین نے تمہارے والد
کی نصیحت پر عمل کیا چار بجے پانچ کے عمل مین ہاپور سے چلدیا سورج نکلے بابو گڈھ کی
سرائے مین آپہنچا چارپائی بچھائی اوسپر بچھونا بچھا کر حقہ پی رہا ہون اور یہ خط لکھ رہا
ہون دونون گھوڑے کو تل لگے دونون لڑکے رتھ مین سوار آتے ہین ابھی آئی
اور کھانا کھالیا اور چلے تم اپنی اوستانی کے پاس جاکر یہ قصہ سراسر پڑھکر سنا دینا
شمشاد کو کتاب کے مقابلہ اور تصحیح کی تاکید کر دینا۔ ایضاً میان وہ قاضی تو مسخرہ
چونیا ہے اونکا خط دیکھ لیا خیر ہان علاوالدین خان کا خط گھنٹا بھر بھانڈ کی طائفہ
کا تماشا ہے اب تم کہو ستادیر جان کو کیونکر بھیجوگے اونکو کہان پاوگے اور علاوالدین
خان نے حسب الحکم تمہارے چچا کے لکھا ہے لوہارو کی سواریان آئی ہوئی شاید
کل یا پرسون جائین اسکی فکر آج کرو امین الدین خان بیچارہ اکیلا گھبراتا ہوگا چکیدن
دھیم رسیدن دھیم یہ غزل علاوالدین کو بھیج چکا ہون تم علاوالدین خان کو لکھو کہ

بڑی شرم کی بات ہے کہ ؎ ہر دم از دگی غیر سبب را چہ علاج * اس غزل کو
حافظ کی غزل سمجھتے ہو واہ واہ غیر سبب یہ کہان کی بولی ہے ؎ از خواندن فراں
تو قاری چہ فائدہ * عیاذاً باللہ امیر خسرو قران کو کہ یکون رائے قرشت و الف
ممدودہ ہے قرآن بروزن پران لکھین گے یہ دونون غزلین دگدھون کی ہین
شاید ایک نے مقطع مین حافظ اور ایک نے مقطع مین خسرو لکھدیا ہو ایضاً نور چشم شہاب الدین
خان کو دعا کے بعد معلوم ہو یہ جو رقعہ لیکر بھیجتے ہین انکا نام حسین علی ہے اور یہ سید
ہین دو اسامی مین یگانہ رکابداری مین یکتا جان محمد انکا باپ ملازم سرکار شاہی
تھا اب انکا چچا میر فتح علی پندرہ روپیہ مہینے کا الور مین نوکر ہے بہرحال اسسے کہا گیا
کہ پانچ روپیہ نہینا ملے گا اور لوہارو جانا ہوگا انکار کیا کہ پانچ روپیہ مین کیا
کھاؤنگا یہان زن و فرزند کو کیا بھجواؤنگا جواب دیا گیا کہ سرکار بڑی ہے اگر کام
تمہارا پسند آئیگا تو اضافہ ہو جائیگا اب وہ کہتا ہے کہ خیر توقع پر یہ قلیل مشاہرہ قبول
کرتا ہون مگر دونون وقت روٹی سرکار سے پاؤن بغیر اسکے کسیطرح نہین جا سکتا
سنو میان حق بجانب اس غریب کے ہے روٹی بغیر بات نہین بنتی یقین ہے تم رپوٹ
کروگے تو اس امر کی منظوری کا حکم آجائیگا یہ قصہ فیصل ہوا اب یہ کہتا ہے کہ دو ماہہ
مجھے پیشگی دو تاکہ کچھ کپڑا لتا بناؤن اور کچھ گھر مین دیجاؤن راہ مین روٹی اور
سواری سرکار سے پاؤن مین تو یہان بھی حق بجانب سائل کے جانتا ہون مگر
کچھ کہہ نہین سکتا اپنی رائے اس باب مین لکھ نہین سکتا خیر تم بھی میرا رقعہ اپنے نام
کا حالی مولائی کو بھیجدو۔ غالب شنبہ ۲۴ ستمبر ۱۸۶۱ء ایضاً تمہارے بھائی کا
خط تمہارے پاس بھیجتا ہون کلیات اردو جو تمنے خریدے ہین ایک سیٹ سے

چاہو اپنے چچا کی نذر کرو چاہو بھائی کو تحفہ بھیجو میں نے اسوقت اون کے نام کا
خط لوہارو کو روانہ کیا ہے بعد ارسال خط مولوی سدید الدین خان صاحب میرے
ہان آئے اثنائے حرف و حکایت میں میں نے شاہین کی حقیقت پوچھی جواب دیا کہ ہان
عربی میں ایک باج کا نام شاہین ہے صورت اوسکی پوچھی گئی کہا مجھے معلوم نہیں صراح
میں میں نے دیکھا ہے فقط تم جو مولانا حالی کو خط لکھو یہ قصہ ملفوف کر دو غالب۔

رباعی

رقعہ کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے ❊ ثاقب حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے
حاجی کلو کو دیکے بیوجہ جواب غالب کا پکا دیا کلیجا تم نے

ایضا

اے روشنی دیدہ شہاب الدین خان کٹتا ہے بتا و کسطرح سے رمضان
ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآن

بنام نواب نوار الدولہ سعد الدین خانصاحب شفق

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

خداوندا نعمت آج دوشنبہ ۲ رمضان کی اور ۱۲ فروری کی ہے اسوقت کہ بارہ
پر تین بجے ہین عطوفت نامہ پھینچا اودھر پڑھا ادھر جواب لکھا ڈاک کا وقت نزدیک
خط کو معنون کر رکھتا ہون کل شنبہ ۱۶ فروری کو ڈاک مین بھجوا دونگا سال گزشتہ
مجھپر بہت سخت گزرا ۱۲-۱۳ مہینے صاحب فراش رہا اوٹھنا دشوار تھا چلنا پھرنا
کیسا نہ تپ کھانسی نہ اسہال نہ فالج نہ لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کہ دوست
یعنے احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پانون تک بارہ پھوڑے ہر پھوڑہ ایک زخم

ایک غار ہر روز بے مبالغہ بارہ تیرہ بھائی اور پاؤ بھر مرہم درکار تو دس مہینے بے
خور و خواب رہا ہون اور شب و روز بیتاب تین یون گزرین ہین کہ اگر کبھی آنکھ
لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہونگا کہ ایک آدہ پھوڑے مین ٹیس اوٹھی جاگ اوٹھا تڑپا
کیا پھر سو گیا پھر ہوشیار ہو گیا سال بھر مین سے تین حصے دن یون گزرے پھر تخفیف
ہونے لگی دو تین مہینے مین لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا نئے سر سے روح قالب مین
آئی اجل نے میری سخت جانیکی قسم کھائی اب اگرچہ تندرست ہون لیکن ناتوان
سست ہون حواس کھو بیٹھا حافظہ کو رو بیٹھا اگر اوٹھتا ہون تو اتنی دیر مین
اوٹھتا ہون کہ جتنی دیر مین ایک قد آدم دیوار اوٹھے آپکی پرسش کے کیون نہ قربان
جاون کہ جب تک میرا مرنا نہ سنا میری خبر نہ لی میری مرگ کے خبر کی تقریب اور مسئلہ
میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ درصورت مرگ نیم مردہ اور درحالت حیات
نیم زندہ ہون ؎ درکش کشِ ضعفم نگسلد وان از تنم + اینکہ من نمی میرم ہم نمی
ماند انہیاست ۔ اگر ان سطور کی نقل میرے مخدوم مولوی غلام غوث خان صاحب
بہادر میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب شمال کے پاس بھیجدی جیگا تو اون کو خوشی اور
مجکو ممنون کیجیگا ایضاً پیر و مرشد حضور کا توقیع خاص اور آپکا نوازشنامہ یہ
دونون حرز بازو ایک دن اور ایک وقت پہنچے توقیع کا جواب چار دن مین لکھونگا
ناسازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم
ہوا کہ مرض باقی نہین مگر ضعف باقی ہے لیکن تسکین خاطر منحصر اسمین ہے کہ آپ بعد
اس تحریر کے ملاحظہ فرمانے کے اپنے مزاج کا حال پھر لکھین معہ ۵ کی ہنڈوی
بھیجی اسکا بھی حال سابق کی ہی ہنڈویکا سا ہے یعنے ساہوکار کہتا ہے کہ ابھی

ہمکو کالپی کے ساہوکار کی اجازت نہین آئی جو ہم روپیہ دین اگر سرکار کے کارپرداز
وہان کے ساہوکار سے کہکر اجازت لکھوا بھیجین تو مناسب ہے صہبائی کے تذکرہ کی ایک جلد
میری ملک مین ہے میرے پاس تھی وہ مین اپنی طرف سے بسبیل ارمغان آپکو بھیجتا ہون
نذر قبول ہو اب مین حضرت سے باتین کرچکا خط کو سرنامہ کرکے کہار کو دیتا ہون
کہ ڈاک مین دے آوی بارہ پرد بیجو کتاب کا پارسل بطریق بیرنگ روانہ کرونگا پیشگاہ وزارت
مین میری بندگی پہنچے عرضداشت بعد اسکے پہنچیگی جناب میر صاحب قبلہ میر امجد علی صاحب
کو سلام نیاز اور جناب منشی نادر حسین خانصاحب کو سلام ایضاً پیر و مرشد اگر مین نے
امیدگاہ بکاف عربی از راہ شکوہ لکھا تو کیا گناہ کیا نہ خط کا جواب قصیدہ کی رسید ؎
درین خستگی پوزش از من مجوے ۔ بود بندۂ خستہ گستاخ گوے اور یہ جو آپ فرماتے ہین
کہ ان موانع کے سبب سے مین قصیدہ کی تحسین نہین لکھ سکا بندہ بے ادب نہین تحسین
طلب نہین ایسے مجمع مین محشور ہون کہ سوائے احترام الدولہ کے کوئی سخندان نہین
مین جو اپنا کلام آپکے پاس بھیجتا ہون گویا آپ اپنے پر احسان کرتا ہون ؎ وای
بر جان سخن گر بسخندان نرسد ۔ افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر مین نہین
ورنہ آپ جانین کہ اس بجھے ہوے دل اور اس ٹوٹے ہوے دل اور اس مرے ہوے
دل پر کیا کر رہا ہون نواب صاحب اب دل مین وہ طاقت نہ قلم مین وہ زور سخن گستریکا
ایک ملکہ باقی ہے بے تامل اور بے فکر جو خیال مین آجاے وہ لکھ لون ورنہ فکر کی
صعوبت کا متحمل نہین ہو سکتا بقول میرزا عبدالقادر بیدل ؎ جہدہا در خور توانا
ضعف یکسر فراغ میخواہد ۔ مہر کا حال معلوم ہوا پہلے آپ لکھ بھیجیے کہ کیا کہا جائیگا مہدی
حسن خان مہدی حسین خان بہادر لکھ رہا ہون صرف یاد پر لکھ رہا ہون ورنہ خط لڑکون

کھو دیا یاد پڑتا ہے کہ نگینہ وہان سے پہنچنے کو آپنے لکھا ہے سو . اب مین مکرر
خواہان ہون کہ یہ معلوم ہو جائے کہ نگینہ بھیجیے گا یا یہان خریدا جائیگا اور نقش و
نگین کیا ہوگا تاکہ شمار حروف کا مجکو معلوم رہے اب جب آپ مجکو لکھین گے تب مین
اسکا جواب لکھون گا حافظ صاحب کا پہنچنا تقریبا معلوم ہوا یعنے اونکی طرف سے
آپنے مجکو سلام لکھا ہے سو مین بھی اونکی خدمت مین بندگی اور جناب منشی نادر حسین
خانصاحب کی جناب مین سلام عرض کرتا ہون زیادہ حد ادب ایضاً قبلہ حاجات
قصیدہ دوبارہ پہنچا چونکہ مثیانی پر دستخط کی جگہہ نتھی ناچار اوسکو ایک اور دوورقہ پر
لکھوایا اور حضور مین گزرانا اور تمتاے دیرینہ حاصل کی یعنے دستخط خاص مشتمل اظہار
خوشنودی طبع اقدس ہوگئے احترام الدولہ بہادر میرے ہمزبان اور آپکے ثناخوان
رہے گویا اس امر خاص مین وہ شریک غالب ہین ہم بطریق کسرۂ اضافی وہم بطریق
کسرۂ توصیفی پروردگار اس بزرگوار کو سلامت رکھے کہ قدردان کمال بلکہ حق تو
یون ہے کہ خیر محض ہے . غیاث اللغات ایک نام موقر و معزز جیسے الفربہ خواہ مخواہ مرد
آدمی آپ جانتے ہین کہ یہ کون ہے ایک معلم فرومایہ امپور کا رہنے والا فارسی سے ناآشنا
محض اور صرف ونحو مین تمام انشاء خلیفہ و منشیات مادھو رام کا پڑھانے والا چنانچہ
دیباچہ مین اپنا ماخذ بھی اوسنے خلیفہ شاہ محمد و مادھو رام و نعمت و قتیل کے کلام کو لکھا ہے
یہ لوگ راہ سخن کے خول ہین آدمی کے گمراہ کرنے والے یہ فارسی کو کیا جانین مان طبع
موزون رکھتے تھے شعر کہتے تھے ؎ ہر زہ مشتاب پے جادہ شناسان بردار +
اے کہ در راہ سخن چونتو ہزار آمدو رفت + میرا دل جانتا ہے کہ آپکے دیکھنے کا مین
کسقدر آرزومند ہون میرا ایک بھائی مامون کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی

حقیقی خالہ کا بیٹا ہوتا تھا اور مسند نشین حال کا چچا تھا اور وہ میرا ہمشیر بھی تھا یعنے میری اپنی ممانی اور اوسنے اپنی پھوپی کا دودھ پیا تھا وہ باعث ہوا تھا میرے باندا بوندیل کھنڈ آنے کا میں نے سب سامان سفر کر لیا ڈاک میں روپیہ ڈاک کا دیدیا قصد یہ تھا کہ فتحپور تک ڈاک میں جاؤنگا وہان سے نواب علی بہادر کے ہان کی سواری میں باندے جاکر ہفتہ بھر رہکر کالپی ہوتا ہوا آپکے قدم دیکھتا ہوا سیبل ڈاک دلی چلا آؤنگا ناگاہ حضور والا بیمار ہوگئے اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت بفعل میں نہ آیا اور پھر مرزا اوزیر جان میرا بھائی مرگیا ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شد + واللہ وہ سفر اگرچہ بھائی کی استدعا سے تھا مگر میں نتیجہ اوس شکل کا آپکے دیدار کو سمجھا ہوا تھا ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجئے گا میرا جی آپکے ساتھ باتیں کرنیکو چاہا اسواسطے جو دل میں تھا وہ اوس عبارت سے زبان پر لایا ایضاً پیر و مرشد کو رشک مزاج اقدس بحمد للہ تو اچھا ہے حضرت دعا کرتا ہوں پرسوں آپکا خط مع سارٹیفکٹ کے پہنچا آپکے مبدار فیاض سے اشرف الوکلا خطاب ملا محتانہ محبتانہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیئے ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے خطوط پہنچاتا ہے اندنون میں ایک بنیا پڑھا لکھا حرف شناس کوئی فلان ناتھ ڈھمک داس ہے، میں بالاخانہ پر رہتا ہوں حویلی میں اکر اوسنے داروغہ کو خط دیا اوسنے خط دیکر مجھ سے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو آپکے جیسا کہ دلی کے بادشاہ کی نوابی کا خطاب دیا تھا ایسا کالپی سے خطاب کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہے سرنامہ کو غور سے دیکھا کہیں قبل از اسم مخدوم نیاز کیشان لکھا تھا اوس قرم ساق نے اول الفاظ سے قطع نظر کرکے کیشان کو کپتان پڑھا بھائی ضیاء الدین خان صاحب شملہ گئے ہوئے ہیں شاید آخر ماہ حال یعنے جولائی یا اول ماہ آیندہ یعنے اگست میں یہان آجائیں

اپکو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہون آپ نواب صاحب سے کتاب کیون مانگین اور زحمت
کیون اوٹھائین جسقدر کہ علم اون کو اس خاندان مجارت نشان کے حال پر حاصل ہوگیا
ہے کافی ہے مولانا قلق کے نام کی عرضی اونکو پہنچا دیجیگا اور جناب نادر حسین خان
صاحب کو میرا سلام فرما دیجے گا ایضاً پیر و مرشد شب فتہ کو مینھ خوب برسا ہوا مین فرط
برودت سے گرند پیدا ہوگیا اب صبح کا وقت ہے ہوا ٹھنڈی بیگرند چل رہی ہے ابر تنک
محیط ہے افتاب نکلا ہے پر نظر نہین آتا ہے مین عالم تصور مین آپ کو مسند عز و جاہ پر جانشین
اور منشی نادر حسین خانصاحب کو آپکا جلیس مشاہدہ کرکے آپ کی جناب مین کورنش بجالاتا ہون
اور منشی ضاحب کو سلام کرتا ہون کافر نعمت ہو جاؤن اگر یہ مدارج بجا نہ لاؤن حضرت نے
اور منشی صاحب نے میری خاطر سے کیا زحمت اوٹھائی ہے بھائی صاحب بہت خوشنود ہوے
منت پزیری مین میرے شریک غالب ہین فی الحال بتوسط میرے سلام نیاز عرض کرتے
ہین اغلب ہے کہ نامہ جداگانہ بھی ارسال کرین حضرت آپ غالب کی شرارتین دیکھتے ہین
سب کچھ کہے جاتا ہے اور اوس اصل کا کہ جسپر یہ مراتب متفرع ہون ذکر نہین کرتا فقیر
کو یہ طرز پسند نہ آئی مطلب اصلی کو مقدر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے یون لکھنا تھا کہ آپکی
عنایت نامہ اوسکے ساتھہ نسبت نامہ خاندان مجدد علا کا پارسل پہنچا مین ممنون ہوا نواب
ضیاء الدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوے جناب عالی مین تو غالب ہیرزہ سرا کا معتقد نرہا
اپنے اوسکو مصاحب بنا رکھا ہے اس سے اسکا دماغ چل گیا ہے قبلہ و کعبہ جناب مولانا قلق
مین حضرت شفق نے جو غالب کی شکایت کی تھی وہ مقبول نہوئی اب جناب ہاشمی کو
اپنا ہمزبان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہین آپکی بات اس باب مین کبھی نہ ٹالونگا جب تک
سید صاحب کی خوشنودی نامہ نہ بھجوائیگا اس سارٹیفکٹ کے حصول مین رشوت دیجو کو

کبھی موجود ہون والسلام ایضاً پیر و مرشد مین آپکا بندہ فرمان بردار اور آپکا علم بلیب خاطر بجالاتا ہون مگر سمجھ تو لون کہ کیا لکھون وہ مکتوب کہان بھیجون آپکے پاس بھیجدون یا اونہین منشی صاحب کے پاس بھیجدون اور وسیم الدین ظہیر الدین کو منشی مہر شیخ خواجہ کیا کرکے لکھون دو حاکم کی رائے کے شمول کا قیدی اور اوس زمانہ مین سینکڑون جزیرہ نشین رہائی پاکر اپنے اپنے گھر آگئے با اینہمہ منشی کو کیا اختیار ہے کہ وہ چھوڑ دے یہ آپکی تحریر سے نہین معلوم ہوتا کہ اب سعی منحصر اسمین ہے کہ قیدی دریائے شور کو نجاوے اور یہین محبوس رہے یا یہ منظور ہے کہ جزیرہ کو بھی نجاوے اور یہان کی قید سے بھی رہائی پائے خواہش کیا ہے اور کار پرداز سے کسطرح کی عنایت چاہون پہلے تو یہ سوچتا ہون کہ کیا لکھون پھر جو کچھہ لکھون اوسکو کہان بھیجون طریق یہ ہے کہ میان امیر الدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب کے پاس جائین اور بذریعہ اوس خط کے روشناس ہون مین کیا جانون کہ امیر الدین کا مسکن کہان ہے منشی صاحب کو خط بھیجدون اون کے نزدیک احمق بنون کہ کس امر موہوم مجہول مین مجھکو لکھا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اس خط کو پڑھکر تفحص کرین کہ امیر الدین کون ہے اور کہان ہے اور کیا جانتا ہے بہرحال اس خط ساتھ ایک اور لفافہ آپکے نام کا روانہ کرتا ہون اوسمین صرف ایک خط موسومہ منشی صاحب کے لکھا ہوا اوسکو پڑھکر میان امیر الدین کے پاس بھیجدیجیگا مگر گوند لگاکر اور اگر یہ منظور نہو تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کے خط کا مسودہ لکھکر میرے پاس بھیجئے اور لکھ بھیجئے کہ اوس مسودہ کو صاف کرکے کہان بھیجون ایضاً خداوند نعمت شرف افزا نامہ پہنچا شاہ اسرار الحق کے نام کا مکتوب اون کی خدمت مین بھیجدیا گیا جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہین

اگر جواب بھجوادین گے تو جناب مین ارسال کیا جائیگا قصیدہ کو بارہا دیکھا اور غور کی
جسطور پر ہے اوسمین گنجایش اصلاح کی نہائی یعنے لفظ کی جگہہ لفظ مرادف بالمعنے لانا صرف
اپنی دستگاہ کا اظہار ہے ورنہ کوئی لفظ بے محل و بیموقع نہین کوئی ترکیب فارسی کلسان سے
باہر نہین مگر ہان طرز گفتار کا بدلنا اوسکے واسطے چاہیے دوسرا قصیدہ اس زمین مین
ایک اور لکھنا اور وہ تکلف بارد ہے بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور بھی نہو پس شرم کم ہمتی سے
دلیش اور فرط خجلت سے سر پیش ہو کر قصیدہ کو اس لفافہ مین بھیجتا ہون خود کرے موزونیت
نہون غلہ کی گرانی آفت آسمانی امراض وموی بلائے جانی انواع اقسام کے اور ام فی
شنایع چارہ ناسودمند وسعی ضایع مین نہین جانتا کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ع کو پہر دن چڑھے
وہ فوج باغی میرٹھ سے دلی آئی تھی یا خود قہر الہی کا پے بہ پے نزول ہوا تھا جنرل صوبت
سابق دلی ممتاز ہے ورنہ سرتاسر قلمرو ہند مین فتنہ و بلا کا دروازہ باز ہے انا للہ وانا
الیہ راجعون جناب میر امجد علی صاحب بندگی جناب منشی نادر حسین جانفشا صاحب کو سلام
ایضاً پیر و مرشد ۱۲ بجے تھے مین ننگا اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ ادمی
نے آکر خط دیا مین نے کھولا پڑھا بہلے کو انگرکہہ یا کرتا گلے مین فتا اگر ہوتا تو مین گریبان
پھاڑ ڈالتا حضرت کا کیا جاتا میرا نقصان ہوتا سرے سے سنیئے آپکا قصیدہ اصلاح
بھیجا اوسکی رسید آئی کٹے کٹے شعر اولٹے آئے اون کی قباحت اچھی گئی قباحت
بتائی گئی الفاظ قبیح کی جگہہ بے عیب الفاظ لکھ دیے گئے لو صاحب اشعار بھی قصیدہ
مین لکھ لو اس نگارش کا جواب آجتک نہین آیا شاہ سراج الحق کے نام کا کاغذ اونکو دیا
جواب مین جو کچھ اونھون نے زبانی فرمایا آپکو لکھا گیا حضرت کی طرف سے اس تحریر کا بھی
جواب ملا ؎ پرہون مین شکوہ سے یون راگ سے جیسے باجا ہاک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے

کیا ہوتا ہے + سوچتا ہون کہ دونون خط بیرنگ گئے تھے تلف ہونا کسیطرح متصور نہین
خیر اب بہت دن کے بعد شکوہ کیا لکھا جائے باسی کڑھی مین ابال کیون آئے بندگی
بیچارگی پانچ لشکر کا حملہ پے بہ پے اس شہر پر ہوا پہلا یاغیون کا لشکر اوسمین اہل
شہر کا اعتبار لٹا دوسرا لشکر خاکیون کا اوسمین جان و مال و ناموس و مکان و مکین و
آسمان و زمین و انار ستی سراسر لٹ گئے تیسرا لشکر کال کا اوسمین ہزارہا آدمی بھوکے
مرے چوتھا لشکر ہیضہ کا اوسمین بہت سے پیٹ بھرے مرے پانچوان لشکر تپ کا اوسمین تاب و
طاقت عمومًا مٹ گئی مرے آدمی کم لیکن جسکو تپ آئی اوسنے پھر اعضا مین طاقت نپائی
ابتک اس لشکر نے شہر سے کوچ نہین کیا میرے گھر مین دو آدمی تپ مین مبتلا ہین
ایک میرا لڑکا اور ایک میرا داروغہ خدا ان دونون کو جلد صحت دے برسات یہان بھی
اچھی ہوئی ہے لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس مین زمیندار خوش کھیتیان تیار ہین
خریف کا بیڑا پار ہے ربیع کے واسطے پوہ ماہ مین مینھ درکار ہے کتاب کا پارسل پرسون
ارسال کیا جائیگا آہا ہا جناب حافظ محمد بخش صاحب میری بندگی مغل علیخان غدر سے
کچھ دن پہلے مستفی ہوکر مر گئے ہے ہے کیونکر لکھون حکیم رضی الدین خان کو قتل عام
مین ایک خاکی نے گولی ماردی اور احمد حسین خان اون کے چھوٹے بھائی اوسیدن مارے
گئے طالع یار خان کے دونون بیٹے ٹونک سے رخصت لیکر آئے تھے غدر کے سبب جا نسکے
یہین رہے بعد غدر دہی دونون بیگنا ہون کو پھانسی ملی طالع یار خان ٹونک مین ہین
زندہ ہین پر یقین ہے کہ مردہ سے بدتر ہونگے میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی حال صاحبزادہ میان
نظام الدین کا یہ ہے کہ جہان سب اکابر شہر کے بھاگے تھے وہان وہ بھی بھاگ گئے تھے
بروده مین رہے اورنگ آباد مین رہے حیدرآباد مین رہے سالگرہ یعنے جاڑون مین یہان

آئے سرکار سے اونکی صفائی ہوگئی لیکن صرف جان بخشی روشن الدولہ کا مدرسہ جو عقب
کوتوالی چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جسمین مغل علیخان مرحوم رہتے تھے وہ اور
خواجہ صاحب کی حویلی یہ املاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد
میان نظام الدین کی قرار پاکر ضبط ہوئی اور نیلام ہوکر روپیہ سرکار مین داخل ہوگیا
ہان قاسم جان کی حویلی جسکے کاغذ میان نظام الدین کی والدہ کے نام کے ہین وہ اونکو
یعنے میان نظام الدین کی والدہ کو مل گئی ہے فی الحال میان نظام الدین پاک پٹن
گئے ہین شاید بھاولپور بھی جائینگے ایضاً پیر و مرشد آداب غلط نامہ قاطع برہان کو بھیجے
ہوئے تین دن اور آپ کی خیر و عافیت مولوی حافظ عزیز الدین کی زبانی سنی ہوئے
دو دن ہوئے تھے کہ کل آپکا نوازشنامہ پہنچا قاطع برہان کے پہنچنے سے اطلاع پائی
معتقدان برہان قاطع برچھیان اور تلوارین پکڑ پکڑ کے اوٹھ کھڑے ہوئے ہین ہنوز دو
اعتراض مجھ تک پہنچے ہین ایک تو یہ قاطع برہان غلط ہے یعنے ترکیب خلاف قاعدہ ہے
کلام قطع کیا جاتا ہے برہان قاطع نہین ہوسکتی ہے لو صاحب برہان قاطع صحیح اور
قاطع برہان غلط مگر برہان قطع کی فاعل ہوسکتی ہے اور قطع کا فعل آپ نہین قبول
کرتی قاطع برہان مین جو برہان کا لفظ ہے یہ مخفف برہان قاطع ہے برہان قاطع
کی رو کو قطع سمجھکر قاطع برہان نام رکھا گیا گناہ ہوا دوسرا ایراد یہ ہے ؎ با انگلیسیان
ستیز بیجا ۔ انگلس کا نون تلفظ مین نہین آتا مین پوچھتا ہون خدا کے واسطے انگلس اور
انگریز کا نون یا علان کہان ہے اور اگر ہے بھی تو ضرورت شعر کے واسطے لغات عربی
مین سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہین اگر انگلس کے نون کو غنہ کردیا تو کیا گناہ ہوا وہ
ورق جو چھاپے کا آپکے پاس بھیجا ہے اوسکو غلط نامہ شاملہ کے بعد لگا کر جلد بند ہوا ہوگا

حضرت کیون آپنے مرا سلام اور میرے مکتوب کا حال پوچھا ۵ انہم کو جواب نتوانیند
جوابست + سمجھ لوا ور چپ ہو مین نے نا جسکو تمنے لکھا ہے وہ لکھے گا کہ مین نے مختار سے
پوچھا اوسنے یون کہا پھر مین نے یون کہا اب یہ بات قرار پائی ہے تو اس تقریر کو
حضرت ہی یاد کرین گے فقیر کبھی نہ مانیگا۔ ایک حکایت سنو امجد علی شاہ کی سلطنت کے
اغاز مین ایک صاحب میرے نیم اشنا یعنے خدا جانے کہان کے رہنے والے کسی زمانہ
مین وارد اکبر آباد ہوے تھے کبھی کہین کے تحصیلدار بھی ہو گئے تھے زبان آور اور چالاک
اکبر آباد مین نوکری کی جستجو کی کہین کچھ نہوا میرے ہان دو ایک بار آئے تھے پھر وہ
خدا جانے کہان گئے مین دلی آیا کم و بیش بیس برس ہوے ہونگے امجد علی شاہ کے
عہد مین اونکا خط ناگاہ مجکو بسبیل ڈاک آیا چونکہ اون دنون مین دماغ درست اور
حافظہ برقرار تھا مین نے جانا کہ یہ وہی بزرگ ہین خط مین مجکو پہلے یہ مصرع لکھا ۵ از
سبحہ شکر دارم و از رودگار تم + آپسے جدا ہو کر بیس برس آوارہ پھرا جے پور مین نوکر
ہو گیا وہان سے دو برس کے بعد کہان گیا اور کیا گیا اب لکھنو مین آیا ہون وزیر سے
ملا ہون بہت عنایت کرتے ہین بادشاہ کی ملازمت اونہین کے ذریعہ سے حاصل ہوئی
ہے بادشاہ نے خان اور بہادر کا خطاب دیا ہے مصاحبون مین نام لکھا ہے مشاہرہ
ابھی قرار نہین پایا وزیر کو مین نے آپکا بہت مشتاق کیا ہے اگر آپ کوئی قصیدہ
حضور کی مدح مین اور عرضی خط جو مناسب جانین وزیر کے نام لکھکر میرے پاس بھیجدیجئے
تو بیشک بادشاہ آپکو بلا لینگے اور وزیر کا خط فرمان طلب آپکو بھیجے گا مین نے اوسی
عرصہ مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکی بیت اسم یہ ہے ۵ امجد علی شہ آنکہ بذوق
دعائے او + سجدہ نماز صبح قضا کرد روزگار + الخ متردد تھا کہ کسکی معرفت بھیجون

توکلت علی اللہ بھیجدیا رسید آگئی صرف پھر دو ہفتہ کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر
تک پہنچا وزیر پڑھکر بہت خوش ہوا بہ آئین شایستہ پیش کرنیکا وعدہ کیا مین متوقع
ہون کہ میان بدرالدین مہرکن سے میری مہر خطابی کھدواکر بھیجدیجے چاندی کا نگینہ مرہج
اور قلم جلی فقیر نے سرانجام کرکے بھیجدیا رسید آئی اور قصیدہ کی بادشاہ تک گزرنے
کی نوید پس پھر دو مہینے تک اودھر سے کوئی خط نہ آیا مین نے خوخط بھیجا اولٹا پھر آیا
ڈاک کا یہ تو قیع کہ مکتوب الیہ یہان نہین ایک مدت کے بعد حال معلوم ہوا کہ اوس
بزرگ کا وزیر تک پہنچنا اور حاضر رہنا سچ بادشاہ کی ملازمت اور خطاب ملنا غلط بہا
کی مہر تمسے بغیر حاصل کرکے مرشدآباد کو چلا گیا چلتے وقت وزیر نے دوسو روپیہ دیے
تھے ایک قاعدہ کلیہ دلی کا سمجھلو خالق کی قدرت مقتضے اسکے ہے کہ جو اس شہرپناہ
کے اندر پیدا ہوا مرد یا عورت خفقان مزاق اوسکی خلقت و فطرت مین ہوا اٹھ دس
برس کے بعد ساون کے آخر مہینہ خوب برسا لیکن نہ دریا جاری ہوے نہ طوفان آیا
ہان شہر کے باہر ایک دن بجلی گری دو ایک آدمی کچھ جانور تلف ہوے مکان گرے دس
بیس آدمی دب کر مرے دو تین شخص کوٹھے پر سے گر کر مرے مراقیون نے غل مچانا
شروع کیا اپنے اپنے عزیزان بسفر رفتہ کو لکھا جابجا اخبار نویسون نے اوسے سنکر
درج اخبار کیا لو اب دس بارہ دن سے مینہ کا نام نہین دھوپ آگ سے زیادہ تر تیز ہے
وہی خفقانی صاحب روتے پھرتے ہین کہ کھیتیان جلی جاتی ہین اگر مینہ نہ برسے گا
تو پھر کال پڑیگا مکانات کے گرنے کا حال یہ ہے کہ چار پانچ برس ضبط رہے بیغمائی
لوگ لکڑی تختہ کیواڑ چوکھٹ بعض مکانات کی چھت کا مصالح سب لے گئے اب اون
غربا کو وہ مکان ملے تو فنین مرمت کا مقدور کہان فرمایے مکانات کیونکر نگرین

ایضاً پیرو مرشد ایک نوازشنامہ آیا اور دستنبو کے پہنچنے کا مژدہ پایا اوسکا جواب
یہی کہ کارپردازان ڈاک کا احسان مانا اور اپنی محنت کو رائگان سمجھا چند روز
کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہنچا گویا ساغر التفات کا دوسرا دور پہنچا اب ضرور آ
پڑا کہ کچھ حال اس ستارہ دم دار کا لکھون چنانچہ جسوقت سے وہ خط پڑھا ہے سوچ
رہا ہون کہ کیا لکھون چونکہ بسبب فقدان اسباب یعنے عدم رصد و کتاب کچھ نہین
لکھا جاتا ہے ناچار مزا صاحب کا مصرع زبان پر آجاتا ہے ؎ ازین ستارہ نہ
دارمی ترسم یہ مطلع ہے اور یہ پہلا مصرع ہے ؎ زخال گوشہ ابروے یار مے ترسم ؛
کیا آپ مجکو بے ہنری اور ہیچمیرزی مین صاحب کمال نہین جانتے اور اس عبارت
فارسی کو میرا مصداق حال نہین ہی پیش ملا طبیب و پیش طبیب ملا پیش ہیچ ہر دو و پیش
ہر دو ہیچ آرایش مضامین شعر کے واسطے کچھ تصوف کچھ نجوم لگا رکھا ہے ورنہ
سوائے موزونی طبع کے یہان اور کیا رکھا ہے بہرحال علم نجوم کے قاعدہ کے موافق
جب زمانے کے مزاج مین فاسد صورتین پیدا ہوتی ہین تب سطح فلک پر یہ شکلین
دکھائی دیتی ہین جس برج مین یہ نظر آئے اوسکا درجہ دقیقہ دیکھتے ہین ہزار طرحکی
چال ڈالتے ہین تب ایک حکم نکالتے ہین شاہجہان آباد مین بعد غروب آفتاب افق غربی
شہر پر نظر آتا تھا اور چونکہ اول دنون مین آفتاب اول میزان مین تھا تو یہ
سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت عقرب مین ہے درجہ دقیقہ کی حقیقت نامعلوم رہی بہت
دن شہر مین اس ستارہ کی دھوم رہی اب دس بارہ دن سے نظر نہین آتا وہان
شاید اب نظر آتا ہے جو آپنے اسکا حال پوچھا ہے بس مین اتنا جانتا ہون کہ یہ
صورتین قہر الہی کی نہین اور دلیلین ہلاک کی تباہی کی قران النحسین پھر کسوف

پھر خسوف پھر یہ صورت پر کدورت عیاذاً باللہ و پناہ بخدا یہان پہلی نومبر کو بدے
دان حسب الحکم حکام کوچہ و بازار مین روشنی ہوئی اور سبکو کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ جانا
اور قلمرو ہند کا بادشاہی عمل مین آنا سُنا گیا نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر کو
ملکہ معظمہ انگلستان نے فرزند ارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سے نایب اور ہندوستان
کا حاکم کیا مین تو قصیدہ پہلی ہی اس تہنیت مین لکھ چکا ہون چنانچہ بشمول دستنبو
مطلع انوار سے گزرا ہوگا ؎ تا نہال دوستی کے بر دہد + حالیا رقم و تحفے کا شتیم +
یعنی حضرت پیر مرشد اگر آج ۔۔۔ یہان ہم اور ہم اور
وہ باہم ہوتے تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجالاؤ خدا نے پھر وہ دن دکھایا
کہ ڈاک کا ہرکارہ انور الدولہ کا خط لایا ؎ اینکہ مے بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب
مونھ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہون نہین لکھ سکتا ہون الٰہی
حیات جاودانی نہین مانگتا پہلے انور الدولہ سے ملکر سرگزشت بیان کرون پھر
اوس کے بعد مرون روپیکا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب تلف المال
خلف العمر عمر فزا ہے جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اوسکو عمر کی قیمت جانئے اور ثبات
ذات و بقائے عرض و ناموس کو غنیمت جانئے اللہ تعالیٰ وزیر اعظم کو سلامت رکھے
اور اس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تا قیامت رکھے مین نے
گیارھوین مئی ۱۸۵۸ء سے اکتیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک روداد نثر مین بعبارت
فارسی نا آمیختہ بعربی لکھی ہے اور وہ پندرہ سطر کے مسطر سے چار جزو کی کتاب آگرہ
کو مفید الخلائق مین چھپنے کو گئی ہے دستنبو اوسکا نام رکھا ہے اور اوسمین صرف
اپنی سرگزشت اور اپنے مشاہدہ کے بیان سے کام رکھا ہے بعد چھپ جانے کے وہ نسخہ

حضرت کی نظر سے گزرا ہوگا اور اوسکو سمجھتے اور ہمزبانی جانوگا جناب میر مجد علی
صاحب کا جو آپکے خط میں ذکر نہیں آیا ہے تو اس خیر خواہ احبا کا دل گھبرایا ہے
اب جو خط لکھیے تو ان کی خیر و عافیت پھر لکھیے اور کلمہ بندگی اور جناب منشی
نادر حسین خان صاحب کو سلام پہنچے ایضاً پیرومرشد معاف کیجے گا میں نے جو
کا کچھ حال لکھا تھا اسکی نسبت حکیم صاحب نے اور ہمارا کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہم
اور ہستجاب پا جائے پرسش کے بعد بھی کوئی بات نہیں سنی سنیے تو سہی ہم
آرہا ہے گرمی جاڑا برسات تین فصلیں الگ ہوگئی ہیں لگ بارہی علاوہ ایک
دوان کی حقیقت متغیر ہو جائے تو محل استجاب کیوں ہو اور یہ بات کہ دل
تغیر نہوا اور پورب میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں جنا بانفراد بہی ہے اور وہاں
لہین کہین کہین اور وہی کہین گنگا باہم ملگئی ہین مجمع البحار ہے حضرت نے خود
وکالت کی مولانا متعلق سے تقصیر میری معاف کروائی کہ دیگے کہ گناہ معاف ہو گیا
مین بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانون گا یہ دن مجھ پر بے گزرتے ہین گرمی مین میرا
حال بعینہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے پانی پیتے وقت جانور کا حضرت اس
تموز مین کہ غم و ہم کا ہجوم ہے ؎ آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان جو سوز غم ہائے
نہانی اور ہے ایضاً قبلہ و کعبہ عنایت نامہ جسمین حضرت نے مزاج کی شکایت
لکھی تھی پڑھکر بے چین ہو گیا ہون اور عرض کر چکا ہون کہ مزاج کا حال مفصل لکھیے
چونکہ آپنے کچھ نہین لکھا تو زیادہ مشوش ہون بنسخہ رفع تشویش یعنے شفقت نامہ
جلد بھیجیے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کا کچھ حال معلوم نہین حضرت میر احمد علی
صاحب کا کچھ حال معلوم نہین متوقع ہون کہ ان دونون صاحبون کی خاتمین

میرا سلام پہنچے اور آپ لوگ کی خیر و عافیت لکھیں کبوتر و نکا نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا
بجنسہ ارسال کرتا ہوں آپ کو معلوم ہوگا کہ میر صاحب نے انتقال کیا یہ چھوٹے بھائی
تھے مجتہد العصر لکھنو کے نام اونکا سید حسین اور خطاب سید العلما نقش نگین میر حسین
ابن علی میں نے انکی رحلت کی ایک تاریخ پائی اوسمیں پانچ بڑھتے ہیں یعنے ۱۲۷۸ ہوتے تھے
تخرجہ نئی روش کا میرے خیال میں آیا میں تو جانتا ہوں اچھا ہے دیکھوں آپ پسند
فرماتے ہیں یا نہیں قطعہ حسین ابن علی آبروے علم و عمل ٭ کہ سید العلما نقش خاتمش
بودے ٭ نماند و ماندے اگر بودے پنج سال . . دگر ٭ غم حسین علی سال ماتمش بودے ٭
زیادہ حد ادب ایضاً پیر مرشد یہ خط لکھنا نہیں ہے باتیں کرتی ہیں اور یہی سبب ہے
کہ میں القاب و آداب نہیں لکھتا خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر میں بدر الدین علیخان کا
نظیر نہیں بس ٹھہرا اور کون لکھوسکیگا نا چار میں نے آپکا نوازشنامہ جو میرے نام تھا
وہ اون کے پاس بھجوا دیا اونھوں نے رقعہ میرے نام آج بھیجا سو وہ رقعہ حضرت کی
خدمت میں بھیجتا ہوں آپ پڑھ لیں اور سمجھ لیں اور نگین باحتیاط ارسال فرماویں
پھر اوس کے بھیجنے کی بھی ضرورت نہیں ہے جب میں عرض کروں تب بھیجیے گا تعجب ہے کہ جناب
میر امجد علی صاحب قلق کا اس خط میں سلام نتھا متوقع ہوں کہ چھاپے کے قصیدے اونکو
سنا دیئے جاویں اور میری بندگی کہی جاوے جناب منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا
سلام بہزار اشتیاق پہنچے ایضاً للہ شکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت
ہے پہلے نوازشنامہ کا جواب با آنکہ وہ مشتمل ایک سوال پر تھا ہنوز لکھنے نہیں پایا کہ کل
ایک مکرمت نامہ آیا بندہ عرض کر چکا ہے کہ مسہل میں ہوں چنانچہ کل میر مسہل ہوگا اس
سبب سے اوس توقیع کا پاسخ نگارنہ ہوسکا تھا اور لکھتا بھی تو یہی لکھتا جو آپنے لکھا ہے

آرنی کی رے کی حرکت وسکون کے باب مین قول فیصل یہی ہے جو حضرت نے لکھا ہو
اگر تقطیع شعر مساعدت کر جائے اور ارنی بروزن خمیے گنجایش پائے تو نعم الاتفاق ہے
ورنہ قاعدہ تصرف مقتضی جواز ہے مزاعبد القادر بیدل ؎ چو رسی بطور ہمت ارنی
مگو دگر بینہ + کہ نیرزد این تمنا بجواب لن ترانی اسد اللہ بیگ خالب ؎ رفت آنکہ باز جستہ
مدارا طلب کنیم + سرشتہ در کف ارنی کوے طور بود + زواید سے فارغ ہو کر عرض کرتا
ہون کہ ہائے کیا غزل لکھی ہے قبلہ آپ فارسی کیون نہین کہا کرتے کیا پاکیزہ زبان
ہے اور کیا طرز بیان کیا مین سخن ناشناس اور نا انصاف ہون کہ ایسے کلام
کے حق اصلاح پر جرات کرون ؎ چہ حاجتست بشاطہ روے زیبارا + ہان ایک
جگہہ آپ تحریر مین سہو کر گئے ہین ؎ اے مطرب جادو فن بازم رہ ہوشم زن +
دو میم آپڑے ہین ایک میم محض بیکار ہے دیگر کی جگہہ آپ بازم لکھہ گئے ہین ؎ اے
مطرب جادو فن دیگر رہ ہوشم زن آپ دیکھیے اور صاحبون کی غزلین کب آتی ہین اتنی
عنایت فرمایئگا کہ صاحب کے تخلص کے ساتھ اونکا اسم مبارک اور کچھہ حال رقم کیجیے کا زیادہ
حد ادب ایضاً کیونکر کہون کہ مین دیوانہ نہین ہون ہان اتنے ہوش باقی ہین
کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہون واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلہ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہون
نہ القاب نہ آداب بندگی نہ تسلیم سن غالب ہم تجھ سے کہتے ہین بہت مصاحب ہین اسے
ایاز حد خود شناس مانا کہ تو لے کئی برس کے بعد نوبت کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے
کلام پر وجد کر رہا ہے مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے پہلے القاب لکھہ پھر بندگی عرض کر
پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھہ پھر عنایت نامہ کے آنیکا شکر ادا کر اور یہ کہہ کہ جو
مین تصور کر رہا تھا وہ ہوا یعنے جسدن صبح کو مین نے خط بھیجا اوسیدن آخر روز حضور

کا فرمان پہنچا معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیگی موسم
اچھا ہو گیا ہے ۵ گرمی از آب بیرون رفت و حرارت از ہوا ۔ محل مہر جہانتاب بمیزان
[illegible] تبدیل سے کام نکلجائے تو کیا کہنا ہے ورنہ بحسب [illegible] طبیب تنقیہ
[illegible] آج دسوان منضج ہے پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا ایضاً پیر و مرشد
[illegible] مزاج مقدس میرا جو حال آپنے پوچھا اس پر شکر کا شکر بجا لاتا ہوں اور عرض
[illegible] کا پکا پانی دے دم خریدہ اچھی طرح ہے ایک قصد بائیس منضج چار مسہل
[illegible] کو ضعیف نکرے بارے آفتاب عقرب میں آگیا پانی برف آب ہو گیا
[illegible] کشمیر کا سوچنے لگا ہے یہ ضعف ضعف قسمت تو نہیں کہ ایسے ایسے امور اوسکے
[illegible] کیمیں غزلوں کو پڑھ رہا ہوں اور وجد کر رہا ہوں خوشا میرا
[illegible] جو ان غزلوں کی حقیقت میری نظر میں ہے وہ مجھ سے سن لیجے اور
[illegible] داد دیجیے مولانا قاسمی نے تخلص میں آپنے امیر و سعدی و حافظ
[illegible] کمال کر دکھایا ہے اور میرے قیاس کیمہ مولانا شفق اور مولانا ہاشمی اور
[illegible] مسکری متاخرین یعنے صائب و کلیم و فغانی کے انداز کو آسمان پر لگائے ہیں
[illegible] تمام ہے کہتا ہوں تو محکم ایمان نصیحت ہے یہ ہو آپ اپنے کلام کے حک
[illegible] کے واسطے مجھ سے فرماتے ہیں یہ آپ میری آبرو بڑھاتے ہیں کوئی بات
[illegible] کوئی لفظ ناواجب تو میں حکم بجا لاؤں زیادہ حد ادب ! بیشتر قبلہ کعبہ کیا
[illegible] امور نفسانی میں اضداد کا جمع ہونا محالات عادیہ میں سے ہے کیونکہ ہو سکے ایک
[illegible] میں ایک مرض خاص موجب انشراح کا بھی ہو اور باعث انقباض کا
[illegible] میں نے آپکے اس خط میں پائی کہ اوسکو پڑھکر خوش بھی ہوا اور

غمگین بھی ہو سبحان اللہ اکثر امور مین تمکو اپنا ہم طالع پاتا ہون عزیزونکی ستم کشی
اور رشتہ داروں سے ناخوشی میرا ہم قوم تو سراسر قلمرو ہند مین نہین سمرقند مین دو چار
یا دشت خفچاق مین سو دو سو ہون گے مگر ہان اقربائے سببی ہین سو پانچ برس
کی عمر سے اونکے وام مین اسیر ہون اسٹھ برس ستم اوٹھائے ہین ؎ گر دہم شرح ستمہائے
عزیزان غالب ۔ پرسم امید ہمانا رنجہان برخیزد ۔ نہ تم میرخبر لے سکتے ہو نہ مین تمکو مدد
دے سکتا ہون اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہون ساحل نزدیک ہے دو ہاتھ لگائے اور بیڑا
پار ہے ؎ عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ ۔ مر گئے پر دیکھیئے دکھلائین کیا شاہ ہمرا الحق
کو حافظ نظام الدین صاحب کا خط بھجوایا ہفتہ بھر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب
بھیجتا ہون دس بارہ دن ہوے کہ حضرت خود تشریف لاے جواب آپکے اور حافظ جی کے خط
کا مانگا کہا کہ کل بھیجدونگا اس واقعکو آج قریب دو ہفتہ کے عرصہ ہوا نا چار اون کے جواب سے
قطع نظر کرکے آپ کو یہ چند سطرین لکھین ؎ از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ۔
الی رایت دہرا فی ہجرک القیامۃ ۔ حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہیئے گا اور یہ خط اونکو
پڑھوا دیجیگا جناب منشی نادر حسین خانصاحب کو میرا سلام پہنچے اگرچہ آپ مبتلائے رنج و
الم ہو مگر یہ شرف کیا کم ہے کہ انور الدولہ کے ہمدرد ہو مورد ستمہائے روزگار ہونا
شرافت ذاتی کی دلیل ہے ساطع اور برہان ہے قاطع ہان حضرت بہت دن سے جناب
میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین اون کے تخلص نے مجکو حیران کر رکھا ہے یعنے
قلق مین مبتلا ہون آپ اونکا حال لکھئے خواجہ اسمعیل خانصاحب کہان ہین اور کس حال
سنیے قبلہ مین تو آپ سے شاہ انوار الحق کے خط کے جواب کا طالب نہین ہون کہ آپ اون کے
خط کے حاصل ہونے کے انتظار مین مجکو خط نہ لکھ سکین متردد ہون کہ اس اپنے خط کا

جواب جلد پاؤن۔

بنام میر افضل علی عرف میرن صاحب

سعادت و اقبال نشان میر افضل علی صاحب المعروف بمیر نصاحب خدا تمکو سلامت رکھے اور پھر تمہاری صورت مجکو دکھا دے تمہارا خط پہنچا آنکھون سے لگایا آنکھون میں لو آیا دل پر رکھا مزا پایا کل تک اوس نام کو سنکر شرماتے تھے اور آپ ہی آپ کہلے جاتے تھے اب بن بن کر باتین بناتے ہو اور ہمکو کڑیان سناتے ہو کاشکے تم یہان آجاؤ تب اس تحریر کا مزا پاؤ میر مہدی صاحب و تحریر تمہاری بہ نسبت میرے دیکھکر بہت خفا ہوے چنانچہ اب جو تمہاری اونکی ملاقات ہوگی تو تمکو معلوم ہوگا بھائی تمہارے سامنے صاحب غرور کے پتلے ہین دو ایک بار میں نے اونکو بلایا اونہون نے کرم نفرمایا تم سچ کہتے ہو یہ لوگ اور ہی آب و گل کے ہین تمہاری انکی کبھی نہ بنے گی اور گہری نہ چھنے گی وہین بیٹھے رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے انشاء اللہ تعالی یہ رنج و عذاب کا زمانہ جلد گزرتا ہے میر سرفراز حسین صاحب کو میری دعا کہنا اور کہنا بھائی وہ زمانہ آیا ہے کہ سینکڑون عزیز راہی ملک عدم ہوے سینکڑون ایسے مفقود الخبر ہوے کہ اونکی مرگ و زیست کی خبر نہین دو چار جو باقی رہے ہین خدا جانے کہان بستے ہین کہ ہم اُنکے دیکھنے کو ترستے ہین میر نصیر الدین کو پہلے بندگی پھر دعا دو شنبہ ۹ نومبر ۱۸۵۸ء ہین الظہر و العصر حوالہ میر مہدی طالعمر ایضاً برخوردار کامگار میر افضل علی عرف میر نصاحب طال عمرہ بعد دعا کے و اضحرائے سعادت انتمائی ہوا پکا خط پہنچا اگرچہ مین نے صرف پڑھا میر مہدی کے جلانیکو لکھتا ہون کہ مین نے آنکھون سے لگایا ہا نصاحب جتنے جو لکھا ہے کہ قبلہ و کعبہ کہنے سے وہ صاحب بہت خوش ہوتے ہین کیون نہ خوش ہون خوشی کی بات ہی تمہارے سر کی قسم مین گویا دیکھ رہا ہون اور میری نظر مین پھر رہا ہے وہ میر سرفراز حسین کا شرما کر آنکھین نیچی کرنی اور مسکرانا خدا کبھی مجکو بھی وہ صورت دکھائے میر نصیر الدین یہان

آگئے ہین تم مجتہد العصر اور حکیم میر شرف علی کو میری دعا کہنا اور میر مہدی پوچھین تو کہنا کہ تمکو کچھ نہین لکھا۔ کل مین نے خبر منگوائی تھی سولڑکی کو ابھی تپ آئے جاتی ہے یقین ہے کہ تمنے وہان پہنچکر مولوی مظہر علی کو خط لکھا ہوگا ہان تمکو ضرور ہے اور اسی نامہ و پیام کی رسم رکھنی والدعا شنبہ ششم جولائی ۱۸۵۹ء غالب ایضاً میری جان تمہارا رقعہ پہنچا نہ کہلا کہ میر سرفراز حسین سے یہ پوچھنا کہ تم جے پور چلے ہین نے تمکو خدا کو سونپا تم مجھے کسکو سونپ چلے جواب کا طالب غالب ۲۱ جولائی ۱۸۶۴ء

بنام مرزا قربان علی بیگ خانصاحب سالک

وللہ الحمد لطافت خفیہ خیر عافیت تمہاری معلوم ہوئی دم غنیمت ہے جان ہے تو جہان ہے کہتے ہین کہ خدا سے ناامیدی کفر ہے مین تو اپنے باب مین خدا سے ناامید ہوکر کافر مطلق ہوگیا موافق عقیدہ اہل اسلام جب کافر ہوگیا تو مغفرت کی بھی توقع نہ رہی چل بھئی نہ دینا نہ دین مگر تم تھے تو سہ مسلمان نہ رہو او خدا سے ناامید نہ ہوان شاء اللہ العزیز سیر کو اپنے نصب العین رکھو ؎ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔ گھر مین تمہارے سب طرح خیر و عافیت ہے محمد میرزا پنجشنبہ او جمعہ کو دستان کو وقت آجاتا ہے غنوان ہر روز شبکو آتا ہے یوسف علیخان عزیز سلام اور باقر او حسین علی بندگی کہتے ہین کلوا رقعہ کو رنش عرض کرتا ہے او دن کو یہ پایہ حاصل نہین کہ وہ کورنش بھی بجا لائین خط بھیجتے رہا کرو والدعا اپنی مرگ کا طالب غالب صبح دوشنبہ ۶ صفر ۱۱ جولائی سال حال ایضاً میری جان کن اوہام مین گرفتار ہے جہان باپ کو پیٹ چکا اب چچا کو بھی روتنگو خدا جیتا رکھے اور تیرے خیالات و احتمالات کو صورت وقوعی دے یہان خدا سے بھی توقع باقی نہین مخلوق کا کیا ذکر کچھ بن نہین آتی اپنا آپ تماشائی بن گیا ہون رنج و ذلت سے خوش ہوتا ہون لغو مین اپنے کو اپنا غیر تصور کیا ہے جو دکھ مجھے پہنچتا ہے کہتا ہون کہ لو غالب کے ایک اور جوتی لگی بہت اتراتا تھا

لہ مین بڑا شاعر اور فارسی دان ہون آج دو دو تک میرا جواب نہین بے ابتو قرضدارون کو جواب دے سچ تو یون ہی کہ غالب کیا مرا بڑا ملحد مرا بڑا کافر مرا ہم نے ازراہ تعظیم جیسا بادشاہون کو بعد انکے جنت آرامگاہ و عرش نشیمن خطاب دیتے ہین چونکہ یہ اپنے کو شاہ قلمرو سخن جانتا تھا سقر مقرار ہاویہ وایہ خطاب تجویز کر رکھا ہے آئے نجم الدولہ بہادر ایک قرضدار کا گریبان مین ہاتھ ایک قرضدار بھوگ سنا رہا ہے مین اون سے پوچھ ہا ہون اجی حضرت نوابصاحب کیسے اور غالب صاحب آپ سلجوقی اور افراسیابی ہین یہ کیا بے حرمتی ہو رہی ہے کچھ تو اوکسو کچھ تو بو لے کیا یہی بیعت کو ٹھی ہی شراب گندھی سے گلاب بزار سے کیرا میوہ فروش سے آم صراف سے دام قرض لیے جاتا ہے یہ بھی تو سوچا ہوتا کہان سے دوگے

بنام مرزا شمشاد علی بیگ خانصاحب رضوان

فرزند دلبند شمشاد علی بیگ خان کو اگر خفا نہون تو دعا اور اگر زندہ ہون تو بندگی غازی آباد سے جاکر طبع اقدس ناساز ہو گئی ۵ از آمدن کعبہ پشیمان شدہ باشی ۔ قربان علی بیگ خان کو دعا کہنا مرزا تفضل حسین خان کو دعا کہنا اور انکا حال لکھنا آج شنبہ ۱۴ ۔ نومبر کی ہی پرسون نوابصاحب دورہ کو گئے ہین فرما گئے ہین کہ دو ہفتہ مین آونگا اگر چار روز یہان رہین گے پھر نمایشگاہ بریلی کی سیر کو جائینگے وہان سے پھر کر جب آئین گے تو صاحب کمشنر بریلی کا انتظار فرمائین گے وہ نیجم دسمبر تک آجائینگے تین دن جشن رہیگا اوسکے دو چار روز بعد غالب رخصت ہوگا خدا کرے تم تک نہ پہنچ جائے ۔ پیر جی بہت یاد آتے ہین اونکو دعا کہنا اور یہ کاغذ پہلے تم پڑھنا پھر سالک کو پڑھانا پھر میان خواجہ مان اور حکیم رضا خان کو دکھانا پھر مرزا تفضل حسین خان کے پاس لیجانا اس قصیدہ کے ساتھ کی نثر نواب ضیاء الدین خان یا مرزا ثاقب سے مانگ لینا اور اوسکی نقل کر لینا اور قاطع برہان کا حال لکھنا مین نے تیس روپے کی ہنڈوی سہرو سے کی ہے بھیجدی ہے حضرت نے رسید بھی

نہین لکھی اون سے رسید لکھوا بھیجو اور سب جلدون کے شیرازے بندھجائین اور موٹا کاغذ دونو
طرف لگجائے خبردار کوئی نسخہ بے جلد رہے تین سو مجلد کے تیار ہونے کی خبر اور بقیہ حساب میرے
پاس بھیجدینا یا روپیہ فوراً بھیجدونگا یا اگر دونگا گورنر کا حال لکھو کون کون حاضر ہوا کس کس کی
ملاقات ہوئی فرخ سیر کے دادا صاحب آئے ہین یا نہین اگر آئے ہین تو روداد مفصل لکھو ہان
بھائی ٹونک والے سید سراج احمد کا بھی حال ضرور لکھنا علی نقی خان وزیر شاہ اودھ کی
حقیقت بھی ضرور لکھنا اور مجکو ان مقاصد کے جواب کا منتظر سمجھنا آج دوشنبہ چوتھی نومبر
کی ہے آٹھ دن مین خط کی آمد و شد یقینی ہے نو دن راہ دیکھونگا سو مین دن اگر تمہارا خط نہ آیا تو مین
تمہارا فیصلہ بجاؤنگا مطالب مندرجہ کے جواب کا طالب غالب ایضاً مرزا رسم تحریر خطوط
بسبب ضعف ترک ہوتی جاتی ہے تحریر کا مارک نہین ہون بلکہ متروک ہون اب مجھو ویسا
نہ سمجھو جیسا چھوڑ گئے ہو رام پور کے سفر مین تاب و طاقت حسن فکر لطف طبیعت یہ سب اسباب
لٹ گیا اگر تمہارے خط کا جواب لکھون تو محل تعجب ہے نہ مقام شکایت سنو میرے خط کے
نہ پہنچنے سے تمکو تشویش کیون ہو جب تک زندہ ہون غمزدہ و فرہ ناتوان و نیمجان ہون جب
مرجاؤنگا تو میرے مرنے کی خبر سن لوگے پس جبتک میرے مرنے کی خبر نہ سنو جانو کہ غالب
جیتا ہے خستہ و نزند در بخور و درمند یہ سطرین لکھکر اسوقت تمہارے بھائی پاس بھیجتا ہون
مگر اونکو ہمیشہ سفر در وطن ہے بفرض محال اگر گھر مین ہین تو عنایت اللہ اونکو ورنہ محمد مرزا کو
دے آئیگا ربیع الثانی جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے۔

بنام مرزا باقر علی خانصاحب کامل

اقبال نشان مرزا باقر علیخان کو غالب نیمجان کی دعا پہنچے تمہارا خط آیا تمہارے روزگار
کی درستی آگے سن چکا تھا اب تمہارے لکھنے سے دیکھ بھی لی دل میرا خوش ہوا اور تم

خاطر جمع رکھو جیسا کہ مہاراج نے تم سے کہا ہے تمہاری ترقی انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہوگی ...
مجھ سے جو تم گلہ کرتے ہو خط کے نہ بھیجنے کا بھائی اب میری انگلیان نکمی ہوگئی ہین اور بصارت
مین بھی ضعف آگیا ہے دو سطرین نہین لکھ سکتا اطراف و جوانب کے خطوط آئے ہوئے دھرے
رہتے ہین جب کوئی دوست آجاتا ہے مین اوس سے جواب لکھوا دیتا ہون پرسون کا تمہارا
خط آیا ہوا دھرا تھا اب سوقت مرزا یوسف علی خان آگئے مینے اون سے یہ خط لکھوا دیا تمہاری
دادی اچھی طرح ہے تمہارا بھائی اچھی طرح ہے تمہارے گھر مین سب طرح خیر و عافیت ہے
تمہاری لڑکی اچھی طرح ہے کبھی وہ کبھی دوسرے تیسرے میرے پاس آجاتی ہے ایضاً پور حشم و
راحت جان مرزا باقر علی خان کو فقیر غالب کی دعا پہنچے تمہارا خط جو میرے خط کے جواب مین
تھا وہ مجکو پہنچا اوسمین کوئی بات جواب طلب نہ تھی اس خط مین ایک نئی امر کی تمہین
اطلاع دیتا ہون وہ امر یہ ہے کہ مین نے اگلے مہینے مین سبد چین کی ایک جلد مع عرضی اقبال
نشان مرزا تفضل حسین خان کی معرفت الور کو بھجوائی تھی سو بکے ہفتے مین حضور پر نور مہاراؤ
راجہ بہادر کا خط اونہین کی معرفت مجکو آیا حضور نے ازراہ بندہ پروری قدر افزائی القاب
بہت بڑا مجھے لکھا اور خط مین فقرے بہت عنایت اور التفات کے بھرے ہوئے درج کئے تم تو
وہین ہو تمکو اسکی اطلاع ہوگئی تھی یا نہین اور اگر ہوگئی تھی تو تمنے مجکو کیون نہین لکھا اب مین
تم سے یہ پوچھتا ہون کہ کبھی دربار مین کچھ میرا بھی ذکر آتا ہے یا نہین اور اگر آتا ہے تو کسطرح
آتا ہے حضور سنکر کیا فرماتے ہین غالب ۳ دسمبر ۱۸۶۷ء ایضاً اقبال نشان باقر علیخان کو
غالب نیم جان کی دعا پہنچے بہت دن ہوئے کہ تمہارا خط آیا مگر تمنے اپنے مکان کا پتا تو لکھا ہے
ہی نہ تھا فقط الور کا نام لکھکر مین کیونکر خط بھیجتا بارے اب تمہارے لدین خان کی زبانی
پتا معلوم ہوا سو اب مین تمکو خط لکھتا ہون جینا بیگم اچھی طرح ہے میرے پاس آتی رہتی

ہے اور تمہارے گھر مین سب طرح خیر و عافیت ہے اکتوبر مہینے کی تمہاری تنخواہ تمہارے
گھر بھیجدی مرزا حسین علیخان بندگی عرض کرتا ہی۔ اسد اللہ تحریر تاریخ ۱۶۔ نومبر ۱۸۶۷ء

بنام ذوالفقار الدین حیدر خان عرف حسین مرزا صاحب

بھائی تمہارے خطونکا اور یوسف مرزا کے خطونکا جواب بھیج چکا ہون محمد فیضخان صاحب
ہمہ تن مصروف ہین دوا لی کی تعطیل ہو چکی ہی نوندرائے کی بی بی مرگئی ہے وہ غمزدہ ہورہا ہے
مگر خیر کام کریگا کاشی ناتھ بے پروا آدمی ہے تم ایک خط تاکیدی اوسکو بھی لکھ بھیجو اکثر وہ کہا
کرتا ہے کہ حسین مرزا صاحب جب لکھتے ہین مرزا نوشہ صاحب ہی کو لکھتے ہین یہ امر اوسپر
ظاہر نہو کہ مین نے تمہین یون لکھا ہے مطلب اپنا اوسکو لکھو مین کیا کرون اگر کہون کہ میری
جان بھی تمہارے کام آئے تو مین حاضر ہون یہ کہنا تکلف محض ہے کون جان دیتا ہی اور کون
کسی سے جان مانگتا ہے مگر جو فکر مجکو تمہاری ہے اور جو میری تسریع اوسکو تعالی اوائل ماہ آیندہ
یعنے نومبر مین نیر الاعظم رست ہوجاے ان سطور کی تحریر سے مراد یہ ہے کہ ابھی چنی لال تمہارا
قرض خواہ آیا تھا تمہارا حال پوچھا تھا کچھ جھوٹ کہکر اوسکو اس راہ پر لایا ہون کہ سو دو سو
روپیہ تمکو بھیجدی مینون کی طرح کی تقریر اوسکو سمجھائی ہے کہ الا جس درخت کا پھل کھانا منظور
ہوتا ہے تو اوسکو پانی دیتے ہین حسین مرزا تمہارے کھیت مین پانی دو تو اناج پیدا ہو بھائی
کچھ تو نرم ہوا ہے تمہارے مکان کا پتا لکھکو اکرے گیا ہے اور یہ کہہ گیا ہے کہ مین اپنے بیٹے
رامجیداس سے صلاح کرکے جو بات ٹہریگی آپسے آکر کہونگا اگر وہ روپیہ ہی بھیجدے تو تو کیا کہنا
ہے اور اگر وہ خط لکھے اور تم اوسکا جواب لکھو تو یہ ضرور لکھنا کہ اسد اللہ نے جو تم سے
کہا ہے وہ سچ ہے اور وہ امر ظہور مین آنے والا ہے بس زیادہ کیا لکھون یہانتک لکھ چکا تھا
کہ سردار مرزا صاحب تشریف لائے مین نے خط اوسکو نہین دکھایا مگر عند الاستفسار کہا گیا

ع سردار مرزا اور سردار مرزا دونون جانتا ہے جسکو جو جانتے ہو انشاء اللہ تعالی

کہ خط حسین مرزا صاحب کو لکھتا ہون اونہون نے کہا میرا اسلام لکھنا اور لکھنا کہ یہان سب خیر و عافیت سے ہین اور سبکو دعا سلام کہتے ہین یوسف مرزا کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ اسوقت سردار مرزا سے دریافت ہوگیا کہ عباس مرزا کے نام کا تمہارا رقعہ اونکو پہنچ گیا شنبہ ۲۹۔ اکتوبر ایضاً نواب صاحب آج تیسرا دن ہے، کہ تمکو حال لکھ چکا ہون محمد قلیخان آئے ہم مین اونمین باہم گفتگو ہوئی نواب گورنر کی آمد آمد مین کچہریان بند حکام میرٹھ کو چلے جاتے ہین ۱۹ یا ۲۰ دسمبر کو میرٹھ مخیم خیام ہوگا دربار وہین ہوگا دلی کا آنا مشتبہ فیہ ہے کوئی کہتا ہے نہ آئینگے کوئی کہتا ہے جریدہ بسبیل ڈاک آئین گے کوئی کہتا ہے مع لشکر آئینگے ۱۳ دن یہان رہینگے آج ۱۵ دسمبر کی ہے جو کچھ واقع ہوگا وہ تمکو لکھونگا نقل حکم کی درخواست اور اس مقدمہ کی فکر بعد اس ہنگامہ کے عمل مین آئے گی خاطر عاطر جمع رہے تمہارا دوست بھی حسب الحکم کمشنر بالنسی حصار کل یا پرسون میرٹھ کو جائیگا اودھر سے امین الدین خان بھی وہان آئینگا میرا دربار اور خلعت دربار برد ہوگیا نہ پنشن کی توقع نہ دربار خلعت کی صورت نہ سزا نہ انعام نہ رسم معمولی قدیم یوسف مرزا صاحب کو دعا پہنچے پرسون کلوچوتالے آیا کل دونون طرف سے کہلا ہوا لیکر گیا ڈاک کے کارپرداز نے اولٹا پھیر دیا اور کہا کہ پولندہ بنا لاؤ پولندہ بنا کر لے گیا کہا بارہ بجے لے لیا بیٹھا رہا رات کو نو بجے اوسکے سامنے روانا ہوا رسید لیکر اپنے گھر آیا خدا کرے تمکو پہنچ جاوے اور پسند آئے قصیدہ کے باب مین مین مایوس مطلق ہون مگر خیر جو کچھ واقع ہو بطریق خبر لکھ بھیجنا تنوی باد مخالف کی رسید تمہاری تحریر سے معلوم ہوگئی خیر مفتی صاحب کے حکم کی تعمیل ہوگئی فیلخانہ ملک پیرلال ڈگی کے محاذی کے مکانات سب گرائے گئے بلاقی بیگم کا کوچہ التوا مین ہے اہل فوج ڈھانا چاہتے ہین اہل قلم بچاتے ہین پایان کار دیکھئے کیا ہو جمعہ ۱۶۔ دسمبر ۱۸۵۹ء

ایضاً جناب عالی کل آپ کا خط لکھا ہوا سہ شنبہ یکم نومبر کا پہنچا لطف یہ کہ کل وہی سہ شنبہ کا دن ۸۔ نومبر کی تھی آج بدہ کا دن ۹ نومبر کی صبح کے وقت مین تمکو خط لکھنے بیٹھا تھا کہ برخوردار یوسف مرزا خان کا خط لکھا ہوا ۳۔ نومبر کا پہنچا اب مین دونون خطونکا جواب باہم لکھتا ہون دونون صاحب باہم پڑھ لین ۱۲۔ مرزا آغا جانیصاحب اچھی طرح ہین اونکو تپ آگئی تھی اب تپ مفارقت کرگئی ہے مگر ضعف باقی ہے آج چوتھا دن ہے کہ میرے پاس آئے تھے۔ کاشی ناتھ سراسر پہلوتہی کرتا ہے نوندرائے یکسر ہزار سودا محمد قلیخان اکثر علی جی رہتے ہین کبھی یہان آجاتے ہین ترنجے مذرائے کو تاکید کرتے ہین آج کل یہان پنجاب احاطہ کے بہت حاکم فراہم ہین پون ٹوٹی کے باب مین کونسل ہوئی پرسون ۷۔ نومبر سے جاری ہوگئی سالگرام خرانچی چھنامل نہیش داس ان تین شخصون کو یہ کام بطریق امانی سپرد ہوا ہے غلہ اور اوپلے کے سوا کوئی جنس ایسی نہین کہ جسپر محصول نہو آبادی کا حکم عام ہے خلق کا ازدحام ہے آگے حکم تھا کہ مالکان مکان رہین کرایہ دار نہ رہین پرسون سے حکم ہوگیا کہ کرایہ دار بھی رہین کہین یہ نسمجھنا کہ تم یا مین یا کوئی اپنے مکان مین کرایہ دار کو آباد کرے وہ لوگ جو گھر کا نشان نہین رکھتے اور ہمیشہ سے کرایہ کے مکان مین رہتے تھے وہ بھی آرہین مگر کرایہ سرکار کو دین تم انصاف کرو ہمیشہ کی درخواست کیونکر گزرے جب وہ خود آئین اور درخواست دین اور منظور ہوا ور مکان ملے تو اس تمام شہرستان ویران مین سے ایک حویلی ملے گی اور اونکو یہان رہنا ہوگا کیونکر اوس ویرانہ مین تنہا رہینگے سہم کر دم نکل جائیگا مانا کہ جبر اختیار کرکر رہین گے کھائین گی کہان سے بہرحال یہ سبب خیالات خام اور حیلے ناتمام ہین ہان نقل لینی اور مراد کرنا اور نقل حکم لینی اور پھر مرافعہ کرنا پھر اوس حکم کی نقل لینی یہ امور

ایسے نہین کہ جلد فیصل ہوجائین حکام بے پروا مختار کار عدیم الفرصت، مین پاشکستہ
محمد قلیخان کبھی یہان کبھی وہان وقت پر موقوف ہے گھبراؤ نہین حکیم حسن اللہ خان کے
مکانات شہر اونکو مل گئے اور یہ حکم ہے کہ شہر سے باہر نجاؤ دروازہ سے باہر نہ نکلو اپنے گھر
مین بیٹھے رہو نواب مدعلیخان کے مکانات ضبط ہوگئے وہ قاضی کے حوض پر کرایہ کے
مکانات مین مع ممتوعہ کے رہتے ہین باہر جانیکا حکم اونکو بھی نہین مرزا الہی بخش کو حکم کرانچی
بند رجانیکا ہے اونھون نے زمین پکڑی ہے سلطانجی مین رہتے ہین عذر کررہے ہین دیکھئے
یہ جبراً وٹھ جائے یا یہ خود اوٹھ جائین ایضاً نواب صاحب پرسون صبح کو تمہارا خط پہنچا پہر دن
چڑھے لارڈ صاحب کا لشکر آیا کابلی دروازہ کی فصیل کے قریب بھولو شاہ کی قبر کے سامنے
خیمہ خاصہ برپا ہوا اور باقی لشکر تیس ہزاری باغ تک اوتراہے پنجشنبہ ۲۹۔ دسمبر ۱۸۵۹ء
اب غالب کی مصیبت کی داستان سنیئے پرسون تمہارا خط پڑھکر لشکر کو گیا میر منشی سے ملا
اون کے خیمہ مین بیٹھکر صاحب کرٹر بہادر کو اطلاع کروائی چپراسی کے ساتھ کلو بھی گیا
تھا جواب آیا کہ ہمارا سلام دو اور کہو کہ فرصت نہین ہے خیر مین اپنے گھر آیا کل پھر گیا
خبر کروائی حکم ہوا کہ غدر کے زمانے مین تم باغیون کی خوشامد کرتے رہتے تھے اب ہم سے
ملنا کیون مانگتے ہو عالم نظر مین تیرہ وتار ہوگیا یہ جواب پیام نومیدی جاوید ہے نہ دربار
نہ خلعت نہ پنشن اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بقیہ خبر شکریہ ہے کہ راجہ بہرت پور برات
لیکر پٹیالے گیا تھا اور اس سبب سے آگرہ مین لارڈ صاحب سے نہین ملا تھا ایک ہفتہ سے
معاودت کرکے یہان آیا ہوا تھا آج اوسکی ملازمت ہے شنبہ ۳۱ دسمبر ۱۸۵۹ء گیارہ بجے
ہونگے مین خط لکھ رہا ہون تو پین چل رہی ہین شاید راجہ صاحب کی ملاقات اسی وقت
ہوئی کل یکشنبہ ہے پرسون دوشنبہ کو یا شنبہ کو لارڈ صاحب کا کوچ ہے کہتے ہین کہ پشاور

تک جائین گے کل صبحکو محمد فیلخان آئے ایک عرضی انگریزی اونکے ہاتھ مین کہنے لگے
یہ عرضی طالب علی فیلبان نے مجکو بھیجدی ہے اور کہا ہے کہ اسکے گزرانے کا موقع نہین ملا
اسوقت سوار ہوا چاہتا تھا تمہاری یاس سنکر گیا اپنا داغ حسرت جیسا اوپر لکھ آیا ہون
لیکر آیا ابراہیم علیخان اور مین مستسقی ہوکر مرگئے خدا اون کو بخشے اور مجکو بھی یون نصیب ہی
لمشٹر صاحب کا نائب یہان کوئی نہین اور نہ کسی انگریزی خوان سے اسکی تصدیق ہوسکتی ہی
اتنا مسموع ہوا ہی کہ ایک محکمہ لاہور مین معاوضہ نقصان عایا کیواسطے تجویز ہوا ہے اور حکم یہ ہے
کہ جو رعیت کا مال کالون نے لوٹا ہے البتہ اوسکا معاوضہ بحساب ۱۰ یک سرکار سے ہوگا یعنے
ہزار روپیہ کے مانگنے والے کو سو روپیہ ملین گے اور جو گورون کے وقت کی غارت گری ہی وہ
مدار و نحل ہی اوسکا معاوضہ نہوگا شاید یہ بھی لمشٹر ہون مکانات کو حامد علیخان کا کرکر کیون
لکھتے ہو وہ تو مدت سے ضبط ہوکر سرکار کا مال ہوگیا باغ کی صورت بدل گئی تھی محلسرا اور کوٹھی
مین گورے رہتے تھے اب پھاٹک و سرتاسر دکانین گرادی گئین سنگ و خشت کا نیلام کرکے روپیہ
داخل خزانہ ہوا مگر یہ نہ سمجھو کہ حامد علیخان کے مکان کا عملہ بکا ہے سرکار نے اپنا مملوکہ و مقبوضہ ایک
مکان ڈھادیا جب بادشاہ اودہ کی املاک کا وہ حال ہو تو رعیت کی املاک کو کون پوچھتا ہے
تم اب تک سمجھے نہین ہو کہ حکام کیا سمجھتے ہین اور نہ کبھی سمجھوگے کیسا نوند رائے کیسی نقل حکم کیسا
مراقبہ جو احکام کہ دلی مین صادر ہوتے ہین وہ احکام قضا و قدر ہین اونکا مرافعہ کہین نہین اب یون
سمجھ لو کہ نہ ہم کبھی کہین کے رئیس تھے نہ جاہ و حشم رکھتے تھے نہ املاک رکھتے تھے نہ نشین رکھتے تھے
راہپو زندگی مین میرا مسکن اور بعد مرگ میرا مدفن ہوگا جب تم لکھتے ہو کہ للہ تم وہان جاؤ تو
مجکو ہنسی آتی ہے مین یقین کرتا ہون کہ ہلال ماہ رجب المرجب راہپور مین دیکھون جو تدبیر وثیقہ
کے باب مین تمنے کی ہے وہ بہت مناسب ہے بشرطیکہ پیش ہونے کے اور ولایت بھیجنے کے سجاد مرزا

اور اکبر مرزا اپنی پیرانہ سری مین اوسپر قابض ہورہین گے انشاء اللہ العلی العظیم یوسف مرزا خان
کو دعا پہنچے حال قصیدہ و مخمس کا معلوم ہوا قبلہ و کعبہ کو کیا کہہ رہے ہین جو آبا و اجداد سے اور آقا غلام
سے سلوک کرتا ہے اوسکو منظور ہے کہ دعا کا عطیہ جدا پاؤن اور ثنا کا صلہ جدا پاؤن ؎
کارساز ما بفکر کار ما + لیکن میرے جان انصاف تو کران صلون مین زندگی تو بسر نہین ہوتی
یہ فکر بھی بیہودہ ہے، زندگی میری کب تک سات مہینے یا وہ بارہ مہینے سال آیندہ کے اسی مہینے مین
اپنے آقا کے پاس جا پہنچو ن وہان نہ روٹی کی فکر نہ پانی کی پیاس نہ جاڑے کی شدت
نہ گرمی کی حدت نہ حکم کا خوف نہ مخبر کا خطر نہ مکان کا کرایہ دینا پڑے اور نہ کپڑا خریدنا پڑے نہ گو
گھی منگاؤن نہ روٹی پکواؤن عالم نو و سراسر سرور ؎ یارب این آرزوے من چہ خوش است
تو بدین آرزو مرا برسان + بندہ علی ابن ابی طالب آرزومند مرگ غالب وزسہ شنبہ ۱۳ دسمبر ۱۸۵۸ء

بنام یوسف مرزا صاحب

کوئی ہے زرا یوسف مرزا کو بلائیو لو صاحب وہ آئے میان مین نے کل خط تمکو بھیجا ہو مگر تمہارے
ایک سوال کا جواب نگیا ہے اب سن لو تفضل حسین خان اپنے ماموں مویدالدین خان پاس میرٹھ
سے شاید دلی آیا ہو مگر میرے پاس نہین آیا والدون کے غلام علیخان اکبر آباد مین ہین مکتب داری
کرتے ہین لڑکے پڑھاتے ہین روٹی کماتے ہین تم لکھتے ہو کہ پچاس محل واجد علی شاہ کے نکلتے
گئے تمہارے ماموں محمد قلیخان کے خط مین لکھتے ہین کہ شاہ اودہ بنارس آگئے اس خبر کو
اوس خبر کے ساتھ منافات نہین ہے، اودھر سے آپ بنارس کو چلے ہون ادھر سے بیگمات کو وہان
بلایا ہو مگر میرے جان ہمکو کیا ؎ عالم پس مرگ ما چہ دریچہ سراب **ایضاً** آؤ صاحب میرے
پاس بیٹھ جاؤ آج یکشنبہ کا دن ہے ساتوین تاریخ رمضان کی اور اُنیسوین اپریل کی صبحکو
بھائی فضلو دنکو میر کاظم علی بھی کہتے ہین اور ہمنے احتلام الدولہ خطاب پایا ہے وہ تین پاؤ

کچھوریں اور ایک مٹھی کا لوٹا اور دو سوت کی رسیاں لیکر بھٹیارے کے ٹٹو پر سوار ہو کر الور
کو روانہ ہوے پہر دن چڑھے ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط میرے نام کا اور ایک حکمنامہ محکمہ لاہور
موسومہ میر کاظم علی لایا۔ یہانتک لکھ چکا تھا کہ تمہارے مامو صاحب مع سجاد میرزا تشریف لائے
تمہارا خط اونکو دیدیا وہ اوسکو پڑھ رہے ہین اور مین یہ خط تمکو لکھ رہا ہون پہلے تو یہ لکھتا ہون
کہ حکمنامہ میر کاظم علی کو دیدینا اور میری طرف سے تعزیت کرنا کہ خیر بھائی صبر کرو اور چپ ہو رہو
تاریخ کے دو قطعون مین ایک قطعہ ہاما ہر و خوشخرام کی جگہ مہ رخ خوشخرام بنا دیا ہے قطعہ اچھا ہے
بشرط آنکہ متوفیہ کا شوہر یہ لفاظ اپنی زوجہ کے واسطے گوارا کرے خواجہ جان جھوٹ بولتا ہی والی
رامپور کو اس پنشن کی اجرا مین کچھ دخل نہین یہ کام خدا سازے ہے بہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام
ناظر جی نے تمہارے قول کی تصدیق کی اور کہا کہ ہان مسودہ عرضی کا میرے پاس آگیا ہے مین تمکو
دکھاؤنگا خیر تمنے جو لکھا ہوگا وہ مناسب ہوگا خدا اس لائے اور کام بن جائے الکزنڈر ریڈ لیصاحب
میرے دوست کے فرزند ہین اور نیک بخت اور سعادتمند ہین میر کاظم علی وغیرہ کی تنخواہ مین میری
سپارش کو دخل نہین ہے تم میر کاظم علی سے دریافت کرلو ماں دو مقدمون مین مینے اونکو دو خط
لکھے مگر اُنھون نے ایک کا بھی جواب نہین لکھا اور اون مقدمون مین کوشش بھی نہین
کی اب اسکو سمجھکر جو کچھ تم لکھو اوسکے موافق عمل مین لاؤن ناظر جی صاحب اور سجاد مرزا اپنے گھر گئے
وہ تمکو دعا اور سجاد بندگی کہہ گیا ہے اپنے آنے مین جلدی نکرو ماں کی رضا جوئی کو سب امور
پر مقدم جانو مین ابھی رامپور نہین جاتا برسات بعد بشرط حیات جاؤنگا یعنے اواخر اکتوبر یا
اوایل نومبر مین قصد ہے یقین ہے کہ یہ خط دو دن کاظم علی کے پہنچنے سے پہلے تمہارے پاس پہنچے
اون کے نام کا حکمنامہ بہت احتیاط سے اپنے پاس رہنے دینا خبردار جاتا نرہے جب وہ پہنچیں
تب اون کو حوالہ کرنا۔ صاحبہ خمسۂ نذر یہ باتین غیرت کی ہین جسطرح اپنے اور بچون کو

کو دونگا مظفر میرزا کو اور تمکو بھی اوسیطرح بھجوا دونگا ہمشیرہ عزیزہ کو یعنے اپنی والدہ کو میری دعا کہنا
مرقومہ یکشنبہ وقت نیمروز ہفتم رمضان ۲۹ - اپریل غالب **ایضاً** یوسف مرزا کو بعد دعا کے معلوم
ہو کہ تمہارا خط کل منگل کو پہنچا آج بدھ ۱۷ شوال اور ۹ مئی کی اوسکا جواب بھیجتا ہون خدا کی قسم تا
مدیر صاحب سے میری ملاقات نہین ہے ہان الکھ صاحب سے ہے سو اون کے نام کا خط کہلا ہوا تمکو
بھیجتا ہون پڑھکر بند کر کر اونکو دو اور اون سے ملو اور جو کچھ وہ کہین مجکو لکھو احتشام الدولہ بھائی
فضلو میر کاظم علی بہادر کیا جانے کتاب کسکو کہتے ہین اور آگرہ کس چھپار کا نام اور سکندر شاہ
کون ہے درخت کا پھل ہے میرا اُردو کا دیوان میرٹھ کو گیا سکندر شاہ لے گئے مصطفے خان کو
دے آئے ڈاک مین اوسکی رسید آگئی نہ برہان قاطع نہ قاطع برہان کل جسوقت تمہارا خط آیا اوسوقت
منشی میر احمد حسین میرے پاس بیٹھے تھے اور اسوقت سالک مجذوب بیٹھا ہوا ہے یہ دونو صاحب
تمکو اور بھائی فضلو کو سلام کہتے ہین اور بھائی فضلو سے یہ کہدینا کہ بہ اتفاق رائے منشی
میر احمد حسین اب بلاغ کی درخواست کی عرضی بیفائدہ بلکہ مضر ہے تمہارا کاغذ قیمتی ایک روپیہ کا
منشی جی کے پاس موجود ہے وہ اسکو بھیج کر روپیہ تمکو بھجوا دینگے غالب **ایضاً** یوسف میرزا کیونکر
تجھکو لکھون کہ تیرا باپ مرگیا اور اگر لکھون تو پھر آگے کیا لکھون کہ اب کیا کرو مگر صبر یہ ایک
شیوہ فرسودہ ابنائے روزگار کا ہے تعزیت یون ہی کیا کرتے ہین اور یہی کہا کرتے ہین کہ صبر
کرو ہائے ایک کا کلیجا کٹ گیا ہے اور لوگ اوسے کہتے ہین کہ تو نہ تڑپ بھلا کیونکر نہ تڑپیگا
صلاح اس امر مین نہین بتائی جاتی دعا کو دخل نہین دوا کا لگاؤ نہین پہلے بیٹا مرا پھر
باپ مرا مجھ سے اگر کوئی پوچھے کہ بے سر و پا کسکو کہتے ہین تو مین کہونگا یوسف مرزا کو تمہاری
دادی لکھتی ہین کہ رہائی کا حکم ہو چکا تھا یہ بات سچ ہے اگر سچ ہے تو جوانمرد ایک بار دونون قید
سے چھوٹ گیا نہ قید حیات رہی نہ قید فرنگ ہا نصاحب وہ لکھتے ہین کہ پنشن کا روپیہ ملگیا تھا

وہ تجہیز و تکفین کے کام آیا یہ کیا بات ہے جو مجرم ہو کر ۱۸ برس کو مقید ہوا ہوا وسکا پنشن
کیونکر ملے گا اور کسکی درخواست سے ملے گا رسید کس سے لیجائے گی مصطفےٰ خان کی رہائی کا حکم ہوا
مگر پنشن ضبط ہر چند اس پرسش سے کچھ حاصل نہین لیکن بہت عجیب بات یہ ہے تمہارے خیال
مین جو کچھ آئے وہ مجکو لکھو دوسرا امر یعنے تبدل مذہب عیاذاً باللہ علی کا غلام کبھی مرتد
نہوگا ہان یہ ٹھیک کہ حضرت چالاک اور سخن ساز اور ظریف تھے سو نچے ہون گے کہ ان دنون
مین اپنا کام نکالو اور رہا ہو جاؤ عقیدہ کب بدلتا ہے اگر یہ بھی تھا تو اونکا گمان غلط تھا
اسطرح رہائی ممکن نہین قصہ مختصر تمہاری داد یکا خط جو تمہارے بھائی نے مجکو بھیجا تھا
وہ مین نے تمہارے ماموں کے پاس بھیجدیا اونکی جاداد کی واگزاشت کا حکم ہو تو گیا ہے
اگر ان کے بڑے بھائی کے یار اونکو چھوڑین دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے مظفر میرزا کو دعا
پہنچے تمہارا خط جواب طلب تھا تمہارے چچا کا آغاز اچھا ہے خدا کرے انجام بھی اغاز کے
مطابق ہو نکا مقدمہ دیکھکر تمہاری پھوپھیکا اور تمہارا سر انجام دیکھا جائیگا کہ کیا ہوتا ہے
ہوگا کیا اگر جاداد مین مل بھی گئین تو قرضدار دام دام لے لینگے رزاق حقیقی پنشن دلوادے کہ
روٹی کا کام چلے جناب میر قربان علی صاحب کو میرا سلام نیاز اور میر کاظم علی کو دعا۔ غالب
مرقومہ شنبہ ۲۷ شوال و ۹ مئی سال حال ایضاً اے میر سجان اے میری آنکھین ؎
ز ہجران طفلیکہ در خاک رفت ٭ چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت ٭ وہ خدا کا مقبول بندہ تھا وہ
اچھی روح اور اچھی قسمت لیکر آیا تھا یہان رہکر کیا کرتا ہرگز غم نکرو اور ایسی ہی اولاد کی خوشی
ہے تو ابھی تم خود بچے ہو خدا تمکو جیتا رکھے اولاد بہت نانا نانیکے مرنے کا ذکر کیون کرتے ہو
وہ اپنی اجل سے مرے ہین بزرگون کا مرنا بنی آدم کی میراث ہے کیا تم یہ چاہتے تھے کہ وہ
اس عہد مین ہوتے اور اپنی ابرو کھوتے ہان مظفر الدولہ کا غم منجملہ واقعات کربلائے معلےٰ

ہے یہ داغ ماتم جیتے جی نہ مٹے گا والد کی خدمت بجا نہ لانے کا ہرگز افسوس نہ چاہیئے کچھ ہو سکتا
ہو اور نہ کیا ہو تو مستحق ملامت ہوتے کچھ ہو ہی نہ سکے تو کیا کرو اب تو فکر یہ پڑی ہوئی ہے کہ
رہیے کہاں اور کھایئے کیا مولانا کا حال کچھ تمسے مجکو معلوم ہوا کچھ تم مجھسے معلوم کرو مرافعہ
مین حکم دوام حبس بحال رہا بلکہ تاکید ہوئی کہ جلد دریائے شور کی طرف روانا کرو چنانچہ
تمکو معلوم ہو جائیگا اونکا بیٹا ولایت مین اپیل کیا چاہتا ہے کیا ہوتا ہے جو ہونا تھا سو ہو لیا
انا للہ وانا الیہ راجعون ناظر جی کو سلام کہنا اور کہنا کہ حال اپنا مفصل تمکو لکھ چکا ہون
وہ دہلی اردو اخبار کا پرچہ اگر مل جائے تو بہت مفید مطلب ہے ورنہ خیر کچھ محل خوف وخطر نہین ہے
حکام صدر ایسی باتون پر نظر نہ کرین گے مین نے سکہ کہا نہین اگر کہا تو اپنی جان اور حرمت
بچانے کو کہا یہ گناہ نہین اور اگر گناہ بھی ہے تو کیا ایسا سنگین ہے کہ ملکہ معظمہ کا اشتہار بھی
اسکو نہ مٹا سکے سبحان اللہ گولہ انداز کا بارود بنانا اور توپین لگانی اور بنک گھر اور میگزین
کا ٹوٹنا معاف ہو جائے اور شاعر کے دو مصرع معاف نہون ہان صاحب گولہ انداز کا بھی
مددگار رہے اور شاعر کا سالا بھی جانب دار نہین لو حضرت میر عنایت حسین جب کل آئے
میر رضی حسین کا خط دیدیا عینک لگا کر خوب پڑھا کہہ گئے ہین کہ اسکا جواب کل لاؤنگا مین تو
صبح کو یہ خط روانا کرتا ہون وہ آج یا کل جب خط لاوینگے اوسکو جداگانہ لفافے مین روانا
کردونگا مظفر مرزا دیکھئے کب تک آوے اور مجھ سے کیونکر ملے ایک لطیفہ پر سونکا سنو حافظ ممو
بے گناہ ثابت ہو چکے رہائی پا چکے حاکم کے سامنے حاضر ہوا کرتے ہین املاک اپنی مانگتے ہین
قبض و تصرف انکا ثابت ہو چکا ہے صرف حکم کی دیر پرسون وہ حاضر ہین مثل پیش ہوئی حاکم
نے پوچھا حافظ محمد بخش کون عرض کیا کہ مین پھر پوچھا کہ حافظ ممون کون عرض کیا کہ
مین اصل نام میرا محمد بخش ہے ممو ممو مشہور ہون فرمایا یہ کچھ بات نہین حافظ محمد بخش بھی تم

حافظ مو بھی تم سارا جہان بھی تم جو دنیا مین ہے وہ بھی تم ہم مکان کسکو دین مثل داخل دفتر ہوئی میان
مو اپنے گھر چلے آئے ہا نصاحب خواجہ بخش درزی کل سپہر کو میرے پاس آیا مین نے جانا ایک ہاتھی
کوٹھے پر چڑھ آیا کہتا تھا کہ اغا صاحب کو میری بندگی لکھ بھیجنا میر نصاحب آج کل پانی پت کو جایا
چاہتے ہین میر کاظم علی ابن میر قلندر علی الور سے آئے ہوئے سلطان جی مین اُترے ہوئے ہین ان پندرہ
ایک ہو سے محمد قلیخان میری ملاقات کو آئے تھے علی جی مین ہنچے ہین رضا شاہ پاٹودی گئے ہوئے ہین
میر شرف علی ابن میر احمد علی مرحوم نے رہائی پائی ابھی املاک کی درخواست نہین دی ہماری بھابی
صاحبہ یعنے زوجہ میر احمد علی خان مغفور اپنی حویلی مین چین کر رہے ہین ایک دو دن مین جاؤنگا خدا جانے
جمعہ کے دن ناظر جی کی درخواست پر کیا گزری اسوقت تک ونکا کوئی خط نہین آیا دھیان لگا ہوا ہے
زیادہ کیا لکھون ایضاً میری جان خدا تیرا نگہبان ہو نے گرد پھنک کو دام مین پھنسایا پھر قفس
مین بند کر کے یہ فقرہ لکھوایا میر رتضے حسین کو فقط اونکے نام کی جو عبارت ہے، وہ پڑھا دینا تاکہ اونکی
خاطر جمع ہو جائے مثنوی کبھی اصلاح نپائے گی جب تک تمام نہو مثنوی جب تک سب لکھی ہو کیونکر
اصلاح دی جائے اپنے چھوٹے ماموں صاحب کو میرا سلام بہ اعتبار محبت کہیے اور بندگی بہ اعتبار سیادت
کے اور دعا بہ اعتبار یگانگی اور دستادی کے کہنا اور کہنا کہ بھائی اور کیا لکھون جس حکم کی نقل کے
واسطے تم لکھتے ہو وہ اصل کہان ہے، کہ جسکی نقل لون ہان زبان زد خلق ہے کہ قدیم نوکر دن سے بازپرس
نہین مشاہدہ اسکے خلاف ہے، اے لو کئی دن ہوے کہ حمید خان گرفتار آیا ہے پاؤن مین بیڑیان ہاتھون
مین ہتکڑیان حوالات مین ہین دیکھیے حکم اخیر کیا ہو صرف نو مدرسے کی مختار کاری پر قناعت کی گئی
جو کچھ ہونا ہے وہ ہو ہے گا ہر شخص کی سرنوشت کے موافق حکم ہو رہے ہین نہ کوئی قانون ہے نہ قاعدہ
ہے نہ نظیر کام آئے نہ تقریر پیش جائے ارتضے خان ابن مرتضی خان کی پوتی دو سو روپے کی پنشن کی
منظوری کی رپوٹ گئی اور اون کی دو بہنین سو سو روپے مہینا پانے والیون کو حکم ہوا کہ چونکہ تمہارے

بھائی مجرم تھے تمہاری پنشن ضبط بطریق ترحم دس دس روپیہ مہینا تمکو ملیگا ترحم یہ ہی تو تغافل
کیا قہر ہوگا مین خود موجود ہون اور حکام صدر کار و شناس پشم نہین دیکھ سکتا ۳۰ برس کا
پنشن تقرر اوسکا بتجویز لارڈ لیک و منظوری گورنمنٹ اور پھر نمالا ہے نہ ملے گا خیر احتمال ہے ملنے کا
جانتے ہو کہ علی کا بندہ ہون اوسکی قسم کبھی جھوٹ نہین کھاتا اسوقت کلو کے پاس ایکروپیہ سات آنے
باقی ہین بعد اسکے نہ کہیں سے قرض کی امید ہے نہ کوئی جنس رہن و بیع کے قابل اگر رامپور سے کچھ آیا
تو خیر ورنہ انا للہ و انا الیہ راجعون بعض لوگ یہ بھی گمان کرتے ہین کہ اس مہینے مین پنشن کی تقسیم کا
حکم آجائے گا دیکھیے آتا ہے یا نہین اگر آتا ہے تو مین مقبولون مین ہون یا مردودون مین مظفر مرزا
کا خط الور سے آگیا بخیر و عافیت پہنچے میر قاسم علی کا قافلہ بھی وہین ہے میر قاسم علی کی بی بی الور
کی تنخواہ مین سے بموجب سہام شرعیہ دو ثلث مظفر مرزا کو اور ایک ثلث اپنے کو تجویز کرتی ہے ظاہرا
بموجب تعلیم میر قاسم علی کے ہی غالب محرر جمعہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۲ اجولائی سال حال ایضاً
میان پرسون قریب شام مرزا آغا جانیصاحب آئے وہ اور اون کے متعلق سب اچھی طرح ہین حسو بیگ
ماتنی گئے کل تمہارا خط آیا بھائی تمہین خارش کیون ہوئی حسین مرزا صاحب کیون بیمار ہوے
خدایا ان آوارگان دشت غربت کو جمعیت جب تو چاہے عنایت کر مگر تصدق مرتضیٰ علی کا تندرست
رکھ اللہ اللہ حسین مرزا کی داڑھی سفید ہوگئی یہ شدت غم و رنج کی خوبیان ہین اس خط کے
پہنچتے ہی اپنی اور اونکی خیر و عافیت لکھنا جہان تم نے اپنے نام کا خط پڑھا وہان کا حال یہ ہے
ع بگفت احوال ما برق جہانست ✦ دمے پیدا و دیگر دم نہانست ✦ گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ✦ گہی
بر پشت پائے خود نہ بینم ✦ ہمارے خداوند ہین قبلہ و کعبہ مین خداون کو سلامت رکھے آغا باقر کا
امام باڑہ اس سے علاوہ کہ خداوند کا عزاخانہ ہے ایک بنا قدیم رفیع مشہور اوس کے انہدام کا غم کسکو
نہ ہوگا یہان دو سڑکین ملتی پھرتی ہین ایک ٹھنڈی سڑک اور ایک آہنی سڑک محل انکا

الگ الگ اوس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ گورونکا بارگھ بھی شہر مین بنے گا اور قلعہ کے آگے جہان
لال ڈگی ہے ایک میدان نکالا جائے گا محبوب کی دکانین بہیلیون کے گھر قیلخانہ بولاقی بیگم کے
کوچہ سے خاص بازار تک سب میدان ہوجائے گا یون سمجھو کہ اسوجان کے دروازہ سے قلعہ کی خندق
تک سوائے لال ڈگی اور دو چار کنوون کے آثار عمارت باقی نہ رہیگی آج جانثار خان کے چھتے کے
مکان ڈہنے شروع ہوگئے ہین کیون مین دلی کے ویرانے سے خوش نہون جب اہل شہر ہی
نرہے شہر کو لیکے کیا چولہے مین ڈالون حسین مرزا صاحب کو میرا سلام کہنا یہ قصہ پڑھا دینا اونکا
خط مسومہ محمد قلیخان آیا کلو کے ہاتھ اون کے گھر بھجوایا اونکا گھر کہان وہ تو میر احمد علیخان
مرحوم کی بی بی کے ہان رہتے ہین وہ نہ تھے جب بھابی صاحب کو معلوم ہوا کہ میرے دیور کا
آدمی ہے اونھون نے مدعا دریافت کرکے خط رکھ لیا اور کلو سے کہا کہ بھائی کو سلام کہنا
کہ محمد قلیخان علی جی گئے ہوئے ہین خط اون کے پاس بھجوادون گی کل رضا شاہ آئے
تھے مین نے اونکو کہا تھا کہ تم میر احمد علی خان کی بی بی کو تاکید کردینا کہ خط ضرور کا ہے اسکو
بہ احتیاط بھیجا دینا صاحب تمہارے آتا کو مین کیا جانون کس پتے سے ڈھونڈون دادا سے مین نے پوچھا
میر النسا کو وہ نہ سمجھی واجد علی کی ہان کرکے پہچانا سو وہ کہتی تھی کہ واجد علی مع اپنی ماں کے پہاڑ گنج
ہے بمشیرہ کی عرضی کے روانہ ہونے کا حال معلوم ہوا تم سمجھو اگر وہ عرضی فی الحقیقت مکشن نے
بھیجدی ہے تو بیشک عاجز سایلہ قبول کرکے بھیجی ہے اگر خود منظور کرتا تو کبھی نہ بھیجتا باقر علی اور
حسین علی اپنی دادی کے ساتھ ضیاء الدین خان کی والدہ کے پاس قطب گئے ہوئے ہین ایاز اور
نیاز علی ہاوے کے ساتھ ہین دو بندگیان اور ایک عاجز دو آداب بندگی دادا اور کلو اور کلیان
کی بندگیان پہنچین قمر الدین خان پرسون آیا تھا اب بیگا تو دعا تمہاری اوسکو کہدونگا
غالب ایضاً حق تعالی تمہین عمر و دولت و اقبال و عزت دے خط محررہ دوم محرم مین کوئی

مطلب جو بطلب تھا مرزا حیدر صاحب کے رحلت کی خبر تھی اور بس کل بدھ کا دن دونون نہیبون
کی ۱۷۔ تاریخ تھی صبح کے وقت مرزا غاجانی صاحب آئے اور اونھون نے فرمایا کہ حسین مرزا
کی حرم لکھنو سے آئی تھی بی فتن کے ماں اوتری تھی اب وہ پٹودی کو اپنے بیٹے کے پاس گئی
کہتی تھی کہ نصیبہ اعدا ناظر جی بہت بیمار ہین خدا خیر کرے یوسف مرزا میری جان نکل گئی کیا کرون
کیونکر خبر منگاؤن یا علی یا علی یا علی دس بارہ بار دل مین کہا ہوگا کہ مداری کا بیٹا دوڑا ہوا آیا
اور تین خط لایا یعنے وہ نیچے حویلی ہین تھا ڈاک کے ہرکارہ نے خط لاکر دیے نیاز علی اوپر
لے آیا ایک خط یار عزیز کا اور ایک خط ہرگوپال تفتہ کا اور ایک خط ذوالفقار الدین حیدر مولوی کا
میان قریب تھا کہ خوشی کے مارے مجکو رونا آجائے بارے اوس خط کو ہین نے آنکھون سے لگایا
چھیان لین اب تم تماشا دیکھو ۱۳۔ محرم کا خط ۱۷۔ کو مجھے پہنچا اوسمین مندرج کہ جمعہ کے دن
۱۹۔ کو بسبیل ڈاک کلکتے جاؤنگا اور پھر حضرت مجھ سے مطلب کا جواب مانگتے ہین ہان جب کلکتے
پہنچ لینگے اور وہان سے مجکو خط بھیجین گے اور اپنے مسکن کا پتا لکھینگے تب جو کچھ مجکو لکھنا ہوگا
لکھونگا آغا صاحب کو سب خط سنا دیا اور اونکو اوسی وقت کاشی ناتھ کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ
اوسکو گرمائین اور شرمائین اور کچھ سجاد مرزا کے واسطے بھجوائین ضیاء الدین خان دو ہفتہ سے
یہان ہین اپنے باغ مین اوترے ہوے ہین دو بار میرے پاس بھی دو دو گھڑی کیواسطے آئے تھے
کچھ اونکو منظور ہے رعایت اخلاص و محبت قدیم خدا چاہے تو کچھ سجاد مرزا کو اور کلکتے سے اونکے
خط کے آنے کے بعد کچھ ناظر جی کو ان سے بھجواؤن میرا وہی حال ہے جو تھا نہین ہون مگر کسیکی
خدمت گزاری کی توفیق نہین ہے، برے بھلے حال سے گزرے جاتی ہے افسوس ہزار افسوس
جو تم سے اور ناظر جی سے میرے دل کا حال ہے اگر کہون تو کون باور کرے اور وہ بات خود کہنے
کی نہین کرنے کی ہے سو کرنے کا مقدور نہین تفضل حسین خان ابن غلام علیخان میرٹھ مین اپنے

مامون کے پاس سے شہر مین آیا تھا میرے پاس بھی آیا تھا تمہارا سلام کہدیا پرسون پھر وہ
میرٹھ گیا بھائی فضلو عرب سرا مین رہتے ہین پرسون سے آئے ہوئے ہین یہین ہوئے ہوئے
ہین دوڑتے ہین عرضیان دیتے پھرتے ہین کوئی سنتا نہین تمکو سلام کہتے ہین آمد و رفت کا
ٹکٹ موقوف ہوگیا فقیر اور ہتھیار جس پاس ہو وہ نہ آئے اور باقی ہندو مسلمان عورت مرد
سوار پیادہ جو چاہے چلا آئے چلا جائے مگر غیر آبادی کے رات کو شہر مین رہنے نپائے
وہ شور و غل تھا کہ سڑکین نکلین گی اور گورون کی چھاونی بنے گی کچھ بھی نہوا مرپٹ کر ایک
جان نثار خان کے چھتے کی سڑک نکلی ہے دلی والون نے لکھنؤ کا خاکا اوڑا رکھا ہے کہتے ہین
کہ لاکھون مکان ڈھا دیے اور صاف میدان کر دیا مین جانتا ہون ایسا نہوگا بات اتنی
ہی ہے جو تمنے لکھی ہے بہرحال اب جو کچھ ہو لکھو اور ناظر جی کی روانہ ہو جانے کی خبر اور
سجاد اور اکبر اور انکی مان کی خیریت اور اپنے باپکا حال لکھو پنجشنبہ ۱۸ محرم الحرام ✤

ایضاً میری جان شکوہ کرنا سیکھو یہ باب مین نے تمکو ابھی پڑھایا نہین کوئی خط تمہارا
نہین آیا کہ مینے اوسی دن یا دوسرے دن جواب لکھا ہو بلکہ مین ایسا جانتا ہون کہ یہ جو تم نے
مجکو شکایت نامہ بھیجا ہے اس کے بعد ایک خط میرا بھی تمکو پہنچا ہوگا یہ خط کل آیا آج مین اوسکا
جواب لکھتا ہون سنو صاحب تم جانتے ہو کہ مین ۱۴ پارچہ کا خلعت ایکبار اور ملبوس خاص
شال رومال دوشالہ ایک بار بادشاہ حضرت سلطان عالم سے پا چکا ہون مگر یہ بھی جانتے ہو کہ
کہ وہ خلعت مجکو دوبار کے ذریعہ سے ملا ہے یعنی جناب قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر مدظلہ العالی
اب دمیت اسکی مقتضی نہین ہے کہ مین بے اون کے توسط کے مدح گستر یکا قصد کروں چنانچہ
قصیدہ لکھکر اور جیسا کہ میرا دستور ہے کاغذ کو بنوا کر حضرت پیر و مرشد کی خدمت مین بھیجدیا ہے
یقین ہے کہ حضرت نے وہان بھیج دیا ہوگا اور مین نے غم کو بھی لکھ چکا ہون کہ مینے قصیدہ

لکھنو کو بھیجدیا ہے اوسی خط مین یہ بھی تم کو لکھا ہے کہ حضرت زبدۃ العلما سید نقی صاحب
اگر کلکتے پہنچ گئے ہون تو مجکو اطلاع دو دار وغگی املاک کے باب مین جو مناسب اور معقول
اور واقعی ہے وہ مین بے پردہ عالیشان مظفر حسین خانصاحب کے خط مین لکھتا ہون یہ
ورق بڑھکر اون کی خدمت مین گزران دو اور جو وہ ارشاد کرین مجکو لکھو تمہارے اس
خط کے مطالب مندرجہ کا جواب ہوچکا اس سے زیادہ میرے پاس کوئی بات اسوقت
لکھنے کو نہین ہے، مگر یہ کہ ایک خط تمہارے مانموصاحب کے نام کا بھیج چکا ہون اگر وہ پہنچیگا
اور خدا کرے پہنچے تو اوس سے تمکو ایک حال معلوم ہوگا غالب شنبہ ۹ نومبر ۵۹ء ایضاً
یوسف مرزا میرا حال سوائے میرے خدا اور خداوند کے کوئی نہین جانتا آدمی کثرت غم سے سودائی
ہوجاتے ہین عقل جاتی رہتی ہے اگر اس ہجوم غم مین میری قوت متفکرہ مین فرق آگیا ہو تو
کیا عجب ہے بلکہ اسکا باور نکرنا غضب ہے پوچھو کہ غم کیا ہے غم مرگ غم فراق غم رزق غم غربت
غم مرگ مین قلعہ نامبارک سے قطع نظر کرکے اہل شہر کو گنتا ہون مظفر الدولہ میر ناصر الدین مرزا
مرزا عاشور بیگ میرا بھانجا اوسکا بیٹا احمد مرزا انیس برس کا بچہ مصطفے خان ابن اعظم اللہ
اوس کے دو بیٹے ارتضی خان اور مرتضی خان قاضی فیض اللہ کیا مین اونکو اپنے عزیزون
کے برابر نہین جانتا تھا اے لو بھول گیا حکیم رضی الدین خان میر احمد حسین مہکش اللہ اللہ
ان کو کہان سے لاؤن غم فراق حسین میرزا یوسف میرزا میر مہدی میر فراز حسین
میر نصاحب خدا انکو جیتا رکھے کاش یہ ہوتا کہ جہان ہوتے وہان خوش ہوتے گھراون کے
بیچارے وہ خود آوارہ سجاد اور اکبر کے حال کا جب تصور کرتا ہون کلیجا ٹکڑے ٹکڑے
ہوتا ہے کہنے کو ہر کوئی ایسا... کہہ سکتا ہے مگر مین علی کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ اون
امرات کے غم مین اور زندون کے فراق مین عالم میری نظر مین تیرہ و تار ہے حقیقی

میرا ایک بھائی دیوانہ مرگیا اوس کی بیٹی اوس کے چار بچے اوس کی ماں یعنے میری بھاوج
جے پور مین پڑے ہوے ہین اس تین برس مین ایک روپیہ اون کو نہین بھیجا بھیجی کیا
کہتی ہوگی کہ میرا بھی کوئی چچا ہے یہان اغنیا اور اُمرا کے ازواج و اولاد بھیک مانگتی
پھرتی ہین اور مین دیکھون بس مصیبت کی تاب لانے کو جگر چاہئے اخلاص اپنا دکھ رونا
ہون ایک بی بی دو بچے تین چار آدمی گھر کے کلو کلیان ایازیہ باہر مداری کی جورو بچے
بدستور گویا مداری موجود ہے میان گھمن گئے گئے مہینا بھر سے آگئے کہ بھوکا مرتا ہون اچھا بھائی
تم بھی ہوا ایک پیسے کی آمد نہین ہیں آدمی روٹی کھانے والے موجو مقام معلوم سے
کچھ آے جاتا ہے وہ بقدر سد رمق ہے محنت وہ ہے کہ دن رات مین فرصت کام سے
کم ہوتی ہے ہمیشہ ایک فکر برابر چلی جاتی ہے آدمی ہون دیو نہین بھوت نہین ان
رنجون کا تحمل کیونکر کرون بڑھاپا ضعف قوی اب مجھے دیکھو تو جانو کہ میرا کیا رنگ ہے
شاید کوئی دو چار گھڑی بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون گویا صاحب فراش ہون نہ کہین
جانے کا ٹھکانا نہ کوئی میرے پاس آنے والا وہ عرق جو بقدر طاقت بنائے رکھتا تھا
اب میسر نہین سب سے بڑھکر آمد آمد گورنمنٹ کا ہنگامہ ہے دربار مین جاتا تھا خلعت فاخرہ
پاتا تھا وہ صورت اب نظر آتی نہین نہ مقبول ہون نہ مردود ہون نہ بیگناہ ہون نہ گناہگار ہون
نہ مخبر نہ مفسد بھلا اب تم ہی کہو اگر یہان دربار ہوا اور مین بلایا جاؤن تو نذر کہان سے
لاؤن دو مہینے دن رات خون جگر کھایا اور ایک قصیدہ چونسٹھ بیت کا لکھا محمد افضل
مصور کو دے دیا وہ پہلی دسمبر کو مجکو دیگا یا وسکا مطلع ہے ؎ زسال نو دگر آبے
بروے کار آمد + ہزار و شصت و شست در شمار آمد + اس مین التزام اپنی تمام سرگزشت
کے لکھنے کا کیا ہے اسکی نقل تم کو بھیجونگا میرے آقا زادہ روشن گہر جناب مفتی

میر عباس صاحب کو دکھانا اس بجھے ہوے بلکہ مرے ہوے دل پر کلام کا یہ اسلوب ہے جہان پناہ کی مدح کی فکر نکر سکا یہ قصیدہ ممدوح کی نظر سے گزرا نتھا بس اسی مین امجد علی شاہ کی جگہہ واجد علی شاہ کو بٹھا دیا خدا نے بھی تو یہی کیا تھا انوری نے بلدہا ایسا کیا ہے کہ ایک قصیدہ دوسرے کے نام پر کر دیا مین نے اگر باپ کا قصیدہ بیٹے کے نام کر دیا تو کیا غضب ہوا اور پھر کیسی حالت اور کیسی مصیبت مین کہ جسکا ذکر بطریق اختصار اوپر لکھ آیا ہون اس قصیدہ سے مجکو غرض دستگاہ سخن منظور نہین گدائی منظور ہے بہرحال یہ تو کہو قصیدہ پہنچا یا نہین پہنچا پرسون تمہارے مانمون کا خط آیا وہ قصیدہ کا پہنچنا لکھتے ہین کل تمہارا خط آیا اوسمین قصیدہ کے پہنچنے کا ذکر نہین اس نصرقہ کو مٹاؤ اور صاف لکھو کہ قصیدہ پہنچا یا نہین اگر پہنچا تو حضور مین گزرا یا نہین اگر گزرا تو کسی معرفت گزرا اور کیا حکم ہوا یہ امور جلد لکھو اور ہان یہ بھی لکھو کہ املاک واقع شہر دہلی کے باب مین کیا حکم ہوا مین تمکو اطلاع دیتا ہون کہ کل مین نے فرد فہرست دیہات و باغات و املاک مع حاصل ہر ایک باغ و دہ و ملک ناظر جی کو بھیجدی ہے اس خط سے ایک دن پہلے وہ فرد پہنچے گی یہ فرد کلکٹری کے دفتر سے لی ہے مگر اتنا معلوم ہے کہ شہر کی عمارت جو مترک مین نہین آئی اور برسات مین ڈہ نہین گئی وہ سب خالی پڑی ہے کرایہ دار کا نام نہین مجکو یہان کی املاک کا علاقہ حسین مرزا صاحب کے واسطے مطلوب ہے مین تو پنشن کے باب مین حکیم اخیر سن لون پھر رامپور چلا جاؤن گا جمادی الاول سے ذی الحجہ تک چھ مہینے اور پھر محرم سے ۱۲۷۷ سال شروع ہوگا اس سال کے دو چار حد دس گیارہ مہینے غرضکہ انیس بیس مہینے ہر طرح بسر کرنے ہین اس مین رنج و راحت ذلت و عزت جو مقسوم مین ہے وہ پہنچ جائے اور پھر علی علی کہتا ہوا ملک عدم کو چلا جاؤن جسم رامپور مین اور روح عالم نور مین یا علی یا علی میان ہم تمہین ایک اور خبر لکھتے ہین برہما کا پتر دو دن بیمار پڑا تیسرے دن مر گیا ہے ہے کیا نیکبخت غریب لڑکا تھا باپ وسکا شیوجی رام

اوس کے غم میں مردہ سے بدتر ہے یہ دو مصاحب میرے یوں گئے ایک تو دل فسردہ کون
ہے جسکو تمہارا سلام کہوں یہ خط اپنے مامو نصاحب کو پڑھا دینا اور فردا نسے لیکر پڑھ لینا
اور جسطرح اونکی رائے میں آئے اوسپر حصول مطلب کی بنا اوٹھانا اور ان سب مدارج کا
جواب شتاب لکھنا ضیاء الدین خاں رہتک چلے گئے اور وہ کام نہ کر گئے دیکھئے آکر کیا
کہتے ہیں یا رات کو آگئے ہوں یا شام تک آجائیں کیا کروں کس کے دل میں اپنا دل ڈالوں
بمرتضی علی پہلے سے نیت میں یہ ہے کہ جو شاہ اودھ سے ہاتھ آئے حصہ برادرانہ کروں
نصف حسین مرزا اور تم اور سجاد نصف میں مغلسوں کا مدار حیات خیالات پر ہے مگر اوسی
خیالات سے اونکا حسن طبیعت معلوم ہو جاتا ہے والسلام خیر ختام دوشنبہ دوم جمادی الاول
سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۲۸- نومبر سنہ ۱۸۵۹ع وقت صبح ایضاً میاں کل صبحکو تمہارے
نام کا خط روانہ کیا شام کو تمہارا ایک خط اور آیا حضرت زبدۃ العلما کا ابتک وہاں نہ پہنچنا
تعجب کی بات ہے حق تعالی اونکو جہاں رہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے جب چاہیں
وہاں پہنچیں میرا مقصود تو اتنا ہی ہے کہ قصیدہ گزرے اور کچھ ہمارا تمہارے ہاتھ آئے لیکن کل
کے خط کی پشت پر جو سطریں ناظر جی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اوسکے دیکھنے سے آس
ٹوٹ گئی کچھ بات آتا نظر نہیں آتا املاک واقع شہر دہلی کے سوال کا جواب ابکی بار قلم انداز
ہوا مکرر اگر کہا جائیگا تو بیشک یہ جواب آ لگا کہ ہمنے تو عوض اوں مکانات کے یہہ مکانات
دیئے معاوضہ ہو گیا بھائی میں پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ املاک قتل ہوئی اور وہ سوا لاکھ روپیہ
جو علاوہ زر مقررہ ملا ہے وہ دلی کی املاک کا خونبہا ہے پرسوں ناظر جی کے نام کے سرنامے
میں فرد فہرست بجمیع املاک بھیج چکا ہوں خیر یہ ارہبی خالی گیا مولانا غالب علیہ الرحمۃ خوب
فرماتے ہیں ؎ منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید + نا امیدی اوسکی دیکھا چاہئے تمہارے

مامو نصاحب کی دستخطی تحریر نے جو میرا حال کیا ہے وہ کس زبان سی ادا کروں ہی ہے
حسین مرزا اور یہ کہے کہ میں کہاں جاؤں اور کیا کروں اور مجھ کمبخت سی اوسکا جواب انتظام
نہوسکے بہت بڑا آسرا تھا اور سرکار کا خدمت نسہی عہدہ نسہی علاقہ نسہی سو ڈیڑھ سو روپیہ
درماہہ مقرر ہوجانا کیا مشکل تھا دلی کے آدمی خصوصاً امرائے شاہی ہر شہر میں بدنام
اتنے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ بھاگتے ہیں مرشد آباد بھی ایک سرکار تھی حیدرآباد بہت بڑا
گھر ہے مگر بے ذریعہ وواسطہ کیونکر جاے اور جائے تو کس سے ملے کیا کہے ناچار وہیں
رہو کسیطرح شاہ اودھ کا سامنا ہوجائے اور میں کہاں کی صلاح بتاؤں وہ صاحب
روہتک گئے ہیں کل یقین ہے کہ آگئے ہوں گے مجھے ابھی خبر نہیں آئی اگر مشیت الٰہی
میں ہے تو دسمبر مہینے میں کچھ ظہور میں آجائیگا نواب گورنر جنرل بہادر یقین ہے کہ آج
آگرہ میں رونق افروز ہوں الورجے پور دھولپور گوالیار ٹونک جاورہ چھ رئیسوں کی وہاں
ملازمت کی خبر ہے خیر ہمکو کیا لیث الدولہ حسین علیخاں بہادر کینجدست میں میرا سلام نیاز
اور شکریہ آوری مرقومہ صبح سہ شنبہ ۲۹۔ نومبر ۳ جمادی الاول بحساب جنتری ایضاً میاں
تمہارا خط رامپور پہنچا اور رامپور سی دلی آیا میں ۲۳ شعبان کو رامپور سے چلا اور ۳۰ شعبان کو
دلی پہنچا اوسی دن چاند ہوا یکشنبہ رمضان کی پہلی آج دوشنبہ ۹۔ رمضان کی ہی سونوان دن
مجھے یہاں آئے ہوئے ہے میں نے حسین مرزا کو رامپور سے لکھا تھا کہ یوسف مرزا کو میرے آنے تک
اور نجانے دینا اونکی زبانی معلوم ہوا کہ وہ میرا خط اونکو تمہاری روانگی کے بعد پہنچا تم جو مجکو اپنے
ماموں کے مقدمہ میں لکھتے ہو کیا مجکو اونکے حال سی غافل اور اونکی فکر سے فارغ جانتے ہو کچھ بنا
ڈال آیا ہوں اگر خدا چاہے تو کوئی صورت نکل آئے اب تم کہو کہ کب تک آؤگے صرف تمہارے
دیکھنے کو نہیں کہتا شاید تمہارے آنے پر کچھ کام بھی کیا جائے مظفر مرزا کا اور ہمشیرہ صاحبہ کا آنا تو

کچھ ضرور نہیں شاید آگے بڑھکر کچھ حاجت پڑے بہرحال جو ہوگا وہ سمجھ لیا جائیگا تم چلے آؤ ہمشیرہ عزیزہ کو میری دعا کہدینا مظفر مرزا کو دعا بھتیجے بھائی تمہارا خط رامپور پہنچا ادھر کے چلنے کی فکر میں جواب نہ لکھ سکا بخشی صاحبوں کا حال یہ ہے کہ آغا سلطان پنجاب کو گئے جگراؤں میں منشی رجب علی کے مہمان ہیں صفدر سلطان اور یوسف سلطان وہاں ہیں نواب مہدی علی خاں بقدر قلیل بلکہ اقل کچھ اون کی خبر لیتے ہیں میر جلال الدین خوشنویس اور وہ دونو بھائی باہم رہتے ہیں میں وہیں تھا کہ صفدر سلطان دلی کو آئے تھے اب جو میں یہاں آیا تو سنا کہ وہ میرٹھ گئے خدا جانے رامپور جائیں یا کسی اور طرف کا قصد کریں تباہی ہے قہر الٰہی ہے مجکو لڑکوں نے بہت تنگ کیا ورنہ چند روز اور رامپور میں رہتا زیادہ کیا لکھوں راقم غالب مرقومہ دوشنبہ ۹- رمضان و ۲- اپریل۔

بنام منشی شیونرائن صاحب

صاحب خط پہنچا اخبار کا لفافہ پہنچا لفافوں کی خبر پہنچی آپ نے کیوں تکلیف کی لفافے بنانا دل کا بہلانا ہے بیکار آدمی کیا کرے بہرحال جب لفافے پہنچ جائیں گے ہم آپکا شکر بجا لائیں گے ؎ ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + یہاں آدمی کہاں ہے کہ اخبار کا خریدار ہو مہاجن لوگ جو یہاں بستے ہیں وہ یہ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہ گیہوں کہاں سستے ہیں بہت سخی ہوں گے تو جنس پوری تول دیں گے کاغذ روپیہ مہینے کا کیوں مول لینگے کل آپکا خط آیا رات بھر میں نے فکر شعر میں خون جگر کھایا ۱۲ شعر کا قصیدہ کہکر تمہارا حکم بجا لایا میرے دوست خصوصاً میرزا تفتہ جانتے ہیں کہ میں فن تاریخ کو نہیں جانتا اس قصیدہ میں ایک روش خاص سے اظہار ۱۸۵۸ء کا کر دیا ہے خدا کرے تمہاری پسند آوے تم خود قدردان سخن ہو اور تین استاد اس فن کے تمہارے یار ہیں میری محنت کی

داد طلبانے کی قصیدہ

ملاذ کشور و لشکر پناہ شہر و سپاہ
جناب عالی ایلن برون والا جاہ

بلند رتبہ وہ حاکم وہ سرفراز امیر
کہ باج تاج سے لیتا ہے جسکا طرف کلاہ

وہ محض رحمت و رافت کہ بہر اہل جہاں
نیابت دم عیسی کری ہے جسکی نگاہ

وہ عین عدل کہ دہشت سے جسکی پرسش نے
بنے ہے شعلہ آتش انیس پرہ کاہ

زمیں سے سودہ گوہر اوٹھے بجائے غبار
جہاں ہو توسن حشمت کا اوس کے جولانگاہ

وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں الہی شکر
وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے خدا کی پناہ

یہ اوس کے عدل سے ضداد کو ہے امیرش
کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہر سر راہ

ہنر بر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا
کبھی جو ہوتی ہے اولجھی ہوئی دم روباہ

نہ آفتاب ولے آفتاب کا ہمچشم
نہ بادشاہ ولے مرتبہ میں ہمسر شاہ

خدا نے اوسکو دیا ایک خوبرو فرزند
ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوئے ماہ

زہے ستارۂ روشن کہ جو اوسے دیکھے
شعاع مہر درخشاں ہو اوسکا تار نگاہ

خدا سے ہے یہ توقع کہ عہد طفلی میں
بنے گا شرق سے تا غرب اسکا بازیگاہ

جواں ہو کے کریگا یہ وہ جہانبانی
کہ تابع اسکے ہوں روز و شب سپید و سیاہ

کہے گی خلق اسے داور سپہر شکوہ
لکھیں گے لوگ اسے خسرو ستارہ سپاہ

عطا کریگا خداوند کارساز اسے
رواں روشن و خوے خوش و دل آگاہ

ملے گی اسکو وہ عقل نہفتہ داں کہ اسے
پڑے نہ قطع خصومت میں احتیاج گواہ

یہ ترکتاز سے برہم کریگا کشور روس
یہ لے گا بادشہ چین سے چھین تخت و کلاہ

سنین عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون
یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ

کہ جتنے سینکڑیں ہیں سب ہزار ہو جاویں	دراز اسکی ہو عمر اسقدر سخن کوتاہ
امیدوار عنایات شیونارائن	کہ آپ کا ہے نمکخوار اور دولت خواہ
یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عز و جاہ کے ساتھ	تمہیں اور اسکو سلامت رکھے سدا اللہ

ایضاً شفیق میرے مکرم میرے منشی شیونرائن صاحب تم ہزاروں برس سلامت رہو تمہارا مہربانی نامہ اسوقت پہنچا اور میں نے اسی وقت جواب لکھا بات یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ دو جزو یا چار جزو کی ہو چھ جزو کی کتاب کم نہو مسطر دس گیارہ سطر کا ہو مگر حاشیہ تین طرف بڑا رہے شیرازہ کی طرف کم ہو یہہ باتیں سب مرزا تفتہ کو لکھ چکا ہوں اوس یار بے پروا نے تم سے شاید کچھ نہیں کہا اسکے سوا یہ ہے کہ کاپی کی تصحیح ہو غلط نامے کی حاجت نہ پڑے آپ خود متوجہ رہیے گا اور منشی بنی بخش صاحب کو اگر کہے گا تو وہ بھی شریک رہیں گے اور مرزا تفتہ تو مالک ہی ہیں کاغذ شیورام پوری ہو خیر مگر سفید و بہرہ لیا ہوا اور لعاب دار ہو پھر یہ ہو کہ حاشیہ پر جو لغات کے معنے لکھے جائیں تو اوسکی طرز تحریر اور تقسیم پسند اور نظر فریب ہو حاشیہ کی قلم بہ نسبت متن کی قلم کے خفی ہو خلاصہ یہ ہے کہ ان جلدوں میں سے دو جلدیں ولایت کو جائیں گی ایک جناب فیضمآب ملکہ معظمہ انگلستان کی نذر اور ایک میرے آقائے قدیم لارڈ الن برا بہادر کی نذر اور چار جلدیں یہاں کے چار حاکموں کی نذر کرونگا مرزا تفتہ کو پانچ جلدوں کو لکھا تھا لیکن اب چھہ جلدیں تیار کر دیجیئے گا یعنے شیرازہ اور جلد اور جدول اور ان چھہ جلدوں کی جو لاگت پڑے روپیہ جلد سے لیکر دو روپیہ جلد تک وہ مجھ سے منگوا بھیجیئے گا میں بجر و طلب فوراً ہنڈوی بھیجدونگا ایک خریدار پچاس جلد کے وہاں پہنچے ہیں واسطے خدا کے مرزا تفتہ سے کہیئے کہ اون سے ملیں یعنے راجہ امید سنگہ بہادر اندور والے وہ چھلی اینٹ میں پولس کے

پچھواڑے رہتے ہیں تعجب ہے کہ آپ کا خط آگیا اور میر افتنہ نے مجھے پارسل کی رسید نہیں لکھی اب میرا خط فارسی اپنے نام کا اور یہ خط دونوں خط اون کو دکھا دیجے گا اور راجہ امید سنگھ سے ملنے کو کہیئے گا اور ہاں صاحب یہ اون کو تاکید کیجیے گا کہ وہ رباعی جو میں نے لکھ بھیجی ہے اوسکو سب سے پہلے جہاں اوس کا نشان دیا ہے اوسے فقرے کے آگے ضرور ضرور اور وہ رباعی بیسویں صفحہ میں اس فقرہ کے آگے ہے نے نے اختر بخت خسرو دربلندی بجاے رسید کہ رخ از خاکیان نہفت تم اونکو یاد دلا کر اون سے لکھوالیا ضرور ضرور یہ جو تم نے لکھا کہ صاحب نے سنکر اسکو پسند کیا میں حیران ہوں کہ کونسا مقام تمنے پڑھا ہوگا کیونکر کہوں کہ صاحب اس عبارت کو سمجھے ہوں گے اسکی جو حقیقت ہو مفصل لکھو زیادہ زیادہ راقم اسد اللہ سہ شنبہ ۳۱ ماہ اگست ۱۸۵۸ء ضروری جواب طلب ایضاً مہاراج سخت حیرت میں ہوں کہ منشی ہرگوپال صاحب نے مجکو خط لکھنا کیوں چھوڑا اگر مجھ سے خفا ہیں تو کیوں خفا ہیں اور اگر شہر میں نہیں تو کہاں گئے اور کیوں گئے ہیں اور کب تک آئیں گے آپ مہربانی فرما کر یہ امور مجکو لکھ بھیجیے اس سے علاوہ ایک رباعی مرزا تفتہ کو بھیجی ہے اور اونکو لکھا ہے کہ اسکو دستنبو میں فلاں جگہہ درج کر دینا اور ایک دو فقرے بھائی منشی نبی بخش صاحب لکھتے ہیں اور اون کو بھی دستنبو میں لکھ دینے کا محل بتا دیا ہے میں نہیں جانتا ان دونوں صاحبوں نے میرے کہنے پر عمل کیا اور انھوں نے نظم کو اور انھوں نے نثر کو کتاب کے حاشیہ پر چڑھایا یا نہیں تم سے ہزار آرزو خواہش کرتا ہوں کہ اگر وہ رباعی اور وہ فقرے حاشیہ پر چڑھ گئے ہیں تو مجکو اون کے لکھے جانے کی اطلاع دیجیے کہ تشویش رفع ہو اور اگر اون دونوں صاحبوں نے بے پروائی کی ہے تو واسطے خدا کے آپ مرزا تفتہ سے رباعی اور منشی نبی بخش

صاحب سے دونوں فقرے لیجیے اور محل تحریر میرے خط سے معلوم کرکے اون کو جا بجا
حاشیہ پر رقم کیجیے اور مجکو اطلاع دیجیے ضرور ضرور ضرور اور ایک اور کام آپ کو کرنا چاہیئے
کہ شاید تیسرے صفحہ کے آخر میں یا چوتھے صفحہ کے اول میں یہ فقرہ ہے اگر دردم دیگر بہ نہیب مباش
بہم بردند نہیب کا لفظ عربی ہے یہ سہو سے لکھا گیا ہے اسکو چھیل ڈالیے گا اور اسکی جگہہ نوای مباش
بنا دیجیگا حقیقت لکھکر اب سوالات الگ الگ لکھتا ہوں پہلا سوال مرزا تفتہ کا حال اور
اون کے خط کے نہ آنے کی وجہ لکھیئے دوسرا سوال مرزا تفتہ نے اگر رباعی دستنبو کے حاشیہ پر
لکھدی ہے تو اوسکی اطلاع ورنہ اون کے نام کے خط سے رباعی اور تحریر کا حال معلوم کرکے
آپ حاشیہ پر لکھدیں اور مجکو اطلاع دیں تیسرا سوال منشی بنی بخش صاحب نے اگر میری
بھیجی ہوئی نثر درج کردی ہے تو اوسکی اطلاع ورنہ نثر اون سے لیکر اور محل معلوم کرکے حاشیہ
کتاب پر لکھدیجیو اور مجکو لکھ بھیجیے چوتھا سوال اب جسطرح لکھ آیا ہوں نہیب کی جگہ نوا کا لفظ
بنا کر مجکو عنایت کیجیے پانچواں سوال خریدار پچاس جلدوں کے پہنچے مرزا تفتہ سے ملے
روپیہ پچاس جلد کی قیمت کا دیا یا ہنوز نہ مورد وقوع میں آئے اسکی اطلاع ضرور دیجیے
چھٹا سوال چھاپا شروع ہوگیا یا نہیں اگر شروع نہیں ہوا تو کیا سبب متوقع ہوں
کہ میرے یہ سب کام ازراہ عنایت بنا کر ان چھ سوال جواب اسیطرح جدا جدا لکھیئے اور ضرور
لکھیو اور جلد لکھیے راقم اسد اللہ خاں روز جمعہ سوم ستمبر ۱۸۵۸ء ایضاً نوبصر لخت جگر
منشی شیونرائن کو دعا پہنچے خط اور پرپوٹ کا لفافہ پہنچا اور سب حال تمہارے خاندان کا دریافت
ہوا سب میرے جگر کے ٹکڑے ہیں اور تم اپنی دو ماں کے چشم و چراغ ہو بعلمتہ طاقتہ شوق سے لکھو آخر کے
صفحہ کی دو سطریں از روے مضمون سراسر کتابے کے مضمون کے خلاف ہیں میں نے سرکار کی فتح کا حال
نہیں لکھا صرف اپنے پندرہ مہینے کی سرگزشت لکھی ہے تقریباً شہر و سپاہ کا بھی ذکر آگیا ہے

وہ اپنی سرگزشت جو میں نے لکھی ہے سو ابتدای ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء سے ۳۱ جولائی ۱۸۵۸ء
تک لکھی ہے شہر ستمبر میں فتح ہوا اوسکا بھی بیان ضمناً آگیا خوب ہوا جو تمنے مجھ سے پوچھا ورنہ بڑی
قباحت ہوتی اب میں جسطرح سے کہوں سو کرو پہلے سو نچو کہ تقسیم یوں ہے کہ تین سطریں
اوپر اور تین سطریں نیچے اور بیچ میں ایک سطر اسمیں کتابکا نام کیوں میاں تقسیم یوں ہی
ہے اب میں دوسرے صفحہ پر ساتوں سطریں لکھدیتا ہوں اوسکو ملاحظہ کرو اور میرا کہنا مانو
ورنہ کتاب کی حقیقت غلط ہو جائے گی اور مطبع پر بات آئے گی اس صفحہ میں دو ایک باتیں
اور سمجھا دوں کہ وہ ضروری ہیں سو میری جان نوابی کا مجکو خطاب ہے نجم الدولہ اور اطراف و
جوانب کے امرا سب مجکو نواب لکھتے ہیں بلکہ بعض انگریز بھی چنانچہ صاحب کمشنر بہادر دہلی
نے جواب اندنوں میں ایک روبکاری بھیجی ہے تو لفافہ پر نواب سداللہ خان لکھا لیکن
یہ یاد رہے نواب کے لفظ کے ساتھ مرزا یا میر نہیں لکھتے یہ خلاف دستور ہے یا نواب اسداللہ
خاں لکھو یا مرزا اسداللہ خاں لکھو اور بہادر کا لفظ تو دونوں حال میں واجب اور لازم
ہے ایضاً برخوردار نورچشم منشی شیونرائن کو معلوم ہو کہ میں کیا جانتا تھا کہ تم کون ہو
جب یہ جانا کہ تم ناظر بنسی دھر کے پوتے ہو تو معلوم ہوا کہ میرے فرزند دلبند ہو اب تمکو مشفق
و مکرم لکھوں تو گنہگار تمکو ہمارے خاندان اور اپنے خاندان کی آمیزش کا حال کیا معلوم ہے
مجھ سے سنو تمہارے دادا کے والد عمدہ نجف خاں دہلی میں میرے نانا صاحب مرحوم
خواجہ غلام حسین خاں کے رفیق تھے جب میرے نانا نے نوکری ترک کی اور گھر بیٹھے تو
تمہارے پردادا نے بھی کمر کھولی اور پھر کہیں نوکری نکی یہ باتیں میرے ہوش سے پہلے
کی ہیں مگر جب میں جوان ہوا تو میں نے یہ دیکھا کہ منشی بنسی دھر خانصاحب کے ساتھ ہیں اور
انھوں نے جو کیٹھم گانو اپنی جاگیر کا سرکار میں دعوے کیا ہے تو بنسی دھر اوس امر کے

منصرم ہیں اور وکالت اور مختاری کرتے ہیں میں اور وہ ہم عمر تھے شاید منشی نبسی دھر
مجھ سے ایک دو برس بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں اونیس بیس برس کی میری عمر اور
ایسی ہی عمر اون کی باہم شطرنج اور اختلاط اور محبت آدھی آدھی رات گزر جاتی تھی
چونکہ گھر اونکا بہت دور تھا اسواسطے جب چاہتے تھے چلے جاتے تھے بس ہمارے
اور اون کے مکان میں مچھیا رنڈی کا گھر اور ہماری دو کٹرے درمیان تھے ہماری
بڑی حویلی وہ ہے کہ جواب لکھمی چند سیٹھ نے مول لی ہے اسی کے دروازہ کی سنگین
بارہ دری پر میری نشست تھی اور پاس اوسکے ایک کھٹیا والی حویلی اور سلیم شاہ کے
تکیہ کے پاس دوسری حویلی اور رکابے محل سے لگی ہوئی ایک اور حویلی اور اوس سے
آگے بڑھ کر ایک کٹرہ کہ وہ گدڑیوں والا مشہور تھا اور ایک کٹرہ کہ وہ کشمیرن والا
کہلاتا تھا اوس کٹرے کے ایک کوٹھے پر میں پتنگ اوڑاتا تھا اور راجہ بلوان سنگھ
سے پتنگ لڑا کرتے تھے وصلحاں نامی ایک سپاہی تمہارے دادا کا پیشدست
رہتا تھا اور وہ کٹروں کا کرایہ اوگاہ کراون کے پاس جمع کرواتا تھا سنو تو سہی تمہارے
دادا بہت کچھ پیدا کر گیا ہے علاقے مول لئے تھے اور زمیندار اپنا کر لیا تھا دس بارہ
ہزار روپیہ کی سرکار کی مالگزاری کرتا تھا آیا وہ سب کارخانے تمہارے ہاتھ آئے یا نہیں
اسکا حال از روے تفصیل جلد مجکو لکھو اسد اللہ روز سہ شنبہ ۱۹۔ اکتوبر وقت ورود خط
ایضاً برخوردار اقبال نشان منشی شیونرائن کو بعد دعا کے معلوم ہو تمہارے دو خط
متواتر پہنچے میرے بھی دو خط پس و پیش پہنچے ہوں گے موافق اوس تحریر کے عمل کیا
ہوگا دو جلدیں پر تکلف اور پانچ جلدیں بہ نسبت اوس کے کم تکلف مرزا حاتم علی
صاحب کے عہد اہتمام میں ہیں اوس سے ہمکو اور تمکو کچھ کام نہیں وہ جیسی چاہیں بنوا کر

بھیجدیں تم ایک جلد بس زیادہ صرف کیوں کرو اپنے طور پر اپنی طرف سے جیسی چاہو
بنوا کر بھیجدو میں تم کو اپنے پیارے ناظر بنسی دھر کی نشانی جانتا ہوں اوسکو تمہاری
نشانی جانکر اپنی جانکی برابر رکھونگا باقی حال اپنے خاندان اور تمہارے خاندان
اور باہم مل کر اپنا اور بنسی دھر کا بڑے ہونا سب تمکو لکھ چکا ہوں مکرر کیوں لکھوں
بادشاہ کی تصویر کی یہ صورت ہے کہ اوجڑا ہوا شہر نہ آدمی نہ آدم زاد مگر ہاں دو ایک
مصوروں کی آبادی کا حکم ہوگیا ہے وہ رہتے ہیں سو وہ بھی بعد اپنے گھروں کے
لٹنے کے آباد ہوے ہیں تصویریں بھی اونکی گھروں میں سے لٹ گئیں کچھ جو ہیں وہ
صاحبان انگریز نے بڑی خواہش سے خرید کرلیں ایک مصور کے پاس ایک تصویر ہے
وہ تیس روپیہ سے کم کو نہیں دیتا کہتا ہے کہ تین تین اشرفیوں کو میں نے صاحب لوگوں کی
ہاتھ بیچی ہیں تمکو دو اشرفی کو دونگا ہاتھی دانت کی تختی پر وہ تصویر ہے میں نے چاہا
کہ اوسکی نقل کاغذ پر اوتار دے اوسکی بھی بیس روپیہ مانگتا ہے اور پھر خدا جانے اچھی ہو
یا نہو اتنا صرف بیجا کیا ضرور ہے میں نے دو ایک آدمیوں سے کہہ رکھا ہے اگر کہیں سے
ہاتھ آجائے گی تو لیکر تمکو بھیجدونگا مصوروں سے خرید کرنے کا نہ خود مجھ میں مقدور
نہ تمہارا نقصان منظور اب چھاپا تمام ہوگیا ہوگا وہ پانچ اور دو سات کتابیں جو
مرزا صاحب کی تحویل ہیں وہ اور وہ ایک جلد جو تمنے مجکو دینی کی ہے وہ یہ
سب لوح اور جلد کی درستی کے بعد پہنچ جائیں گے مگر وہ چالیس کتابیں سراسری
جو مجھے چاہئیے ہیں وہ تو آج کل میں روانہ کردو اور ہاں میری جان یہ چالیس کتابونکا
پشتارہ کیونکر پہنچیگا اور محصول اسکا کیا ہوگا اور یہ بھی تو بتاؤ کہ وہ دس جلدیں
رائے امید سنگھ کے پاس کہاں بھیجی جائیں گی مرزا تفتہ ہاترس کو جاتے ہوے

اونکا اندور نہونا اور شاید پھر آگرہ اور دلی کا آنا مجکو لکھ چکے ہیں ان باتوں کا جواب مجکو
لکھو تصویر کے باب میں جو کچھ لکھو وہ کروں اور ان مقدمات سے اطلاع پاؤں جواب جلد
لکھو اور مفصل لکھو از غالب نگاشتہ و رواں دہشتہ شنبہ ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء ایضاً
میاں تمہارے کمال کا حال معلوم کرکے میں بہت خوش ہوا اگر مجکو کبھی انگریزی لکھوانا ہوگا
تو یہاں سے اُردو میں لکھکر بھیجونگا تم وہاں سے انگریزی لکھکر بھیجیو یا کرنا قصہ قاصد اشاہی
میں نے دیکھا اصلاح کے باب میں سو نچا کہ اگر سب فقروں کو مقفے اور عبارت کو رنگین بنانے
کا قصد کروں تو کتاب کی صورت بدل جائے گی اور شاید تمکو بھی یہ منظور نہونا چاہا اس پر
قناعت کی کہ جو الفاظ نکسال باہر تھے وہ بدل ڈالے مثلاً وے کہ یہ گنوارو بولی ہے وہ
یہ ٹھیٹ اُردو ہے کرانا یہ پیر و نجات کی بولی ہے کروانا یہ فصیح ہے راجہ یہ غلط ہے راجہ
صحیح ہے کہیں کہیں روابط و ضمایر نامربوط تھے اونکو مربوط کردیا ہے اور ایک جگہ گھنے بسے
یہ لفظ میری سمجھ میں نہ آیا اسکو تم سمجھ لینا باقی اور سب مربوط اور خوب اور صاف ہی حاجت
اصلاح کی نہیں صاحب کتابیں کب روانا ہونگی دوالی بھی ہولی اگر گنگا جانے کا قصد ہو تو
بھائی میری کتابیں بھیجکر جانا اور ہاں یہ میں نہیں سمجھا کہ مرزا مہر کی بنائی ہوئی سات کتابیں
بھی انہیں کتابوں کے ساتھ بھیجو گے یا وہ اپنے طور پر جدا روانا کریں گے وہ تم نے اپنی
بنوائی ہوئی کتابکا آٹھ دن کا وعدہ کیا تھا اور اس وعدہ سے یہ بات نراوش کرتی تھی
کہ سادہ کتابیں پہلے روانا ہوں گی اور وہ ایک کتاب ہفتہ کے بعد سو وہ ہفتہ بھی گزر گیا
یقین ہے کہ اب وہ سب یکجا پہنچیں اور شاید کل پرسوں آجائیں وہ نمبر اخبار کا جو تم نے مجکو بھیجا تھا
اوس میں اونشٹن صاحب کے لفٹنٹ ہونے کی اور بہت جلد آگرہ آنے کی خبر لکھی تھی یہاں
مجکو کئی باتیں پوچھنی ہیں ایک تو یہ کہ چیف سکرٹر نواب گورنر جنرل کے تھے جب یہ لفٹنٹ

گورنر ہوے تو آپ ہاں چیف سکریٹر کون ہوگا یقین ہے کہ ولیم میور صاحب اس عہدہ
پر مامور ہوں پس اگر یوں ہی ہے تو ان کے محکمہ میں سکریٹر کون ہوگا دوسری بات
یہ کہ میر منشی ان کے تو وہی منشی غلام غوث خانصاحب رہیں گے یقین ہے کہ انکے ساتھ
آویں تیسری یہ بات کہ گورنر جنرل کے فارسی دفتر کے میر منشی ایک بزرگ تھے بلگرام کے
رہنے والے منشی سید جان خاں آیا اب بھی وہی ہیں یا اونکی جگہ کوئی اور صاحب ہیں
ان سب باتوں میں سے جو آپ کو معلوم ہوں وہ اور جو نہ معلوم ہو اوسکو معلوم کرکے مجکو لکھیے
اور ہاں لکھیے اور ضرور لکھیے یقین تو ہے کہ تم سمجھ گئے ہوگے میں کیوں پوچھتا ہوں کتابیں جابجا
بھیجنے میں جب تک نام اور مقام معلوم نہو تو کیونکر بھیجوں جواب لکھو اور شتاب لکھو
کتابیں بھیجو اور جلد بھیجو شنبہ ۹۔ نومبر ۱۸۵۳ء ایضاً برخوردار کامگار منشی شیونرایں طال عمرہ
وزاد قدرہ کل جمعہ کے دن ۱۲ نومبر کو ۳۲ کتابیں آگئیں میں بہت خوش ہوا اور تمکو دعا میں
دیں خط تمہارے نام کا ابھی میر کہار ڈاک میں لے گیا ہے اس رقعہ کی تحریر سے مقصود یہ ہے
کہ میاں عبدالحکیم بہت نیک بخت اور اشراف اور ہنرمند آدمی ہیں دلی گزٹ میں حرفوں
کے چھاپے کا کام کیا کرتے تھے چونکہ وہ چھاپہ خانا اب آگرہ میں ہے یہ بھی وہیں آتے ہیں
تمہارے پاس حاضر ہوں گے ان پر مہربانی رکھنا بھلا وہ شہر بیگانہ ہے انکو تمہاری خدمت
میں شناسائی رہے گی تو اچھی بات ہے صحافی کا کام بھی بقدر ضرورت کر سکتے ہیں شاید
اگر دہلی گزٹ میں انکا طور درست نہو تو اوس صورت میں بشرط گنجایش اپنے مطبع میں
انکو رکھ لینا۔ راقم اسد اللہ نگاشتہ شنبہ ۱۳۔ نومبر ۱۸۵۳ء ایضاً صاحب تمہارا خط آیا دل
خوش ہوا دیکھیے مرزا مہر کب روانا کرتے ہیں اگر بھیج چکے ہیں تو یقین ہے کہ آج یہاں آپہنچیں
آج نہ آئیں کل آئیں کل سے میں شام تک راہ دیکھتا ہوں پھر نیم ماہ نہیں اوسکا نام

مہر نیمروز ہے اور وہ سلاطین تیموریہ کی تواریخ ہے اب وہ بات ہی گئی گزری بلکہ وہ
کتاب اب چھپانے کے لایق ہے نہ چھپوانے کے قابل اُردو کے خطوط جو آپ چھاپا چاہتے
ہیں یہ بھی زاید بات ہے کوئی رقعہ ایسا ہوگا کہ جو میں نے قلم سنبھال کر اور دل لگا کر لکھا ہوگا
ورنہ صرف تحریر سرسری ہے اوسکی شہرت میری سخنوری کے شکوہ کے منافی ہے اس سے
قطع نظر کیا ضرور ہے کہ ہمارے آپس کے معاملات اور وںپر ظاہر ہوں خلاصیہ کہ ان
رقعات کا چھاپا میرے خلاف طبع ہے محررہ پنجشنبہ ۱۸۔ نومبر ۱۸۵۸ء ایضاً برخوردار
اقبال نشان کو دُعا پہنچے کل جمعہ کے دن ۱۹۔ نومبر ۱۸۵۸ء کو سات کتابوں کے دو
پارسل پہنچے واقعی کتابیں جیسا کہ میرا جی چاہتا تھا اوسی روپ کی ہیں حق تعالیٰ مرزا مہر کو
سلامت رکھے رقعوں کے چھاپنے کے باب میں ممانعت لکھ چکا ہوں البتہ اس باب
میں میری راے پر تکملہ اور میرزا تفتہ کو عمل کرنا ضرور ہے مطلب عمدہ جو اس خط کی تحریر
سے منظور ہے وہ یہ ہے کہ جو کتاب تمنے بنوائی ہے اور میں نے تکملہ لکھا تھا کہ پہلے ورق کے
دوسرے صفحہ پر انگریزی عبارت لکھکر بھیجنا خدا کرے وہ عبارت تمنے نہ لکھی ہو اگر لکھدی ہو
تو ناچار اور اگر نہ لکھی ہو تو اب لکھنا اور صفحہ سادہ رہنے دینا اور اسی طرح میرے پاس
بھیجدینا یہ بھی معلوم رہے کہ اب ان کتب کی تقسیم اوس کتاب کے آنے تک ملتوی رہے
گی اور وہ کتاب میرے پاس جلد پہنچ جائے تو بہتر ہے ۲۔ نومبر ۱۸۵۸ء جواب طلب بلکہ
کتاب طلب ایضاً صاحب تم کندھولی سے کب آئے اور جب آئے تو وہ میرا خط
بیرنگ کہ جسمیں سات روپیہ کی ہنڈوی ملفوف بھی پایا یا نہیں پایا اگر پایا موافق اوس
تحریر کے عمل کیوں نفرمایا اور اوس خط میں ایک مطلب جواب طلب تھا اوسکا جواب
کیوں نہ بھجوایا اچھا اگر تم ایک آدھ دن کے واسطے کندھولی گئے تھے تو کارپردازان

مطبع نے خط لیکر رکھ چھوڑا ہوگا اور جب تم آئے ہوگے تو وہ خط نہیں دیا ہوگا پھر کیا
سبب جو تمنے جواب لکھا یا ابھی کندھولی سے تم نہیں آئے یا وہ خط میرا تلف ہوگیا تاریخ
تحریر خط مجھے یاد نہیں اب یہ لکھتا ہوں کہ اگر خط پہنچا تو مجکو خط کی اور ہنڈوی کی رسید
اور میرے سوال کا جواب لکھو اور اگر خط نہیں پہنچا تو اسکی تدبیر بتاؤ کہ اب میں ساہوکار
سے کیا کہوں اور ہنڈوی کا تمنے کسطرح سے مانگوں از اسد مضطرب روز سہ شنبہ
۳۰ نومبر ۱۸۵۸ء جواب طلب شتاب ایضاً صاحب تم خط کے جواب نہ بھیجنے سے گھبرا رہے ہوگے
حال یہ ہے کہ قلم بنانے میں میرا ہات انگوٹھے کے پاس سے زخمی ہوگیا اور ورم کر آیا
چار دن روٹی بھی مشکل سے کھائی گئی ہے بہرحال اب اچھا ہوں پنج آہنگ تمنے مول
لے لی اچھا کیا دو چھاپے ہیں ایک بادشاہی چھاپا خانے کا اور ایک منشی نورالدین کے
چھاپا خانے کا پہلا ناقص ہے دوسرا سراسر غلط ہے کیا کہوں تمسے ضیاءالدین خاں جاگیردار
لوہارو میرے سبھی بھائی اور میرے شاگرد رشید ہیں جو نظم و نثر میں میں نے کچھ لکھا وہ
اونھوں نے لیا اور جمع کیا چنانچہ کلیات نظم فارسی چوتن پچین جزو اور پنج آہنگ اور
مہر نیمروز اور دیوان ریختہ سب ملکر سوا سو جزو مطلے اور مذہب اور انگریزی ابریکی جلدیں
الگ الگ کوئی ڈیڑھ سو دو سو روپیہ کے صرف میں بنوائی میری خاطر جمع کہ کلام میرا سب یکجا
فراہم ہے پھر ایک شاہزادہ نے اوس مجموعہ نظم و نثر کی نقل لی اب دو جگہ میرا کلام اکٹھا
ہوا کہاں سے یہ فتنہ برپا ہوا و شہر لٹے وہ دونوں جگہ کا کتاب خانہ خوان یغما ہوگیا ہر چند
میں نے آدمی دوڑائے کہیں سے اون میں سے کوئی کتاب ہاتھ نہ آئی وہ سب قلمی ہیں
غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ قلمی فارسی کا کلیات قلمی ہندی کا کلیات قلمی پنج آہنگ
قلمی مہر نیمروز اگر کہیں انمیں سے کوئی نسخہ بکتا ہوا آوے تو اوسکو میرے واسطے خرید کر لینا اور

مجکو اطلاع کرنا میں قیمت بھیجکر منگوالوں گا جناب ہنری اسٹورٹ ریڈ صاحب کو ابھی میں خط
نہیں لکھ سکتا اون کی فرمایش ہے اردو نثر کی وہ انجام پائے تو اوس کے ساتھ اونکو
خط لکھوں مگر بھائی تم غور کرو اردو میں میں اپنی قلم کا زور کیا صرف کرونگا اور اُس عبارت میں
معانی نازک کیونکر بھروں گا ابھی تو یہی سوچ رہا ہوں کہ کیا لکھوں کونسی بات کونسی کہانی
کونسا مضمون تحریر کروں اور کیا تدبیر کروں تمہاری رائے میں کچھ آئے تو مجکو بتاؤ ایک
قرینہ سے مجکو معلوم ہوا ہے کہ شاید گورنمنٹ سو دو سو دستنبو کی خریداری کریگی اور ان نسخوں کو
ولایت بھیجے گی کیا بعید ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ میں تمہارے پاس الہ آباد سے حکم پہنچے صبح روز شنبہ
۱۱ دسمبر ۱۸۵۸ء ایضاً بھائی یہ بات تو کچھ نہیں کہ تم خط کا جواب نہیں لکھتے خیر دیر سے
لکھو اگر شتاب نہیں لکھتے تمہارا خط آیا اوسکے دوسرے دن میں نے جواب بھجوایا آجتک تمنے
اوسکا جواب نہ بھیجا حالانکہ اوسمیں جواب طلب باتیں تھیں یعنے میں نے اپنی نظم و نثر کی کتب کا
حال تمکو لکھکر تم سے یہ استدعا کی تھی کہ قلمی جو نسخہ تمہارے ہات آجائے وہ تم خرید کرکے مجھے
بھیجدینا ریڈ صاحب کے باب میں میں نے یہ لکھا تھا کہ جب کچھ اردو کی نثر اونکے واسطے لکھ
لونگا تو دستنبو کی خریداری کی خواہش کرونگا مہذا تم سے صلاح پوچھی تھی کہ کس حکایت
اور کس روایت کو فارسی سے اردو کروں تم نے اس بات کا بھی جواب نہ لکھا سید حفیظ الدین احمد
کی مہر کے کھدوانے کو تمنے لکھا تھا کہ ملتوی رہے پھر اوسکا بھی کچھ بیورا نہ لکھا میں اوسکو بھی
کچھ نہیں سمجھا اسکو یکسو کرو ہاں ناں لکھ بھیجو تمہاری مہر بدرالدین ملیخاں کو دی گئی ہے یقین
تو یہ ہے کہ اسی دسمبر مہینے میں تمہارے پاس پہنچ جائے اور ۱۸۵۸ سن کہدیں شاید کچھ دیر ہو
تو جنوری ۱۸۵۹ء میں کہدے اس سے زیادہ دیر نہ ہوگی تمکو یہ حرف آخر کہا علاوہ تمکو
اپنی مہر سے کام سچ تو کہو کیا پھر کندھولی گئے ہو گیا کر رہے ہو کس شغل میں ہو یا مجھ سے خفا ہو

اگر خفا ہو تو اور کچھ نہ لکھو خفگی کی وجہ لکھو بہرحال اس خط کا جواب شتاب بھیجو اور اسی خط میں
بعد ان سب باتوں کے جواب کے مولوی قمرالدین خاں کا حال لکھو کہ وہ کہاں ہیں اور
کسطرح ہیں برسرکار ہیں یا بیکار ہیں اچھا میرا بھائی اس خط کے جواب میں در رنگ نہو
زیادہ کیا لکھوں غالب مرسلہ چارشنبہ ۱۵۔ دسمبر ۱۸۵۸ء ایضاً برخوردار آج اسوقت تمہارا
خط مع لفافوں کے لفافے کے آیا دل خوش ہوا بھائی میں اپنے مزاج سے ناچار ہوں
یہ لفافے از مقام و در مقام و تاریخ و ماہ مجکو پسند نہیں آگے جو تمنے مجھے بھیجے تھے وہ
بھی میں نے دوستوں کو بانٹ دیے اب یہ لفافوں کا لفافہ اس مراد سے بھیجتا ہوں
کہ ان کی عوض یہ لفافے جو در مقام واز مقام سے خالی ہیں جنمیں تم اپنے خط بھیجا
کرتے ہو مجکو بھیجدو اور یہ لفافے اوسکے عوض مجھ سے لے لو اور اگر اوس طرح کے
لفافے نہوں تو اُنکی کچھ ضرورت نہیں مہر کے واسطے صاحب زمرد کا نگینہ اور پھر چینے کی
دال کی برابر اور ہشت پہلو اس اوجڑے شہر میں کہاں ملے گا عقیق بہت خوش
رنگ سیاہ یا سرخ جیسا تمنے آگے لکھا ہے ہشت پہلو ہوگا یہ مہر میری طرف سے
تمکو پہنچے گی تمکو ہر حرف و حرف سے کچھ مدعا نہیں آپ اپنی مہر چاہو زمرد پر چاہو املاس
پر کھدواؤ میں تو عقیق کی مہر تمکو دونگا ہی وہ دوسری مہر جب تمہاری مہر گھس چکے
گی جسطرح تم کہوگے کھد جائے گی میاں کیا قرینہ بتاؤں گورمنٹ کی خریداری کا ایک
بات ایسی ہے کہ ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا خدا کرے اوسکا ظہور ہو جائے ابھی مجھ سے
کچھ نہ پوچھو۔ جناب ریڈ صاحب صاحبی کرتے ہیں میں اُردو میں اپنا کمال کیا ظاہر
کرسکتا ہوں اوسمیں گنجایش عبارت آرائی کی کہاں ہے بہت ہوگا تو یہ ہوگا کہ میرا
اُردو بہ نسبت اوروں کے اُردو کے فصیح ہوگا خیر بہرحال کچھ کرونگا اور اردو میں

اپنا زور قلم دکھاؤ نکاتے کا ہونا اور دستور کا آنا یہ چاہتا ہے کہ تم نے رات کو بڑی قسم کی
شراب مقدار میں زیادہ پی ہوگی کچھ تبرید کرو اور شراب زیادہ نہ پیا کرو سیلر رقعہ تمہارے
نام کا اور تفتہ کا رقعہ تمہارے نام کا حسب الحکم تمہارے واپس بھیجا جاتا ہے میں نے تفتہ
کا خفا ہونا اسی طرح لکھا تھا جیسا تمکو تمہارا خفا ہونا لکھا تھا بھلا وہ میرے فرزند کی جگہ
ہیں مجھ سے خفا کیوں ہوں گے اوس دن سے آج تک دو تین خط اون کے آچکے ہیں
چنانچہ ایک خط ابھی تمہارے خط کے ساتھ ڈاک کا ہرکارہ دے گیا ہے محررہ شنبہ ۱۸۔
دسمبر ۱۸۵۸ء ایضاً اب ایک امر خاص کو سمجھو دو جلدیں دستنبو کی مجکو لکھنؤ بھیجنی ہیں اور
میرے پاس کوئی جلد نہیں ہے اب جو تمسے منگواؤں اور یہاں سے لکھنؤ بھجواؤں
تو ایک قصہ ہے یہ صاحب لوگ اطراف وجوانب سے مجھ پر فرمایشیں بھیجتے ہیں تمسے
بقیمت کوئی نہیں منگواتا چالیس جلدیں پہلی اور بارہ یہ حال کی سب تقسیم ہوگئیں
ان دونوں صاحبوں کی خاطر مجکو بہت عزیز ہے ایک روپیہ ۳۲ ٹکٹ اور دو آنے کے
۲ ٹکٹ اس خط میں ملفوف کرکے تمکو بھیجتا ہوں دو پارسل الگ الگ لکھنؤ کو ارسال کرو
آنے آنے کا ٹکٹ اوسپر لگا دو ایک پارسل پر یہ لکھوائیں پارسل بصیغہ ہیم فلٹ پاکٹ
اسٹامپ پیڈ در لکھنؤ بہ محلہ نخاس در امام باڑہ اکرام اللہ خاں بمکان مرزا عنایت علی
بخدمت میر حسین علی صاحب برسد مرسلہ شیونرائن مہتمم مطبع مفید خلایق از آگرہ
دوسرے پارسل پر یہی عبارت مگر مکان کا پتا اور نام اور لکھنؤ بہ احاطۂ خانساماں متصل تکیہ شیر علی
بمکانات مولوی عبد الکریم مرحوم بخدمت مولوی سراج الدین احمد صاحب برسد
سمجھ لئے یعنے دو پارسل اسٹامپ پیڈ دونوں لکھنؤ کو ایک بنام میر حسین علی اور ایک
بنام سراج الدین احمد بسبیل ڈاک روانہ کردو اور انصاحبان دونوں پارسلوں کی

روانگی کی تاریخ مجکو لکھ بھیجو تاکہ میں اپنے خط میں اونکو اطلاع دوں ایک امر اور ہے اگر تم بھی اس رائے کو پسند کرو یعنے جسطرح سے تمنے ایک جلد نہری اسٹورٹ ریڈ صاحب کو اپنی طرف سے بھیجی ہے اسیطرح دو جلدیں ان دونوں صاحبوں کو جنکا نام کاغذ میں لکھا ہوا ہے بھیجدو مگر اپنی ہی طرف سے میرا اوسمیں اشارہ بنایا جاوے اور یہہ دونوں صاحب بالفعل دلی میں وارد ہیں یہہ بات ایسی نہیں ہے کہ خواہی نخواہی اسکو کیا ہی چاہئے ایک صلاح ہے اور نیک صلاح ہے مناسب جانو کرو ورنہ جانے دو میاں اُردو کیا لکھوں میرا یہ منصب ہے کہ مجھپر اُردو کی فرمایش ہو خیر ہوئی اب میں کہانیاں قصے کہاں ڈھونڈھتا پھروں کتاب نام کو میرے پاس نہیں نہ شین ملجائے حواس ٹھکانے ہو جائیں تو کچھ فکر کروں پیٹ پڑیں روٹیاں تو بھی گلاں موٹیاں۔ زیادہ زیادہ غالب ورسہ شنبہ ۴۔ جنوری ۱۸۵۹ء جواب طلب ایضاً پرسوں اور کل دو ملاقاتیں جناب آرتلڈ صاحب بہادر سے ہوئیں کیا کہوں کہ مجھ پر بے سابقہ معرفت کیا عنایت فرمائی میں یہ جانتا ہوں کہ گویا مجکو مول لے لیا آج وہ یہاں اور ہیں کل جائیں گے دستنبو تمہاری بھیجی ہوئی اون کے پاس نہیں پہنچی ناچار ایک دستنبو اور ایک پنج آہنگ اپنے پاس سے اونکی نذر کر آیا ہوں لکھنو کے دونوں پارسلوں کی رسید مجکو آجتک نہیں آئی آخر رسید تو تمکو پارسلوں کی ملی ہوگی ڈاک میں سے معلوم کر کے مجکو لکھ بھیجو دیر نکرو ورنہ میں مشوش رہونگا از غالب نگاشتہ صبح شنبہ ۱۵۔ جنوری ۱۸۵۹ء ایضاً صاحب میں ہندی غزلیں بھیجوں کہاں سے اردو کی دیوان چھاپے کے ناقص ہیں بہت غزلیں اوسمیں نہیں ہیں قلمی دیوان جو تم اور اکمل تھے وہ لٹ گئے یہاں سب کو کہہ رکھا ہے کہ جہاں بکتا ہوا نظر آجائے لیلو تمکو بھی لکھ بھیجا اور ایک بات اور تمہارے خیال میں ہے کہ میری غزل پندرہ سولہ بیت کی بہت شاذ و نادر ہے بارہ بیت سے زیادہ

اور نو شعر سے کم نہیں ہوتی جس غزل کے تئیں پانچ شعر لکھے ہیں یہ نو شعر کی ہے ایک
دوست کے پاس اُردو کا دیوان چھاپے سے کچھ زیادہ ہے اوسنے کہیں کہیں سے مسودات
متفرق بہم پہنچائے ہیں چنانچہ پنہاں ہوگئیں ویراں ہوگئیں یہ غزل مجکو اوسی سے ہات
آگئی ہے اب میں نے اوسکو لکھا ہے اور تمکو یہ خط لکھ رہا ہوں خط لکھکر رہنے دونگا جب اوسکے
پاس سے ایک غزل آجائے گی تو اسی خط میں ملفوف کرکے بھیجدونگا یہ خط یا آج روانا
ہوجائے یا کل میں نے ایک قصیدہ اپنے محسن و مُربی قدیم جناب فریڈرک انڈمنٹن صاحب
لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال کی مدح میں اور ایک قصیدہ جناب منٹگمری لفٹنٹ
گورنر بہادر ملک پنجاب کی تعریف میں لکھا ہے اگر کہو تو یہ بھیجدوں مگر فارسی میں اور
چالیس چالیس پینتالیس پینتالیس شعر ہیں کتب دستنبو کے بک جانے سے میں خوش
ہوا خدا کرے جسکو دی ہو دو تین غلطیاں جو معلوم ہیں وہ بنادی ہوں یہ نہ معلوم ہوا کہ
صاحب لوگوں نے خریدیں یا ہندوستانیوں نے لیں تم یہ بات مجکو ضرور ضرور لکھو دیکھو
صاحب تم گھبراتے تھے آخر یہ جنس پڑی نرہی اور بک گئی بھائی ہندوستان کا قلمرو
بیچراغ ہوگیا لاکھوں مرگئے جو زندہ ہیں اونمیں سینکڑوں گرفتار بند بلا ہیں جو زندہ ہے
اوسمیں مقدور نہیں میں ایسا جانتا ہوں کہ یا تو صاحبان انگریز کی خریداری آئی ہوگی
یا پنجاب کے ملک کو یہ کتابیں گئی ہوں گی یورپ میں کم بکی ہوں گی میاں میں تمکو
اپنا فرزند جانتا ہوں خط لکھنے نہ لکھنے پر موقوف نہیں ہے تمہاری جگہ میرے دل
میں ہے اب میں طبع آزمائی کرتا ہوں اور جو غزل تمنے بھیجی ہے اوسکو لکھتا ہوں خدا
کرے تو نے شعر یاد آجاویں غزل

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے	تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

وہ چیز جس کے لئے ہو ہمیں بہشت عزیز
سوائے بادہ گلفام مشکبو کیا ہے

پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تجھ سے
وگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہئے کہ آرزو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

یہ تمہارا اقبال ہے کہ نو شعر یاد آگئے ایک غزل یہ اور دو غزلیں وہ جو آیا چاہتی ہیں تین ہفتہ کا گودام تمہارے پاس فراہم ہوگیا اگر منگواؤ گے تو قصیدے بھی دونوں بھیج دوں گا

مرقومہ سہ شنبہ ۱۹- ماہ اپریل ۱۸۵۹ء ایضاً بھائی حاشا ثم حاشا اگر یہ غزل میری ہو تو اسد اور لینے کے دینے پڑے + اس غریب کو میں کچھ کیوں کہوں لیکن اگر یہ غزل میری ہو تو مجھ پر ہزار لعنت اس سے آگے ایک شخص نے یہ مطلع میرے سامنے پڑھا اور کہا کہ قبلہ آپ نے کیا خوب مطلع کہا ہے ؎ اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی + میرے شیر شاباش رحمت خدا کی + میں نے یہی اون سے کہا کہ اگر یہ مطلع میرا ہو تو مجھ پر لعنت بات یہ ہے کہ ایک شخص میرا مانی اسد ہو گزرے ہیں یہ مطلع اور یہ غزل اون کے کلام معجز نظام میں سے ہے اور تذکروں میں مرقوم ہے ہیں نے تو کوئی دو چار برس ابتدا میں اسد تخلص رکھا ہے ورنہ غالب ہی لکھتا رہا ہوں تم طرز تحریر اور روش فکر پر بھی نظر نہیں کرتے میرا کلام اور ایسا مزخرف یہ قصہ تمام ہوا وہ غزل جو تمہارے پاس پہنچ گئی ہے چھاپنے سے

پہلے ایک نقل اوسکی مرزا حاتم علی مہر کو دیدینا جسدن یہ میرا خط پہنچے اوسی دن وہ غزل
نقل کرکے اونکو بھیجدینا دستنبو کی خریداری کا حال معلوم ہوگیا میرا بھی یہی گمان تھا
کہ لاہور کے ضلع میں گئے ہوں گے جناب سکلوڈ صاحب فناشل کمشنر پنجاب نے بذریعہ
صاحب کمشنر دہلی مجھ سے منگوائی تھی ایک جلد اونکو بھی بھیج چکا ہوں قصیدے میں نے
دو لکھے ہیں ایک اپنے مربی قدیم جناب فریڈرک اوشنٹن صاحب بہادر کی تعریف
میں اور ایک جناب منٹگمری صاحب بہادر کی مدح میں ایک پچپن شعر کا ایک چالیس
بیت کا اور پھر فارسی اونکو ریختہ کی غزلوں میں کیا چھاپوگے جانے بھی دو رہیں
غزلیں سابق کی وہ جو میرے ہات آئی جائیں گی بھجواتا جاؤں گا میاں تمہاری
جانکی قسم نہ میرا اب ریختہ لکھنے کو جی چاہے نہ مجھسے کہا جاے اس دو برس میں
صرف وہ پچیس شعر بطریق قصیدہ تمہاری خاطر سے لکھکر بھیجے تھے سوائے اوس کے اگر میں نے
کوئی ریختہ کہا ہوگا تو گنہگار بلکہ فارسی غزل بھی واللہ نہیں لکھی صرف یہ دو قصیدے لکھے
ہیں کیا کہوں کہ دل و دماغ کا کیا حال ہے پرسوں ایک خط تمہیں اور لکھ چکا ہوں اب
اوسکا جواب نہ لکھنا والدعا چارشنبہ ۲۶- اپریل ۱۸۵۶ء ایضا برخوردار منشی شیونرائن
کو دعا پہنچے خط تمہارا مع اشتہار کے پہنچا یہانکا حال یہ ہے کہ مسلمان امیروں میں تین
آدمی نواب حسن علی خاں نواب حامد علیخاں حکیم احسن اللہ خاں سوانکا حال یہ ہے کہ روپیہ
ہے تو کپڑا نہیں معہذا یہانکی اقامت میں تذبذب خدا جانے کہاں جائیں کہاں رہیں
حکیم احسن اللہ خاں نے آفتاب عالمتاب کی خریداری کرلی ہے اب وہ مکرر حالات
دربار شاہی کیوں لیں گے سوائے ساہوکاروں کے یہاں کوئی امیر نہیں ہے وہ
لوگ اسطرف کیوں توجہ کریں گے تم ادھر کا خیال دل سے دھو ڈالو رہا نام اس

رسالے کا تاریخی جانے دو رستخیز ہند تو غائے سپاہ فتنہ محشر ایسا کوئی نام رکھو اب
تم یہ بتاؤ کہ رئیس رامپور کے ہاں بھی تمہارا اخبار یا معیار الشعرا جاتا ہے یا نہیں اب کے
تمہارے معیار الشعرا میں میں نے یہ عبارت دیکھی تھی کہ امیر شاعر اپنی غزلیں بھیجتے
ہیں ہمکو جب تک اونکا نام و نشان معلوم نہو گا ہم اون کے اشعار نہ چھاپیں گے سو
میں تمکو لکھتا ہوں کہ یہ میرے دوست ہیں اور امیر احمد انکا نام ہے اور امیر تخلص کرتے ہیں
لکھنو کے ذی عزت باشندہ نہیں ہیں اور وہان کے بادشاہوں کے روشناس اور
مصاحب رہے ہیں اور اب وہ رامپور میں نواب صاحب کے پاس ہیں میں اونکی
غزلیں تمہارے پاس بھیجتا ہوں میرا نام لکھکر ان غزلوں کو چھاپ دو یعنے غزلیں جانب
نے ہمارے پاس بھیجیں اور اوسکے لکھنے سے انکا نام اور انکا حال معلوم ہوا نام اور
حال وہ جو میں اوپر لکھ آیا اسکو اپنے معیار الشعرا میں چھاپ کر ایک دو ورقہ یا چہار ورقہ رسالہ
اون کے پاس بھیجدو اور سرنامہ پر یہہ لکھو کہ در رامپور بردر دولت حضور رسیدہ بخدمت
مولوی امیر احمد صاحب امیر تخلص برسد اور مجکو اسکی اطلاع دو اور اوس امر کی بھی اطلاع
دو کہ رامپور کو تمہارا اخبار جاتا ہے یا نہیں ۱۲ مرسلہ یکشنبہ ۱۲ جون ۱۸۵۹ء ایضا برخوردار
نورچشم منشی شیونرائن کو دعا پہنچے صاحب میں تو منتظر تمہارے آنے کا تھا کسواسطے
کہ منشی پیارے لال بھائیوں میں ہیں ماسٹر رامچند رکے اونہوں نے پرسوں مجھ سے کہا تھا
کہ منشی شیونرائن دو تین دن میں آیا چاہتے ہیں آج صبحکو ناگاہ تمہارا خط آیا اب مجکو
اسکا پوچھنا تم سے ضرور ہوا کہ انے کی تمہاری خبر جھوٹ تھی یا ارادہ تھا اور کس سبب سے
موقوف رہا بابو ہرگوبند سہائے کا میں بڑا احسان مند ہوں حق تعالی اس کوشش
کے اجر میں اونکو عمر و دولت دے سعادتمند اور نیکبخت آدمی ہیں ۱۲ تمہاری خواہش کو

میں اچھی طرح سمجھا نہیں مصرع تمنے لکھا اور وہ چھاپا گیا ہزار پانسو دو ورقے چھپ گئے
اب جو مصرع اور کہیں سے بہم پہنچیگا وہ کس کام آئیگا خود لکھتے ہو کہ پہلا جزو تمکو بھیجا
صبر کرو وہ جزو آنے دو میں اوسکو دیکھ لوں یقین ہے کہ قلمی ہوگا اوسکو دیکھکر اور مضامین
کو سمجھکر مصرع بھی تجویز کردونگا مگر اتنا تم اور بھی لکھو کہ آیا یوں منظور ہے کہ اس مصرع
کی جگہ اور مصرع لکھو یا یہی چاہتے ہو کہ یہ بھی رہے اور وہ بھی رہے خط تمہارا آج آگیا ہے
پم فلٹ پاکٹ یا آج شام کو یا کل شام تک آجائے گا ۱۲ سہ شنبہ ۲۰ - جولائی ۱۸۵۹ء -
ایضاً برخوردار کو بعد دعا کے معلوم ہو تمہارا خط پہنچا اور خط سے کئی دن پہلے رسالہ
بغاوت ہند پہنچا تمہارے تصمیم عزیمت سے میں خوش ہوا اللہ اللہ اپنے یار نسبی دھر
کے پوتے کو دیکھونگا رسالہ بغاوت ہند ماہ بماہ اور معیار الشعرا ہر مہینے میں دو بار پہنچتا
رہے باقی گفتگو عند الملاقات ہو رہے گی - اپنی شفیق دلی ماسٹر رامچند صاحب کو تمہارے
آنے کی اطلاع دی وہ بہت خوش ہوے جو رقعہ اونھوں نے میرے رقعہ کے جواب میں
لکھا ہے وہ تمکو بھیجتا ہوں پڑھ لینا اگر دستنبوئیں باقی ہوں تو دو اپنے ساتھ لیتے
آنا غالب شنبہ ۲۳ - جولائی ۱۸۵۹ء ایضاً میاں یہ کیا معاملہ ہے، ایک خط اپنی رسید
کا بھیجکر پھر تم چپکے ہو رہے نہ معیار الاشعار نہ بغاوت ہند نہ میرے خط کا جواب نہ
ہنڈوی کی رسید برخوردار نواب شہاب الدین خاں نے اگست سے دسمبر تک
پنجماہہ معیار الاشعار و بغاوت ہند کا بھیجا ہے یعنے ۱۲ مجکو دیے اور میں نے ہنڈوی
لکھوا کر وہ ہنڈوی اپنے خط میں لپیٹ کر تمکو بھیجی یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ خط پہنچا یا نہیں
پہنچا جب ان مطالب جزئی کا یہ حال ہے تو کتاب اور انگریزی عرضی کا تو ابھی کیا ذکر ہے
خدا کے واسطے ان سب مقاصد کا جواب جدا جدا لکھو آج اگست کی ۱۷ بدھ کا دن ہے

پہلا نمبر میعار الاشعار کا بھی نہیں آیا یہ ہے کیا مہر تمہاری کھدنی شروع ہوگئی ہے اسی
اگست کے مہینے میں تمہارے پاس پہنچ جائے گی اچھا میرا بھائی اس خط کا جواب جلد پاؤ
اور کتاب اور عرضی کا بھی اگر تقاضا کروں تو بعید نہیں مگر آج شام تک اس خط کو رہنے
دونگا اگر تمہارا خط یا میعار الاشعار یا بغاوت ہند کوئی لفافہ شام تک آیا تو اس خط کو
پھاڑ ڈالوں گا ورنہ کل صبح کو ڈاک میں بھجوا دونگا اپنے والد کو دعا اور اشتیاق دیدار
کہدینا۔ مرقومہ چہارشنبہ ۷ ماہ اگست ۱۸۵۹ء وقت دوپہر ایضاً کیوں میری جان تمنے
خط لکھنے کی قسم کھائی ہے یا لکھنا ہی بھول گئے ہو شہر میں ہو یا نہیں ہو تمہارے مطبع کا
کیا حال ہے تمہارا کیا طور ہے تمہارے چچا کا مقدمہ کیونکر فیصل ہوا میرا کام تمنے کسطرح
درست کیا کروگے یا نہیں میعار الاشعار کا پارسل پہنچ گیا بغاوت ہند کا پارسل ابہی نہیں
آیا ان سب مطالب کا جواب لکھو اور شتاب لکھو۔ محررہ پنجشنبہ ۲۲ ستمبر ۱۸۵۹ء ایضاً
برخوردار منشی شیونرائن کو بعد دعا کے معلوم ہو کیا میرے خط نہیں پہنچتے کہ جواب اودھم
سے نہیں آتا دو مجلد بغاوت ہند کے زیادہ پہنچے ہیں اوسکے واسطے تم سے پوچھا گیا تھا
اوسکا بھی جواب نہ آیا میں نے یوسف علیخاں عزیز کے خط میں کچھ عبارت تمہارے
نام لکھی تھی کیا اونھوں نے تمکو نہ پڑھائی ہوگی اوسکا بھی تمنے جواب نہ لکھا ولایت
کی عرضی اور کتاب کے باب میں تو میں کچھ کہتا ہی نہیں جو اوسکا جواب مانگوں کچھ
مجھ سے خفا ہوگئے ہو تو ویسی کہو یہ خط تمکو بیرنگ بھیجتا ہوں تاکہ تمکو تقاضا معلوم ہو اے لو
ایک اور بات سنو تمہارا تو یہ حال کہ مجکو خط لکھنے کی گویا تمنے قسم کھائی ہے
اور میری خواہش کہ نواب گورنر جنرل بہادر کی خبر جو وہاں تمکو معلوم ہوا کرے مجکو
لکھا کرو خصوصاً اکبرآباد میں اگر جو کچھ واقع ہو وہ مفصل لکھوایا جناب لفٹنٹ گورنر بہادر

بھی ساتھ آئیں گے یا جدا جدا آکر یہاں فراہم ہو جائیں گے دربار کی صورت خیر خواہ ہونگے
تقسیم انعام کی حقیقت کوئی نیا بندوبست جاری ہوا وسکی کیفیت یہ سب مراتب مجکو لکھا
کرو دیکھو خبردار اس امر میں تساہل نکرنا اب کیا سنتے ہو لکھنؤ سے کہاں آئے ہیں کانپور
فرخ آباد ہوتے ہوئے آگرہ آئیں گے کہاں کہاں کون کون رئیس آملے گا لکھنؤ کے دربار
کا حال جو کچھ سُنا ہو وہ لکھو اگرچہ یہاں لوگوں کے ہاں اخبار آتے رہتے ہیں اور میری
بھی نظر سے گزر جاتے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہارے خط سے آگہی پاتا رہوں تم جو
لکھو گے مفتح اور مفصل لکھو گے یقین ہے کہ برادرزادہ عزیز یعنے تمہارے والد ماجد نے
مرزا یوسف علیخاں کی کام کی درستی لالہ جوتی پرشاد کی سرکار میں کردی ہوگی اسکی بھی
اطلاع ضرور ہے صبح چارشنبہ ۲ر نومبر ۱۸۵۹ء جواب کا طالب غالب ایضاً برخوردار دو خط
آئے اور آج یکشنبہ ۱۳ نومبر کو لفافہ اخبار آیا یا وہ اخبار بھائی ضیاء الدین خاں
صاحب کے ہاں آتا ہے اور وہ میرے پاس بھیجدیا کرتے ہیں اسکی حاجت نہیں
اپنے اور میرے ٹکٹ کیوں برباد کرو میرا مقصود اسی قدر ہے کہ فرخ آباد کے اخبار
بسبب قرب کے وہاں معلوم ہوتے ہوں گے جو سنو وہ مجکو لکھو اور جب نواب معلے
القاب آگرے میں آجائیں تو اپنا مشاہدہ مجکو لکھتے رہو بس غرض اتنی ہی ہے آجکا
اخبار لفافہ بدل کر آج ہی بھیجدیتا ہوں اور دونوں کتابیں بغاوت ہند پرسوں
بھیج چکا ہوں تمہارے والد کی طرف سے مجکو بڑی تشویش ہے دعا کر رہا ہوں خدا
میری دعا قبول کرے اور اونکو شفائے کامل دے میری دعا اون کو پہنچا دینا۔
مرزا یوسف علی خاں عزیز کا حال معلوم ہوا یہ عالیخاندان اور ناز پروردہ آدمی ہیں
انکو جو راحت پہنچاؤ گے اور جو انکی خدمت بجالاؤ گے اوسکا خدا سے اجر پاؤ گے

زیادہ سوائے دعا کے کیا لکھوں ۱۲ غالب روز یکشنبہ ۱۳ نومبر ۱۸۵۹ء ایضاً میر سجان دو جلدیں
بغاوت ہند کی پرسوں میرے پاس پہنچیں اوسوقت برخوردار میرزا شہاب الدین خاں بیٹھے ہوئے تھے ایک
جلد اونکو دی ایک میں نے رہنے دی کل ایک پارسل اور میرے نام کا آیا میں خوش
ہوا کہ ولایت کی عرضی اور دستنبو کا پارسل ہوگا دیکھا تو وہی دو جلدیں بغاوت
ہند کی ہیں حیران رہگیا کہ یہ کیا ظاہرا مہتمان ارسال نے ازراہ سہو دوبارہ بھیجدی
ہیں چاہتا تھا کہ لفافہ بدلکر ڈبل ٹکٹ لگا کر بھیجدوں پھر سوچا کہ پہلے تمکو اطلاع کروں
شاید یہیں کسی اور کو دلوا دو بس اب تمہارے کہنے کا انتظار ہے جو کہو سو کروں کہو
تمکو بھیجدوں کہو کہیں اور تمہاری طرف سے بھیجدوں میرے کسی کام کی نہیں والدعا
راقم اسد اللہ مرقومہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۹ء ایضاً برخوردار کامگار کو بعد دعا کے معلوم ہو
کہ دستنبو کے آغاز کی عبارت از روئے احتیاط دوبارا رسال کی ہے یقین ہے کہ
پہنچ گئی ہوگی اور چھاپی گئی ہوگی اور آپنے اوسی عبارت سے اشتہار بھی اخبار میں
چھاپا ہوگا یا اب چھاپیگا بہرحال اس شہر کے اخبار سنیے حکم ہوا ہے کہ دوشنبہ
کے دن پہلی تاریخ نومبر کو رات کے وقت سب خیر خواہان انگریز اپنے اپنے گھروں
میں روشنی کریں اور بازاروں میں اور صاحب کمشنر بہادر کی کوٹھی پر بھی روشنی
ہوگی فقیر بھی اسی تہیدستی میں کہ اٹھارہ مہینے سے پنشن مقرری نہیں پایا اپنے
مکان پر روشنی کریگا اور ایک قطعہ پندرہ بیت کا لکھکر صاحب کمشنر شہر کو بھیجا ہے
آپکے پاس اوسکی نقل بھیجتا ہوں اگر تمہارا جی چاہے تو اوسکو چھاپو اور جس نمبر
میں یہ چھاپا جاوے وہ نمبر میرے دیکھنے کو بھیج دینا اور اب فرمائے کہ میں کتابوں کی
آنے کا کب تک انتظار کروں

قطعہ

دریں روزگار ہمایون و فرخ — کہ گوئی بود روزگار چراغاں
شدہ گوش پر نور چوں چشم بینا — ز آوازۂ اشتہار چراغاں
مگر شہر دریائے نور است کانجا — نگہ گشتہ ہر سو دو چار چراغاں
بسر بردہ بر چرخ مہر منور — ہمہ روز در انتظار چراغاں
گواہ من اینک خطوط شعاعی — کہ دارد دلش خار خار چراغاں
دریں شب روا باشد ار چرخ گرداں — کند گنج انجم نثار چراغاں
نبود است در دہر زیں پیش ہرگز — بدیں روشنی روئے کار چراغاں
شد از فیض شاہنشہ انگلستاں — فزوں رونق کار و بار چراغاں
جہاندار و کٹوریا کز فروغش — ز آتش دمد لالہ زار چراغاں
ز عدلش چناں گشت پروانہ ایمن — کہ شد دیدبان حصار چراغاں
بفرمان سر جان لارنس صاحب — شد ایں شہر آئینہ دار چراغاں
بدہلی فلک رتبہ ساندرس صاحب — برآراست نقش و نگار چراغاں
شد از سعی ہنری اجرٹن بہادر — رواں ہر طرف جوئبار چراغاں
سخن سنج غالب ز روی عقیدت — دعا مے کند در بہار چراغاں
کہ باد افزوں سال عمر شہنشہ — بروئے زمیں از شمار چراغاں

ایضاً بر خور دار منشی شیو نرائن کو دعائے دوام دولت پہنچے کل تمہارا خط پہنچا دل خوش ہوا باقر علیخاں اور حسین علیخاں یہ دو میرے پوتے ہیں اور تم بھی میرے پوتے ہو لیکن چونکہ تم عمر میں بڑے ہو تو پہلے تم اور بعد تمہارے یہ ہیں حسب الطلب

نواب صاحب کے دوستانہ یہاں آیا ہوں اور اپنی صفائی گورنمنٹ سے بذریعہ انکے
چاہتا ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے کتاب اور عرضی اواسط ماہ جنوری میں ولایت کو
روانہ کرکے یہاں آیا ہوں چھ ہفتے میں جہاز پہنچتا ہے یقین ہے کہ پارسل ولایت
پہنچ گیا ہوگا ؎ بہ بینیم کہ تا کردگار جہاں + دریں آشکارا چہ دارد نہاں + اپنے والد
کو میری دعا کہدینا میر یوسف علیخاں کو میری دعا کہنا اور کہنا کہ میں تمہاری فکر سے
فارغ نہیں ہوں اگر خدا چاہے تو کوئی راہ نکل آئے شنبہ ۱۳۔ مارچ ۱۸۶۰ء غالب
ایضاً برخوردار اقبال آثار منشی شیونرائن کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ایک نسخہ بغاوت
ہند کا اور ایک دو ورقہ معیار الشعرا کا معرفت برخوردار مرزا شہاب الدین خاں کے
پہنچا اور آج چہار شنبہ ۱۴ مارچ کی ہے کہ ایک نسخہ بغاوت ہند بھیجا ہوا تمہارا رام پور
پہنچا خدا تمکو جیتا رکھے اب میں شنبہ کے دن ۱۷ مارچ کو دلی روانا ہونگا تمکو بطریق
اطلاع لکھا ہے اب بدستور ارسال خطوط دلی کو رہے یہاں نہ بھیجنا ہاں بھائی
اندنوں میں برخوردار مرزا یوسف علی خاں وہاں آئے ہوئے ہیں آج ہی اونکا
خط مجکو پہنچا ہے تم ضرور اون سے ملنا منشی میر علی صاحب کے ہاں وہ اوترے ہوے
ہیں اونکو بلاکر میری دعا کہنا اور کہنا کہ اچھا ہے دلی چلے آؤ وہاں جو مجھ سے ملوگے
تو زبانی سب کلام ہو رہے گا اور اگر وہ ہاترس گئے ہوں تو یہ رقعہ جو تمہارے نام کا
ہے ایک کاغذ میں لپیٹ کر لفافہ لگاکر ہاترس کوشیخ کریم بخش چوکیدار اون کے
دفعدار کے گھر کے پتے سے بھیجدینا ضرور ضرور۔ از غالب رواں داشتہ چہار شنبہ
۱۴۔ مارچ ۱۸۶۰ء وقت دوپہر ایضاً میاں دیوان کے میرٹھ میں چھاپے جانیکی
حقیقت سُن لو تب کچھ کلام کرو میں رامپور میں تھا کہ ایک خط پہنچا سرنامہ پر لکھا تھا

عرضداشت عظیم الدین احمد منمقام میرٹھ واللہ باللہ اگر میں جانتا ہوں کہ عظیم الدین
کون ہے اور کیا پیشہ رکھتا ہے بہرحال پڑھا معلوم ہوا کہ ہندی دیوان اپنی سوداگری
اور فائدہ اوٹھانے کے واسطے چھاپا چاہتے ہیں خیر چپ ہو رہا جب میں رامپور سے
میرٹھ آیا بھائی مصطفے خانصاحب کے ہاں اوترا وہاں منشی ممتاز علی صاحب میرے
دوست قدیم مجکو ملے اونھوں نے کہا کہ اپنا اُردو کا دیوان مجکو بھیجدیجیگا عظیم الدین
ایک کتاب فروش اوسکو چھاپا چاہتا ہے اب تم سنو دیوان ریختہ اتم واکمل کہاں
تھا مگر ہاں میں نے غدر سے پہلے لکھوا کر نواب یوسف علیخاں بہادر کو رام پور بھیجدیا
تھا اب جو میں دلی سے رام پور جانے لگا تو بھائی ضیاء الدین خاں صاحب نے
مجکو تاکید کردی تھی کہ تم نواب صاحب کی سرکار سے دیوان اُردو لیکر اوسکو کسی
کاتب سے لکھوا کر مجکو بھیجدینا میں نے رامپور میں کاتب سے لکھوا کر بسبیل ڈاک
ضیاء الدین خاں کو دلی بھیجدیا تھا آمدم برسر مدعائے سابق اب جو منشی ممتاز علی
صاحب نے مجھ سے کہا تو مجھے یہی کہتے بن آئی کہ اچھا دیوان تو میں ضیاء الدین خاں
سے لیکر بھیجدونگا مگر کاپی کی تصحیح کا ذمہ کون کرتا ہے نواب مصطفے خاں نے کہا کہ میں
اب کہو میں کیا کرتا دلی اگر ضیاء الدین خاں سے دیوان ایک آدمی کے ہات نواب
مصطفے خاں کے پاس بھیجدیا اگر میں اپنی خواہش سے چھپواتا تو اپنے گھر کا مطبع
چھوڑکر پرائے چھاپے خانے میں کتاب کیوں بھجواتا آج اسیوقت میں نے نکو یہ
خط لکھا اور اسی وقت بھائی مصطفے خاں صاحب کو ایک خط بھیجا ہے اور اونکو
لکھا ہے اگر چھاپا شروع نہوا ہو تو نہ چھاپا جاے اور دیوان جلد میری پاس
بھیجا جائے اگر دیوان آگیا تو فوراً تمہارے پاس بھیجدونگا اور اگر وہاں کاپی شروع

ہوگئی ہے تو میں نا چار ہوں میرا کچھ قصور نہیں ہے اگر سرگزشت کو بھی سنکر مجکو
گنہگار ٹہراؤ تو اچھا میرا بھائی میری تقصیر معاف کیجیو رمضان اور عید کا قصہ لگا ہوا
ہے یقین ہے کہ کاپی شروع نہوئی ہوا اور دیوان میرا میرے پاس آئے اور تمکو
پہنچ جاے ۱۹۔ یا ۲۰۔ جنوری ۱۸۶۰ء کتاب اور دونوں عرضیاں ولایت کو روانہ
کرکے رامپور گیا ہوں تین مہینے کی جہاز کی آمد و رفت ہے سو گزر چکی ہے خواہی
اسی مہینے میں خواہی آغاز ماہ آیندہ یعنے مئی میں جواب کے آنے کا مترصد ہوں دیکھیے
آئے یا نہ آئے آئے تو خاطر خواہ آئے یا ایسا ہی سرسری آئے ایضا برخوردار منشی
شیونرائن کو دعا کے بعد معلوم ہو تصویر پہنچی تحریر پہنچی سنو میری عمر ستر برس کی ہے
اور تمہارا دادا میرا ہم عمر اور ہمباز تھا اور میں نے اپنے نانا صاحب خواجہ غلام حسین
مرحوم سے سنا کہ تمہارے پردادا صاحب کو اپنا دوست بتاتے تھے اور فرماتے
تھے کہ میں بنسی دھر کو اپنا فرزند سمجھتا ہوں غرض اس بیان سے یہ ہے کہ سو سوا سے
برس کی ہماری تمہاری ملاقات ہے پھر ایسمیں نامہ و پیام کی راہ و رسم نہیں اور
اس راہ و رسم کے مسدود ہونیکا حاصل یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر
نہیں اگر تمکو میرے حال سے آگاہی ہوتی تو مجکو بسبیل ڈاک کبھی اکبرآباد نہ بلاتے لواب
میری حقیقت سنو چھٹا مہینہ ہے کہ سیدھے ہات میں ایک پھنسی نے صورت پھوڑے کی
پیدا کی پھوٹ کر پھوٹکر ایک زخم زخم کیا ایک غار بنگیا ہندوستانی جراحوں کا علاج
رہا بگڑتا گیا دو مہینے سے کالے ڈاکٹر کا علاج ہے سلائیاں دوڑ رہی ہیں استرو سی
گوشت کٹ رہا ہے بیس بیس دن سے صورت افاقت کی نظر آنے لگی ہے اب
ایک اور داستان سنو غدر کے رفع ہونے اور دلی کے فتح ہونے کے بعد میرا

پنشن کہلا چڑھا ہوا روپیہ دام دام ملا آیندہ کو بدستور بے کم و کاست جاری ہوا مگر
لارڈ صاحب کا دربار اور خلعت جو معمولی و مقرری تھا مسدود ہو گیا یہانتک کہ صاحب
سکریٹر بھی مجھ سے نہ ملے اور کہلا بھیجا کہ اب گورنمنٹ کو تمسے ملاقات کبھی منظور نہیں
میں فقیر متکبر مایوس دایی ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہا اور حکام شہر سے بھی ملنا موقوف کر دیا
بڑے لارڈ صاحب کے ورود کے زمانے میں نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھی
دلی میں آئے دربار کیا خیر کرو مجکو کیا ناگاہ دربار کے تیسرے دن بارہ بجے چپراسی
آیا اور کہا کہ نواب لفٹنٹ گورنر نے یاد کیا ہے بھائی یہ آخر فروری ہے اور میرا حال
یہ ہے کہ علاوہ اوس دائیں ہاتھ کے زخم کے سیدھی ران میں اور بائیں ہات میں
ایک ایک پھوڑا جدا ہے حاجتی میں پیشاب کرتا ہوں اوٹھنا دشوار ہے بہرحال سوار
ہو گیا پہلے صاحب سکریٹر بہادر سے ملا پھر نواب صاحب کیخدمتمیں حاضر ہوا تصویر
میں کیا بلکہ تمنا میں بھی جو بات تھی وہ حاصل ہوئی یعنے عنایت سے عنایت اخلاق
سے اخلاق وقت رخصت خلعت دیا اور فرمایا کہ یہ ہم تجکو اپنی طرف سے ازراہ
محبت دیتے ہیں اور مژدہ دیتے ہیں کہ لارڈ صاحب کے دربار میں بھی تیرا نمبر
اور خلعت کھل گیا انبالہ جا دربار میں شریک ہو خلعت پہن حال عرض کیا گیا
فرمایا خیر اور کبھی کے دربار میں شریک ہونا اس پھوڑے کا بُرا ہو انبالے سجا سکا
اگر رہے کیونکر جاؤں یا بوہر گوبند سہائے صاحب کو سلام مضمون واحد ۳ مئی
ایضاً میاں تمہاری باتوں پر ہنسی آتی ہے یہ دیوان جو میں نے تمکو بھیجا ہے
اتم و اکمل ہے وہ اور کونسی دو چار غزلیں ہیں جو مرزا یوسف علیخاں عزیز کے پاس
ہیں اور اس دیوان میں نہیں اسطرف سے آپ اپنی خاطر جمع رکھیں کہ کوئی مقطع

میرا اس دیوان سے باہر نہیں مہذا اون سے بھی کہونگا اور وہ غزلیں اون سے منگا کر دیکھ لونگا تصویر میری لیکر کیا کروگے بچارہ عزیز کیونکر کھچوا سکیگا اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو مجکو لکھو میں مصور سے کھچوا کر تمکو بھیجدوں نہ نذر درکار نہ نثار میں تمکو اپنے فرزندوں کے برابر چاہتا ہوں اور شکر کی جگہہ ہے کہ تم فرزند سعادت مند ہو خدا تمکو جیتا رکھے اور مطالب عالیہ کو پہنچائے شنبہ ۳۰ جولائی ۱۸۶۰ء غالب ایضاً میاں میں جانتا ہوں کہ مولوی میر نیاز علی صاحب نے وکالت اچھی نہیں کی میرا مدعا یہ تھا کہ وہ تمپر اس امر کو ظاہر کریں کہ دلی میں ہندی دیوان کا چھپنا پہلے اوس سے شروع ہوا ہے کہ حکیم احسن اللہ خاں صاحب تمہارا بھیجا ہوا فرمہ مجکو دیں اور وہ جو میں نے یہاں کے مطبع میں چھاپنے کی اجازت دی تھی یہ سمجھکر دی تھی کہ اب تمہارا ارادہ اوسکے چھاپنے کا نہیں غور کرو میرٹھ کے چھاپے خانے والے محمد عظیم نے کس عجز و الحاح سے دیوان لیا تھا اور میں نے نظر تمہاری ناخوشی پر بجبر اوس سے پھیر لیا یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ اور کو چھاپنے کی اجازت دوں تمنے جو خط لکھنا موقوف کیا میں سمجھا کہ تم خفا ہو میں نے مولوی نیاز علی صاحب سے کہا کہ برخوردار شیونرائن سے میری تقصیر معاف کروا دینا بھائی خدا کی قسم میں تمکو اپنا فرزند دلبند سمجھتا ہوں اوس دیوان اور تصویر کا ذکر کیا ضرور ہے رامپور سے وہ دیوان صرف تمہارے واسطے لکھوا کر لایا دلی میں تصویر بہزاد جستجو بہم پہنچا کر مول لی اور دونوں چیزیں تمکو بھیجدیں وہ تمہارا مال ہے چاہو اپنے پاس رکھو چاہو کسی کو دے ڈالو چاہو بیچ کر پھینک دو تمنے دستنبو کی جلد بنوا کے ہمکو سوغات بھیجی تھی ہمنے اپنی تصویر اور اُردو کا دیوان تمکو بھیجا میرے پیارے دوست ناظر بنسی دھر کے تم یادگار

ے اے کل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری ۔ خوشنودی کا طالب غالب ۔ ۱۰ جنوری ۱۸۶۲ء

بنام بابو ہرگوپند سہائے صاحب

برخوردار بہت دن ہوئے کہ میں نے تمکو خط لکھا ہے اب اس خط کا جواب ضرور لکھو اور جلد لکھو دو سوال ہیں تمسے ایک تو یہ کہ یہاں مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر الہ آباد سے کانپور آگئے کوئی کہتا ہے آویں گے اسکا حال جو کچھ تمکو معلوم ہو لکھو دوسرا سوال یہ ہے کہ دو قسم کی انگریزی شراب ایک تو کاس ٹین اور ایک اوڈ ٹام یہ میں ہمیشہ پیا کرتا تھا اور یہ دونوں قسم بیس روپیہ حد چوبیس روپیہ درجن آتی تھی اب یہاں پہلے تو نظر ہی نہیں آتی تھی اب پچاس روپیہ اور ساٹھ روپیہ درجن آتی ہے وہاں تم دریافت کرو کہ اسکا نرخ کیا ہے اور یہ بھی معلوم کرو کہ بطریق ڈاک پہنچ سکتی ہے یا نہیں یہ دونوں امر دریافت کر کے مجکو جلد لکھو اگر بقیمت مناسب ہات آئے اور اُسکا بھیجنا ممکن ہو تو یہاں سے روپیہ کی ہنڈوی بھجدوں اور تم خرید کر بیل گاڑی کی ڈاک پر روانا کرو دو جاڑوں میں مجکو بہت تکلیف ہے اور یہ گرچہ ہال کی شراب میں نہیں پیتا یہ مجکو مضرت کرتی ہے اور مجھے اس سے نفرت ہے چار شنبہ ۲۹ - دسمبر ۱۸۵۸ء ضروری جواب طلب

از جانب غالب جاں بلب ایضاً صاحب تمکو دعا کہتا ہوں اور دعا دیتا بھی ہوں شراب کی قیمت کے دو خط بھیجے بھائی کاس ٹین اور اوڈ ٹام دونوں چوبیس روپیہ درجن میں ہمیشہ لیا کرتا تھا اب یہاں مہنگی ملتی ہے میں نے تم سے پوچھا جب وہاں بھی اس قیمت کو ملتی ہے تو میرا مقدور نہیں میں سمجھا تھا کہ شاید وہاں ارزاں ہو خیر اسکو جانے دو روٹی ہی ملے جاے تو غنیمت ہے مہینا بھر کی روٹی کا مول ایک درجن کی قیمت ہے ۔

بنام نواب امین الدین احمد خانصاحب بہادر رئیس لوہارو

بھائی صاحب ساٹھ ساٹھ برس سے ہمارے تمہارے بزرگوں میں قرابتیں بہم پہنچیں
نج کا میرا تمہارا معاملہ یہ کہ پچاس برس سے میں تمکو چاہتا ہوں بے اسکے کہ چاہت تمہاری
طرف سے بھی ہو چالیس برس سے محبت کا ظہور طرفین سے ہوا میں تمہیں چاہتا رہا تم
مجھے چاہتے رہے وہ امر عام اور یہ امر خاص کیا مقتضی اسکا نہیں کہ مجھ میں تم میں حقیقی بھائی
کا سا اخلاص پیدا ہو جائے وہ قرابت اور یہ مودت کیا پیوند خون سے کم ہے تمہارا یہ
حال سنوں اور بیتاب نہو جاوں اور وہاں نہ آؤں مگر کیا کروں مبالغہ نہ سمجھو میں ایک
قالب بے روح ہوں ؎ یکے مردہ شخصم بمردی رواں اضمحلال روح کا روز افزوں
ہے صبحکو بتریدہ قریب دوپہر کے روٹی شام کو شراب اسمیں سے جسمیں ایک چیز اپنے وقت
پر نگلی میں مر لیا واللہ نہیں آسکتا باللہ نہیں آسکتا دل کی جگہ میرے پہلو میں پتھر بھی
تو نہیں دوست نہیں دشمن بھی تو نہو نگا محبت نہیں عداوت بھی تو نہو گی آج تم دونوں
بھائی اس خاندان میں شرف الدولہ اور فخر الدولہ کی جگہ ہو میں لم یلد ولم یولد ہوں
میرزو بہ تمہاری بہن میرے بچے تمہارے بچے ہیں خود جو میری حقیقی بھتیجی ہے اوسکی اولاد
بھی تمہاری ہی اولاد ہی نہ تمہارے واسطے بلکہ ان بیکسوں کے واسطے تمہارا دعا گو ہوں
اور تمہاری سلامتی چاہتا ہوں تمنا یہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو گا کہ تم جیتے
رہو اور تم دونوں کے سامنے مر جاؤں تاکہ اس قافلہ کو اگر روٹی ندو گی تو چنے تو دو گے
اور اگر چنے بھی نہ دو گے اور بات نہ پوچھو گے تو میری بلا سے میں تو مواقق اپنے تصور کے
مرتے وقت ان فلک زدوں کے غم میں نہ اولجھونگا جناب والدہ ماجدہ تمہارا یہاں
آنا چاہتی ہیں اور ضیاء الدین خاں اسیواسطے وہاں پہنچتے ہیں سنو بعد تبدیل آب و ہوا

دو فائدے اور بھی بہت بڑے ہیں کثرت اطبا صحبت احبا تنہائی سے نہ ملول رہوگے
حرف وحکایت میں مشغول رہوگے آؤ آؤ شتاب آؤ بھائی مرزا علاوالدین خاں
تمکو کیا لکھوں جو وہاں تمہارے دلپر گزرتی ہو یہاں میری نظر میں ہے خیر دعائے
مزید عمر و دولت نجات کا طالب غالب ایضاً برادر صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان
سلامت بعد سلام مسنون و دعائے بقائے دولت روزافزوں عرض کیا جاتا ہے
کہ عطوفت نامہ کی رو سے فارسی دو غزلوں کی رسید معلوم ہوئی تیسری غزل گوہر
منتواں گفت اختر نتواں گفت جو تمہارے حسب الطلب بھیجی گئی ہے کیا نہیں پہنچی
بے شبہہ پہنچی ہوگی تم بھول گئے ہوگے کیل حاضر باش دربار اسد اللہی یعنے علائی مولائی نے
اپنے موکل کی خوشنودی کے واسطے فقیر کی گردن پر سوار ہو کر ایک اردو کی غزل
لکھوائی اگر پسند آئے تو مطرب کو سکھائی جائے جھنجھوٹی کے اونچے سروں میں راہ
رکھوائی جائے اگر جیتا رہا تو جاڑوں میں آکر میں بھی سن لونگا والسلام مع الاکرام
نجات کا طالب غالب چہارشنبہ ۲۰ ربیع الاول ۱۲۶۳ ہجری غزل

میں ہوں مشتاق جفا مجھپہ جفا اور سہی	تم ہو بیداد سے خوش اس سے سوا اور سہی
غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرت ماہ	ہیں ہوس پیشہ بہت وہ نہوا اور سہی
تم ہو بت پھر تمہیں پندار خدائی کیوں ہے	تم خداوند ہی کہلاؤ خدا اور سہی
حسن میں حور سے بڑھکر نہیں ہونے کی کبھی	آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی
تیرے کوچہ کا ہے مایل دل مضطر میرا	کعبہ ایک اور سہی قبلہ نما اور سہی
کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ	خلد بھی باغ ہے خیر آپ وہ اور سہی
کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملائیں یارب	سیر کیواسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

مجکو وہ دو کہ جسے کھاکے نہ پانی مانگوں	زہر کچھ اور سہی آب بقا اور سہی
مجھ سے غالب یہ علائی نے غزل لکھوائی	ایک بیداد گر رنج فزا اور سہی

لاحول ولاقوۃ ایضاً برادر صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت تمہاری تفریح طبع کے واسطے ایک غزل نئی لکھکر بھیجی ہے خدا کرے پسند آئے اور مطرب کو سکھائی جائے آج شہر کے اخبار لکھتا ہوں سوانح لیل ونہار لکھتا ہوں کل پنجشنبہ ۲۵ مئی کو اول روز پہلے بڑے زور کی آندھی آئی پھر خوب مینہہ برسا وہ جاڑا پڑا کہ شہر گرہ زمہریر ہوگیا بڑے دریبہ کا دروازہ ڈھایا گیا قابل عطار کے کوچہ کا بقیہ مٹایا گیا کشمیری کٹرہ کی مسجد زمین کا پیوند ہوگئی سڑک کی وسعت دوچند ہوگئی اللہ اللہ گنبد مسجدوں کے ڈھائے جاتے ہیں اور ہنود کے دیوہروں کے جھنڈیوں کے پرچم پھہراتے ہیں ایک شیر زور آور راہ پر پلتن بندر پیدا ہوا ہے مکانات جا بجا ڈھاتا پھرتا ہے فیض اللہ خاں بنگش کی حویلی پر جو گلدستے ہیں جسکو عوام گمزی کہتے ہیں اون میں سے ہاابلا کر ایک کی بنا ڈھادی اینٹ سے اینٹ بجادی واہ رے بندر یہ زیادتی اور پھر شہر کے اندر بگیستان کے ملک سے ایک سردار زادہ کثیر العیال عسیر الحال عربی فارسی انگریزی تین زبانوں کا عالم دلی میں وارد ہوا ہے بلی ماروں کے محلہ میں ٹھیرا ہے بحسب ضرورت حکام شہر سے مل لیا ہے باقی گھر کا دروازہ بند کئے بیٹھا رہتا ہے گاہ گاہ نہ ہر شام و پگاہ غالب علیشاہ درویش کے تکیہ پر آجاتا ہے اہل شہر حیران ہیں کہ کھاتا کہا سے ہے اسکے پاس روپیہ آتا کہاں سے ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ باپ سے پھر گیا ہے میں جانتا ہوں کہ بے سبب باپ کی نظر سے گر گیا ہے دیکھیئے انجام کار کیا ہو غالب علی شاہ کا قول یہ ہے کہ کل کا

بہلا ہو جمعہ ۲۶ مئی ۱۸۶۵ء ایضاً جمیل المناقب عمیم الاحسان سلامت بعد سلام مسنون و دعائے بقاے دولت روز افزوں عرض کیا جاتا ہے کہ استاد میر جان آئے اور اونکی زبانی تمہاری خیر و عافیت معلوم ہوئی خدا تمکو زندہ و تندرست و شاد و شاداں رکھے یہاں کا حال کیا لکھوں بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

نماند آب جز آب چشم یتیم ۔ شب و روز یا آگ برستی ہے یا خاک نہ دنکو سورج نظر آتا ہے نہ رات کو تارے زمین سے اوٹھتے ہیں شعلے آسمان سے گرتے ہیں شرارے چاہا تھا کہ کچھ گرمی کا حال لکھوں عقل نے کہا کہ دیکھ نادان قلم انگریزی دیا سلائی کی طرح جل اوٹھیگی اور کاغذ کو جلا دیگی بھائی ہوا کی گرمی تو بڑی بلا ہے گاہ گاہ جو ہوا بند ہو جاتی ہے وہ اور بھی جانگزا ہے خیر اب فصل سے قطع نظر ایک کودک غریب الوطن کے اختلاط کی گرمی کا ذکر کرتا ہوں کہ وہ جانسوز نہیں بلکہ دل افروز ہے پرسوں فرخ مرزا آیا اوسکا باپ بھی اوسکے ساتھ تھا میں انے اوس سے پوچھا کہ کیوں صاحب میں تمہارا کون ہوں اور تم میرے کون ہو بات جوڑ کر کہنے لگا کہ حضرت آپ میرے دادا ہیں اور میں آپ کا پوتا ہوں پھر میں نے پوچھا کہ تمہاری تنخواہ آئی کہا جناب عالی آکا جان کی تنخواہ آگئی ہے میری نہیں آئی میں نے کہا تو لوہارو جائے تو تنخواہ پائے کہا حضرت میں تو اکا جان سے روز کہتا ہوں کہ لوہارو چلو اپنی حکومت چھوڑ کر دلی کی رعیت میں کیوں مل گئے سبحان اللہ بالشت بھر کا لڑکا اور یہ فہم درست اور طبع سلیم میں اسکی خوبی خو اور فرخی سیرت پر نظر کر کے اسکو فرخ سیر کہتا ہوں مصاحب بدل ہے تم اسکو بلا کیوں نہیں بھیجتے مگر بھائی غلام حسین خاں مرحوم کے متبع ہو کہ زین العابدین وحید رحسن اور راو

اولاد کو کبھی سونپ نہ لگایا علاؤالدین خاں جیسا ہوشمند ہمہ داں بیٹا فرخ سیر جیسا
دانشور بذلہ سنج اور شیریں سخن پوتا یہ دو عطیہ عظمے و موہبت کبریٰ ہیں تمہاری واسطے
من جانب اللہ ؎ اگر یافتی بر دانشت بوس ۔ وگر غافل شدی افسوس افسوس
آج ۲۲۔ جوں کی ہے آفتاب سرطان میں آگیا نقطہ انقلاب صیفی میں دن گھٹنے
لگا چاہیئے کہ تمہارا غیظ و غضب ہر روز کم ہو جاوے نجات کا طالب غالب
ایضاً بھائی صاحب آج تک سوچتا رہا کہ بیگم صاحبہ قبلہ کے انتقال کے باب
میں تمکو کیا لکھوں تعزیت کے واسطے تین باتیں ہیں اظہار غم تلقین صبر دعاے
مغفرت سو بہائے اظہار غم تکلف محض ہے جو غم تمکو ہوا ہے ممکن نہیں کہ دوسرے
کو ہوا ہو تلقین صبر بیدردی ہے یہ سانحہ عظیم ایسا ہے جسنے غم رحلت نواب مغفور
کو تازہ کیا پس ایسے موقع پر صبر کی تلقین کیا کیجاے رہی دعاے مغفرت میں کیا
اور میری دعا کیا مگر چونکہ وہ میری مربیہ اور محسنہ تھیں دل سے دعا نکلتی ہے مہذا انہا
یہاں آنا سنا جاتا تھا اسواسطے خط نہ لکھا اب جو معلوم ہوا کہ دشمنوں کی طبیعت ناساز
ہے اور اس سبب سے آنا نہوا یہ چند سطریں لکھی گئیں حق تعالیٰ تمکو سلامت اور تندرست
اور خوش رکھے تمہاری خوشی کا طالب غالب ۱۵۔ نومبر ۱۸۶۶ء ایضاً اخ
مکرم کے خدام کرام کی خدمت میں بعد اہداے سلام مسنون ملتمس ہوں تمہارا شہر
میں رہنا موجب تقویت دل تھا ؎ گو نہ ملتے تھے پر ایک شہر میں تو رہتے
تھے ۔ بھائی ایک سیر دیکھ رہا ہوں کئی آدمی طیور آشیاں گم کردہ کیطرح ہر طرف
اوڑتے پھرتے ہیں اون میں سے دو چار بھولے بھٹکے کبھی یہاں بھی آجاتے ہیں
لو صاحب اب وعدہ کب وفا کروگے علائی کو کب بھیجو گے ابھی تو شب کے چلنے اور

دن کے آرام کرنے کے دن ہیں بارش شروع ہو جائے گی تو آپ کی اجازت بھی کام نہ آئے گی چلنے والا کہے گا میں ہرو چالاک ہوں تیراک نہیں لوہارو سے دلی تک کشتی بغیر کیونکر جاؤں دخانی جہاز کہاں سے لاؤں ؎ اے زدست بیخبر در ہر چہ باشی زود باش ✦ عالمی کسے دیدار کا طالب غالب۔ اوستا دمیر جان صاحب کو سلام یوم الخمیس ۱۷ محرم ۱۲۸۱ھ۔

بنام مرزا علاؤالدین احمد خانصاحب بہادر

صاحب تمہارا خط پہنچا مطالب دلنشین ہوے غوغائے خلق سے مجکو غرض نہیں کیا اچھی رباعی ہے کسیکی ؎ مومن بخیال خویش مستم داند ✦ کافر بگماں خدا پرستم داند ✦ مردم ز غلط فہمی مردم مردم ✦ اے کاش کسی ہر آنچہ ہستم داند ✦ بھائیوں سے پھر نہیں ملا بازار میں نکلتے ہوے ڈر لگتا ہے جواہر خیر دار میرا سلام اخویں کو اور اونکا سلام مجکو پہنچا دیتا ہے ہسیکو غنیمت جانتا ہوں ؎ تاب لائے ہی بنے گی غالب ✦ واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ؎ ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ✦ بہت نکلے میرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے ✦ یہ مقطع اور مطلع مندرجہ دیوان ہے مگر اسوقت یہ دونوں شعر حسب حال نظر آے اسواسطے لکھدے گئے تمنے اشعار جدید مانگے خاطر تمہاری عزیز ایک مطلع صرف دو مصرع آگے کے کہے ہوے یاد آ گئے کہ وہ داخل دیوان بھی نہیں اونپر فکر کرکے ایک مطلع اور پانچ شعر لکھکر سات بیت کی ایک غزل تمکو بھیجتا ہوں بھائی کیا کہوں کہ کس مصیبت سے یہ چھ بیتیں ہات آئی ہیں اور وہ بھی بلند رتبہ نہیں ؎ بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے ✦ غلام ساقی کوثر ہوں مجکو غم کیا ہے ✦

مطلع ثانی رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے + تمہاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے + کٹے تو شب کہیں کاٹے تو سانپ کہلاوے + کوئی بتاؤ کہ وہ زلف خم بخم کیا ہے + لکھا کرے کوئی احکام طالع مولود + کسے خبر ہے کہ واں جنبش قلم کیا ہے + نہ حشر و نشر کا قایل نہ کیش و ملت کا + خدا کے واسطے ایسے کی پھر قسم کیا ہے + وہ داد و دید گر انمایہ شطرنج ہے ہم + وگرنہ ہیچ ہیں ہم وجام و جم کیا ہے + سخن میں خاکہ غالب کی آتش فشانی + یقیں ہے ہمکو بھی لیکن اب اوسمیں دم کیا ہے +

لو صاحب تمہارا فرمان قضا توامان بجالایا مگر اس غزل کا مسودہ میرے پاس نہیں ہے اگر باحتیاط رکھوگے اور اردو کے دیوان کے حاشیہ پر چڑھا دوگے تو اچھا کروگے عمر و اقبال و دولت فزوں باد فقط جمعہ ۲۲۔ دسمبر ۱۸۶۵ء بارہ بجے دو بجے تین کا عمل ایضاً مرزا روبرو بہ از پہلو آ و میرے سامنے بیٹھو آج صبح کے سات بجے باقر علیخاں اور حسین مع ۱۴۔ مرغ ۶ بڑے اور ۸ چھوٹے کے دلی کو روانہ ہوے دو آدمی میرے اون کے ساتھ گئے کلو اور لڑکا نیاز علی یعنے ڈیڑھ آدمی میرے پاس ہیں نواب صاحب نے وقت رخصت ایک ایک دوشالہ مرحمت کیا مرزا نعیم بیگ ابن مرزا کریم بیگ دو ہفتہ سے یہاں وارد اور اپنی بہن کے ہاں ساکن ہیں کہتے ہیں کہ تیرے ساتھ دلی چلونگا اور وہاں سے لوہارو جاؤنگا میرے چلنے کا حال یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالی اسی ہفتہ میں چلونگا آپ چال چوکے اردو لکھتے لکھتے جو خط مشتمل ایک مطلب پر تھا اوسکو تمنے فارسی میں لکھا اور فارسی بھی متصدیانہ نہیں کہ امیر اور اپنے بزرگ کو کبھی بصیغہ مفرد نہ لکھیں یہ ہی چھوٹی ہے بڑی ے کا قصہ ہے خیر خط نہ دکھاؤنگا مکاتب فیہ کہکر کام نکال لونگا میں نے تو چلتے وقت فرخ سیر کے اتالیق کی زبانی بھائی کو کہلا بھیجا تھا کہ تم اگر کوئی اپنا مدعا کہو تو میں اوس کی درستی کرتا

لاؤں جواب آیا کہ اور کچھ مدعا نہیں صرف مکان کا مقدمہ ہے سو اوس مقدمہ میں میرے
اور میرے شرکا کا وکیل وہاں موجود ہے اگر وہ اس امر کا ذکر کرتے تو میں اون سے
اون کے خالو علی اصغر خاں کے نام عرضی یا خط لکھواتا لاتا بہرحال اب بھی قاصر نہ ہونگا
تاریخ اوپر لکھ آیا نام اپنا بدل کر مغلوب رکھ لیا ہے فقط ایضاً یکشنبہ یکم اکتوبر ۱۸۶۵ء
ع شکر ایزد کہ ترا با پدرت صلح فتاد ٭ حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند ٭ قدر سیاں
بہر دعاے تو و والا پدرت ٭ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ میاں تم جانتے ہو کہ میں عازم
رامپور تھا اسباب مساعد ہو گئے بشرط حیات جمعہ کو روانہ ہونگا لڑکے بالوں کی
خیر و عافیت علی حسین خاں کی تحریر سے معلوم ہوتی رہتی ہے میر الکھنا زاید ہے ایکبار
میں صاحب کمشنر کی عیادت کو گیا تھا فرخ مرزا بھی میرے ساتھ گیا تھا مزاج کی خبر
پوچھ آیا بھائی صاحب کو میرا سلام کہنا راقم غالب علیشاہ ایضاً جانا جانا ایک خط میرا
تمہارے دو خطوں کے جواب میں تمکو بھیجا ہو گا آج میں علی اصغر خاں بہادر کے گھر
گیا اونسے میں نے تذکرہ کیا فرمایا کہ فرخ سیر کی ماں کو لکھ بھیجو کہ سال بھر کی تنخواہ کی رسید
بھیجدیں یہاں سے روپیہ بھیجدیا جائیگا آج منگل ہے ۷ شعبان کی اور ۲۶ دسمبر
کی دونوں بھتیجے تمہارے جمعہ کے دن ۲۲ دسمبر کو روانہ دہلی ہوے میں پرسوں
یوم الخمیس کو مرحلہ پیما ہونگا ع اول آخر ہر منتہی ٭ در اکرام و عزت ٭ آخر ما جیب تمنا
تہی ٭ از مال و دولت۔ تو کماں گروہ کہا کر فارسی بہگا کر مجھ سے ہندی کی چندی
سن ایک غلیل حضور نے دینی کی ہے ایک علی اصغر خاں سے اینٹھی دونوں کل آئیں گی
مرزا نعیم بیگ ابن مرزا کریم بیگ دو تین ہفتہ سے یہاں وارد اور اپنی بہن کے
ماں ساکن ہیں زاد کی خدا نے بیٹھی فقیر پر کی راحلہ وہ جانیں فقط غالب ایضاً

صبح دوشنبہ شانزدہم از مہ صیام میری جاں نئے مہمان کا قدم تم پر مبارک ہو اللہ
تعالی تمہاری اور اوسکی اور اوسکے بھائیوں کی عمر و دولت میں برکت دی تمہاری طرز
تحریر سے صاف نہیں معلوم ہوتا کہ سعید ہے یا سعیدہ ہے ثاقب اوسکو عزیز اور غالب
عزیزہ جانتا ہے واضح لکھوتا احتمال رفع ہو خط ثاقب کے نام کا تو بہ تو بہ خط کا ہیکو ایک
تختہ کاغذ کا میں نے سراسر پڑھا لطیفہ و بذلہ و شوخی و شوخ چشمی کا بیان جب کرتا کہ
کہ فحوائے عبارت سے جگر خون نہو جاتا بھائیگا غم جدا ایسا سخن گزار ایسا زباں آور
ایسا عیار طراریوں عاجز و درماندہ و از کار رفتہ ہو جائے تمہارا غم جدا سا غراول درد کیا
دل لیکر آئے کیا زبان لیکر آئے کیا علم لیکر آئے کیا عقل لیکر آئے اور پھر کسی روش کو
برت نسکے کسی شیوہ کی داد پائی گویا نظیری تمہا زباں سے کہتا ہے ؎ جوہر بینش
من در تہ زنگار بماند ٭ آنگہ آئینہ من ساخت نپرداخت دریغ ٭ بھائی اس معرض
میں میں بھی تیرا ہمطالع اور ہمدرد ہوں اگرچہ یک فنہ ہوں مگر مجھے اپنے ایمان کی
قسم میں نے اپنی نظم و نثر کی داد باندازہ بایست پائے نہیں آپ ہی کہا آپ ہی
سمجھا قلندری و آزادگی و ایثار و کرم کے جو داد عی میرے خالق نے مجھ میں بھر دیے
ہیں بقدر ہزارا ایک ظہور میں نہ آئے نہ وہ طاقت جسمانی کہ ایک لاٹھی ہات میں لوں
اور اوسمیں شطرنجی اور ایک مٹن کا لوٹا مع سوت کی رسی کے لٹکالوں اور پیادہ پا
چلدوں کبھی شیراز جا نکلا کبھی مصر میں جا ٹھیرا کبھی نجف جا پہنچا نہ وہ دستگاہ کہ
ایک عالم کا میزبان بن جاوں اگر تمام عالم میں نہو سکے نہی جس شہر میں رہوں
اوس شہر میں تو مجھو کا نگا نظر نہ آئے ؎ نہ بستانسرائے نہ میخانہ ٭ نہ دستانسرائے
نہ جانانہ ٭ نہ قص نہ پری پیکراں بربساط ٭ نہ غوغائے رہگراں در رباط ٭ خدا کا قہور

خلق کا مردود بوڑھا ناتواں بیمار فقیر نکبت میں گرفتار تمہارے حال میں غور کی اور
چاہا کہ اسکا نظیر بہم پہنچاؤں واقعہ کربلا سے نسبت نہیں دی سکتا لیکن واللہ تمہارا
حال اوس ریگستان میں بعینہٖ ایسا ہے جیسا مسلم ابن عقیل کا حال کوفہ میں تھا
تمہارا خالق تمہاری اور تمہارے بچوں کی جان و آبرو کا نگہبان میرے اور معاملات
کلام و کمال سے قطع نظر کرو وہ جو کسیکو بھیک مانگتے نہ دیکھ سکے اور خود در بدر
بھیک مانگے وہ میں ہوں ایضاً چاشتگاہ شنبہ دوازدہم نومبر ۱۸۶۱ء آج جسوقت
کہ روٹی کھانیکو گھر جاتا تھا شہاب الدین خان تمہارا خط اور مصری کی ٹھلیا لیکر
آئے میں اوسکو لاکر گھر گیا اپنے سامنے مصری تلوائی آدپا اوپر دوسیر نکلی خانہ دولت
آباد یہی کافی ووافی ہے اور اب حاجت نہیں روٹی کھاکر یا قرآیا تمہارے ابن
عم کا آدمی جواب خط کا متقاضی ہوا کہ شتر سوار جانے والا ہے میں کھانا کھاکر لیٹنے کا
عادی ہوں لیٹے لیٹے مصری کی رسید لکھدی مطالب مندرجہ خط کا جواب بشرط حیات
کل بھیجونگا غالب ایضاً اقبالنشانا بخیر و عافیت و فتح و نصرت لوہارو پہنچنا مبارک
ہو مقصود ان سطور کی تحریر سے یہ ہے کہ مطبع اکمل المطابع میں چند احباب میرے
مسودات اردو کے جمع کرنے پر اور اُسکے چھپوانے پر آمادہ ہوے ہیں مجھ سے مسودات
مانگے ہیں اور اطراف و جوانب سے بھی فراہم کیے ہیں میں مسودہ نہیں رکھتا جو لکھا
وہ جہاں بھیجنا ہوا وہاں بھیجدیا یقین ہے کہ خط میرے تمہارے پاس بہت ہونگے
اگر اونکا ایک پارسل بناکر بسبیل ڈاک بھیجدوگے یا آج کل میں کوئی ادھر آنیوالا ہو
اوسکو دیدوگے تو موجب میری خوشی کا ہوگا اور میں ایسا جانتا ہوں کہ اوس کے
چھاپے جانے سے تم بھی خوش ہوگے بچوں کو دعا غالب ایضاً جان غالب یاد

آتا ہے، کہ تمہارے غم نامدار سے سُنا ہے کہ لغات وسانیر کی فرہنگ وہاں ہے اگر ہوتی
تو کیوں نہ تم بھیجدیتے خیر ؎ آنچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست + تم ثمر نورس ہو
اوس نہال کے کہ جسنے میری آنکھوں کے سامنے نشوونما پائی ہے اور میں ہوا خواہ
وسایہ نشین اوس نہال کا رہا ہوں کیونکر تم مجکو عزیز نہوگے رہی دید وادید اوسکی
دو صورتیں تم دل میں آؤیا میں لو مارو آؤں تم مجبور میں معذور خود کہتا ہوں کہ میرا
عذر زنہار مسموع نہو جب تانے سمجھ لو کہ میں کون ہوں اور ماجرا کیا ہے سنو عالم
دو ہیں ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب وگل حاکم ان دونو عالموں کا وہ ایک ہے جو
خود فرماتا ہے لمن الملک الیوم اور پھر آپ جواب دیتا ہے لله الواحد القہار ہر چند
قاعدہ عام یہ ہے کہ عالم وآب وگل کے مجرم عالم ارواح میں سزا پاتے ہیں لیکن یوں بھی
ہوا ہے کہ عالم ارواح کے گنہگار کو دنیا میں بھیجکر سزا دیتے ہیں چنانچہ میں آٹھویں رجب ۱۲۱۲
میں روبکاری کے واسطے یہاں بھیجا گیا ۱۳ برس حوالات میں رہا ۔ رجب ۱۲۲۵ کو میرے
واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا ایک بیڑی میرے پانوں میں ڈالدی اور دلی شہر کو
زندان مقرر کیا اور مجھے اوس زندان میں ڈالدیا فکر نظم ونثر کو مشقت ٹھیرایا برسوں
کے بعد میں جیلخانہ سے بھاگا تین برس بلاد شرقیہ میں پھرتا رہا پایان کار مجھے کلکتہ سے پکڑ
لائے اور پھر اوسی محبس میں بٹھادیا جب دیکھا کہ یہ قیدی گریز پا ہے دو ہتکڑیاں اور
بڑھادیں پانو بیڑی سے فگار ہاتھ ہتکڑیوں سے زخمدار مشقت مقرری اور مشکل ہوگئی
طاقت یکقلم زایل ہوگئی جیسا ہوں سال گزشتہ بیڑی کو زاویہ زنداں میں چھوڑ مع
دونوں ہتکڑیوں کے بھاگا میرٹھ مرادآباد ہوتا ہوا رامپور پہنچا کچھ دن کم دو مہینے وہاں رہا
تھا کہ پھر پکڑا آیا اب عہد کیا کہ پھر بھاگونگا بھاگوں کیا بھاگنے کی طاقت بھی تو نرہی حکم

رہائی دیکھئے کب صادر ہو ایک ضعیف سا احتمال ہے کہ اس ماہ ذی الحجہ میں چھوٹ جاؤں
بہر تقدیر بعد رہائی کے تو آدمی سوائے اپنے گھر کے اور کہیں نہیں جاتا میں بھی بعد
نجات سیدنا عالم ارواح کو چلا جاؤنگا ۵ فرخ آنروز کہ از خانہ زنداں بردم ✤ سوئے
شہر خود ازیں وادی ویراں بروم ✤ گانے میں غزل کے سات شعر کافی ہوتے ہیں
دو فارسی غزلیں دو اردو غزلیں اپنے حافظہ کی تحویل میں بھیجتا ہوں بھائی صاحب
کی نذر غزل

از جسم بجاں نقاب تا کے		ایں گنج دریں خراب تا کے
ایں گوہر پر فروغ یارب		آلودۂ خاک و آب تا کے
ایں راہرو مسالک قدس		واماندہ خورد و خواب تا کے
بیتابی برق جزو مے نیست		ماویں ہمہ اضطراب تا کے
جاں در طلب نجات تا چند		دل در تعب عتاب تا کے
پرسش ز تو بیحساب باید		غمہائے مرا حساب تا کے

غالب بچنیں کشاکش اندر
یا حضرت بو تراب تا کے ✤

دوش کز گردش نجم گلہ بر روے تو بود		چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود
انچہ شب شمع گماں کردی و رفتی بعتاب		نفسم پردہ کشائی اثر خوے تو بود
چہ عجب صانع اگر نقش ذمانت گم کرد		کان خود از حیرتیاں رخ نیکوے تو بود
بکف باد مبادا ینہمہ رسوائی دل		کاخر از پردگیاں شکن موے تو بود
مردن و جاں تمنائے شہادت دادن		ہم از اندیشہ آزردن بازوے تو بود

دوست دارم گر ہے را کہ بکارم زدہ اند
کایں ہمانست کہ پیوستہ دراں بروی تو بود
لالہ و گل دمد از طرف مزارش پس مرگ
تا چہا در دل غالب ہوس روی تو بود

غزل اُردو

ہے بسکہ ہر ایک اونکے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اور
لوگوں کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں ایک داغ نہاں اور
ہے خون جگر جوش میں دل کھول کے روتا
ہوتے جو کئی دیدۂ خونناب فشاں اور
یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زباں اور
تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم جب اٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے جاکر دل و جاں اور
مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جائے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اور
ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

ایضاً

اوس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کئے
بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کئے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں
بھولے سے اوسنے سینکڑوں وعدے وفا کئے
صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسے بغیر التجا کئے
رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہن مے
مدت ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کئے
کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے
غالب تمہیں کہو کہ ملیگا جواب کیا
مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے

ایضاً سعادت و اقبال نشان مرزا علاؤالدین خان بہادر کو فقیر اسد اللہ کی دعا پہنچے کل شام کو مخدوم مکرم جناب آغا محمد حسین صاحب شیرازی بسواری ریل ماند

دولت دلخواہ کہ ناگاہ آوے فقیر کے تکیہ میں تشریف لاے شبکو جناب ڈپٹی ولایت حسین
خاں کے مکان میں ارام فرمایا اب ہاں آتے ہیں قریب طلوع آفتاب بچشم نیمباز یہ
رقعہ تمہارے نام لکھا ہے جو کچھ جی چاہتا ہے وہ مفصل نہیں لکھ سکتا مختصر مفید آغا صاحب
کو دیکھکر یوں سمجھا کہ میرا بوڑھا چچا غالب جوان ہوکر میلے کی سیر کو جاتا رہا ہے پس
نور چشمان راحت جان مرزا باقر علیخاں بہادر و مرزا حسین علیخاں بہادر جناب
آغا صاحب کا قدمبوس بجا لائیں اور اونکی خدمت گزاری کو اپنی سعادت اور میری
خوشنودی سمجھیں بس ہاں مرزا علائی اگر کرنیل الگزنڈر اسکنر بہادر سے ملاقات ہو تو
میرا سلام کہنا ایضاً صاحب میری داستان سنیے پنشن بے کم و کاست جاری ہوا مجھکو
سہ سالہ یک مشت مل گیا بعد ادائے حقوق چار سو روپیہ دینے باقی رہے اور ستاسی
روپیہ گیارہ آنے مجھے بچے مئی کا مہینا بدستور ملا آخر جون میں حکم آگیا کہ پنشنار علی العموم
ششماہی پایا کریں ماہ بماہ پنشن تقسیم نہوا کرے میں دس بارہ برس سے حکیم محمد حسن خاں
کی حویلی میں رہتا ہوں اب وہ حویلی غلام اللہ خاں نے مول لی آخر جون میں مجھ سے
کہا کہ حویلی خالی کردو اب مجھے فکر پڑی کہ کہیں دو حویلیاں قریب ہمدگر ایسی ملیں
کہ ایک محلسرا اور ایک دیوانخانہ ہو نملیں ناچار یہ چاہا کہ بلیماروں میں ایک مکان ایسا
ملے کہ جسمیں جا رہوں نملا تمہاری چھوٹی پھوپی نے بیکس نوازی کی کروڑا والی
حویلی مجکو رہنے کو دی ہر چند وہ رعایت مرعی نرہی کہ محل سرا سے قریب ہو مگر خیر
بہت دور بھی نہیں کل یا پرسوں وہاں جا رہونگا ایک پانو زمین پر ہے ایک پانو
رکاب میں توشہ کا وہ حال گوشہ کی یہ صورت کل شنبہ ۱۷ ذالحجہ کی اور ۲ جون کی پہر
دن چڑھے تمہارا خط پہنچا دو گھڑی کے بعد سنا گیا کہ امین الدین خاں صاحب نے

اپنی کوٹھی میں نزول اجلال کیا پہروں رہے ازراہ مہربانی ناگاہ میرے ہاں تشریف
لائے میں نے اونکو دبلا و افسردہ پایا دل کڑھا علی حسین خاں بھی آیا اوس سے بھی میں
ملا میں نے تمہیں پوچھا کہ وہ کیوں نہیں آئے بھائی صاحب بولے کہ جب میں یہاں
آیا تو کوئی وہاں بھی تو رہے اور اس سے علاوہ وہ اپنے بیٹے کو بہت چاہتے
ہیں میں نے کہا اتنا ہی جتنا تم اوسکو چاہتے تھے ہنسنے لگے غرض کہ میں نے بظاہر
اونکو تمسے اچھا پایا آگے تم لوگوں کے دل کا مالک اللہ ہے راقم غالب نگاشتہ وروال
داشتہ یکشنبہ بین الظہر والعصر ایضاً چارشنبہ ۲۵ ستمبر ۱۸۶۱ء ہنگام نیمروز علائی
مولائی اسوقت تمہارا خط پہنچا ادھر پڑھا اودھر جواب لکھا واہ کیا کہنا ہے رامپور کے
علاقہ کو گا و شنگ اور مجکو بیل یا اوس بیوند کے طعنہ کو تازیانہ اور مجکو گھوڑا بنایا وہ
علاقہ اور وہ پیوند لوہارو کے سفر کا مانع و مزاحم کیوں ہو رئیس کی طرف سے بطریق
وکیل محکمہ کمشنری میں معین نہیں ہوں جسطرح امرا واسطے فقرا کے وجہ معاش
مقرر کردیتے ہیں اسیطرح اس سرکار سے میرے واسطے مقرر ہے ہاں فقیر سے
دعائے خیر اور مجھ سے اصلاح نظم مطلوب ہے چاہوں دلی رہوں چاہوں اکبرآباد چاہوں
لاہور چاہوں لوہارو ایک گاڑی کپڑوں کے واسطے کرایہ کروں کپڑوں کے
صندوق میں آدھی درجن شراب دھروں آٹھ کہار ٹھیکہ کے لوں چار آدمی
رکھتا ہوں دو یہاں چھوڑوں دو ساتھ لوں چلدوں رامپور سے جو لفافہ آیا کریگا
لڑکوں کا حافظ لوہارو بھجوایا کریگا گاڑی ہو سکتی ہے شراب مل سکتی ہے کہار بہم
پہنچ سکتے ہیں طاقت کہاں سے لاؤں روٹی کھانیکو باہر کے مکان میں سہی محلسرا
میں کہ وہ بہت قریب ہے جب جاتا ہوں تو ہندوستانی گھڑی بھر میں دم ٹھہرتا ہے

اور یہی حال دیوانخانہ میں آکر ہوتا ہے والی رامپور نے بھی تو مرشد زادہ کی شادی میں
بلایا تھا یہی لکھا گیا کہ میں اب معدوم محض ہوں تمہارا اقبال تمہارے کلام کو اصلاح دیتا ہے
اس سے بڑھکر مجھ سے خدمت سنجا ہو بھائی کے اور تمہارے دیکھنے کو جی بہت چاہتا ہے
پر کیا کروں عقرب و قوس کے آفتاب یعنے نومبر دسمبر میں قصد تو کرونگا کاش لوہارو کی
جگہ گوڑگانوہ ہوتا یا بادشاہ پور ہوتا لکھوگے کہ رامپور کیا نزدیک ہے وہاں گئے کو دو برس
ہوگئے یہاں انحطاط و اضمحلال روز افزوں نہ تم یہاں آسکتے ہو نہ مجھ میں وہاں آنیکا
دم بس اگر نومبر دسمبر میں میرا خیر حملہ چلگیا بہتر ورنہ ؎ اے وائے زمحرومی دیدار دگر ہیچ
غالب ایضاً اقبال نشان مرزا علاء الدین خاں بہادر کو غالب گوشہ نشیں کی دعا
پہنچے برخوردار علی حسین خاں آیا مجھ سے ملا بھائی کا حال اوسکی زبانی معلوم ہوا حق تعالے
اپنا فضل کرے الولد سر لابیہ تم اسکے مصداق کیوں بنے خفقان و مراق اگرچہ تمہارا
خانہ زاد موروثی ہے لیکن آج تک تمہاری خدمت میں حاضر نہوا تھا اب کیوں آیا
اگر آیا تو ہرگز اسکو ٹھہرنے مذدو ہانک دو خبردار اسکو اپنے پاس رہنے مذدینا شفیق مکرم
ولطف مجسم منشی نول کشور صاحب بسبیل ڈاک یہاں آئے مجھ سے اور تمہارے چچا اور
تمہارے بھائی شہاب الدین خان سے ملے خالق نے انکو زہرہ کی صورت اور مشتری
کی سیرت عطا کی ہے گویا بجائے خود قران السعدین ہیں تمسے میں نے کچھ نکہا تھا اور
کلیات کے دس مجلد کی قیمت ۵ مان لئے تھے اب اون سے جو ذکر آیا تو اونہوں
نے پہلی قیمت مشتہرۂ اخبار یعنی قبول کی یعنے ۴ فی جلد اس صورت میں دس مجلد
کے ۴۰ میں دوں اور ۴۰ تم دو ہمگی ۵ مطبع اودہ اخبار میں پہنچانے
چاہئیں بیس دسمبر ماہ حال کی دسویں گیارھویں کو طالب ہونگا کہو ۴۰ علی حسینخاں

کو دیدوں کہ لکھنو بھیجدوں اس نگارش کا جواب جلد لکھو بھائی صاحب کی خدمت میں
میرا سلام کہنا اور استاد میر جان کے میری طرف سے قدم لینا نجات کا طالب
غالب پنجشنبہ ۲۱۔ جمادا الثانی سال غضر مطابق ۳۰۔ دسمبر سال کیا غضب ہے ہے
یہ گویا تاریخ وفات جناب نواب گورنر جنرل لارڈ الگن صاحب بہادر کی ہے ایضاً
جمعہ نہم رجب ۳۱ دسمبر میری جان تمہارا خط بھی آیا اور علی حسین خاں نجم الدین بھی تشریف
لایا اگر سرنوشت آسمانی میں بھی اور اخر رجب یا اوایل شعبان میں ہمارا تمہارا مل
بیٹھنا مندرج ہے تو زبانی کہیں گے قلم کو ان اسرار کی محرمیت نہیں ہے جو شخص
اپنے ملک مال و جان وتن وننگ نام کے امور میں آشفتہ و سرگردان بلکہ عاجز و
حیران ہو دوسرے کو اوس سے کیا گلہ ہائے نظیری ؎ با ما جفاء نا خوشی با خود
غرور و سرکشی ۔ از نامۂ از خود نۂ آخر ازان کیستی ۔ محل عقل و ہوش و دماغ سو بناہ افیون
کا مخمر ہو جانا علاوہ الم جو چاہے سو کرے ایسا پیارا باغ و بہار بھائی یوں بگڑ جائے
نجات کا طالب غالب ایضاً پنجشنبہ ۲۶۔ رمضان صاحب کل تمہارا خط پہنچا آج اوسکا
جواب لکھکر روانہ کرتا ہوں رجب بیگ شعبان بیگ رمضان بیگ یہ نامور مہینے ہیں
سو خالی گئے شوال بیگ آدمی کا نام نہیں سنا ہاں عید بیگ ہو سکتا ہے پس جب
عید ہے اور روز سعید ہے تو کیا بعید ہے کہ بخلاف شہور ثلثہ ماضیہ اس مہینے میں تم اسکو
ہے ہے میں تو کہتا ہوں نہ آسکو اس ماہ مبارک میں اسضائے حکم سرکار کا وہ ہنگامہ
گرم ہو کہ پارسیوں کی عید کو سہ برنشیں کا گمان گزرے دور کیوں جاؤ ہولی کی
دھلینڈی کا سماں لوہارو میں بندھ جائے ایک خر سوار کی سواری بڑی دھوم سے
نکلی حسن اتفاق یہ کہ یہی موسم ہے ہولی اور عید کو سہ برنشین کا زمانہ باہم ہے حوت

کے آفتاب میں یہ دونوں تہوار ہوتے ہیں کل آفتاب حوت میں آیا ہے کوسہ برنشین
اور ہولی کا مژدہ لایا ہے خیر ہیں چند روز اور ستمکش فراق اور تیرے دیدار کا مشتاق رہوں
تو کوسہ برنشین اور ہولی کی رنگ رلیاں منالے اور خرسوار کو بضرب تازیانہ دوڑالی
علاوالدین خاں واللہ تو میرا فرزند روحانی معنوی ہے فراق اسیقدر ہے کہ میں جاہل ہوں
اور تو مولوی ہے ارے ظالم اس کوسہ برنشیں کی داد دے عقل کرامت ہے الہام ہے
لطف طبع ہے کیا ہے یہ اسم کسقدر مناسب مقام ہے صبیہ کا مقدم تمیر مبارک ہو ثاقب
مجھ سے لڑتا تھا کہ بھتیجا ہے کہ میں کہتا تھا کہ پوتی ہے بارے میں جیتا اور ثاقب ہارا
عریضہ جداگانہ اوستاد میر جان صاحب کے نام بھیجتا ہے ایضاً میر سجان علائی ہمدان
اس دفع وصل مقدر کا کیا کہنا ہے فرہنگ لغات دساتیر تمہارے پاس ہے میں چاہتا
تھا کہ اوس کی نقل تم سے منگاؤں تمنے دساتیر مجھ سے مانگی اوسی صحیفہ مقدس کی قسم
کہ وہ میرے پاس نہیں ہے جیس کہوگے کہ اگر دساتیر نہیں تو فرہنگ کی خواہش کیوں
ہے حق یوں ہے کہ بعض لغات کے اعراب یاد نہیں اسواسطے فرہنگ کی خواہش ہے
اگر اوس فرہنگ کی نقل بھیجدوگے تو مجھپر احسان کروگے دساتیر میرے پاس ہوتی تو آج
اس خط کے ساتھ اوسکا بھی پارسل بھیجدیتا ہا نصاحب اگر دساتیر ہوتی اور نہ بھیجدیتا
تو البتہ بھائیصاحب کا مشکور ہوتا دین و دنیا میں کیوں ماجور ہوتا ارسال ہدایا پر حصول
اجر کیوں مرتب ہوگیا بھائی وہ مذہب اختیار کیا چاہتے ہیں اور تم اوس مذہب
کو حق جانتے ہو کہ میں جو واسطے اوس کے اعلان و شیوع کا ہوتا تو عند اللہ مجکو
استحقاق اجر پانے کا پیدا ہوتا اپنے باپ کو سمجھاؤ اور ایک شعر میرا اور ایک شعر حافظ
کا اور ایک شعر مولوی روم کا سناؤ غالب دولت بغلط نبود از سعی پشیمان شود

کافرنتوانی شدنا چار مسلمان شو حافظ ٭ چنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ٭ چوں
ندید مذحقیقت رہ افسانہ زدند مولانا مذہب عاشق زمذہبہا جداست ٭ عاشقانرا
مذہب و ملت جداست ٭ رات کو خوب مینہہ برسا ہے صبحکو تھم گیا ہے ہوا سرد چل رہی
ہے ابر تنک چھارہا ہے یقین ہے کہ تمہاری جدہ ماجدہ مع اپنی بہو اور پوتے کے روانہ
لوہارو ہوں کل آج کی روانگی کی خبر تھی یہ لڑکا سعید ازلی ہے ابر کا محیط ہونا اور ہوا
کا سرد ہو جانا خاص اسکی اسایش کے واسطے ہے میرا نظر سراہ ہے وہاں بیٹھا ہوا
یہ خط لکھ رہا ہوں محمد علی بیگ ادھر سے نکلا بھئی محمد علی بیگ لوہارو کی سواریاں روانہ
ہوگئیں حضرت ابھی نہیں کیا آج نہ جائیں گے آج ضرور جائیں گے تیاری ہو رہی ہے
مرقومہ شنبہ یکم جون وقت صبح چھ بجے سات کے عمل میں غالب ایضاً یکشنبہ ۳ محرم
سنہ ۱۲۸۰ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۶۳ء میری جان مرزا علی حسینخاں آئے اور مجھ سے ملے
میں نے خطوط مرسلہ تمہارے یکمشت اون کو دیے اب تمہارے پاس پہنچنے کا اونکو
اختیار ہے رسید کا البتہ مجھے انتظار ہے علی حسین خاں سے آنے کی حقیقت اور یہاں
اقامت کی مدت پوچھی گئی جواب پایا کہ ایک مہینا دس دن کی رخصت لیکر آیا ہوں
بی بی بیمار ہے اوسکا استعلاج منظور ہے میری جان علی حسین خاں کے کام آئے
تو دریغ نکروں بہلایہ مبالغہ سہی بلکہ بے شک تبلیغ و غلو ہے لیکن قریب قریب اس کے
یعنے جو حیز امکان سے باہر نہو اوسمیں قصور کیونکر کیا جائیگا بلکہ شاید تمہاری سپارش
کی بھی حاجت نہو مگر سونچو کہ آئین غمخواری و اندوہ گساری کیا ہوگی میرزا مہدو وضع
و بدروش نہیں کہ پند و بند کا محتاج ہو کوئی اوسکا مقدمہ کسی محکمہ میں دایر نہیں
کہ مصلحت و مشورت کی احتیاج ہو رہے امور خانگی یعنے بی بی اور اوس کے آیا

اور اخوان کے معاملے اوسمیں نہ تمکو دخل نہ مجکو مداخلت تم علی حسین خاں کو اس پیوند پر کیا کیا چھیڑتے ہو اور یہ نہیں سمجھتے کہ اوسکا دادا کتنا بڑا آدمی تھا اور اوس کے دادا کی اور اوس کی سسرال ایک ہے یہ ذریعہ فخر ہے اوسکو اور اوس کے طفیل سے تمکو بلکہ تھوڑی سی نازش اگر مجھ ننگ قربا کے حصہ میں بھی آجائے تو کچھ بعید نہیں ہر چند تمہارا ہر کلمہ ایک بذلہ ہے لیکن اس خسرو خسرانی نے مار ڈالا کیا کہوں جو مجکو مزا ملا ہے کہاں خسرو خسروان لغات عربی الاصل اور کہاں روزمرہ مشہور کہ خسر سسرے کو کہتے ہیں صنعت اشتقاق وطباق کو کس سینہ زوری سے برتا ہے اچھا میرامیاں یہ خسر بمعنے پدر زن کیا لفظ ہے حروف بین الفارسی والعربی مشترک ہیں لیکن ان معنیوں میں نہ فارسی ہے نہ عربی ہے فارسی میں پدر زن بہ فک اضافت کہتے ہیں عربی جسطرح بمعنے نقصان منصرف ہے شاید سسیر کا اسم جامد بھی ہو یا فی الحقیقت سسرے کی تفریس و تعریب ہے یہ پرسش نہ بہ سبیل استہزا ہے بلکہ بطریق استفسار و استعلام ہے جو تمہیں معلوم ہو بلکہ اگر تمپر مجہول ہو تو معلوم کرکے مجھے لکھ بھیجو۔ یوسف علیخاں عزیز مانند اوس دہقان کے کہ جو دانہ ڈال کے مینہ کا منتظر ہو اور ابر آئے اور نہ برسے مضطر و حیراں ہے علی حسین خاں آتے ہیں علی حسین خاں آتے ہیں آئے وہ آئے تو کیا لائے غالب ایضاً مرزا نسیمی کو دعا پہنچے آنکھ کی گہا جنی جب خود بخود کر پھوٹ گئی تھی اور پیپ نکل گئی تھی تو نشتر کیوں کھایا۔ مگر یہ کہ بطریق خوشامد طبیب سے رجوع کی جب اوسنے نشتر تجویز کیا خواہی نخواہی امتثال امر کرنا پڑا اور شاید یوں نہو کچھ مادہ باقی ہو بہرحال حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا بخشے قطعہ

بسکہ فعال مایرید ہے آج		ہر سلحشور انگلستان کا

گھر سے بازار میں نکلتے ہوے
زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا

چوک جسکو کہیں وہ مقتل ہے
گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا

شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک
تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا

کوئی وہاں سے نہ آسکے یہاں تک
آدمی وہاں نجا سکے یہاں کا

میں نے نہ مانا کہ لگئے پھر کیا
وہی رونا تن و دل و جاں کا

گاہ جلکر کیا کئے شکوہ
سوزش داغہائے پنہاں کا

گاہ رو کر کہا کئے باہم
ماجرا دیدہ ہاے گریاں کا

اسطرح کے وصال سے یارب
کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا

ایضاً یار بھتیجے گویا بھائی مولانا علائی خدا کی وہائی نہ میں ویسا ہونگا جیسا نیر سمجھا ہے اور تم مجکو لکھ چکے ہو یعنے خفقانی اور خیال تراش نہ ویسا ہونگا جیسا مرزا علی حسین خاں بہادر سمجھے ہوں گے ع اے کاش کسے ہر انچہ ہستم داند + دوجانے میں میرا انتظار اور میرے آنے کا تقریب شادی پر مدار یہہ بھی شعبدہ ہے اونہیں ظنو نکا جس سے تمہارے چچا کو گمان ہے مجھ پر جنو نکا جاگیر دار میں نتھا کہ ایک جاگیردار مجکو بلاتا گویا میں نتھا کہ اپنا ساز و ساماں لیکر چلا جاتا دوجانے جاکر شادی کماؤں اور پھر اوس فصل میں کہ دنیا کرہ نار ہو لوہار و بھائی کے دیکھنے کو نجاؤں اور پھر اوس موسم میں کہ جاڑے کی گرمی بازار ہو کل اوستاد میرن جانصاحب نے تمہارا خط مجکو دکھایا ہے میں نے اونکو جانے نجانے میں متردد پایا ہے جائیں نجائیں میں اپنی طرف سے ترغیب کرتا رہتا ہوں اور کہتا رہونگا غلام حسن خاں اگر کسی وقت آجائیں گے تو اونکو تمہاری تحریر کا خلاصہ خاطر نشان کردونگا حق سبحانہ

تعالی ان دونوں صاحبوں کو یا ایک کو انمین سے توفیق دے یا مجکو طاقت یا
تمکو انصاف کہ میرے نہ آنے کو دلی کی دلبستگی پر محمول نکرو مجکو رشک ہی جزیرہ
نشینوں کے حال پر عموماً اور رئیس فرخ آباد پر خصوصاً کہ جہاز سے اوتر کر سرزمین
عرب میں چھوڑ دیا ہا ہا ہا ہ پڑے گر بیمار تو کوئی نہو تیماردار ہو اور اگر مر جائے
تو نوحہ خواں کوئی نہو ہو کلیات کے انطباع کا اختتام اپنی زیست میں مجکو نظر نہیں آتا
قاطع برہان کا چھاپا تمام ہو گیا حق التصنیف کی ایک جلد میرے پاس آگئی وہ
تمہارے عم نامدار کی نذر ہوئی باقی جلدیں جنکا میں خریدار ہوا ہوں اور درخواست
میرے مطبع میں داخل ہے جب تک قیمت نہ بھیجدوں کیونکر آئیں روپیہ کی تدبیر میں
ہوں اگر بہم پہنچ جائے تو بھیجدوں تمہارے پاس جو قاطع برہان پہنچی ہے اگر چھاپے
کی ہے تو صحیح ہے جہاں تردد ہو غلط نامہ ملحقہ میں دیکھ لو زیادہ انکشاف منظور ہو مجھ سے
پوچھ لو اگر قلمی ہے تو درجہ اعتبار سے ساقط ہے اوسکو میری تالیف نہ سمجھو بلکہ مجکو مول
لے لو اور اوسکو پھاڑ ڈالو آج یوم پنجشنبہ ۱۹ جون المبارک بارہ بجکر تین بجے تمہارا خط آیا
اودھر پڑھا ادھر جواب لکھنے بیٹھا یہانتک لکھ چکا تھا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی
آئے تمہارا خط اونکو دیا وہ پڑھ رہے ہیں ہم لکھ رہے ہیں ابر کا یا ہوا ہے ہوا سرد چل
رہی ہے ایضاً میاں تم میرے ساتھ وہ معاملے کرتے ہو جو احیا سے مرسوم و معمول ہیں
خیر تمہارا حکم بجا لایا غزل بعد اصلاح کے پہنچتی ہے جناب لفٹنٹ گورنر بہادر نے
دربار کیا میری تعظیم و توقیر اور میرے حال پر لطف و عنایت میری ارزش و استحقاق
سے زیادہ بلکہ میری خواہش اور تصور سے سوا مبذول کی اس ہجوم امراض جسمانی
اور آلام روحانی کو ان باتوں سے کیا ہوتا ہے ہر دم دم نزع ہے دل و غم سے

خوشپزیر ہوگیا ہے کہ کسی بات سے خوش نہیں ہوسکتا مرگ کو نجات سمجھے ہوئے ہوں
اور نجات کا طالب ہوں کئی دن سے کوئی تحریر دلپزیر تمہاری نظر نہیں آئی
نہ مجھے تمنے یاد کیا نہ اپنے بھائی کو کچھ لکھا اب اس خط کا جواب جلد لکھو پہلے اپنے بچوں کا
حال پھر وہاں کے اوضاع جیسا تمہارا قاعدہ ہے منقح اور مفصل لکھو فقط نجات کا طالب
غالب ایضاً میری جان تخلص تمہارا بہت پاکیزہ اور میری پسند ہے پشمی کو بہ تکلف اسکا
مصحف کیوں ٹھہراؤ یہ میدان تو بہت فراخ ہے خدا کی خے کو جیم فارسی سے بدلدو
نبی کو تبقدیم موحدہ علی النون لکھو یہ وساوس دل سے دور کرو رہرو ایک اچھا تخلص
ہے رہڑو اوسکی تجنیس موجود ہے شیون ایک اچھا تخلص ہے ستون اوسکی تصحیف ہے
تمہارے واسطے بمناسبت اسم عالی تخلص خوب تھا مگر اس تخلص کا ایک شاعر
بہت بڑا نامی گرچکا ہے۔ ہاں نامی سامی یہ دو تخلص بھی اچھے ہیں
مولانا فایق کی پیروی کرو مولانا لایق کہلاؤ اگر کہوگے کہ اس ترکیب سے لفظ نالایق پیدا
ہوتا ہے مولانا شایق بنجاؤ ہنسی کی باتیں ہوچکیں اب حقیقت واجبی سنو نسیمی تخلص
خاسی بروزن ظہوری و نظیری اچھا ہے اگر بدلنا ہی منظور ہے تو نامی سامی رہرو شیون
یہ چار تخلص باعی بروزن عرفی و غالب اچھے ہیں ان میں سے ایک تخلص قرار دو
میری نزدیک سب سے بہتر تمہارے واسطے خاص فخری تخلص بہتر ہے کہوگے کہ آزاد پور
کے باغ میں ایک آم کا نام فخری ہے حاصل کلام دو دن کے فکر میں جو تخلص میرے
خیال میں آئے وہ آج لکھ بھیجتا ہوں بھائی موید تخلص نیا ہے اگر یہ پسند آئے تو
یہ رکھو والدعا صبح یکشنبہ ۱۲ مئی ۱۸۶۱ء نجات کا طالب غالب ایضاً صاحب بہت
دن سے تمہارا خط نہیں آیا آپکا وکیل بڑا چرب زبان ہے مقدمہ وسنے جیت لیا

چنانچہ اوسکی تحریر سے تمکو معلوم ہوا ہوگا۔ سنتا ہوں کہ حمزہ خاں کو اندنوں علت مشایخ کا زور ہے اور سعدی کی اس بات پر عمل کرتے ہیں ؎ کسانیکہ یزداں پرستی کنند ۔ بآواز دولاب مستی کنند ۔ خدا مبارک کرے ایضاً صبح یکشنبہ یکم مارچ ۱۸۶۲ء صاحب پرسوں تمہارا خط آیا کل جمعہ کے دن نواب کا مسہل تھا ۱۱ بجے وہاں سے آیا چونکہ جوب میں مکرب دوائیں تھیں بہت بے چین رہے آٹھ دس دست آئے آخر روز مزاج بحال ہوگیا تنقیہ اچھا ہوا الحمد للہ فضل الٰہی اچھے ہیں اور یقین ہے کہ مرض عود نکرے دلی کی اقامت کی مدت اپنے والد کی رائے پر رہنے دو بقدر مناسب وقت عزم خیر خواہانہ کچھ کہونگا ضرور نہ بابرام ۔ میں تم سے زیادہ انکا مزاج داں ہوں یہ خود پسند اور معہذا سپارش کا دشمن ہے مغلچوں کے مقدمہ کو طبیعت ہمکان پر چھوڑ دو میں دخل نکرونگا ہاں اگر خود مجھ سے پوچھیں گے یا میرے سامنے ذکر آجائے گا تو میں اچھی کہونگا ؎ بریدہ باد زبانے کہ ناسزا گوید ۔ برا نمانا اگر یہہ دونو بھائی یا ان میں سے ایک رفیق ہوگیا یوں تمام عمر خوشی گزر جائے لیکن تم کے برس کے مہینے کے ہفتہ کا گریمنٹ لکھتے ہو غالب ایضاً مرزا علائی پہلے اُستاد میرا صاحب کے قہر و غضب سے مجکو بچاؤ تاکہ میرے حواس جو منتشر ہوگئے ہیں جمع ہو جائیں میں اپنے کو کسیطرح کے قصور کا مورد نہیں جانتا جھگڑا اون کی طرف سے ہے تم اوسکو یوں چکاؤ یعنے اگر اونکو صرف آشنائی و ملاقات منظور ہے تو وہ میرے دوست ہیں شفیق ہیں میرا سلام قبول فرمائیں اور اگر قرابت و رشتہ داری ملحوظ ہے تو وہ میرے بھائی ہیں مگر عمر میں چھوٹے میری دعا قبول فرمائیں ۔ صاحبین کی رائے کا اختلاف مشہور ہے مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا مگر ہر ایک قول جدا جدا لکھوں آج نہ لکھا نہ سہی دو چار دن کے بعد لکھوں گا تم سمجھ تو گئے ہوگے کہ صاحبین مرزا قربان علی بیگ اور مرزا شمشاد علی بیگ

ہیں بھائی صاحب کی رضا جوئی مجکو منظور اور یہ غزل معروض ہے میری طرف سے سلام کہو

از من غزلے گیر و بفرمائے کہ مطرب ؎	در نے دمد از روئے نوازش دو سہ دم را

غزل

جز دفع غم زیادہ نبود است کام ما ؎	گوئی چراغ روز سیاہست جام ما
در خلوتش گزر نبود باد را مگر ؎	صرصر بخاک راہ رساند پیام ما
اے باد صبح عطر سے ازاں پیرہن بیار	تسکین زبوے گل نپزیرد مشام ما
ہر بار دانہ بہر ہما افگنیم و مور	آید بدام و دانہ رباید ز دام ما ؎
گفتی چو حال دل شنود مہرباں شود	مشکل کہ پیش دوست تواں برد نام ما
از ما بما پیام و ہم از ما بما سلام	رنجے دلے مباد پیام و سلام ما
مقصود و مازد و ہر ہر آئینہ نیستی است	یارب کہ ہیچ دوست مبادا بکام ما
غالب بقول حضرت حافظ فیض عشق	ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ایضاً میاں چلتے وقت تمہارے چچا نے غلیل کی فرمائش کی تھی رامپور پہنچکر وہ بہ سعی و تلاش ہات آگئی بنوا رکھی لڑکوں نے ملازموں نے سب نے مجھ سے سُن لیا کہ یہ نواب ضیاء الدین خاں کے واسطے ہے اب چلنے سے ایک ہفتہ پہلے تمنے غلیل مانگی بھائی کیا بتاؤں کہ کتنی جستجو کی کہیں بہم نہ پہنچی دس روپیہ تک مول کو نہ ملی نواب صاحب سے مانگی تو شہ خانہ میں بھی نتھی ایک امیر کے ہاں پتا لگا دوڑا ہوا گیا کچھی موجود پائی لیکن کیا کچھی جیسے بخشاں کے عہد کے تورانیوں میں ہماری تمہاری ہندی بنوانے کی فرصت کہاں آج لی کل چلدیا اس بانس کی قدر کرتا اور اسکو اچھی طرح بنوا لیتا بادشاہ فرخ سیر اور اوسکے اخوان خوش و خرم ہیں فرخ سیر کی ماں نے باجرے کا حلوا سوہان کہلایا نجات کا طالب غالب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳ جنوری

ایضاً جان غالب دو خط متواتر تمہارے پہنچے مغربی عرفا میں سے ہے بیشتر اوسکے کلام میں مضامین حقیقت آگین ہیں لیکن اماں گلہ دارد و گریباں گلہ دارد اس زمین میں میں نے اوسکی غزل نہیں دیکھی حاجی محمد جان قدسی کی غزل اس زمین میں ہے ؎ در بزم وصال تو بہنگام تماشا ۔ نظارہ زجنبیدن مژگاں گلہ دارد ۔ یہ ایک شعر اوسکا مجھے یاد ہے بھائی تمہارا باپ بدگماں ہے یعنے مجکو زندہ سمجھتا ہے میرا سلام کہو اور یہ شعر میرا پڑھ ستاؤ ؎ گمان زیست بود بر منت زبیدردی ۔ بداست مرگ ولے بدتر ازگماں تو نیست ۔ مجھے کافور و کفن کی فکر پڑ رہی ہے وہ سمجھتا شعر و سخن کا طالب ہے زندہ ہوتا تو وہیں کیوں نہ چلا آتا مجھ سے یہ تکلیف اوٹھوالو اور تم اس زمین میں چند شعر لکھکر بھیجدو میں اصلاح دیکر بھیجدونگا عصاے پیر بجاے پیر واللہ میرا کلام ہندی یا فارسی کچھ میرے پاس نہیں ہے آگے جو کچھ حافظہ میں موجود تھا وہ لکھ بھیجا اب جو کچھ یاد آگیا وہ لکھتا ہوں غزل

با من کہ عاشقم سخن از ننگ و نام چیست	دارم خاص حجت دستور عام چیست
مستم زخون دل کہ دوچشمم زاں پر است	گوئی مخور شراب و نہ بینی بجام چیست
با دوست ہر کہ بادہ بخلوت خورد مدام	دانذکہ حور و کوثر و دار السلام چیست
ما خستہ غمیم و بود مے دوائے ما	باخستگان حدیث حلال و حرام چیست
از کاسۂ کرام نصیب است خاک را	تا از فلک نصیبۂ کاس کرام چیست
غالب اگر نہ خرقہ و مصحف بہم فروخت	پرسد چرا کہ نرخ مے لعلفام چیست

ایضاً لو صاحب و مرزا رجب بیگ مرے اونکی تعزیت آپنے نہ کی شعبان بیگ پیدا ہوگئے کل اونکی چھٹی ہوگئی آپ شریک نہوے ؎ اے وائے زمحرومی دیدار و گر ہیچ

میاں خدا جانے کسطرح یہ چار سطریں تجکو لکھی ہیں شہاب الدین خاں کی بیماری نے
میری زیست کا مزا کھو دیا میں کہتا ہوں کہ اسکی عوض میں مرجاؤں اللہ اسکو جیتا رکھے
اسکا داغ مجکو نہ دکھاوے یارب اسکو اسکی اولاد کے سر پر سلامت رکھ سنجات کا طالب
غالب ایضاً مولانا نسیمی کیوں خفا ہوتے ہو ہمیشہ سے اسلاف و اخلاف ہوتے چلے آئے
ہیں اگر نیر خلیفہ اول ہے تم خلیفہ ثانی ہو اوسکو عمر میں تم پر تقدم زمانی ہے جانشین
دونو مگر ایک اول ہے اور ایک ثانی ہے شیر اپنے بچوں کو شکار کا گوشت کہلاتا ہے طریق
صید افگنی سکھاتا ہے جب وہ جوان ہوجاتے ہیں آپ شکار کر کھاتے ہیں تم سخنور ہوگئے
حسن طبع خداداد رکھتے ہو ولادت فرزند کی تاریخ کیوں نکھوا سم تاریخی کیوں نہ نکال لو
کہ مجھ پیر غمزدہ دل مردہ کو تکلیف دو علاؤالدین خاں تیری جان کی قسم میں نے
پہلے لڑکے کا اسم تاریخی نظم کر دیا تھا اور وہ لڑکا نہ جیا مجکو اس وہم نے گھیرا ہے کہ
میری نحوست طالع کی تاثیر تھی میر ممدوح جیتا نہیں نصیر الدین حیدر اور امجد علی شاہ
ایک ایک قصیدہ میں چلدیے واجد علی شاہ تین قصیدوں کے متحمل ہوئے پھر نہ سنبھل
سکے جسکی مدح میں دس بیس قصیدے کہے گئے وہ عدم سے بھی پرے پہنچا نا صاحب
دوہائی خدا کی میں نہ تاریخ ولادت کہونگا نہ نام تاریخی ڈھونڈونگا حق تعالی تمکو اور
تمہاری اولاد کو سلامت رکھے اور عمر و دولت و اقبال عطا کرے بسنو صاحب حسن
پرستوں کا ایک قاعدہ ہے وہ امرد کو دو چار برس گھٹا کر دیکھتے ہیں جانتے ہیں کہ جوان
ہے لیکن بچہ سمجھتے ہیں یہ حال تمہاری قوم کا ہے قسم شرعی کھا کر کہتا ہوں کہ ایک
شخص ہے کہ اوسکی عزت اور نام آوری جمہور کے نزدیک ثابت اور مستحق ہے اور تم
صاحب بھی جانتے ہو مگر جب تک اوس سے قطع نظر نکرو اور اوس مسخرے کو

گمنام و ذلیل نہ سمجھ لو تمکو چیں نہ آئیگا پچاس برس سے دلی میں رہتا ہوں ہزارہا خط اطراف
جوانب سے آتے ہیں بہت لوگ ایسے ہیں کہ محلہ نہیں لکھتے بہت لوگ ایسے ہیں کہ محلہ سا لق
کا نام لکھ دیتے ہیں حکام کے خطوط فارسی اور انگریزی یہانتک کہ ولایت کے آئے ہوے
صرف شہر کا نام اور میرا نام یہ سب مراتب تم جانتے ہو اور اون خطوط کو دیکھ چکے ہو اور
پھر مجھ سے پوچھتے ہو کہ اپنا مسکن بتا اگر میں تمہارے نزدیک امیر نہیں نہ سہی اہل حرفہ
میں سے بھی نہیں ہوں کہ جب تک محلہ اور تھانہ نہ لکھا جائے ہرکارہ میرا پتا نپائے آپ
صرف دہلی لکھکر میرا نام لکھدیا کیجیئے خط کے پہنچنے کا میں ضامن پنجشنبہ ۴ ماہ اپریل ایضاً
میری جان ناسازی روزگار و بیربطی اطوار و بطریق داغ بالائے داغ آرزوے دیدار
وہ دو آتش شرارہ بار اور یہ ایک دریاے ناپیدا کنار و قتار بنا عذاب النار خدا نی بھائی
ضیاء الدین خاں کے بڑھاپے پہ اور میری بیکسی پر رحم فرمایا میرا شہاب الدین خاں
بچ گیا امراض مختلفہ میں گھر گیا تھا بواسیر خونی زحیر تپ صداع باری اب من کل الوجوہ
صحت حاصل ہے ضعف جاتے ہی جائیگا آگے کون سے قوی تھے کہ اب اونکو ضعیف
کہا جائے ایک بڈھا کسی گلی میں جاتے جاتے ٹھوکر کھاکر گر پڑا کہنے لگا ہائے بڑھاپا
ادھر اودھر دیکھا جب جانا کہ کوئی نہیں ہے کہتا ہوا بڑھا کہ جوانی میں کیا پتھر پڑتے تھے
والسلام غالب مستہام ایضاً لو صاحب پرسوں تمہارا خط آیا اور کل دوپہر کو ہستا دمیر جان
آئے جب اون سے کہا گیا تو یہ جواب پایا کہ میں مدت سے آمادہ سفر لوہارو بیٹھا ہوں
حکیم صاحب کی گاڑی کی روانگی کے وقت میں نے اپنی گٹھری بھیجی تھی وہ پھری آئی
اس مراد سے کہ گاڑی میں جگہ نہ گٹھری کی نہ سواری کی ناچار چپ ہو رہا اب وہ گٹھری
ویسی ہی بندھی ہوئی رکھی ہے جب میانخاں اور وزیر خاں روانہ ہوں گے اور منشی

امداد حسین مجکو اطلاع دیں گے تو میں فوراً چلد دنگا پا برکاب ہوں کل ہی آخر روز غلام حسنخاں آئے کل اونہوں نے چوتھے دن کھانا کھایا تھا ہیضہ ہوگیا تھا قے متواتر دست پے بہ پے غرض بچ گئے کہتے تھے کہ آج جولائی کی ۱۷۔ تاریخ ہے ۱۲ دن یہ اور پانچ دن اگست کے اور نہیں جاسکتا تنخواہ لیکر بانٹ بونٹ کر ایک دن نہ ٹھیرونگا لوہارو کی راہ لونگا مرزا شمشاد علی بیگ سے تمہارا پیام کہا گیا بعید ہے جو غلام حسنخاں کے ہمسفر ہوجائیں بھائی کی طرف سے منشی امداد حسین خاں کو لکھوا بھیجو کہ میاں خان وغیرہ کے ساتھ استاد کو ضرور بھیجنا اور تم اپنی طرف سے اپنے ابن عم غلام حسنخاں کو بحوالہ میری تحریر کے عیادت اور ۱۰ اول اگست میں روانگی کی تاکید لکھ بھیجو ؎ در بزم وصال تو بہنگام تماشا نظارہ زجنبیدن مژگاں گلہ دارد ✦ یہ زمین قدسی علیہ الرحمۃ کے حصہ میں آگئی ہے میں اسمیں کیونکر تخم ریزی کروں اور اگر بیحیائی سے کچھ ہاتھ پانو ہلاؤں تو اس شعر کا جواب کہاں سے لاؤں ؎ ہرگز نتواں گفت دریں قافیہ اشعار ✦ بیحاست برادر اگر از من گلہ دارد ✦ التماس شرب شراب ۲۲۔ جون شروع شراب ۱۰ جولائی ؎ المنت للہ کہ دریں کدہ باز ہست ایضاً شنبہ ۱۰ جولائی ۱۸۶۴ء علائی مولائی غالب کو اپنا دعاگو اور خیر خواہ تصور کریں مادہ ہائے تاریخ کو نہ آپ قالب نظم میں لائیں اور نہ اور کو اس امر منکر کی تکلیف دیں بھائی سمجھو یزید پر لعن منجملہ عبادت سہی لیکن تقریباً کہدیتے ہیں کہ بر یزید لعنت کسی مومن نے اوسکی ہجو میں قصیدہ نہیں لکھا ابداع مادہ ہائے تاریخ تمہارے حسنات میں لکھا گیا ثواب تم ہو چکے اجر پاؤگے انشاء اللہ اب اپنے کو بدنام اور کسی کو ملول اور عداوت کو ظاہر اور اگر ظاہر نہ ہے تو محکم نکرو علی بخش خاں مرحوم مجھ سے چار برس چھوٹا تھا میں ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوا ہوں اب رجب کے مہینے سے اونترواں برس شروع ہوا ہے اوسنے ۶۶ برس کی عمر پائی میں

تقریر و تحریر کا آدمی تھا اکبرآباد میں میور صاحب سے ملے اثنائے مکالمت میں کہنے لگے
کہ میں چچا جان کے ساتھ جرنیل لارڈ لیک صاحب کے لشکر میں موجود تھا اور ہولکر
سے جو محاربات ہوئے ہیں اوسمیں شامل رہا ہوں بے ادبی ہوتی ہے ورنہ اگر قبا و پیرہن
اوتار کر دکھلاؤں تو سارا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے جا بجا تلوار اور برچھی کے زخم ہیں وہ
ایک بیدار مغز دیدہ ور آدمی اونکو دیکھ دیکھ کر کہنے لگا کہ نواب صاحب ہم ایسا جانتے
ہیں کہ تم جرنیل صاحب کے وقت میں چار پانچ برس کے ہوگے یہ سنکر آپنے کہا کہ درست
بجا ارشاد ہوتا ہے خدایش بیامرزاد و بدیں دروغہائے بے نمک نگیراد غالب ایضاً
یکشنبہ ۹۔ فروری ۱۸۶۳ء صاحب صبح جمعہ کو میں نے تمکو خط لکھا اوسیوقت بھیجدیا پھر دن
چڑھے سنا کہ شبکو پھر دورہ ہوگیا آیا خود اونسے حال پوچھا علی محمد بیگ کی زبانی
یہ معلوم ہوا کہ بہ نسبت دورہ ہائے سابق خفیف تھا اور افاقہ جلد ہوگیا کل مرزا شمشاد علی بیگ
قائل تھے کہ مجھ سے علی حسین خاں کہتے تھے کہ نوابصاحب فرماتے ہیں کہ لوہارو چلو گے
اور ہماری دال روٹی قبول کروگے میں نے کہا کہ میں دال روٹی چاہتا ہوں مگر پیٹ
بھر کے غالب کہتا ہے کہ اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ سالک سے سلوک منظور نہیں
تنہائے ہوائے شمشاد در سر است ؎ رموز مملکت خویش خسرواں دانند ✦ گدائے
گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ✦ غالب ایضاً صاحب میں از کار رفتہ و درماندہ ہوں
آج تمہارے خط کا جواب لکھتا ہوں لفظ خسر کے باب میں اتنی توضیح کیا ضرور تھی میرا علم
لغات عربیہ کا محیط نہیں ہے اور یہ بطریق حق الیقین جانتا ہوں کہ خسر لغت فارسی
نہیں سسر سے کی تفریس سے خسر پیدا ہوا ہو تو کیا عجب ہے تم سے اسکی تحقیق چاہی تھی
کہ یہ لغت عربی الاصل نہ ہو وہ معلوم ہوا کہ عربی نہیں لغت ہندی ہے مفرس اور یہی تھا

میرا عقیدہ۔ علی حسین خاں آئے دو تین بار مجھ سے مل گئے اب وہ آسکتے ہیں نہ میں جاسکتا
ہوں نصیب دشمناں وہ لنگڑے میں لولا اون کے پانو کا حال مفصل تمکو معلوم ہوگا
جو ٹکیں لگیں کیا ہوا کہانتک نوبت پہنچی میری حقیقت سنو مہینا بھر سے زیادہ کا عرصہ
ہوا بائیں پانو میں ورم کف پا سے پشت پا کو گھیرتا ہوا پنڈلی تک آماس کھڑا ہوتا ہوں
تو پنڈلی کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں خیر اوٹھا روٹی کھانے محلسرا نہ گیا کھانا یہیں منگا لیا پیشاب
کو کیونکر نہ اوٹھوں حاجتی رکھ لی بغیر اوکڑو بیٹھے بات نہیں بنتی پاخانہ کو اگرچہ دوسرے
تیسرے دن جاؤں مگر جاؤں تو سہی یہ سب موقع خیال میں لاکر سوچ لو کہ کیا گزرتی
ہوگی اغاز فتق مزید علیہ یا مستزاد ؎ پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند + اپنا یہ مصرع
بار بار چپکے چپکے پڑھتا ہوں ؎ اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے مرگ اب ناگہانی
کہاں رہی اسباب و آثار سب فراہم ہیں ہائے الٰہی بخش خاں مغفور کا کیا مصرع ہے
؎ آہ جی جاؤں نکل جائے اگر جان کہیں + زایدہ بے فائدہ مرگ کا طالب غالب جمع
۳۔ جولائی ۱۸۶۳ء ایضاً ولیعہدی میں شاہی ہو مبارک + عنایات الٰہی ہو مبارک +
اس مرفرخ و ہمایوں کی شہرت میں کوشش بیجو صلگی ہے اور اسکے اخفا میں مبالغہ
خفقانیت تم اپنی زبان پر نہ لاؤ اگر کوئی اور کہے مانع نہ آؤ نہ اشتہار نہ استتار ۱۲
دورہ ہوا مگر مدت معینہ کے بعد اور پھر جھاگ کا نہ آنا اور تمہارے پکارنے سے متنبہ ہو جانا
مادہ کی کمی کی علامتیں ہیں شدت میں جسقدر خفت ہو غنیمت ہے میرے خطوط
اُردو کے ارسال کے باب میں جو کچھ تمنے لکھا تمہارے حسن طبع پر تم سے بعید تھا میں
سخت بیمزہ ہوا اگر بیمزگی کی وجوہ لکھوں تو شاید ایک تختہ کاغذ سیاہ کرنا پڑے اب
ایک بات موجز و مختصر لکھتا ہوں سنو بھائی اگر اون خطوط کا تمکو اخفا منظور ہو اور شہرت

تمہارے منافی طبع ہے تو ہرگز نہ بھیجو قصہ تمام ہوا اور اگر اون کے تلف ہونیکا اندیشہ ہے تو
میری دستخطی خطوط اپنے پاس رہنے دو اور کسی متصدی سے نقل اوتروا کر جا ہو کیسکے ہات
چاہو سبیل یا رسل ارسال کرو لیکن خدا کے واسطے کہیں غصہ میں آکر عطلہ نہ تو بلقاے تو
لکھکر اصل خطوط نہ بھیجدینا کہ یہ امر میرے مخالف مقصود ہے بھلا صاحب ڈرتا ہوں میں
تم سے ادھر خط پڑھا ادھر جواب لکھکر ڈاک میں بھیجا تمہارا خط رہنے دیا ہے جب آکا شمشاد علی
بیگ آئیں گے پڑھ لیں گے ۔ ایضاً میری جان کیا کہتے ہو کیا چاہتے ہو ہوا ٹھنڈی ہو گئی
پانی ٹھنڈا ہو گیا فصل اچھی ہو گئی اناج بہت پیدا ہو گیا تو قیع جانشینی مجھ سے تمکو پہنچا خرقہ
پایا سجہ و سجادہ کا یہاں پتا نہیں ورنہ وہ بھی عزیز نہ رکھتا اس سے بڑھکر یہ کہ بھائی
نے شفا پائی استاد میر جان پہنچ گئے آخر اکتوبر میں یا آغاز نومبر میں نیر رخشاں کو بھی
دیں لو پھر عقرب قوس کے آفتاب کا کیا ذکر ابان ماہ و آزر ماہ سے کیا غرض ؎ بسی
تیر و دہ ماہ و اردی بہشت ۔ برآمد کہ ما خاک باشیم و خشت ۔ استاد میر جان کو اس راہ
سے کہ میری پھوپی اون کی چچی تھیں اور یہ مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں دعا اور اس رو سے
کہ دوست ہیں اور دوستی میں کمی و بیشی سن و سال کی رعایت نہیں کرتے سلام اور اس
سبب سے کہ استاد کہلاتے ہیں بندگی اور اس نظر سے کہ یہ سید ہیں درود اور موافق
مضمون اس مصرع کے ؎ سوئے اللہ و اللہ ما فی الوجود ۔ سجود حضرت وہ شرفنامہ نہیں
ہے کسی احمق نے شرفنامہ میں سے کچھ لغات اکثر غلط اکثر صحیح چنکر جمع کئے ہیں نہ ویسا چہ ہے
کہ اوس سے جامع کا حال معلوم ہو نہ خاتمہ ہے کہ عہد و عصر کا حال کھلے بایں ہمہ میاں ضیاء الدین
کے پاس ہے اگر وہ آجائیں گے تو اون سے کہدونگا اگر وہ لادیں گے تو اون کو قیمت
دیکر حلائی مولائی کو بھیجدونگا خصی بکروں کے گوشت کے قلیے دو پیازے پلاؤ کباب کچھ

تم کھا رہے ہو مجکو خدا کی قسم اگر اوسکا کچھ خیال بھی آتا ہو خدا کرے یہ کانیر کی مصری کا کوئی
ٹکڑا اُسکو میسر نہ آیا ہو کبھی نہ تصدیق کرتا ہوں کہ میر جانصاحب اوس مصری کے ٹکڑے چبا
رہے ہوں گے۔ یہاں میں رشک سے اپنا کلیجہ چابنے لگتا ہوں نجات کا طالب غالب
۱۵۔ ماہ اکتوبر ۱۸۶۱ء ایضاً خاک منا کم و تو باد بہار + نتوانی مرا زجا بردن + ہاں
نسیمے زمن چہ میخواہی + زحمت خویشتن چہ میخواہی + خوشی مجھ میں تم میں مشترک ہے
تنے مجھے تہنیت دی تو مبارک اور میں نے تمہیں تہنیت دی تو مناسب للہ الحمد اشکر بھائی
سچ تو یہ ہے کہ اندوہ تمیں میرے پاس ٹکٹ نہیں اگر ہرنگ بھیجوں تو لہار ماندہ اوٹھ
نہیں سکتا ڈاک گھر تک جائے کون اپنا مقصود تمہارے والد ماجد سے اور تمہاری
جدہ ماجدہ اور تمہارے عم عالیمقدار سے کہہ چکا ہوں خلاصہ یہ کہ میری بی بی اور بچوں کو
کہ یہ تمہاری قوم کے ہیں مجھ سے لیلو کہ میں اب اس بوجھ کا متحمل ہو نہیں سکتا اونھوں نے
بھی بشرط ان لوگوں کے لوہارو جانے کی اس خواہش کو قبول کیا میرا قصد رسیاحت کا
ہے پنشن اگر کھل جائیگا تو وہ اپنے صرف میں لایا کرونگا جہاں جی لگا وہاں رہ گیا جہاں سے
دل اوکھڑا چل دیا ؎ تا درمیانہ خواستہ کردگار چیست + غالب دوشنبہ ۱۳ محرم
۱۲۷۵ھ مطابق ۲۳۔ اگست ۱۸۵۸ء ایضاً مرزا علائی سولائی نہ لاہور سے خط لکھا نہ لوہارو
سے بقدر مادہ خمق محو انتظار بلکہ امیدوار رہا اب جو کسیطرح کی توقع نہ رہی تو شکوہ طرازی کا
موقع ہاتھ آیا اگرچہ جانتا ہوں کہ ایک شکوہ کے دفع میں طومار نامہ برابر ایک رسالہ لکھو
گے اور ہزار وجہیں موجہ بیان کروگے میں اس تصور کا مزہ اوٹھا رہا ہوں کہ دیکھوں
کیا لکھتے ہو دادی صاحبہ سے لکھوانا پھوپی صاحبہ سے لکھوانا غالب سے لکھوانا بعد حصول
اجازت نہ آنا اس کے بھی کچھ معنی ہیں یا نہیں اچھا میرا سیاں کچھ اس باب میں لکھے

چپڑی اور دو دو ایک سندیل اور ایک سیلا یا کوئی اور چیز مبارک بچوں کو میری دعا
کہنا اور اون کی خیر و عافیت لکھنا اُستاد میر جان صاحب کو سلام مزا تو جب ملیگا
کہ تم دلی آؤ اور اپنی زبان سے لاہور کے ہنگامہ انجمن کا حال بیان کرو نجات کا طالب غالب
چارشنبہ ۳۔ نومبر ۱۸۶۴ء ایضاً صبح یکشنبہ ۲ ستمبر ۱۸۶۴ء جانا عالیشانا پہلے خط
اور پھر بتوسط برخوردار علی حسین خاں مجلد کلیات فارسی پہنچے حیرت ہے کہ چار روپیہ قیمت
کتاب اور ۴ محصول ڈاک قالب انطباع میں اگر پانچ روپیہ قیمت اور ۵ محصول قرار
پاوے خیر جہاں سو وہاں سوائے میرا حال تمہیں اور تمہارا حال مجھے معلوم ہے ؎ اینہم
اندر عاقبی بالائے غمہائے دگر ۔ اب جی چھٹی شاید ندے سکوں نومبر سنہ حال میں ۵
تمہارے پاس پہنچ جائیں گے انشاء اللہ العلی العظیم۔ میں جیتا تھا نہ مرا اچھا ہونے لگا عوارض
ہیں تخفیف ہی طاقت آتی چلی ہے مختصر مفید ؎ ورنہ نامہ جزایں مصرع شاعرچہ نویسم ۔ ای
دوائے زمحرومی دیدار دگر ہیچ ۔ نجات کا طالب غالب ایضاً دوشنبہ ۲۳۔ ذی الحجہ سنہ ۱۲
از دیر سجان مثنوی ابر گہربار کونسی فکر تازہ تھی کہ میں تجکو بھیجتا کلیات میں موجود ہی مہذا
شہاب الدین خاں نے بھیجدی میں مکرر کیا بھیجتا تب محرق کے دیکھنے سے انکار کیوں
کرتے ہو اگر منافی طبع تحریر کو بسبب انر جار ندیکھا کرتے تو فرہنگیں کی کتب مبسوط کہاں سے
موجود ہوتیں افسوس کو میں نے عربی جانا عربی نہیں ہے اب مانا یہ ایک سہو طبیعت تھا
میرا اعتراض تو خلط مبحث پر ہے افسوس و افسوس ایک کیوں ہو جائے یہاں کے اطوار
مجھ سے باوجود قرب مخفی اور تمپر بایں ہمہ بعد آشکار دوراں باخبر حضور و نزدیکان بے بصر
دو روپیہ آگیا دل سے نکلا مخزن سے نکلا ہاتھ سے نہیں نکلا جب ہاتھ سے نکل جائیگا اور جنس مول ملجائیگی
گی اور یہ گند کٹ جائیگا تب ترسان ترسان پیشگاہ نادری میں تمہاری یہاں آنے کے باب میں

کچھ عرض کیا جائے گا میں اندنوں مردود بھی ہوں والسلام۔

صبحدم با ابوالبشر گفتم — پارہ زر بدہ کہ زر داری
حیف باشد کہ از چو من پسرے — خاک رنگیں عزیز تر داری
گفت حیف است از تو خواہش زر — کہ تو گنجینۂ گہر داری
گنجدان سخن حوالہ تست — خود بہ بیں تا چہ اے پسر داری
پیش من زر کجاست جان پدر — ببری ہر چہ در نظر داری
گفتم اینک بہ بند پیمانی — زر بمن میدہی اگر داری
سر زنبیل آں عمر عیار — گر ز عیارش خبر داری
بکشا زود و زر بریز و بگوے — کہ ہمیں مدعا گر داری
گفت با بافانۂ بودہ است — چہ فرو ریزم و چہ برداری

ایضاً یکم جنوری ۱۸۶۴ء علائی مولائی کو غالب طالب کی دعا یچارہ مرزا کی مولا علی حسین خاں کی معرفت طے ہو گیا یہاں پندرہ کا سوال وہاں دس میں سے تین کم کرنیکا خیال متوسط دوسرا جو علی حسین خاں بہادر کے بعد درمیان آئے وہ کیا کرے اور کیا کہے مرزا قانع و متوکل ہیں نہ پندرہ مانگتے ہیں نہ دس اللہ بس ماسوا ہوس جناب ترولین صاحب بھائی کے دوست دلی دلی آئے لارڈ صاحب کہلاتے ہیں سنتا ہوں کہ کل اکبر آباد جاتے ہیں بھائی علی بخش خاں مدت سے بیمار تھے رات کو بارہ پر دو بجے مر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون تمہارے عم نامدار آج دنکو بارہ بجے سلطان جی گئے ہیں میں نجا سکا تجہیز و تکفین اون کی طرف سے عمل میں آئیگی بارہ پر تین بجے یہ خط میں نے تمہیں لکھا ہے کل شنبہ ۲ جنوری صبحکو ڈاک گھر بھیجدونگا

مشفقی تفقدی میرجاں صاحب کو سلام مع الاکرام سنجات کا طالب غالب ایضاً صبح شنبہ
۳۰ مئی سنہ ۱۸۶۳ لاموجود الا اللہ اوس خدا کی قسم جسکو میں نے ایسا مانا ہے اور اوس کے
سوا کسیکو موجود نہیں جانتا ہے کہ خطوط کے ارسال کو مکرر نہ لکھنا از راہ ملال نہ تھا طالب
کے ذوق سُست پاکر میں متوقع ہوگیا متوسط ایک جلیل القدر آدمی اور طالب کتب
کا سوداگر ہے اپنا نفع نقصان سونچیگا لاگت بچت کو جانچیگا میں متوسط کو مہتمم سمجھا تھا اور
یہ خیال کیا تھا کہ یہ چھپوائیگا ۳۰۔ رقعہ ایک جگہ سے لیکر اون کو بھیجے اوسکی رسید میں
تقریباً ۱۰ بھوں نے طلب قطعات بہ تکلیف سوداگر لکھی اور اوس سوداگر کو مفقود الخبر لکھا غالباً
کتابیں لیکر کہیں گیا ہوگا کتابیں لیگیا ہوگا یہ ۲۳ الفاظ اور ۳۴ خط بدستور میرے بکس میں موجود
و محفوظ رہیں گے اگر متوسط بتقاضا طلب کریگا ان خطوط کی نقلیں اوسکو اور اصل تمکو بھیجدونگا
ورنہ تمہارے بھیجے ہوے کاغذ تمکو پہنچ جائیں گے میاں ان خطوں کے ارسال میں منتے
مجھ سے وہ کیا جو میں نے تم سے دو جا نہ میں کیا تھا بھائی میں تو پیر خرف ہوں اور سن
خرافت کو نسیاں لازم ہے تمنے کیا سمجھ کے کپڑا لپیٹ کر اور مختم کر کے بھیجا خط و نیز ایک
قلیل العرض کاغذ لپیٹ کر ارسال کیا ہوتا اگر منشی بہاری لال میرا اور شہاب الدین
کا دوست نہوتا تو پچاس روپیہ کا مجکو دھبا لگتا ۵ رسید بود بلائے ولے بخیر گزشت ۵
غالب ایضاً بدست مرگ ولے بدتر از گماں تو نیست ۵ مکرر لکھ چکا ہوں کہ قصیدہ
کا مسودہ میں نے نہیں رکھا مکرر لکھ چکا ہوں کہ مجھے یاد نہیں کون سی رباعیاں
مانگتے ہو پھر لکھتے ہو کہ رباعیاں بھیج قصیدہ بھیج مغنے اسکے یہ کہ تو جھوٹا ہے اب کے
تو مفر بھیجے گا بھائی قرآن کی قسم انجیل کی قسم توریت کی قسم زبور کی قسم ہنود کے چار
بید کی قسم دساتیر کی قسم ژند کی قسم پاژند کی قسم استاد کی قسم گرو کی گرنتھ کی قسم نہ

پیر ۱۵ اس
بامتحہ ۱۲

میرے پاس وہ قصیدہ نہ مجھے وہ رباعیاں یاد۔ کلیات کے باب میں جو عرض کر چکا
ہوں سو برہمانیم کہ ہستیم وہماں خواہد بود ۔ جب مین دس پندرہ جلدیں منگالونگا
ایک بھائیکو اور ایک تمکو ارمغاں بھیجونگا اور اگر بھائی کو جلدی ہے تو لکھنو میں
اودھ اخبار کا مطبع مالک اوسکا منشی نول کشور مشہور جتنی جلدیں چاہیں لکھنو سے
منگالیں میں بہرحال دو جلدیں جسوقت موقع ہوگا بھیجدونگا۔ ۱۱۔ جون ۱۸۶۳ء انجات
کاطالب غالب ایضاً یکشنبہ ۱۶۔ فروری ۱۸۶۴ء ہنگام نیمروز صاحب کل تمہارے
خط کا جواب بھیج چکا ہوں پہنچا ہوگا آج صبح کو بھائی صاحب کے پاس گیا بھائی ضیاء الدین
خان اور بھائی شہاب الدین خان بھی وہیں تھے مولوی صدرالدین میرے سامنے آئے حکیم
محمود خاں کے طور پر معالجہ قرار پایا ہے یعنے اونھوں نے نسخہ لکھدیا ہے سو اوسکے موافق حبوب
بن گئی ہیں نقوع کی دوائیں آج آکر بھیگیں گی کل حبوب کے اوپر وہ نقوع پیا جائیگا مگر اذا زوادت
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی حضرت مریض کی اور اون کے ہواخواہوں کی رائے میں قصد
اس استعلاج کا مذبذب ہے نسخہ کی حقیقت کو میزان نظر میں تول رہے ہیں اُستاد
میرجان بھی تھے نیم نامعقول مرزا اسد بیگ بھی تھے سبطرح خیریت ہے کل تمہارے
خط میں دوبار یہ کلمہ مرقوم دیکھا کہ دلی بڑا شہر ہے ہر قسم کے آدمی وہاں بہت ہوں گے ای
میری جان یہ وہ دلی نہیں ہے جسمیں تم پیدا ہوے ہو وہ دلی نہیں ہے جسمیں تمنے علم تحصیل
کیا ہے وہ دلی نہیں ہے جسمیں تم شعبان بیگ کی حویلی میں مجھسے پڑھنے آتے تھے وہ
دلی نہیں ہے جسمیں میں سات برس کی عمر سے آتا جاتا ہوں وہ دلی نہیں ہے جسمیں
اکیاون برس سے مقیم ہوں ایک کنبہ مسلمان اہل حرفہ یا حکام کے شاگرد پیشہ باقی
سراسر منہود معزول یا دشاہ کے ذکور جو بقیۃ السیف ہیں وہ پانچ پانچ روپیہ مہینا پاتے

ہیں اناث میں سے جو پیر زن ہیں و کمٹنیاں اور جوانیں کسبیاں امرائے اسلام میں
سے اموات گنو حسن علیخاں بہت بڑے باپکا بیٹا سو روپیہ روز کا پشندار سو روپیہ مہینے
کا روزینہ دار بنکر نامراد انہ مر گیا میر ناصر الدین باپ کی طرف سے پیرزادہ نانا اور نانی کی
طرف سے امیرزادہ مظلوم مارا گیا آغا سلطان بخشی محمد علیخاں کا بیٹا جو خود بھی بخشی ہو چکا
ہے بیمار پڑا نہ دوا نہ غذا انجام کار مر گیا تمہارے چچا کی سرکار سے تجہیز و تکفین ہوئی حیا
کو پوچھو ناظر حسین مرزا جسکا بڑا بھائی مقتولوں میں آیا اوس کے پاس ایک پیسا
نہیں ٹکے کی آمد نہیں مکان اگرچہ رہنے کو ملگیا ہے مگر دیکھیئے چھٹا رہے یا ضبط ہو جائے
بڈھے صاحب ساری املاک بیچکر نوش جان کر کے بیک بینی و دو گوش بہرت پور چلے
گئے ضیاء الدولہ کے پانسو روپیہ کرایہ کی املاک واگزاشت ہو کر پھر قرق ہو گئی تباہ
خراب لاہور گیا وہاں پڑا ہوا ہے دیکھیئے کیا ہوتا ہے قصہ کوتاہ قلعہ اوجھیجر او رہادر گڈھ
اور بلب گڈھ او فرخ نگر کم و بیش تیس لاکھ روپیہ کی ریاستیں مٹ گئیں شہر کی
امارتیں خاک میں مل گئیں ہنرمند آدمی یہاں کیوں پایا جائے جو حکما کا حال
لکھا ہے وہ بیان واقع ہے صلحا اور زہاد کے باب میں جو حرف مختصر میں نے لکھا ہے
اسکو بھی سچ جانو اپنے والد ماجد کیطرف سے خاطر جمع رکھو سحر اسید کا گمان ہرگز نکرو
خدا چاہے تو استعمال ایام رجات کے بعد بالکل اچھے ہو جائیں گے اور اب بھی خدا کے
فضل سے اچھے ہیں عافیت کا طالب غالب ایضاً اجی مولانا علائی نوابصاحب
دو مہینے تک کی اجازت دے چکے اور یہ میں خبر تراشی نہیں کرتا مرزا علی محمد بیگ
کی زبانی ہے کہ نواب علاء الدین خاں سے کہہ چکے ہیں کہ قصہ مٹ گیا ہے اب تم شوق
سے دلی جاؤ دو ہفتہ سے لیکر دو مہینے تک کی تمکو رخصت ہے پھر تم کیوں نہ آئے خدا

دعا خداوند نے مستدعا قبول کی تمہاری طرف سے سُست قدمی اور دلسردی کی
لیا وجہ اگر حاکی کی حکایت اچھوٹ ہے تو تم سچ لکھو کہ ماجرا کیا ہے مرزا یوسف علیخاں عزیز
تمہارے بلائے ہوئے اور مہدی حسین بھائی صاحب کی مطلوب مرزا عبدالقادر بیگ
کے قبایل کی ساتھ کل روانہ لوہارو ہوئے ہیں شنبہ ۱۷ ستمبر ۱۸۶۷ء نجات کا طالب غالب
ایضاً میاں مدعا اصلی ان سطور کی تحریر سے یہ ہے کہ اگر کل کمیٹی میں گئے ہو تو میرے
سوال کے پڑھے جانیکا حال لکھو ضمناً ذکر ایک مدبر کا لکھا جاتا ہے جو تمنے اس مدبر کے صفات
لکھے سب سچ ہیں احمق خبیث النفس حاسد طبیعت بُری سمجھ بُری قسمت بُری ایک بار
میں نے دکنی کی دشمنی میں گالیاں کھائیں ایک بار بنارسی کی دوستی میں گالیاں
کھاؤنگا میں نے جو تمہیں اسکے باب میں لکھا تھا وجہ اوسکی یہ تھی کہ میں نے سُنا تھا کہ تمنے
اپنے سائیسوں سے کہدیا ہے یا کہا چاہتے ہو کہ اسکو بازار میں بیحرمت کریں یہ خلاف شیوۂ
مومنین ہے خلاصہ یہ کہ یہ قصد نکرنا یہ موید اوس قول کا ہے جو میں نے تم سے پہلے کہا تھا کہ
تم یوں تصور کرو کہ اس نام کا آدمی اس محلے میں بلکہ اس شہر میں کوئی نہیں غالب
ایضاً مولانا علائی والد علی حسین خاں کا بیان بمقتضائے محبت تھا ہر بار کہتا تھا اور یہ
کہتا تھا کہ حق بجانب اون کے ہے نہ کوئی ہم سخن نہ کوئی ہم نفس نہ سیر نہ شکار نہ مجلس
نہ دربار تنہائی و بے شغلی اور بس جی گھبرائے خفقان کیوں نہو جائے نہ دن یاد نہ تاریخ
آج چوتھا یا بھی شاید بھول گیا ہوں پانچوان دن ہے کہ منشی نول کشور بسواری ڈاک
رہگرائے لکھنو ہوے کل پہنچ گئے ہوں یا آج پہنچ جائیں آج روز یکشنبہ ۱۳ دسمبر کی ہے
ایک دن منشی صاحب میرے پاس بیٹھے تھے اور برخوردار شہاب الدین خاں بھی تھا
میں نے ثاقب کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر میں دنیا دار ہوتا تو اسکو نوکری کہتا مگر چونکہ فقیر

تکیہ دار ہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تین جگہ کا روزینہ دار ہوں ساڑھے باسٹھ روپیہ یعنے
لماہ سال سرکار انگریزی سے پاتا ہوں اور بارہ سو سال رامپور سے اور چوبیس روپیہ
سال ان مہاراج سے توضیح یہ کہ دو برس سے ہر مہینے میں چار بار اخبار مجکو بھیجتے ہیں
قیمت نہیں لیتے مگر ہاں اڑتالیس ٹکٹ میں مطبع میں پہنچا دیا کرتا ہوں ۸ سے
جو میں نے پوچھے تھے کہ علی حسین خاں کے حوالہ کروں مقصود اس سے یہ تھا کہ ارسال
بسبیل ہنڈوی دشوار ہے خیر اب جسطرح ہوگا حصار پر ہنڈوی لکھوا کر تمکو بھیجدونگا
تم حصار پہنچکر روپیہ منگوا لیجو خدا چاہے تو دسمبر میں روپیہ تمہارے پاس پہنچ جائے
اُستاد میر جانصاحب کو قدمبوس کہکر مجکو فرعون بننا پڑا دوہائی خدا کی اب ایسا
نکرونگا میرا سلام بلکہ دعا اون کو کہدینا۔ پرسوں مولوی صدرالدین خاں صاحبکو
فالج ہوگیا سیدھا ہاتھ رہگیا ہے زبان موٹی ہوگئی ہے بات مشکل سے کرتے ہیں اور کم
سمجھ میں آتی ہے میں اپاہج ہوں جا نہیں سکا جو اونکو دیکھ آتا ہے اوس سے اونکا
حال پوچھا جاتا ہے۔ دن تاریخ صدر میں لکھ آیا ہوں کاتب کا نام غالب ہے کہ دستخط
سے پہچان جاؤ ایضاً آج بدھ کے دن ۲۷۔ رمضان کو پہر دن چڑھے جسوقت
کہ میں کھانا کھاکر باہر آیا تھا ڈاک کا ہرکارہ تمہارا خط اور شہاب الدین خاں کا
خط معاً لایا مضمون دونوں کا ایک واہ کیا مضمون ان دنوں میں کہ سبطرح رنج
و عذاب فراہم ہیں ایک داغ جگر سوز یہ بھی ضرور تھا سبحان اللہ میں نے اوسکی
صورت بھی نہیں دیکھی یا ولادت کی تاریخ سُنی یا اب رحلت کی تاریخ لکھنی پڑی
پروردگار تمکو جیتا رکھے اور نعم البدل عطا کرے میاں اسکو سب جانتے ہیں کہ
میں مادہ تاریخ نکالنے میں عاجز ہوں لوگوں کے مادہ دئے ہوئے نظم کر دیتا

ہوں اور جو مادہ اپنی طبیعت سے پیدا کرتا ہوں وہ پیشتر لچر ہوا کرتا ہے چنانچہ اپنے
بھائی کی رحلت کا مادہ دریغ دیوانہ نکالا پھر اوسمیں سے آہے کے عدد گھٹائے تمام
دوپہر اسی فکر میں رہا نہ سمجھتا کہ مادہ ڈھونڈھا تمہارے نکالے ہوئے دو لفظوں کو
تاکا کیا کہ کسی طرح سات اسپر بڑھاوں بارے ایک قطعہ درست ہوا مگر تمہاری زبان
سے یعنے گویا تمنے کہا ہے پانچ شعر ہیں تین شعر زاید دو موضح مدعا لیکن میں نہیں
جانتا کہ تعمیہ اچھا ہے یا بُرا ہے ہاں اغلاق تو البتہ ہے تامل سے سمجھ میں آتا ہے اور
شاید لوح مزار پر کھدوانے کے قابل نہو قطعہ درگریہ اگر دعوی ہمچشمی ما کرد + بینی کہ
شود ابر بہاری خجل از ما + نا چار بگریہم شب و روز کہ ازیں سہل + باشد کہ برد کالبد
از گل از ما + گفتی کہ نگہدار دل از کشمکش غم + خود کرد بیرآورد غم جاں گسل از ما +
یعنے شرر از شعلہ سوز غم ہجرش + چوں شمع دود دو دمبر متصل از ما + غمدیدہ نسیمی پے
تاریخ وفاتش + بنوشت کہ در داغ پسر سوخت دل از ما + ما کے عدد ۱۴ دل کے
عدد ۳۴ ما میں سے دل گیا گویا اکتالیس میں سے ۳۴ گئے باقی رہے سات وہ
وہ داغ پسر پر بڑھائے ۱۲۷۴ ہاتھ آئے ایضاً سبحان المدہزار برس تک نہ
پیام بھیجنا نہ خط لکھنا اور پھر لکھنا تو سراسر غلط لکھنا مجھ سے کتاب مستعار مانگتے ہو یاد
کرو کہ تمکو لکھ چکا ہوں کہ دساتیر اور برہان قاطع کے سوا کوئی کتاب میرے پاس
نہیں از انجملہ برہان قاطع تمکو دے چکا ہوں دساتیر میرا ایمان و حرز جان ہے
اشعار تازہ مانگتے ہو کہاں سے لاؤں عاشقانہ اشعار سے مجکو وہ بعد ہے جو ایمان
سے کفر کو گورنمنٹ کا بھاٹ تھا بھٹی کرتا تھا خلعت پاتا تھا خلعت موقوف بھٹی
متروک نہ غزل نہ مدح ہزل و ہجو میرا آئین نہیں پھر کہو کیا لکھوں بوڑھے پہلوان

کسے سے بیچ بتانے کو رہگیا ہوں اکثر اطراف وجوانب سے اشعار آجاتے ہیں اصلاح پاجاتے ہیں باور کرنا اور مطابق واقع سمجھنا تمہارے دیکھنے کو دل بہت چاہتا ہے اور دیکھنا تمہارا موقوف اسپر ہے کہ تم یہاں آؤ کاش اپنے والد ماجد کے ساتھ چلے آتے اور مجکو دیکھ جاتے اردو کا دیوان رامپور سے لایا ہوں اور وہ اگرہ گیا ہے وہاں مطبع ہوگا ایک نسخہ تمہارے پاس بھی پہنچ جائیگا ۵ تم جانو تمکو غیر سے جو سم وراہ ہو۔ مجکو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو۔ مرقومہ روز دوشنبہ ۲ جولائی سنہ ۱۲۶۰ غالب ایضاً صاحب میرا برادر عالیقدر اور تمہارا والد ماجد اب اچھا ہے از روئے عقل اعادہ مرض کا احتمال باقی نہیں ہے رہا وہم اوسکی دوا لقمان کے پاس بھی نہیں۔ مرزا قربان علی بیگ اور مرزا شمشاد علی بیگ کے باب میں جو کچھ تمنے لکھا ہے اور آیندہ جو کچھ لکھوگے میری طرف سے جواب وہی ہوگا جو آگے لکھ چکا ہوں یعنے میں تماشائی محض رہونگا اگر بھائی صاحب مجھ سے کچھ ذکر کرینگے تو بہلی کہونگا۔ آپ کے عم عالیمقدار جو فرماتے ہیں کہ غالب کو بیٹھے ہوے ہزارہا تسویلات وخیالات دکھلائی دیتے ہیں یہ حضرت نے اپنی ذات پر میری طبیعت کو طرح کیا ہے اور وہ یہ سمجھے ہیں کہ جسطرح میں مبتلاے وساوس واوہام ہوں اور لوگ بھی اسیطرح بخارات مراقی میں گرفتار ہوں گے قیاس مع الفارق ہے نہ تخیل صادق یہاں لاموجود الا اللہ کی بادہ ناب کا طل گراں چڑھائے ہوے اور کفر و اسلام و نور و نار کو مٹائے ہوے بیٹھے ہیں ۵ کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر۔ سوائے اللہ واللہ مافی الوجود ضمیران بروزن دُرگراں لغت عربی ہے نہ معرب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ پھول ہندوستان میں ہوتا ہے یا نہیں اسکی تحقیقات از روے الفاظ الادویہ ممکن ہے۔

آج اوس نے جلاب لیا دس دست آئے مواد خوب اخراج ہوا فارسی غیر فصیح
امروز فلانی مسہل گرفت دہ دست آمد مواد خوب برآمد فارسی فصیح امروز فلانی
بیگاہ دارو ئے مسہل آشامید تا شام دہ بار نشست یا دہ بار بستراخ رفت یا دہ بار بہ بیت الخلا
رفت مادہ فاسد چنانکہ باید اخراج یافت۔ معلوم رہے کہ لوطیوں کے منطق میں خصوصًا
اور اہل پارس کے روزمرہ میں عمومًا نشستن بہ استعارہ ہے ریدن کا چنانچہ ایک تذکرہ
میں مرقوم ہے کہ اصفہان میں ایک امیر نے شعرا کی دعوت اپنے باغ میں کی مرزا صاحب
اور اوس عصر کے کئی شعرا جمع ہوے ایک شاعر کہ تذکرہ میں اوسکا نام مندرج ہے
اور میں بھول گیا ہوں اکول تھا مگر معدہ اوسکا ضعیف تھا حرص وشرہ کے سبب سے
بہت کہا جاتا تھا ہضم نکر سکتا تھا کھا کھا کر شراب پی پی کر دروازہ باغ کا مقفل کر کے
سب سو رہے اس مرد اکول فضول نے رات بھر میں سارا باغ ہگ بہرا نہ ایک جگہ
بلکہ کبھی اوس کیاری میں اور کبھی اوس روش پر کبھی اوس درخت کے تلے کبھی اور
دیوار کی جڑ میں قصہ مختصر غایت شرم وحیا سے دو چار گھڑی رات رہے دیوار سے کود
کر چلا گیا صبحکو جب جاگے اسکو ادھر اودھر ڈھونڈھا کہیں نہ پایا مگر حضرت کا فضلہ
کئی جگہ نظر آیا مرزا صاحب یہ سنکر فرمایا یاران شمارا چہ افتادہ است کہ میگوئید فلانے در
باغ نیست ما بینیم کہ مخدوم ہمدریں باغ چند جا نشستہ است صبح جمعہ ۵۔ رمضان و
۷۔ مارچ سال رستاخیز۔ رباعی خط میں لکھنی بھول گیا یہ میں نے بھائی کو تہنیت میں
بھیجی تھی ؎ اے کردہ بہر زر فشانی تعلیم * پیراز کلاہ تو شکوہ دیہیم * باد ابتو فرخندہ
زیردان کریم * پروانگی جدید اقطاع قدیم * ایضًا مولانا علائی نہ مجھے خوف مرگ نہ دعوی
صبر ہے میرا مذہب بخلاف عقیدہ قدریہ جبر ہے تمنے میانجی گری کی بھائی نے برادر

پروری کی تم جیتے رہو وہ سلامت رہیں ہم اسی حویلی میں تا قیامت رہیں اس ابہام
کی توضیح اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مینھ کی شدت سے چھوٹا لڑکا ڈرنے لگا اوسکی
دادی بھی گھبرائی مجکو خلوتخانہ کا دروازہ غرب رویہ اور اوس کے آگے ایک چھوٹا سہ
درہ یاد تھا جب تمہارے پانو میں چوٹ لگی ہے تو میں اوسی دروازہ سے تمکو دیکھنے
آیا تھا یہ سمجھکر خلوتخانہ کو محلسرا بنایا چاہتا تھا کہ گاڑی ڈولی لونڈی اصیل کا چھن تیلن
تنبولن کہاری بسنہاری ان فرقوں کا مروہ دروازہ رہے گا میری اور میرے بچوں کی
آمد و رفت دیوانخانہ میں سے رہے گی عیاذاً باللہ وہ لوگ دیوانخانہ میں سے آئیں
جائیں اپنے بیگانے کو ہر وقت پھلپائیاں نظر آئیں بی وفادار جنکو تم کچھ اور بھائی
خوب جانتے ہیں اب تمہاری پھوپی نے اونہیں وفادار بیگ بنا دیا ہے باہر نکلتی ہیں
سودا تو کیا لائیں گے مگر خلیق اور ملنسار ہیں رستہ چلتوں سے باتیں کرتی پھرتی ہیں
جب وہ محل سے نکلیں گی ممکن نہیں کہ اطراف نہر کی سیر نکرینگی ممکن نہیں کہ دروازہ کو سپاہیوں سے باتیں نکریں
ممکن نہیں کہ پھول نہ توڑیں اور بی بی کو بیحجاب نہ دکھائیں ورنہ کہیں کہ یہ پھول تالی چچا کے بیٹے کی کاٹی کی
ایں شرح تمہارے چچا کے بیٹے کی کیاری کے ہیں ہے ہے ایسی عالیشان دیوانخانہ
کی یہ قسمت اور مجھ سے نازک مزاج دیوانے کی یہ شامت معہذا اوس سہ دری کو
اپنے آدمیوں کے اور لڑکوں کے مکتب کے لئے ہرگز کافی نجانا مورا اور کبوترا اور دنبہ
اور بکری باہر گھوڑوں کے پاس رہ سکتے تھے عرفت ربی لفسخ الغرایم پڑھا
اور چپ ہو رہا مگر تمہاری خاطر عاطر جمع رہے کہ اسباب وحشت وخوف وخطر اب
نرہے مینھ کھل گیا ہے مکان کے مالکوں کی طرف سے مدد شروع ہو گئی ہے نہ لڑکا
ڈرتا ہے نہ بی بی گھبراتی ہے نہ میں بے آرام ہوں کہلا ہوا کوٹھا چاندنی رات ہوا مزے

تمام رات فلک پر مرنج پیش نظر دو گھڑی کے تڑکے زہرہ جلوہ گرا دھر چاند مغرب میں ڈوبا ادھر مشرق سے زہرہ نکلی صبوحی کا وہ لطف روشنی کا وہ عالم ۶۔ ماہ اگست سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً صبح سہ شنبہ نہم ستمبر سنہ ۱۸۶۲ء جان غالب مگر جسم سے نکلی ہوئی جان قیامت کو دوبارہ ملنے کی توقع ہے خدا کا احسان مرزا قربان علی بیگ تمہاری کشش کے مجذوب کیوں بنتے وہ تو خود سالک ہیں مگر ہاں یہ صاحبزادہ سعادتمند رضواں سو اسکے آپ مالک ہیں نواب صاحب کا ہم مطبخ اور آپکا ہم مائدہ ہونا بہتر ہوا کاش تم یہ لکھتے کہ مشاہرہ کیا مقرر ہوا اثنا عشری ایک تم ہو سو تمہیں کیا اختیار ہے البتہ عشرہ بشرہ کی اولویت پر مدار ہے باپ تمہارا خلاف قاعدہ اہل سنت جماعت عشرہ میں سے ثلثہ کو کم کرتا تھا رضواں نے تمامًا کیونکر مانتا وہ تو ثلثہ کا دم بھرتا تھا تہور خاں صاحب کے باب میں بندہ جو یا اس خبر کا ہے کہ اب لوہارو سے اونکا اراہ کدہر کا ہے رضواں کو دعا پہنچے نواب صاحب کی عنایت اور مولانا علائی کی صحبت مبارک ہو پیر جی سے جب پوچھتا ہوں کہ تم خوب شخص ہو اور وہ کہتے ہیں کیا کہنا ہے اور میں پوچھتا ہوں کسکا تو وہ فرماتے ہیں مرزا شمشاد علی بیگ کا آئیں اور کسیکا نام تم کیوں نہیں لیتے دیکھو یوسف علیخاں بیٹھے ہیں ہیرا سنگھ موجود ہے واہ صاحب میں کیا خوشامدی ہوں جو منھ دیکھی کہوں میرا شیوہ حفظ الغیب ہے غایب کی تعریف کرنی کیا عیب ہے ہا نصاحب آپ ایسے ہی وضعدار ہیں اسمیں کیا ریب ہے۔

ایضاً جانا عالیشان خط پہنچا خط اوٹھا تمہاری آشفتہ حالی میں ہرگز شک نہیں تم کہیر قبائل کہیں والی شہر نا ساز گار انجام کار ناپدیدار ایک دل اور سو آزار اللہ تمہارا یاور علی تمہارا مددگار میں پا در رکاب بلکہ نعل در آتش کب جاؤں اور فرخ سیر کو دیکھوں ایک خط میں نے علی حسین خاں کو لکھا وہاں سے اوسکا جواب آگیا روہیلا پھوڑے پھنسی

میں مبتلا ہے خدا اوسکو صحت دے شمشاد علی بیگ کہاں الور پہنچا اور اسطرح گیا کہ
شہاب الدین خاں سے بھی ملکر نہ گیا خیر ۵ رموز مصلحت خویش خسرواں دانند
یہاں جشن کے وہ سامان ہو رہے ہیں کہ جمشید اگر دیکھتا تو حیران رہ جاتا شہر سے
دو کوس پر آغا پور نامی ایک بستی ہے آٹھ دس دن سے وہاں خیام برپا تھے پرسوں
صاحب کمشنر بہادر بریلی مع چند صاحبوں اور میموں کے آئے اور خیموں میں اترے
کچھ کم سو صاحب و میم جمع ہوے سب سرکار رامپور کے مہمان کل سہ شنبہ ۵ دسمبر
حضور پر نور بڑے تجمل سے آغا پور تشریف لے گئے بارہ پر دو بجے گئے اور شام کو
پانچ بجے خلعت پہنکر آئے وزیر علیخاں خانساماں خواصی میں سے روپیہ پھینکتا ہوا آتا تھا
دو کوس کے عرصہ میں دو ہزار روپیہ سے کم نہ نثار ہوا ہوگا آج صاحبان عالیشان کی دعوت ہے پہر
شام کا کھانا یہیں کھائینگے روشنی آتشبازی کی وہ افراط کہ الامان کا سامنا کریگی طوایف کا وہ ہجوم کہ حکام کا
وہ مجمع کہ اس مجلس کو طوایف الملوک کہا چاہیے کوئی کہتا ہے کہ صاحب کمشنر بہادر مع صاحبان عالیشان
کے کل جائیں گے کوئی کہتا ہے پرسوں۔ رئیس کی تصویر کھینچتا ہوں قد رنگ
شکل شمایل بعینہ بھائی ضیاء الدین خاں عمر کا فرق اور کچھ کچھ چہرہ اور لحیہ متفاوت
حلیم و خلیق باذل کریم متواضع متشرع متورع شعر فہم سینکڑوں شعر یاد نظم کی طرف
توجہ نہیں نثر لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں جلا لاے طباطبائی کی طرز برتتے ہیں
شگفتہ جبیں ایسے کہ اون کے دیکھنے سے غم کوسوں بھاگ جائے فصیح بیاں ایسی
کہ اون کی تقریر سنکر ایک اور نئی روح قالب میں آئے اللہم دام اقبالہ و زاد اجلالہ
بعد اختتام محافل طالب رخصت ہونگا بعد حصول رخصت دلی جاؤنگا بھائی صاحب
کی خدمت میں بشرط رسائی و تاب گویائی سلام کہنا اور بچوں کی خیر و عافیت جو تمکو

معلوم ہوئی ہے وہ مجکو لکھنا ۶- دسمبر ۱۸۶۵ء کی بدہ کا دن صبح کے آٹھ بجا چاہتے ہیں
کاتب کا تام غالب ہے کہ تم جانتے ہوگے ایضاً صبح یکشنبہ ۷، ۲- جولائی ۱۸۶۶ء
میری جان سُن پنجشنبہ پنجشنبہ جمعہ ۹ ہفتہ دس اتوار گیارہ ایک مژہ بر ہم زدن مینھ نہیں
تہا اس وقت شدت سے برس رہا ہے انگیٹھی میں کوئلے دہکا کر پاس رکھ لیے ہیں
دو سطریں لکھیں اور کاغذ کو آگ سے سینک لیا کیا کروں تمہارے خط کا جواب ضرور
لو سنتے جاؤ مرزا شمشاد علی بیگ کو تمہارا خط پڑھوا دیا اونہوں نے کہا کہ غلام جنخاں
کی معیت پر کیا موقوف ہے مجھے آج سواری ملجائے کل چل نکلوں اب میں کہتا ہوں
کہ اونٹ ٹٹو کا موسم نہیں گاڑی کی تدبیر ہو جائے بس پچاس برس کی بات ہے کہ
الہی بخش خاں مرحوم نے ایک زمین نئی نکالی میں نے حسب الحکم غزل لکھی بیت الغزل
یہ ؎ پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے + پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے
مقطع یہ ؎ اسد خوشی سے میرے ہاتھ پانو پھول گئے + کہا جو اوسنے ذرا میرے پانو
داب تو دے + اب میں دیکھتا ہوں کہ مطلع اور چار شعر کسی نے لکھکر اس مقطع اور
اوس بیت الغزل کو شامل اون اشعار کے کرکے غزل بنائی ہے اور اوسکو لوگ گاتی
پھرتے ہیں مقطع اور ایک شعر میرا اور پانچ شعر کسی الو کے جب شاعر کی زندگی میں
گانے والے شاعر کے کلام کو مسخ کردیں تو کیا بعید ہے کہ دو شاعر متوفی کے کلام میں مطربوں
نے خلط کر دیا ہو مقطع بیشک مولانا مغربی کا ہے اور وہ شعر جو میں نے تمکو لکھا ہے اور
یہ شعر جواب لکھتا ہوں ؎ داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار + کلچیں بہار تو زداماں
گلہ دارد + یہ دونوں شعر قاسی کے ہیں مغربی قدما میں اور عرفا میں ہے جیسا عراقی
انکا کلام دقایق حقایق تصوف سے لبریز قدسی شاہجہانی شعرا میں صائب و کلیم

کا ہمعصر اور ہمچشم انکا کلام شور انگیز ان بزرگوں کی طرز و روش میں زمین و آسمان کا
فرق۔ بھائی کو سلام کہنا اور کہنا کہ صاحب وہ زمانہ نہیں کہ ادھر متھرا داس سے قرض
لیا ادھر درباری مل کو مارا ادھر خوبچند چین سکھ کی کوٹھی جالوٹی ہر ایک پاس تمسک
مہری موجود شہد لگاؤ چاٹو نمول نہ سود اس سے بڑھکر یہ بات کہ روٹی کا خرچ بالکل چھوٹی
کے سر یا انہمہ کبھی خان نے کچھ دیدیا کبھی الور سے کچھ دلوا دیا کبھی ماں نے کچھ آگرہ سے بھیجدیا
اب میں اور باسٹھ روپیہ آٹھ آنے کلکٹری کے سو روپیہ رامپور کے قرض دینے والا ایک میرا
مختار کار وہ سود ماہ بماہ لیا چاہے نمول میں قسط اوسکو دینی پڑے انکم ٹکس جدا چوکیدار
جدا سود جدا نمول جدا بی بی جدا بچے جدا شاگرد پیشہ جدا آمد وہی ایک سو باسٹھ تنگ گیا
گزار مشکل ہوگیا روزمرہ کا کام بند رہنے لگا سوچا کہ کیا کروں کہاں سے گنجایش نکالوں
قہر درویش بجان درویش صبح کی تبرید متروک چاشت کا گوشت آدھا رات کی شراب
وگلاب موقوف بیس بائیس روپیہ مہینا بچا روزمرہ کا خرچ چلا یاروں نے پوچھا تبرید
و شراب کب تک نہ پیوگے کہا گیا کہ جب تک وہ نہ پلائیں گے پوچھا کہ نہ پیوگے تو کسطرح
جیوگے جواب دیا کہ جسطرح وہ جلائیں گے بارے مہینا پورا نہیں گزرا تھا کہ رامپور کی علاوہ
وجہ مقرری اور روپیہ آگیا قرض مقسط ادا ہوگیا متفرق رہا خیر رہو جبکی تبرید رات کی
شراب جاری ہوگئی گوشت پورا آنے لگا چونکہ بھائی نے وجہ موقوفی اور بحالی پوچھی
تھی اونکو یہ عبارت پڑھا دینا اور حمزہ خاں کو بعد سلام کہنا ؎ اے بیخبر بلذت شرب
مدام ما + دیکھا ہمکو یوں پلاتے ہیں دریبہ کے بنیوں کے لونڈوں کو پڑھا کر مولوی مشہور ہونا
اور مسائل ابو حنیفہ کو دیکھنا اور مسائل حیض و نفاس میں غوطہ مارنا اور ہے اور عرفا کو کلام سے حقیقت
وحدت وجود کو اپنے دلنشین کرنا اور ہے مشرک وہ ہیں جو وجود کو واجب و ممکن میں مشترک جانتے ہیں مشرک وہ ہیں

جو مسیلمہ کو نبوت میں خاتم المرسلین کا شریک گردانتے ہیں مشرک وہ ہیں جو نو مسلموں کو
ابوالائمہ کا ہمسر مانتے ہیں دوزخ ان لوگوں کے واسطے ہے میں موحد خالص اور مومن
کامل ہوں زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوں اور دلمیں لاموجود الا اللہ لاموثر فی الوجود
الا اللہ سمجھے ہوا ہوں انبیا سب واجب التعظیم اور اپنے اپنے وقت میں سب مفترض الطاعت تھے
محمد علیہ السلام پر نبوت ختم ہوئی یہ خاتم المرسلین اور رحمۃ للعالمین ہیں مقطع نبوت کا مطلع امامت اور
امامت نہ اجماعی بلکہ من اللہ ہے اور امام من بعد علی علیہ السلام ہے ثم حسن ثم حسین اسیطرح تا مہدی موعود علیہ السلام
ع بریں زیستم ہم بریں بگذرم ہاں اتنی بات اور ہے کہ اباحت اور زندقہ کو مردود اور شراب کو حرام
اور اپنے کو عاصی سمجھتا ہوں اگر مجکو دوزخ میں ڈالیں گے تو میرا جانا مقصود نہوگا بلکہ میں
دوزخ کا ایندھن ہونگا اور دوزخ کی آنچ کو تیز کرونگا تاکہ مشرکین ومنکرین نبوت مصطفوی
وامامت مرتضوی اوسمیں جلیں سنو مولوی صاحب اگر ہٹ دھرمی نکروگے اور
کتمان حق کو گناہ جانوگے تو البتہ تمکو یاد ہوگا اور کہوگے کہ ہاں یاد ہے جن روزوں
میں تم علاوالدین خاں کو گلستاں اور بوستاں پڑھاتے ہو اور تمنے ایک دن
غریب کو دو تین تپانچے مارے ہیں نواب امین الدین خاں اون دنوں میں لوہارو
ہیں علاوالدین خاں کی والدہ نے تمکو ڈیوڑھی پر سے اوٹھا دیا تم پاشم پر آب میرے
پاس آئے میں نے تم سے کہا کہ بھائی شریف زادوں کو اور سردار زادوں کو چشم نمائی
سے پڑھاتے ہیں مارتے نہیں تمنے بیجا کیا آیندہ یہ حرکت نکرنا تم نادم ہوئے اب وہ
مکتب نشین طفل سے گزر کر پیر ہفتاد سالہ کے واعظ بنے تمنے کئی فاقوں میں ایک شعر
حافظ کا حفظ کیا ہے ع چوں پیر شدی حافظ الخ اور پھر پڑھتے ہو اوسکے سامنے
کہ اوسکی نظم کا دفتر حافظ کے دیوان سے دوچند سہ چند ہے مجموعہ نثر جداگانہ اور یہ بھی

لحاظ نہیں کرتے کہ ایک شعر حافظ کا یہ ہے اور ہزار شعر اسکے مخالف ہیں ؎ صوفی
بیا کہ آئینہ صاف است جام را ٭ تا بنگری صفاے مے لعلفام را ٭ ؎ شراب ناب
خور و روے مہ جبیناں بیں ٭ خلاف مذہب آناں جمال ایناں بیں ؎ ترسم کہ صرفۂ
نبرد روز باز خواست ٭ نان حلال شیخ ز آب حرام ما ؎ ساقی مگر وظیفہ حافظ زیادہ داد ٭
کا شفقہ گشت طرۂ دستار مولوی ٭ میاں میں بڑی مصیبت میں ہوں محلسرا کی دیواریں
گر گئی ہیں پاخانہ ڈہ گیا چھتیں ٹپک رہی ہیں تمہاری بھوپی کہتی ہیں ہائے دلی ہائے
مری دیوانخانہ کا حال محلسرا سے بدتر ہے میں مرنے سے نہیں ڈرتا فقدان راحت
سے گھبرا گیا ہوں چھت چھلنی ہے ابر دو گھنٹے برسے تو چھت چار گھنٹے برستی ہے مالک
اگر چاہے کہ مرمت کرے تو کیونکر کرے مینھ کھلے تو سب کچھ ہو اور پھر اثناے مرمت
میں میں بیٹھا کسطرح رہوں اگر تم سے ہو سکے تو برسات تک بھائی سے مجکو وہ حویلی
جسمیں میر حسن رہتے تھے اپنی بھوپی کے رہنے کو اور کوٹھی میں سے وہ بالا خانہ مع دالان
زیریں جو الہی بخش خاں مرحوم کا مسکن تھا میرے رہنے کو دلوا دو برسات گزر جائے گی
مرمت ہو جائیگی پھر صاحب اور میم اور بابا لوگ اپنے قدیم مسکن میں آ رہیں گے تمہارے
والد کی ایثار و عطا کے جہاں مجھپر احسان ہیں ایک یہ مروت کا احسان میرے پایاں عمر
میں اور بھی سہی غالب ایضاً چارشنبہ ۱۸ مئی ۱۸۵۸ بقول عوام باسی عید کا دن
صبح کا وقت میری جان غالب کثیر المطالب کی کہانی سن میں اگلے زمانہ کا آدمی ہوں
جہاں ایک امر کی ابتدا دیکھی یہ جان لیا کہ اب یہ امر مطابق اس بدایت کے نہایت
پزیر ہوگا یہاں اختلاف طبایع کا وہ حال کہ آغاز مغشوش انجام مخدوش مبتدا خبر
سے بیگانہ شرط جزا سے محروم سنا اور متواتر سنا کہ قصہ طے ہو گیا اب علاؤالدین خاں

مع قبائل آئیں گے دل خوش ہوا کہ اپنے محبوب کی شکل مع اوسکے نتایج کے دیکھونگا
پرسوں آخر روز بھائی پاس گیا اثنائے اختلاط وانبساط میں میں نے پوچھا کہ کہو
بھئی علاوالدین خاں کب آئیں گے جواب کچھ نہیں ابے وہ قصہ تو طے ہوگیا ہاں وہ تو
روپیہ میں نے دے بھی دیا میں نے کہا تو اب چاہیئے کہ وہ آئیں فرمایا کہ شاید ابھی نہ آئے
ے معلوم ہوا کہ خیر مٹینگا باجا۔ ناچار ارادہ کیا کہ جو کچھ کہنا تھا اب وہ لکھکر بھیجوں پرسوں
تو شام ہوگئی تھی کل بغل گیر ہونے والوں نے دم نہ لینے دیا اوسپر طرہ یہ کہ ثاقب نے
کہا کہ بھائی تم سے شاکی ہیں اب ضرور آپڑا کہ گزارش مدعا سے پہلے تمہارے رفع ملال
میں کلام کروں بھائی تم میرے فرزند بلکہ بہ از فرزند ہو اگر میرا صلبی بیٹا اس دیدودانست
وتحریر وتقریر کا ہوتا تو میں اوسکو اپنا یار وفادار اور ذریعہ افتخار جانتا میرے خطوط کے
نہ پہنچنے کا گلہ غلط تمہارا کوفسا خط آیا کہ اوسکا جواب یہاں سے نہ لکھا گیا میرے پاس
جو مقاصد ضروری فراہم تھے وہ میں نے اس نظر سے نہ لکھے کہ اب تم آتے ہو زبانی
گفت وشنید ہو جائے گی ثاقب نے چلتی گاڑی میں روڑا اٹکا دیا تب مجھے توطیہ و
تمہید میں ایک ورق لکھنا پڑا ورنہ آغاز نگارش یہاں سے ہوتا یا اسد اللہ الغالب
ے یا من از جہل معارض شدہ تا منقطعے ✦ کہ گرش ہجو کنم ایں بود ش مدح عظیم ✦ یہ
رسالہ موسوم بہ محرق قاطع برہاں جو ثاقب نے تمکو بھیجا ہے میرے کہنے سے بھیجا ہے اور
اس ارسال سے میرا مدعا یہ ہے کہ اسکے معاینہ کے وقت اوس کتاب کی بیربطی عبارت
پر اور میری اپنی قرابت اور نسبت ہائے عدیدہ پر نظر نکردہ بیگانہ وار دیکھو اور
از روئے انصاف حکم بنو بے حیف دمیل اوسنے جو مجھے گالیاں دی ہیں اسپر
غصہ نکرو غلطیاں عبارت کی شدت اطناب مملل کی صورت سوال دیگر جواب دیگر

ان باتوں کو مطمح نظر کر و بلکہ اگر فرصت مساعدت کرے تو اون مراتب کو الگ ایک
کاغذ پر لکھوا و ر بعد اتمام میرے پاس بھیجدو میرا ایک دوست روحانی کہ وہ منجملہ
رجال الغیب ہے ان ہفوات کا خاکا اوڑا رہا ہے نیر رخشاں نے اوسکو مدد دی ہے
تم بھی بھائی مدد دو اور وہ امر مبہم کہ جو تمہارے والد کی تقریر سے دلنشین نہیں ہوا
یعنے قصہ چک جانا اور دلی آنا اسکا ماجرا مفصل و مشرح لکھ دو تاریخ اپنا نام اغاز کتابت
میں لکھ آیا ہوں اب ارسال جواب کی تاکید کے سوا اور کیا لکھوں فقط ایضاً میاں
میں تمہارے باپ کا تابع تمہارا مطیع فرخ مرزا کا فرمانبردار مگر ابھی اوٹھا ہوں اپنی
کو بھی نہیں سمجھا کہ میں کون ہوں آج فرخ صاحب کے نام کا رقعہ پہنچ جائے گا چہہ جزو تمہارے
دئے ہوے میر مہدی حسین صاحب کو دئے اور باقی دن چڑھے اعیان مطبع جمع
ہولیں تو وہ اوراق بھی منگا دوں غالب ایضاً شنبہ ۱۵ شعبان و فروری وقت
نماز ظہر نیر اصغر سپہر سخن سرائے مولانا علائی کے خاطر نشان و دلنشین ہو کہ آج
صبحکو ۹ یا ۱۰ گھڑی دن چڑھے دونوں بھائی صاحب تشریف لائے میں گیا اور
ملا علی حسین خاں کو بھی دیکھا تھوڑی دیر کے بعد بھائی صاحب والدہ صاحبہ کے
پاس گئے میں گھر آیا کھانا کھایا دوپہر کو تمہارا خط پایا دو گھڑی لوٹ پوٹ کر جواب
لکھا اور ڈاک میں بھجوایا۔ یہ مرض جو بھائی کو ہے اس راہ سے کہ ضد صحت ہے مکروہ
طبع ہے ورنہ ہرگز موجب خوف خطر نہیں میں تو بھول گیا تھا اب بھائی کے بیان
سے یاد آگیا کہ ۱۲-۱۳ برس پہلے ایکدن ناگاہ یہ حالت طاری ہو گئی تھی وہ
موسم جوانی کا تھا اور حضرت عادی بہ افیون نہ تھے تنقیہ بہ قے فوراً اور بہ سہال
بعد چند روز عمل میں آیا اب سن کہولت استعمال افیون مزید علیہ دورہ جلد جلد

متواتر مواضع طراب از راہ محبت ہے از روے حکمت ضطراب کی کوئی وجہ نہیں
نظری میں یکتا حکیم امام الدین خاں وہ ٹونک عملی میں چالاک حکیم احسن اللہ خاں
وہ کرولی رہے حکیم محمود خاں وہ ہمسایہ دیوار بدیوار حکیم غلام نجف خاں وہ
دوست قدیم صادق الولا حکیم بقا کے خاندان میں دو صاحب موجود تیسرے
حکیم منجھلے وہ بھی شریک ہو جائیں گے اب آپ فرمائے حکیم کون ہے ہاں دو ایک
ڈاکٹر بہ اعتبار ہمقومی حکام نامور یا کوئی ایک آدھ بید سو منزوی اور گمنام بہر حال
خاطر جمع رکھو خدا کے فضل پر نظر رکھو سبحان اللہ تم مجھ سے سپارش کروا ئیں نجا
کی کیا میرے پہلو میں دل یا میرے دل میں ایمان جسکو محبت بھی کہتے ہیں بقدر
بر پیشہ و سر مو بھی نہیں معالجہ حکما کی راہ پر رہے گا مذمت اور غمخواری میں اگر
قصور کروں تو گنا ہگار میاں ایسے موقع میں رائے اطبا میں خلاف کم واقع
ہوتا ہے مرض مشخص دو معین سو مزاج سا فج نہیں مادی ہے اور مادہ بارد ہے
کوئی طبیب سوائے تنقیہ کے کچھ تدبیر نہ سوجھے گا تنقیہ میں سوائے مخرجات بلغم اور کچھ
تجویز نکریگا تجویز یہ ہے کہ دو دن کے بعد تنقیہ خاص ہو اور ایارج کا سہل دیا جائے
اسما و آیات شفا بخش مقرر ہیں رد سحر و دفع بلا ان کے ذریعہ سے متصور ہے لیکن
ان ملاؤں اور غرایم خوانوں نے تہہ تو ڑ دی ہے کچھ نہیں جانتے اور باتیں بکھانتے
ہیں تمہارے باپ پر کوئی سحر کیوں کرے گا بیچارہ الگ ایک ایسے گوشہ میں رہتا ہے
کہ جب تک خاص وہانکا قصد نکرے کبھی کوئی وہاں نجائے یہ خیال عبث ہاں
خیرات و مساکین سے طلب دعا اور اہل اللہ سے استمداد شہر میں مساکین شمار سے
باہر اہل اللہ میں ایک حافظ عبد العزیز باخیر شما بسلامت نجات کا طالب غالب ن اد

تاریخ اوپر لکھ آیا ہوں **ایضاً** اقبال نشان والاشان صدرہ عزیز تر از جان مرزا علاء الدین خاں کو دعائے درویشانہ غالب دیوانہ پہنچے سال نگارش تمکو یاد ہوگا میں نے دبستان فارسی کا تمکو جانشین و خلیفہ قرار دیکر ایک سجل لکھدیا ہے اب جو چار کم اسّی برسکی عمر ہوئی اور جانا کہ میری زندگی برسوں کیا بلکہ مہینوں کی نرہی شاید بارہ مہینے جسکو ایک برس کہتے ہیں اور جیوں ورنہ دو چار مہینے پانچ سات ہفتے دس بیس دن کی بات رہ گئی ہے اپنی ثبات حواس میں اپنی دستخط سے یہ توقیع تمکو لکھدیتا ہوں کہ فن اردو میں نظماً و نثراً تم میرے جانشیں ہو چاہیے کہ میرے جاننے والے جیسا مجکو جانتے تھے ویسا تمکو جانیں اور جسطرح مجکو مانتے تھے تمکو مانیں کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یکشنبہ سلخ صفر ۱۲۷۵ ہجری ۲۱ جون ۱۸۵۸ء مقام دہلی

بنام مرزا امیر الدین احمد خاں المدعو بفرخ مرزا

اے مردم چشم جہاں بیں غالب پہلے القاب کے معنے سمجھ لو یعنے چشم جہاں بین غالب کی پتلی چشم جہاں بیں تمہارا باپ مرزا علاء الدین خاں بہادر اور پتلی تم آج میں نے تمہارا خط دیکھا مجکو بہت پسند آیا استاد کامل نہونے کے باوصف تمنے یہ کمال حاصل کیا آفریں صد آفریں میں اپنے اور تمہاری پروردگار سے کہ وہ رب العالمین ہے یہ دعا مانگتا ہوں کہ تمکو زیادہ نہیں تو تمہارے باپ کے برابر علم و فضل اور تمہارے پردادا حضرت فخر الدولہ نواب احمد بخش خاں بہادر جنت آرامگاہ کے برابر جاہ و جلال عنایت کرے میاں تمہارے دادا نواب امین الدین خاں بہادر ہیں میں تو تمہارا دل دادہ ہوں خبردار ہر جمعہ کو اپنی صورت مجھے دکھا جایا کرو والد عادیدار کا طالب غالب

بنام میر احمد حسین ملتخلص بہ میکش

بھائی میکش آفرین ہزار آفریں تاریخ نے مزا دیا خدا جانے وہ خرمے کس مزے کے ہوں گے جنکی تاریخ ایسی ہے دیکھو صاحب ؎ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید + تاریخ دیکھی اوسکی تعریف کے خرمے کھائیں گے اوسکی تعریف کریں گے کہیں یہ تمہارے خیال میں نہ آوے کہ یہ حسن طلب ہے کہ ناحق تم دین محمد غریب کو دوبارہ تکلیف دو ابھی رقعہ لیکر آیا ہے ابھی خرمے لیکر آوے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اگر بفرض محال تم یوں ہی عمل میں لاوگے اور میاں دین محمد صاحب کے ہات خرمے بھجواوگے تو ہم بھی کہیں گے تازہ شے بہتر بارہ سے بہتر + ایضاً میاں عجیب اتفاق ہے نہیں تمہارے دیکھنے کو آسکتا ہوں نہ تم میرے دیکھنے کو قدم رنجہ فرما سکتے ہو وہ قدم رنجہ کہاں سے کرو سراپا رنجہ ہو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ یہ تعطیل کے دن کیا ناخوش گزرے یوسف مرزا سے میر سرفراز حسین سے تمہارا حال سن لیتا ہوں اور رنج کھاتا ہوں خدا تمہارے حال پر رحم کرے اور تمکو شفا دے خواہش یہ ہے کہ ناتوانی کا عذر نکرو اور اپنا حال اپنے ہاتھ سے لکھو والدعا اسد

بنام جناب حکیم غلام مرتضے خانصاحب

خانصاحب جمیل المناقب حکیم غلام مرتضے خانصاحب کو غالب دردمند کا سلام خوب یاد کیجے کہ میں نے کبھی کسی امر میں آپ کو تکلیف نہیں دی اب ایک طرح کی عنایت کا سائل ہوں حامل ہذا المکتوب پنڈت جی نراین میرا یہ خط لیکر حاضر ہوتے ہیں انکے بزرگ نواب احمد بخشخاں کی سرکار میں مناصب جلیلہ اور عہدہ ہاے جلیلہ رکھتے تھے اب موقع یہ آیا ہے کہ جستجوے نوکری میں پٹیالے آتے ہیں آپ کو میرے سر کی قسم

جہانتک ہوسکے سعی کرکے انکو موافق انکی عزت کے کوئی منصب کوئی عہدہ دلوادوگے
تو میں یہ جانونگا کہ تمنے مجھے نوکر رکھوادیا ہے بڑا احسانمند رہونگا نجات کا طالب غالب
۱۳۔ شوال ۱۲۸۱ھ ہجری +

بنام جناب حکیم غلام رضا خانصاحب

نور دیدہ و سرور دل و راحت جان اقبالنشان حکیم غلام رضا خاں کو غالب نیمجانکی
دعا پہنچے تمسے رخصت ہوکر اور تمہیں خدا کو سونپ کر روانہ رامپور ہوا موسم اچھا تھا گرمی
گزر گئی تھی جاڑا ابھی چمکا نہ تھا عالم اعتدال آب و ہوا سایہ و سرچشمہ جابجا آرام سے رامپور
پہنچا نواب صاحب جمال بمقتضائے الولد سر لابیہ حسن اخلاق میں نواب فردوس آرامگاہ
کے برابر بلکہ بعض شیوہ و روش میں اون سے بہتر ہیں بجز مسند نشینی کے غلہ کا محصول
یک قلم معاف کیا علی بخشخاں خانساماں کو تیس ہزار روپیہ بابت مطالبہ سرکاری
بخش دیا مفصل حالات بذل و نوال عند الملاقات زبانی کہونگا سنو صاحب میں
فقیر آزادہ کیش ہوں دنیا دار نہیں مکار نہیں خوشامدیر اشعار نہیں جسمیں جو صفات
دیکھتا ہوں وہ بیان کرتا ہوں نواب صاحب تو گھر بیٹھے مجھے سو روپیہ مہینا دیتے ہیں
تم مجھے کیا دیتے ہو جو تمہارے باب میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بشل میرا کوئی صلبی بیٹا
ایسا ہوتا جیسے تم ہو تو میں اوسکو اپنا فخر و شرف جانتا علم و عقل و خلق و صدق و سداد
حلم کے جامع تورع و زہد و تقوے کے حادی علم اخلاق میں حکمائے روحانی نے
سعادت کی جو مدارج لکھے ہیں وہ سب تم میں پائے جاتے ہیں پروردگار تمکو عمر طبیعی
عطا کرے اور دولت و اقبال شمار سے زیادہ دے ۵ انشاء اللہ کہ ہمچنیں خواہد

بود ٭ غالب ٭

بنام جناب ماسٹر پیارے لال صاحب

شفیق مکرم بابو پیارے لال صاحب کو سلام کل رقعہ مع مسودہ بابو چندو لال صاحب کے پاس پہنچگیا یقین ہے کہ اپ کی نظر سے گزرا ہوگا اور آپ مسودہ کرنے پر متوجہ ہوے ہوں گے جلدی نہیں آپ بغور اچھی طرح تامل سے لکھئے جب صاف ہو جائیگا مجھے دیجیگا میں اپنی مہر کرکے ڈاک میں بھجوا دونگا ابھی ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس سے آیا ہوں وہ کہتے تھے کہ کل لارڈ صاحب آئیں گے اور پرسوں شملے کو تشریف لیجائیں گے بطریق اطلاع آپکو لکھا ہے یہ منظور نہیں کہ عرضی آج تیار ہو جائے اور کل میں آپ دوں ڈاک میں ارسال کرنا منظور ہے راقم اسد اللہ خاں غالب ۳- اپریل ۱۸۶۶ء

ایضاً کیونصاحب ہم سے ایسے خفا ہو گئے کہ ملنا بھی چھوڑا خیر میری تقصیر معاف کرو اور اگر ایسا ہی گناہ عظیم ہے کہ کبھی نہ بخشا جائیگا تو وہ گناہ میرا مجھپر ظاہر کرو تاکہ میں اپنی قصور پر اطلاع پاؤں - برخوردار میر اسنگھ تمہارے پاس پہنچتا ہے اور یہ تمہارا دست گرفتہ ہے رہتک میں تمنے اسے نوکر رکھوا دیا تھا خیر وہاں کی صورت بگڑ گئی اب یہ غریب بہت تباہ ہے اور امور معاش میں سخت دلتنگ تمہیں دستگیری کرو تو یہ سنبھلے ورنہ اسکا نقش ہستی صفحہ دہر سے مٹ جائیگا والسلام عنایت کا طالب غالب

ایضاً فرزند ارجمند اقبال بلند بابو ماسٹر پیارے لال کو غالب ناتواں بیجاں کی دعا پہنچے لاہور پہنچکر تمنے مجھے خط نہ بھیجا اسکی میں جتنی شکایت کروں بجا ہے تم نہیں جانتے کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے میں تمہارا عاشق ہوں اور کیونکر نہ عاشق ہوں صورت کے تم اچھے سیرت کے تم اچھے شیوہ و روش کے تم اچھے خالق نے خوبیاں تم میں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہیں اگر میرا صلبی فرزند ایسا ہوتا جیسے تم ہو تو میں اوسکو اپنا فخر خاندا

سمجھتا اور اب تم جس قوم اور جس خاندان میں ہو اوس قوم اور اوس خاندان کے ذریعہ افتخار ہو خدا تمکو سلامت رکھے اور عمر و دولت و اقبال و جاہ و جلال عطا کرے میاں تمکو یاد ہے کہ میں نے تمکو سابق اس سے نورچشم مرزا یوسف علیخاں کے باب میں کچھ لکھا ہے میرے اختلال حواس کا حال تم جانتے ہو خدا جانے اوسوقت کس خیال میں تھا اور میں کیا لکھ گیا وہ جو کچھ لکھا وہ سہل انگاری تھی اب جو کچھ لکھتا ہوں یہ راست گفتاری ہے مختصر یہ یعنے مرزا یوسف علیخاں عزیز بڑے عالیخاندان اور بڑے بزرگ قوم کے ہیں شاعر بھی بہت اچھے ہیں شعر خوب لکھتے ہیں صاحب استعداد ہیں علم اونکو اچھا ہے یہہ بھی گویا فرقہ اہل علم و فضل میں سے ہیں اور ترقی کے قابل ہیں نورچشم مولوی نصیر الدین کو میری دعا کہنا محررہ ۳۰ جنوری ۱۸۶۳ء۔

بنام منشی جواہر سنگہ صاحب جوہر

برخوردار منشی جواہر سنگہ کو بعد دعاے دوام عمر و دولت معلوم ہو خط تمہارا پہنچا خیر و عافیت تمہاری معلوم ہوئی قطعے جو تمکو مطلوب تھے اوس کے حصول میں جو کوشش ہیرا سنگہ نے کی ہے میں تم سے کہہ نہیں سکتا نرمی کوشش نہیں روپیہ صرف کیا پندرہ روپیہ جو تمنے بھیجے تھے وہ اور پچیس تیس روپیہ اور صرف کئے پانچ پانچ اور چار چار روپیہ اور دو دو روپیہ کو قطعے مول لئے اور بنوائے خریدمیں روپیہ جدا دئے اور بنوائی میں روپیہ جدا لگائے دوڑتا پھرا حکیم صاحب پاس کئی بار جاکر حضور والا کا قطعہ لایا اب دوڑ رہا ہے ولیعہد بہادر کے دستخطی قطعہ کے واسطے یقین ہے کہ دو چار دن میں وہ بھی ہات اوے اور بعد اوس قطعہ کے آنے کے وہ سب کو یکجا کرکے تمہارے پاس بھیج دیگا مدد میں بھی اوسکی کر رہا ہوں لیکن اوسنے بڑی مشقت کی آفریں

صد آفریں پندرہ روپیہ میں سے ایک روپیہ اپنے صرف میں نہیں لایا اور ماں کو عاجز کرکے اوس سے بہت روپیہ لئے جب سب قطعہ تمہارے پاس پہنچیں گے تب اوسکا حسن خدمت تم پر ظاہر ہوگا کیوں صاحب وہ ہماری لنگی ابتک کیوں نہیں آئی بہت دن ہوے جب تمنے لکھا تھا کہ اسی ہفتہ میں بھیجونگا والدعا۔ اسد اللہ ایضاً برخوردار کامگار سعادت واقبال نشان منشی جواہر سنگہ جوہر کو بلب گڈھ کی تحصیلداری مبارک ہو پیلی سے نوح آئے نوح سے بلب گڈھ گئے اب بلب گڈھ سے دلی آؤگے انشاء اللہ سنو صاحب حکیم مرزا جان خلف الصدق حکیم آغا جان صاحب کے تمہارے علاقہ تحصیلداری میں بصیغہ طبابت ملازم سرکار انگریزی ہیں انکے والد ماجد میرے پچاس برس کے دوست ہیں میں اونکو اپنے بھائی کی برابر جانتا ہوں اس صورت میں حکیم مرزا جان میرے بھتیجے اور تمہارے بھائی ہوئے لازم ہے کہ انسے یکدل و یکرنگ رہو اور انکے مددگار بنے رہو سرکار سے یہ عہدہ بصیغہ دوام ہے تمکو کوئی نئی بات پیش کرنی نہوگی صرف اسی امر میں کوشش رہے کہ صورت اچھی رہے سرکار کی خاطر نشان رہے کہ حکیم مرزا جان ہوشیار اور کارگزار آدمی ہے +

۲۔ فروری ۱۸۴۲ء

بنام منشی ہیرا سنگہ صاحب

نور چشم غالب غمدیدہ منشی ہیرا سنگہ کو دعا پہنچے تمہارا خط محررہ ۱۱۔ جنوری پہنچا دورہ کا سفر بارے تمام ہوا اب جاڑوں کے دن آرام سے کاٹو گھبراؤ نہیں سال بھر پڑھے جاؤ جب لڑکا شد و بد سے آگاہ ہو جائے تب ڈپٹی کمشنر سے ترقی کی درخواست کرنا اگر نائب تحصیلدار رہو جاؤگے تو فتہ فتہ اسسٹنٹ ہونے کی گنجایش ہو مدرسہ کے

قہ میں تو تو کر نہیں ہو جو بابو پیارے لال کو تمہاری بدلی کا اختیار ہو نہ نہ میں اس
ب میں بابو صاحب سے کہونگا اور نہ یہ خط تمہارا منشی جواہر سنگھ کو دکھلاونگا ناحق اوبجھو
ں اس اوبجھنے سے فایدہ کیا خاطر جمع رکھو کہ رحم کرنیکند مدعی خدا بکند ۔ میں
باہی ہوں جیسا تم دیکھ گئے ہوا و جب تک جیونگا ایسا ہی رہونگا ۔ غالب ۱۴ جنوری ۱۸۶۸ء

بنام منشی بہاری لال متخلص بہ مشتاق

عادتمند باکمال منشی بہاری لال کو بیمن تاثیر دعای غالب خستہ حال عمر و دولت و اقبال
اوال ہو منشی من بھاون لال تمہارے والد ماجد کا انتقال موجب رنج و ملال ہوا اگرچہ
س رہرو جادۂ فنا سے میری ملاقات نتھی لیکن تمہارے تنہا اور بیمربی رہ جانیکا میں نے
ہت غم کھایا خدا اونکو بخشے اور تمکو صبر عطا کرے ۔ غالب ۲۶ فروری ۱۸۶۸ء ایضاً بخدمت
عاری لال مجکو تم سے جو محبت ہے اس کے دو سبب ہیں ایک تو یہ کہ تمہارے خال فرخ
ال منشی مکند لال میرے بڑے پرانے یار ہیں خوشخو شگفتہ رو بذلہ گو دوسرے تمہاری
عادتمندی اور خوبی اور علم اور بقدر حال علم اردو نظم و نثر میں تمہاری طبع کی روانی
ور تمہاری قلم کی گلفشانی مگر چونکہ تمکو مشاہدہ اخبار اطراف اور خود اپنے مطبع کے اخبار کی عبارت
اشغل تحریر ہمیشہ رہتا ہے بہ تقلید اور انشا پردازوں کے تمہاری عبارت میں بھی
لاکی غلطیاں ہوتے ہیں میں تمکو جا بجا آگاہ کرتا رہتا ہوں خدا چاہے تو املا کی
لطی کا ملکہ زایل ہو جائے مگر بہاری لال اس نونہال باغ دولت یعنے حکیم غلام رضا خال
ے دوام صحبت کو اپنے طالع کو یاوری سمجھو یہ دانشمند ستودہ خوے امیر نامور ہونیوالا
ور مراتب اعلے کو پہنچنے والا ہے اسکی ترقی کے ضمن میں تمہاری بھی ترقی ہونے
والی ہے ؎ بیا داماں صاحب دولتے گیر ۔ کہ مردانہ صاحب دولت شوی پیر

میاں سیج تو یوں ہو کہ اکمل المطابع اجمل المطابع بھی ہو حکیم غلام نبی خاں منجملہ خوباں رو
ہیں نکوخو ہی اور نیکوکردار ہیں میر فخرالدین آزادمنش اور سعادتمند نوجوان ہیں کم گ
اور مرنج و مرنجان ہیں تم چاروں شخص پیکر صدق و صفا و مہر و ولا کے چار عنصر
جہاں آفریں تم چاروں صاحبوں کو خشنود و دلشاد اور اکمل المطابع کو بارو
اور آباد رکھے ۔ غالب ۷ جون ۱۸۶۸ء

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ حصہ اول اردوے معلے بکمال تصحیح و تنقیح اکمل المطابع دہلی میں ج
اہتمام سید فخرالدین یکم رجب المرجب ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء
روز مبارک چہارشنبہ کو بساعت سعید و آوان حمید بارد گر چھپ کر تیار ہو گیا

خاتمہ کتاب اردوے معلے ریختہ کلک بلاغت انتما سخندان بے مثال
معنی سنج نازک خیال شاعر نغز گوے دلاویز بیان ناشر جادو طراز و شی
بیان میرزا اقربا لغلی بیگ خاں صاحب سالک شاگرد مولانا غالب مرحو

شیدائیان شاہد دلفریب سخن ہر وقت اسکے خریدار اور شیفتگان حسن معانی ہر دم
خواستگار رہتے ہیں کہ اچھا کلام جو مطبوع طبایع ناظرین خرد پیشہ اور پسند خواطر شائقین
درست اندیشہ ہو میسر آئے صاحب نظران دیدہ ور جنکی آنکھیں شبستان معانی کی سیر
ہوتی ہیں مشاہدہ ماہ پیکراں مہر تمثال سے تسلی نہیں پاتے اور رنگیں مشامان نکتہ
دماغ میں گلستان سخن کی بو بھر جاتی ہو ریاحین باغ ارم کے سونگھنے کو نہیں جاتے اور
وہ کلام اور وہ سخن جو نیر اعظم سپہر سخنوری و ماہ منیر آسمان معنی گستری شہسوار عرصہ
دانی یکہ تاز میدان جادو بیانی فرمانروائے کشور نازک خیالی زینت افزائے اورنگ

بے مثال ناثر نثری رفعت شاعر شعری رتبت چمن آرای گلستان فصاحت حدیقہ
پیرائے خیابان بلاغت فروغ بزم آفرینش نور دیدۂ بینش اوستادیگانہ مسلم الثبوت زمانہ
رشک عرفی وغیرت طالب جناب اوستادی نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خاں
بہادر نظام جنگ غالب کے زبان معجز بیان پر آیا ہوا و خامہ پرویں افشاں سے نکلا ہو
علی الخصوص یہ سفینہ بے نظیر و مجموعہ دلپذیر جسکا ہر حرف باعث نضارت چشم نظارگیان
اور ہر لفظ سبب تازگی دیدۂ مشتاقان ہے ہر سطر کو دریائے موج خیز معانی اور ہر فقرہ کو گلزار
ہمیشہ بہار رنگین بیانی کہنا چاہئے عبارت سے سلسبیل کی سلاست پیدا مضامین سے
آب کوثر کی لطافت ہویدا کمند انداز رسا میں گردن معنی شکار شیرینی ادا پر ادائے شیریں
لباں نثار غور کیجئے کہ فراہم آنا اس نسخہ بے بدل کا اور طبع ہونا اس کتاب بے مثل کا کیونکر
غنیمت نہ سمجھا جائے ناظرین کو لطف ارزانی و شایقین کو مذاق سخن کی فراوانی مبارک
کیونکر شکر فراہمی نہ ادا کیا جائے ہاں ای سالک اندوہگیں کیسا شکریہ کیا کلام ہے اسے
پیغمبر بہ وقت گریہ ہنگام ماتم عام ہے ؎ باید چو شمع در دل شبہا گریستن ٭ سرگرم بودن
از تہ دل با گریستن ٭ ناسازگار چشم مرا ناگداختن ٭ ناخوشگوار چشم مرا ناگریستن ٭ آنست
اگر تراوش سر چشمۂ حیات ٭ باید بعمر خضر و مسیحا گریستن ٭ ہنوز یہ نامہ دلاویز تمام و کمال
تشریف طبع نہ پا چکا تھا کہ سپہر بہمر نے بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۸۵ ہجری جامہ حیات جناب
مغفور و مرحوم کو چاک کیا ہے ہے آفتاب علم و کمال کو رنج خسوف دکھایا ماہتاب فضل و
ہنر کو صدمہ کسوف میں پھنسایا ؎ اس ستمگار سے کوئی پوچھے ٭ ہاتھ اس واقعہ سے
کیا آیا ٭ نسوجھا کہ عالم میں تاریکی چھائی گی زمانہ کو تسکین نہ ہاتھ آئے گی آنکھیں اشکبار
دل بیقرار ہوں گے مگر ؎ نیش عقرب نہ از پئے کین است ٭ مقتضائے طبیعتش این است ٭

اپنی عادت سے ناچار ہے دشمنی اہل کمال اسکا شعار ہے کوئی مبتلائے آفت ہو خوا
گرفتار مصیبت ہو اسکو اپنی گردش کا رنگ دکھاتا ہے کسی نہ کسی بیگانہ اتفاق کا نقش ہستی
صفحہ روزگار سے مٹاتا ہے سخن آرائے نوحہ سرائی ہے کیونکر بدل نہو سخن سنجی کے عوض
کبھی نالہ پُر درد اور کبھی آہ سرد لب پر ہے جب یہ بار گراں اندوہ دل پر آئے دم
مجال ہے کہ بیٹھ نہ جائے کیسی تاریخ خاتمۂ کتاب کیسا سالِ وفات ہاں گفتگو کو مختصر
کرتا ہوں اور ایک قطعہ لکھتا ہوں۔

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا		لب پہ نالوں کا ازدحام ہے
صدمۂ مرگ حضرتِ غالب		سببِ رنجِ خاص و عام ہے
ہے یہی سالِ طبع و سالِ وفات		آج اونکا سخن تمام ہوا ۱۲۸۵

تاریخ طبع حصہ اول اردوے معلے طبعزاد منشی جواہر سنگھ صاحب جوہر تخلص

جو اردوے معلے گشت تالیف		ہمانا یکجہاں گردید طالب
پئے سالِ مسیحائی طبعش		بگو جوہر بخیے اردوے غالب ۱۲۸۵

تب موجودہ اکمل المطابع دہلی بذریعہ زر نقد یا وی پی ایبل منگا سکتی ہیں

ترجمہ	۲	قرآن مجید چوصفحہ	۱۲ر	قرآن مجید چار ترجمہ	۲
یان	۱۵ر	ترغیب الترہیب امام منذری	۱۵ر	تیسیر القرآن	۵
ن موراہ سنت	۳ر	ابن ماجہ	۵ر	مشکوٰۃ شریف	۳
ذہنود	۸ر	حجۃ الہند رد آریہ	۲	سر الیال	۱
	۱۲ر	انصاف مترجم	۷ر	نسائی شریف مترجم	۷
	۸ر	لغت شاہجہانی	۵ر	اکمل الکرامت	۲
	۱۵ر	ترمذی مترجم	۷ر	جامع التفاسیر	۱
ں مصنفہ حکیم میر محمد خان	۱۵ر	کشف الرطب	۷ر	بچوں کا رکھا کا (ریر ممبر)	
عن قصۃ ذوالقرنین	۶ر	اردوئے معلے مصنفہ مرزا غالب	۲	ہدایات الرشید الی انجام السعید	۱
ترجم مولف تفسیر حسینی	۳ر	قرآن شریف ایک ترجمہ اردو	۱۵	قرآن شریف جلی قلم مترجم	۷
قطیع کلاں ۲۰		تقطیع کلاں ۲۰-۲۶		مع محصول	
ل	۱۰ر	مخزن المفردات	۱	بحر الجواہر عربی مع صدد الاعاظم	۲
یہ بلا تحفہ	۲	قرابادین جلالی	۸ر	اکسیر اعظم کامل چار جلد	۷
لم	۲	زاد غریب	۳ر	تاریخ الخلفاء	۲
یدک	۳ر	علاج نرگاوان	۶ر	تفسیر حقانی جلد اول بعنی مقدمہ	۱
جلد دوم	۲	تفسیر حقانی جلد سوم	۲	تفسیر حقانی جلد چہارم و پنجم	۲

اشتہار کتاب مسمریزم

لدین ہیں۔ جلد اول گلشن شہرت معروف بہ آئینہ مسمریزم۔ جلد دوم گلشن شہرت معروف بہ
ید۔ جلد سوم معروف بہ عجیب الحسنات جلد چہارم گلشن شہرت معروف بہ مجربات یکتائے اسدی
جلد ۱

المشتہر سید فخر الدین مہتمم اکمل الاخبار دہلی

اجازت نامہ

میں صرف ایک ہی دفعہ کے لئے ایک ہزار کاپی اُردو ہیٹ
کی اجازت (جس کا کاپی رائٹ میرے پاس محفوظ ہے
سیّد فخر الدین صاحب مہتمم مطبع اور محمد اجمل خاں کو
دیتا ہوں۔ آئندہ یہ بغیر میری اجازت کے بار دگر
نہیں چھاپ سکتے

دستخط

حکیم غلام رضا خاں عفی عنہ

محررہ ۱۵ فروری ۱۹۰۸ء

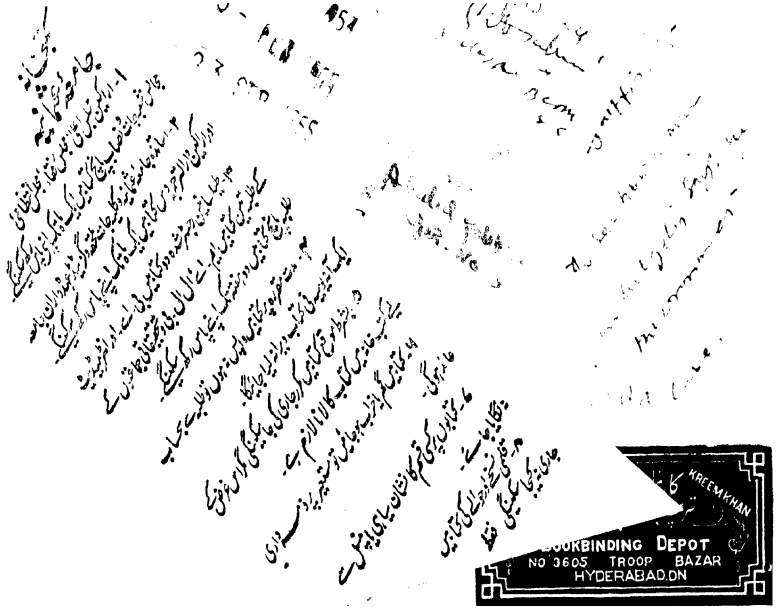
KREEMKHAN
BOOKBINDING DEPOT
NO 3605 TROOP BAZAR
HYDERABAD.DN